ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب لاجواب یعنی کارنامہ رستم و افراسیاب المسمیٰ

شاہنامہ اردو

جس میں

رستم اور سہراب کے دلاوری اور جوانمردی کے سین ایسے عمدہ تر پیرایہ میں دکھائے گئے ہیں کہ اونکے پڑھنے سے ہمت اور استقلال میں ترقی ہوتی ہی اور بزدل سے بزدل آدمی بھی جوانمرد بنجاتا ہی

حسب فرمایش برادر مکرم جناب شیخ ریاض الدین صاحب

باہتمام اضعف بندگان رب العالمین حافظ فیاض الدین

ہیلپ پریس آگرہ میں چھپا ۱۳۱۴ ت ، ۱۸۹۱ ش

بتوفیق رنگین نمای ریاحین چمن عون خرد فزای یاسمین سخن
شاہنامہ اردو
در مطبع ابو العلائی آگرہ بہ طبع مزین مطبوع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرنامہ حمد خدائے کریم
کہ ہے کردگار غفور و رحیم
شہی بخش شاہنشہان ہے وہی
بلندی دہ خسروان ہے وہی

کبھی دے زمردون کو وہ دستگاہ
کرے گاہ جمشید کو وہ تباہ
کبھی ناتوانونکو بخشے وہ زور
سلیمان کو گاہی کرے شکل مور

جن و دیو و انسان و حور و پری
مہ و مہر اور زہرہ و مشتری
کئے اوسنے قدرت سے پیدا تمام
نہان تھے ہوئے سو ہویدا تمام

کیا اوسنے پیدا یہ بالا و پست
زبردست دنیا مین اور زیردست
بلند اوسنے چرخ برین کو کیا
فراخ اوسنے یکسر زمین کو کیا

عجب اوسکی قدرت عجب شان ہے
عیان اوس پہ سب راز پنہان ہے
پرستار اوسکا ہے ہر اک امم
کرین ذکر اوسکا سبھی خاص و عام

بہر ہر دم حباب اوسکا دریا مین ہان
رکھے موج ذکر اوسکا ورد زبان
کیا اوسنے آراستہ باغ دہر
عنایت سے اوسکی ہے گل شاد بہر

چمن مین کیا سرو کو سرفراز
بہار و خزان سے ہوا بے نیاز
جہاندار ہے پاک پروردگار
پرستار اوسکے ہین سب تاجدار

خداوند کون و مکان ہے وہی
نگہدار خلق جہان ہے وہی
دلیرونکو اوسنے کیا ہے دلیر
کیا زور شیرونکو اوسنے ہی شیر

اگر وہ نہ یہ قوت و زور دے
تو پھر ہستی کوئی کیا کر سکے
گدا کو وہ چاہے تو دے خسروی
ضعیفونکو دم مین وہ کر دے قوی

توانا ہے وہ آپ اور زورمند
توہی ہے خداوند پست و بلند
وہ بخشے جسے عزت و افتخار
تو ہی تاب کسکی کرے پھر جو خوار

گدا و شہ اوسکے ہین فرمان پذیر
وہ سب کا ہے یاری و دستگیر
تو اونسی اوسکی ہی کر التجا
کہ شاہ و گدا کا ہی حاجت روا

تو درگاہ مین اوسکی ہو ہر زبان
تضرع کنان اور بنالہ خوان

مناجات بدرگاہ حق سبحانہ تعالے

مین افتادہ یارب سر خاک ہون
ستم دیدۂ دور افلاک ہون
ستاتی ہے اب گردش روزگار
مجھے خوار رکھے ہے لیل و نہار

یہ پھرتا نہین بخت برگشتہ آہ
رکھے ہے یہ سرگشتہ شام و پگاہ
نہین ہے کوئی اور فریاد رس
توہی دادخواہونکا ہے دادرس

نگاہ کرم مجھپہ کر یا خدا
مجھے شبہ رنج و الم سے چھڑا
تو کر اک تر و تازہ باغ مراد
مرا کر تو روشن چراغ مراد

کہ ہو اس بہار گل آرزو
پلا مجھکو جام مل آرزو
گنہگار ہون اور عصیان شعار
وہے توہی غفار آمرزگار

کنند بخشش پیر کہ میں بندہ ہوں — پسندیدہ ہوں اور افگندہ ہوں
مجھے اپنے در کے سوا اور در — دکھا مت تو اے داور دادگر
نہیں اور کچھ خواہش ای جان — ولیکن تمنا ہے یہ ہر زمان
کہ منت کش غیر ہرگز نہوں — ترا ایک ممنون احسان رہوں
نہ درگاہ سے اپنی رکھ نامراد — تو بر لا مرادوں رکھ مجھکو شاد
جہان میں نہ کر عمل پہ پشیمان مجھے — نہ کر فکر دوری سے حیران مجھے
شبستان دل کو مرے سر بسر — چراغ خرد سے منور تو کر
مجھے اپنے گنجینۂ فیض سے — در دانش و گوہر عقل سے
مری طبع ہو نکتہ دان یا الٰہ — معانی شناسی کی ہو دستگاہ
مجھے بخش اب دستگاہ سخن — شتابی دکھا مجھکو راہ سخن
مرے خامہ کو کر تو گوہر فشان — زبان کو مری کر فصیح البیان
الٰہی مری اب دعا ہو قبول — بحق محمد طفیل بتول رض

نعت سرور کائنات جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام

پراز مشک و عنبر ہو کیونکر زبان — ثنا کے محمد سے ہو جو زبان
وہ ختم رسل سرور نامور — فلک جسکے آگے جھکاتا ہے سر
سر سروران ہے وہ عالیجناب — سپہر نبوت کا ہے آفتاب
جہان جسکے دین سے ہے روشن تمام — مہ انور اوسکا ہے داغی غلام
سر سروران احمد مجتبےٰ — رسول خدا سید الانبیا
خردمند و دانشور و بے نظیر — لسان مہ و مہر روشن ضمیر
سحاب سخا و محیط کرم — یم جود و خوش خلق و عالی ہمم
وہ مہر جہانتاب اوج جلال — وہ سرو سرافراز باغ کمال
فروغ جہان نور ایمان و دین — وہ شمع شبستان اہل الیقین
شفیع گناہان بروز جزا — کشائندۂ عقدۂ مدعا
فرازندۂ رایت سروری — درخشندہ خورشید پیغمبری
وہ ہے خاص خاصان پروردگار — کہ جسنے کیا دین کو استوار
قدم اوسنے معراج پر جب رکھا — تو پایہ بڑہا اور معراج کا
سپہر برین کے رہی خوش نصیب — ہوا جلوہ گر وان خدا کا حبیب
میسر ہوا جبکہ قرب حضور — نظر اوسکو آیا وہ تابندہ نور
تجلی کہیں جسکو اہل یقین — منور ہے جس سے زمان و زمین
یہ بخشا اوسے پایگاہ رفیع — ہوئے جسکے شاہان عالم مطیع
گرامی و اشرف ہے انسانمین — غرض اوسکی لولاک ہے شانمین
کرون اوسکے اصحاب کا اب بیان — کہ ہین سب عزت و فخر و شان
ابوبکر و عثمان و والا گہر — عمر اور علی وہ شہ نامور
کرون سب حوادث کا کچھ بیان — نہ طاقت قلم مین نہ تاب و توان
کرو مین سخن کو بس اب مختصر — یہی عرض میری کہ شام و سحر
معین اور یاور رہو یا مصطفےٰ — مرے دلکے بر لاؤ تم مدعا
گنہگار ہون مین برون حساب — مری کیجیو تم شفاعت شتاب
یہ منشی تمہارا ہے ادنی غلام — کرم اوسپہ اپنا رکھو صبح و شام
لکھے اب خامہ اب مدح شاہ جہان — شہنشاہ جمجاہ صاحبقران

در تعریف ابو النصر محمد معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی

جہاندار اکبر شہ بے نظیر — خداوند تاج و کلاہ و سریر
فروزندہ خورشید برج مہی — گرامی در درج شاہنشہی
ہمایون خصایل شہ نامور — خجستہ شمایل فرشتہ سیر
جہانبان و محی پرور و حق پژوہ — حقایق شناس و شاہ والا شکوہ
محبت رکھی ہے وہ درویش سے — مروت ہے اوسکو وفا کیش سے
ثنا ور ہے دریائے عرفان کا — دل اوسکا ہے مثل گہر پر صفا
حقیقت کرون علم کی کیا بیان — نہیں اوسکے ہمسنگ کوہ گران
فزون شفقت و خلق و ہمت بلند — مروت مین یکتا شہ ارجمند

خدیو زمان شاہ عالی وقار شہ دادگستر و نامدار
جہان پرور و کامبخش جہان سر سروران کس بکیسان

بدر دولت شاہ عالم پناہ فقیر و غنی کا ہے امیدگاہ
بنے کام یان ہر کسی کا شتاب سیہ یان آکے ہر کوئی ہو کامیاب

یہ وہ بارگہ ہے کہ امیدوار نہ محروم یان سے گیا زینہار
سخاوت مین دیکھا تو سحر سحاب حضور اوسکے غیرت سے ہی غرق آب

کف جود سلطان والا گہر گہر بار رہتا ہے شام و سحر
اگرچہ ہو فرمانبرون سے خطا کرے عفو از روی لطف و عطا

جہان سرکشان ہو وین سجدہ کنان وہ ہی آستان خدیو زمان
جھکایا یہان جو سر انکسار تو چرخ برین نے یہ پایا وقار

نہ یہ رتبہ چرخ ہوتا کبھی اوٹھاتا نہ گر اوسکی سو رخ کبھی
کواکب ہین سب اس سخن کے گواہ کہ مشعلچی اوسکا ہے رخشندہ ماہ

عطارد ہے منشی جہاندار کا سپاہی ہے مریخ سرکار کا
جو یان مشتری گرم طاعت ہوئی تو اوسکو میسر سعادت ہوئی

نہ کیونکر ہو زہرہ کا یان فخر شان کہ ہی نغمہ سنجان کا چاکر یہان
زحل نے اطاعت جو کی اختیار تو پایا فلک پر بڑا اختیار

بلطف شہنشاہ عالیجناب فقط دوستان ہی نہین کامیاب
جو دشمن بھی ہون آنکے عذر خواہ کرے اونپہ احسان شہ دین پناہ

شہنشہ کے اوصاف ہین بیشمار نہین تاب کلک و زبان زینہار
کرے جو بیان وصف شاہ زمن دعا پر ہے ناچار ختم سخن

یہ منشی کی ہی آرزو ہر زمان یہی ہر دعا اوسکی ورد زبان
کہ یارب شہنشاہ شادان رہے ترا لطف دایم نگہبان رہے

رہے اوسکی شمشیر کشورستان نہ خاک خون ہو سر دشمنان
جہاندار اکبر یہ نیرو دے بخت ہمیشہ جہان مین ہی با تاج تخت

بیان سبب تالیف کتاب

عزیزان معنی شناس ایک روز کہ تھا شمل نور زیب فروز

سبھی محفل آرا تھے ہنگام شب مہیا تھے سامان عیش و طرب
وہ مجلس تھی رشک بہار چمن ہر اک لحظہ تھا ذکر شعر و سخن

تواریخ کا بھی جو مذکور تھا تو پھر ہر کسی نے بیان یون کیا
کرے شاہنامہ تماشا کتاب عجب نظم دلکش ہی با آب و تاب

وے ہر کسی کو میسر نہین یہ تاریخ فرخ نہین ہر کہین
توکل کہ مرد سخن سنج تھا کیا ترجمہ اوس نے شہنامہ کا

لکھا نثر مین نسخہ مختصر کہ احوال معلوم ہو سر بسر
یہ شمشیر خانی وہ موسوم ہے تمام اوسمین احوال مرقوم ہے

یہ سنکر پر اور مرے مہربان سخن فہم و دانشور و نکتہ دان
کہ زور آورانکا جہان مین ہے نام بخلق پسندیدہ مشہور عام

یہ بولے کہ ای منشی اس نامہ کو تم اب ریختی کی زبان مین لکھو
کرو نظم ترتیب با آب و تاب بخلق پسندیدہ گردون جناب

وہ سلطان کہ ہی تاج شاہنشہان وہ خاقان کہ ہی خسرو خسروان
چراغ شبستان سلطان سپہ جہاندار بخشندہ لعل و زر

خدا نے جسے شاہ اکبر کیا خداوند اورنگ و افسر کیا
سنا یہ سخن جب تو با صد طرب وہین کر کے شمشیر خانی طلب

ہوا مین دل و جان سے مصروف کار لکھی نظم یہ دلکش و آبدار
بجز فکر اشعار شام و سحر نہ تھی مجھکو زنہار کار دگر

معانی شناسان فرخ نہاد سخن آشنایان با دین و داد
ہوے سنکے اس نظم کو شادکام رہ منصفی سے یہ بولے تمام

کہ واللہ یہ نامہ دلپذیر بہت خوب ہے بلکہ ہے بے نظیر
بجا ہے جو ہون اسپہ گوہر نثار کہ ہے یہ بنام شہ نامدار

مرتب یہ شہنامہ جب ہو چکا کیا فکر جب سال تاریخ کا
تو پھر ہاتف غیب نے صبحدم کہا قصہ خسروان عجم

نخستین ذکر سلطنت کیومرث و جنگ لشکر دیوسار

سخنگوئے روشن دل ہوشمند — یہ کہتا ہے زیر سپہر بلند
ہوا پہلے جو کوئی کشور کشا — شہ دادگستر کیومرث تھا
سدا کوہ مین تھا وہ مسکن گزین — بجز چرم پوشاک تھی کچھ نہین
سیامک تھا اوس شاہ کا اک پسر — خردمند مثل پدر نامور
کیومرث کا دشمن اک دیو تھا — ارادہ اوسے اوس سے تھا جنگ کا
غرض بچہ اوس دیو کا ایکبار — پدر سے لگا کہنے اے نامدار
یہ ہے عرض میری کہ جو حکم ہو — تو جاؤن کیومرث کی جنگ کو
سنا اوسنے جب یہ بیان پسر — تو دیوون کی فوج اوسکے ہمراہ کر
کیا اوسکو وہین روان سوئے شاہ — کہا ہو کیومرث سے کینہ خواہ
سیامک نے جسدم سنی یہ خبر — کیا عرض جاکر حضور پدر
کہ اب حکم کا ہون مین امیدوار — جو ہو حکم جاؤن پئے کارزار
کیومرث نے اوسکو رخصت کیا — بہت اوسکے ہمراہ لشکر کیا
جو وہ بادشہ زادہ جنگ جو — ہوا بچۂ دیو کے روبرو
تو پھر بچہ دیو کے ہاتھ سے — نہ ہرگز ہوئی پھر رہائی اوسے
سیامک ہوا رزمگہ مین ہلاک — ملا جسم اوسکا تہ خون و خاک
یکایک جو لشکر نے کہائی شکست — سپہر برین نے کیا اوسکو پست
حضور کیومرث آئے دوان — ہوا شاہ غمگین و گریہ کنان
سیامک کا یک سال ماتم رہا — دل و جان کو اپنے پر غم رکہا
سنی بعد اوسکے اک آواز غیب — ہوا شاہ کو یون عیان از غیب
کہ بس اب صبوری کو کر اختیار — زیادہ نہ ہو نوحہ گر زینہار
فدا رکہ تو دل کو قرین خوشی — کہ اب جاکے دیو نپہ لشکر کشی
مظفر تو ہوگا بفضل اله — دلیرانہ دیوون سے ہو کینہ خواہ
زمین دیو ناپاک سے پاک کر — رخ دیو سرکش تہ خاک کر
کیومرث نے جب سنی یہ ندا — تو ہو شاد ماتمکدہ سے اوٹھا
کیا اپنی آراستہ فوج کو — ہوا ساتھ دیوونکے پھر جنگجو
سیامک کا اک پور ہوشنگ تھا — کہ سر تا بپا ہوش و فرہنگ تھا
دلیر و ہنرمند اہل تمیز — کیومرث کا جان و دل سے عزیز
کیا شاہ نے اوسکو سردار فوج — روانہ ہوا پھر وہ مانند موج
درندا و چرند اور ہر جانور — سدا جنکے مطیع شہ نامور
کیومرث کے ساتھ سب دام و دد — روانہ ہوئے وان سے بہر مدد
جو پہونچا وہ لشکر تو یہ دیو بہی — ہوا آکے شہ کے مقابل تبہی
پئے رزم شاہنشہ نامدار — وہ لایا بہت لشکر دیوسار
ہوا گرم بازار رزم و ستیز — ہوئی ایک برپا وہان رستخیز
زبس گرم کین ہر دلاور ہوا — تو مغلوب دیوون کا لشکر ہوا
ہوئے دیو عاجز دد و دام سے — خفا زندگی کے ہوئے نام سے
ہزارون ہوئے کشتہ و خستہ بس — رہی جنگ کی پھر نہ جی مین ہوس
کیومرث کے ہاتھ سے دیوسار — ہوا کشتۂ خنجر آبدار
غرض دیو اور بچہ دیو بہی — ہوئے قتل اور اوسکا لشکر سبہی
کیومرث کے فتح شامل ہوئی — تمنائے دل اوسکی حاصل ہوئی
کیومرث شاہ خجستہ خصال — جہانمین رہا حکمران تیس سال

بیان احوال سلطنت ہوشنگ

بفرخندہ فالی ہوا بعد ازان — وہ ہوشنگ فرمانروائے جہان
ہوا جبکہ ہوشنگ فیروز بخت — بصد فرخی مالک تاج و تخت
جہان پروری اوسنے کی اختیار — کیا عدل و انصاف لیل و نہار
جہان داد سے اوسکی آباد تھا — نہ تھا نام غم کا ہر اک شاد تھا
کیا اور یہ کام فرہنگ سے — کہ آتش نمودار کی سنگ سے
جب آیا یہی نور پیش نظر — تو شاد و جہاندار فرخ سیر
سپاس خداوند لایا بجا — یہ ارشاد تاکید سے پھر کیا

کہ آتش سے ہے نور الٰہی تمام
ارے خلق آتش پرستی تمام

جہاندار سے بہرہ آئین نیک
کیا جشن سدہ ترتیب ایک

سوئے شہر لایا وہی آب جو
بآئین دلچسپ و طرز نکو

بجز میوہ و غیر برگ شجر
نہ پوشاک تھی نہ خورش پیشتر

نشان اوس نے دی رسم آہن لجام
دل مردمان کو کیا شاد کام

سمور و سنجاب اور پشمین
کئے اوس نے پیدا ابرو زمین

جہان میں یہ آہن گری کا ہنر
کیا اوس نے ظاہر نہ تھا پیشتر

چہل سال با داد و دانش رہا
جہاندار ہوشنگ فرمانروا

جو عمر اوسکی آخر ہوئی ناگہان
ہوا شاہ طہمورث شاہ جہان

دربیان احوال سلطنت طہمورث

وہ طہمورث شاہنشہ ارجمند
جسے خلق عالم کہے دیو بند

رعیت نواز اور ستم داد گر
تھا کام خرد اوسکا شام و سحر

ستانے غافل تھی بہبود خلق
مراد دل پادشہ سود خلق

جو تھے عہد مین اوسکے دانشوران
یہ اون سے لگا کہنے شاہ جہان

کہ تدبیر ایسی کرو کوئی اب
کہ ہو منفعت خلق کو روز و شب

پھر آغاز وان پشم بافی ہوئی
کہ پوشاک مردم کو کافی ہوئی

سیہ گوش اور یوز و شاہین و باز
بعہد شہنشاہ گردن فراز

ہوئے سب گرفتار دام آنکر
وہ سیکھے شکار افگنی سر بسر

شہ خلق پرور کا تھا اک وزیر
خردمند دانا و روشن ضمیر

وہ قید ایکدن کرکے اک یوز کو
لے آیا حضور شہ نامجو

وہین دیو بہ غیرت مین آئے تمام
کیا عزم رزم شہ نیکنام

فراہم ہوئے وہ پئے جنگ شاہ
ادھر سے ہوا شاہ بھی کینہ خواہ

جو سر کردہ دیوونکی تھا فوج کا
سوا اوس دیو سرکش کا غو نام تھا

صف آرا ادھر تھے وہ خونخوار دیو
ادھر تھے دلیران گیہان خدیو

بہم جنگجو ہر دو لشکر ہوئے
ہزارون جدا سر سے وان سر ہوئے

وہ غو شاہ کے جب مقابل ہوا
تو غو کا شہنشاہ قاتل ہوا

بیک گرز تو تا سر کینہ خواہ
دکھائی عدم کی یہین اوسکو راہ

رہے زندہ سید انہین جو اور دیو
اونہین قید کر لے گیا وہ خدیو

پھر اوس دم گریز سے جو وہ فتحیاب
کیا حکم تب شاہ نے یون شتاب

کہ قتل دیوونکو یکدست اب
لگے کہنے دیوان خونخوار تب

اگر ہووے جان بخشی اے تاجور
تو سکھلاوین ہم ایک طرفہ ہنر

پذیرا کیا شہ نے یہ التماس
وہ لائے دوات و قلم شہ کے پاس

شہنشہ کو لکھنا سکھایا وہین
وہ حرفون کا پڑھنا بتایا وہین

شہنشہ نے تیس سال کی داوری
رہے اسکے محکوم دیو و پری

پسر تھا جو جمشید طہمورث کا
ہوا بعد اوسکے وہ فرمانروا

بیان احوال سلطنت جمشید

جہاندار جمشید عالی وقار
خردمند دانشور و ہوشیار

خداوند اورنگ شاہنشہی
سپہدار اقلیم فرماندہی

دلیر و قوی زور آفاق گیر
ہر اک شاہ تھا اوسکا فرمان پذیر

شجاعت بہت خوب ہمت بلند
اور اقبال و دولت تھا ارجمند

بیان سے فزون اوسکا جاہ و حشم
سدا خلق پر اوسکا لطف و کرم

ہنرمند و آگہ دل وزد و فنون
فراست سے ہر چیز کا رہنمون

فن پارچہ بافی و کشتکار
کیا شاہ جمشید نے آشکار

فزو خرد دیبا و ریشم کتان
زرہ جوشن و تیغ و برگستوان

ہوا عہد مین اسکے پیدا یہ سب
ہوئے اس جہان مین ہویدا یہ سب

زراعت کے قابل زمین تھی جہان
سوا اوسکے جیسا تھا آب روان

کیا شہ نے مردم کو مسکن گزین
ہوا ہر کوئی ہر مکان مین مکین

سزاوار ہر شخص کے ہر مکان
دیا اور کیا حکم یہ بعد ازان

کہ اب اس مکان مین زراعت کرو
نہ بے شغل و بے کار ہرگز رہو

یہ دیوونکو ارشاد پھر وان کیا
کہ تم طرز و نقشہ مکانات کا

سکھاؤ دیان مردمان کو تمام | کہ کرنے لگیں سب عمارت کا کام
ہوا جبکہ حکم شہ نامدار | ہوئے دیو تب وہ بھی مشغول کار

وہ حمام اور قصر و دیوان و کاخ | بنائے گزین و ملبند و فراخ
بنائے گچ و خشت اور سنگ سے | طرحدار و دلچسپ ہر رنگ سے

بہت دلکشا اور بہت استوار | سراپا بلطافت سراپا بہار
پھر اک تخت شہ نے مرتب کیا | بیاقوت و گوہر مزین کیا

اور اوس تخت پر بیٹھتا تھا مدام | رہے تھا سدا خرم و شاد کام
کبھی حکم کرتا وہ یوں دیو کو | بروے ہوا تخت کو لے چلو

غرض وہ دیون کے دوش پر رکھ کے تخت | جہاں چاہتا وہ شہ نیکبخت
پہونچتا وہاں ایکدم میں بشوق | نتھا دلمیں اندیشۂ تحت و فوق

شہنشہ نے کشتی بھی تیار کی | محیط جہاں میں یہ پہلے نہ تھی
سر سال کل ہے جو نوروز نام | سوا دسکا ہی موجد شدہ و اکرام

جب آیا یہ نوروز عشرت قرین | تب اک جشن ترتیب کرتا وہیں
مہیا مے و نغمہ ہوتا وہاں | غرض عیش کرتا وہ شاہ جہان

پری انس و دیو و پری کو مدام | کہ بخشتا خسرو نیک نام
بعیش و طرب ہفتصد سال تک | رہا حکمران شاہ زیر فلک

رہی خلق آسودہ و بے خطر | بہت خرم و شاد شام و سحر
نہ بے شغل کوئی نہ بیکار رہتا | کوئی دردمند اور نہ بیمار تھا

کسی شاہزادہ نے یہ بات جب
رہے تیری گردن پہ سوگند بند
یہ پوچھا کہ کس طرح کیجے ہلاک
کنواں ایک اوس شاہ کی راہ مین
وہ شاہ اوس مکان مین زر دیکر طرب
کیا اوسکو خس پوش پھر سر بسر
گئے ٹوٹ اوسکے سر و دست و پا
پھر ابلیس بد ذات نے یون کہا
مری دانش و عقل و تدبیر پر
سراسر جہان کی تجھے خوبیان
نوازش بہت اوسپہ مصروف کی
خورش خانہ خسرو نامور
وہ تیار کر پیش فرمان روا
ہوا کھا کے اوسکو بہت شادکام
کہ ای قدردان شاہ فرخ سیر
بصد لطف کبک و تدرو سفید
زر و دی عنایت کہا یون کہ اب
مری آرزو ہے کہ شام و پگاہ
برآوے مرا مدعا کیا عجب
نوازش سے تجھکو کرون ارجمند
جو کتف اپنی شہ نے برہنہ کئے
یہ کردار بد کر کے وان آشکار
کیا چارہ دانشورون سے طلب
ہر اک شانے مین ابلیس پیدا ہوا
ہوا وہ لکھا جو نصیبون مین تھا

یہ بولا وہ ابلیس ناپاک تب
تو ہو خواہان اور تجھکو ہو بیچ گزند
بتا کونسی تدبیر بیخوف و باک
کرون کندہ تا وہ گرے چاہ مین
عبادت کو جاتا تھا ہنگام شب
شہ نامور کو نہ تھی کچھ خبر
ہوا قید ہستی سے دم مین رہا
کہ صد شکر اے شاہ کشورکشا
عمل تو کرے ہر شب و روز گر
میسر ہون ای بادشاہ جہان
کلید خورش خانہ پھر اوسکو دی
ملا جبکہ اوسکو تو شام و سحر
کبھی مرغ لاتا کبھی چارپا
کہ تھا خوشتر و نغز تیکو طعام
خورش لاونگا اس سے کل نغزتر
پکا لیگیا بادل پر امید
جو کچھ چاہیے مجھسے کر تو طلب
کہ دو دن ایک بوسہ سر کتف شاہ
مجھے کامیابی ہو با صد طرب
کہ ہو نام تیرا جہان مین بلند
تو شیطان نے اوسپہ بوسے دیے
نظر سے وہ غایب ہوا نابکار
لگے کرنے تدبیر و تجویز سب
بشکل طبیبان ہویدا ہوا
نہین نفع ہوتی یہ ہرگز بلا

اگر اس کلام سے تو کرے درگزر
نہ خون پدر اوسکو منظور تھا
لگا کہنے پھر وہ کہ اے نامدار
مکان ایک بیرون خلوت سرا
ستمگار ناپاک نے ایک چاہ
گیا جب اودہر کو تو بس راہ مین
وہ ضحاک بیرحم و بیدادگر
ہوا میری تدبیر سے اب تو شاہ
تو ہو بادشہ ہفت اقلیم کا
یہ سنکر ہوا شاد ضحاک شاہ
نہ خورک اور جز میوہ و نان و آن
پکانے لگا نغز و خوشتر طعام
پکا ایک دن بیضہ مرغوان
ز روئے طرب شہ نے کی آفرین
غرض دوسرے روز پھر شاد شاد
وہ ضحاک نے جبکہ کھایا طعام
کیا عرض ابلیس نے پھر شتاب
یہ رتبہ نہین گرچہ پیر اوسے
یہ ضحاک بولا کہ اے نیکخو
یہ کہکر دئے کھول کتف اپنی سب
دیے جبکہ بوسے سر کتف شاہ
جہاندار ضحاک حیران ہوا
پر اس درد کا کچھ نہ پایا علاج
وہ آکر حضور شہ نامدار
تری زندگی اب تو دشوار ہے

پھرے عہد سے اپنے ناموس
ولیکن وہ ناچار و مجبور تھا
یہ کچھ کام مشکل نہین زینہار
شہ نامور نے کیا تھا بنا
کیا کندہ وہین سر راہ شاہ
گرا شاہ آزاد اوس چاہ مین
سر تخت بیٹھا بجائے پدر
مبارک تجھے تخت و تاج و کلاہ
خداوند ہو تخت و دیہیم کا
تملق لگا کرنے شام و پگاہ
نہ تھی لوگون کو پھر اہل جہان
مزیدار و خوش ذائقہ پر طعام
خورش کو کھلا ای تو شاہ جہان
یہ سنکر کیا عرض اوسنے وہین
حضور جہاندار فرخ نہاد
نہایت ہوا خرم و شادکام
کہ اے شاہ ضحاک عالیجناب
مگر شہ کے لطف و عنایات سے
تمہے دلکی بر لاؤن یہ آرزو
یہی دل مین ابلیس کے تھی ہوس
ہوئے وہین پیدا دو مار سیاہ
بہت اپنے دل مین پشیمان ہوا
کسیکو بھی اسکا نہ آیا علاج
لگا کہنے شہ سے کہ ای شہریار
خرد چارہ ہمارا بیچارہ ہے

اوسی حال مین جو تہی شہزادہ
دلیر و شیر شہ صاحب جلال
دے اب کو اوسکے لگا تہا
ورکے حال کی خبر جب ہوس
سو اوس دایہ نے اک دن خستگو
کہ ہو دیکہو تو ہنحوا یہ شاہ جم
کہا تہا وہ دایہ نے جاکر شتاب
یہ مژدہ جو تو نے سنایا مجہے
وہ جم اتفاقاً یہان ہو گیا
یہ تہی آرزوے دل شاہ جم
دے حامیو یخ نہ جلنے دیا
تلے اک شجر کے گیا بیٹہ جم
پڑی اوسکی جمشید پر جو نظر
یہ پوچہا کہ تو کون ہی اے جوان
کہون کیا کہ رکہتا تہا دو دست عظیم
مجہے خواہش بادۂ ناب ہے
کہ ہو خاطر غمزدہ کو سرور
کہا یہ کہ اے بانوی مہربان
اوسے او ہر گز نہین کچہ ہوس
کہ اوسنے تو بس ہر جا پی شراب
یہ کہکر اوٹہی اور وہ سرو روان
یہ سمجہی ہین یہ بت دشنان
اثر کر گیا عشق جمشید کا
تو بیٹہا ہے اب کیون یہ بے خبر
جس اب دیکہکر اس پرستار کو

شہزادۂ شان والا نہاد
جہان مین تہی وہ مہ با جمال
کسی کو نہ دیتا وہ زنہار تہا
خوشی سے وہ ہمبستر اوسکا ہو بس
کہا تہا کہ اے بخت خفتہ جو
اور اوس سے ہوا اک طفل فرخ شیم
حضور شہنشاہ عالیجناب
تو راز نہان سب جتایا مجہے
سر راہ اک باغ تہا شاہ کا
کہ اس باغ مین جا کے ایکدم
وہ ناچار تب وہ سا رہ گیا
کہ ہو دور دل سے غبار الم
تو حیران ہوئی بس وہ یہ دیکہکر
عیان کر تو مجہسے یہ راز نہان
بہت حشمت و جاہ و شوکت عظیم
کہ دل رنج سے سخت بیتاب ہے
ذرا ہووے کلفت مری دور تر
در باغ پہ ہے اک آیا جوان
طلب وہ ساغر کی کرتا ہے
ولے اوسکو پہنچا تو تکی مین شتاب
پرستار کے ساتہ تہی وہان
کہ ایرانیون مین ہی یہ جوان
گرفتار الفت ہوئی دلربا
تو شیر اہی کیون سایے مین آنکر
تجہے یاد مے آتی ہے نیکخو

تو تعبیر سے اوسکی بدخواہیان
بہت اوسکے شاہان طلبگار تہے
یہ بس عہد واثق تہا باہمدگر
زن حاملہ اک جا یہ تہی جنتکی
تری بیٹی دیکہے جو طالع تو ہاتف
یہ سنکر نوید مسرت فزا
یہ سن شاہ نے مژدۂ دلفروز
غرض اس سبب سے وہ شاہ زمن
اور اوس باغ مین تہی وہ دلدار یکی
فرباجی کو وان آکے بہلائیے
ہوا خوش جو آئی تو بیرون باغ
کسی کام کیواسطے ناگہان
عیان جم کی صورت سے تہی نیکوئی
دیا اوسکو جمشید نے یہ جواب
پر اب گرم بخت برگشتہ ہون
خداوند سے باغ کے لا شتاب
پرستار نے جب سنا یہ سخن
اگرچہ وہ آفت رسیدہ ہی یہ
پرستار سے سنکے وصف جوان
مے لعل اور ساغر دلنواز
در باغ پر جب ہوئی جلوہ گر
ہوا اندو جم سے رخ لالہ رنگ
لگی پوچہنے یون کہ اے خستہ حال
مگر اس کنیزک پہ مائل ہوا
اگر تجہکو ہے آرزوے شراب

شہ زابلستان نے پائی ظفر
یہ نقد دل و جان خریدار تہے
کہ وہ ماہ پیکر جسے دیکہکر
کہ انجم شناس و خردمند تہی
ہوا یون عیان بھید راز نہان
بہت شاد جی مین تہی وہ دلربا
کہا تہا بلا سے کہ اے نیک روز
نہ سنتا تہا خواہشگرونکا سخن
جو دختر تہی جم کی طلبگار تہی
صبا کیطرح سیر کر آئیے
وہ ٹہہرا ذرا باد و لاغ و راغ
کنیز اوس پری رو کی آئی وہان
درخشندہ تہی شوکت خسروی
کیا چرخ نے میرا خانہ خراب
خراب و پریشان و سرگشتہ ہون
ابہی جاکے دو تین جام شراب
گئی باغ مین پس وہ رشک چمن
رخ خوب اوسکا ہی رشک قمر
لگی کہنے وہ دختر دلستان
سرود و دف و چنگ و عشرت کا سان
تو صورت کو جمشید کی دیکہکر
طرح غنچے کے ہو یہ بہت تنگ
گرفتار تشویش رنج و ملال
اسیر محبت ترا دل ہوا
چل اس باغ مین اے جوان شتاب

کہا جب طلب جس نے جمشید کو
کیا جم نے جانے مین آ کے عذر
رکھے جان سے ہی گرامی مجھے
غرض شوق سے تو نہان آفتاب
اور اب اوسکو دیکھا تو شیدا ہوا
شہ جم کے رکھ ہاتھ مین اپنا ہاتھ
کنیزان گل چہرہ آئین وہان
کیا شیشہ و جام پھر وہان طلب
جو حکم اوس پری چہرہ نے یون کیا
برسم شہان جو ہوا بادہ کش
کہا پھر یہ جمشید سے اے جوان
لگی کہنے پھر یون وہ رشک قمر
دیا شاہ جمشید نے یہ جواب
عجب چیز ہے بادہ اے نازنین
کرے دم مین پیر و جوان کو دلیر
خورش کے مزہ کو زیادہ کرے
زبس مجھکو تھی راہ کی ماندگی
کہ جمشید شاہ جہان ہے یہی
یکایک یہ خاطر مین گذرا کہ اب
تو اوسنے مے گلشن کی دیوار پر
کوئی شوق سے جیسے بیدار و غم
جو یون بیٹھے دیکھے کبوتر بہم
تو فرمائے دشمن کے اسدم مجھے
کہ زن جنس شیدہ سنی کرے وقت کا
دے ہمسری مرد سے کیا کرے

تو سوچا یہ جمشید فرخندہ خو
و لیکن وہ بولی حذر کیجیے نکر
بہت پاس خاطر ہے میرا اوسے
کہ شاہ ہمی ہے اور سرور و شہر
اثر عشق کا دل مین پیدا ہوا
خرامان چمن مین ہوئی اوسکے ساتھ
ہوئین جم کے آگے وہ سجدہ کنان
ہوا دور عیش و نشاط و طرب
تو پھر جام ساقی نے جم کو دیا
یہ کہنے لگی جم سے وہ حور وش
رہ دور سے ہے تو آیا یہان
تجھے خواہش بادہ ہے اسقدر
کہ ہے بیشتر مجھکو میل شراب
کہ دل سے کرے دور کلفت وہین
پئے مے جو کوئی کرے کار شیر
غم دل کو بس دور بادہ کرے
تمنا ہوئی بادۂ ناب کی
جہاندار شاہ جہان ہے یہی
شبیہ شہ جم کرون مین طلب
پڑی اوس پری چہرہ کی جو نظر
ملا دے لب یار سے لب بہم
تو کچھ شرم سی آگئی پیش جم
کہ زن صید اوسکو مین اک تیر سے
مگر مشتری تو اب ہشیار
کرے ہمسری گر تو بیجا کرے

جو جاؤن مین پیش بت نازنین
پدر ہے مرا شاہ زابلستان
مجھے ہے یہ پروانگی روز و شب
سنا تھا یہ جمشید نے بیشتر
گیا باغ مین شاہ جم پھر وہین
گئی سیر کرتی وہ اک حوض پر
بحکم پری رو بمشک و گلاب
کہا نازنین نے کہ اب بے درنگ
کیئے نوش جم نے پیالے سہ جام
کہ ہے یہ جوان بیگمان بادشاہ
ترے واسطے ہوئے حاضر طعام
کہ جز بادہ تو کچھ نہین چاہیے اور
کبھی گر نہ پاؤن تو بیتاب ہون
دل تیرہ کو روشنائی ہے مے
جو ہو پیر تو قوت بھی بادہ کش
کرے دفع سب ماندگی کی تن
کہا جب فصاحت سے جم نے سخن
لگی کہنے پھر جی مین یون دلستان
کسی سے کہا یون کہ جا و شبیہ
تو دیکھا کہ بیٹھے کبوتر ہین دو
وہ دونون تھے سرگرم راز و نیاز
طلب کر کے پھر وہین تیر و کمان
شہ جم یہ بولا کہ اے نازنین
اگر لاکھ زن ہو شجاع و دلیر
کہ زن زن ہے آخر کو اور مرد مرد

سنا وا بلا کوئی آہو سے یہان
مین اوسکی ہون اک دختر دلستان
جسے چاہون اوسکو کرون مین طلب
کہ اک دخت ہے رشک شمس و قمر
ہوئی شاد و خرم بت نازنین
ہوئی فرش شاہانہ پر جلوہ گر
شہ جم کے پھر پاؤن دھوئے شتاب
پلاؤ اسے بادۂ لالہ رنگ
ہوا دور اندیشۂ دل سے تمام
کیا چرخ نے لیکن اسکو تباہ
وہ بولا کہ تم اور وہ مجھکو جام
نظر آئے مجھکو عجب سیر طور
مین بے صبر بے بادۂ ناب ہون
جسے کوفت ہو مومیائی ہے مے
تو ہو وے جوان پھر کے ای حور وش
لگے مے سے خوشتر بہار چمن
گمان لیگئی تب وہ رشک چمن
کہ کیونکر یقین ہو مرا یہ گمان
مری باپ سے جم کی لاؤ شبیہ
ملا کر بہم اپنی منقار کو
ادھر سے نیاز اور ادھر سے تھا ناز
لگی کہنے جمشید سے یون کہ ہان
جہان مرد ہون اونپہ لازم نہین
تو ہی اپنے نزدیک ہو شل شیر
شعور زنان پیش مردان گرو

دلیری ہو تندبیر و زور و ہنر
یہ سنکر پری رو ہوئی شرمگین
کمان ہاتھ سے آ کے جم کے کہنی
تو پہرول جیسے چاہا اوس نے کہون
پری رو بہی اس رمز کو پا گئی
کمان سے ہوا تیر جسدم رہا
وہ پری زاد بہی نازنین کی کمان
لگی جی مین کہنے کہ کیا احتیاج
غرض قوت و زور جم دیکہکر
تصور مین جم کے پیا پہر شتاب
کبوتر جو بیٹہا ہے یہ تکے
مراد وہ ہم آغوش ہو شوق سے
سمجہ یہ گیا شاہ جم ہی وہین
کہا اوسنے یہ ماجرا اک قلم
جو دیکہا تہا طالع مین تیرے سو خوب
نکر دیر ہو وصل سے کامیاب
سنا اوسنے دایہ سے جب یہ سخن
سو دایہ سے بولی جو تو نے کہا
جو صورت سے جم کے مقابل ہوئی
نوا ہو رنگ مرد ہیم کو یاد کر
پری رو نے دیکہا جو یہ حال جم
یہ صحبت ہے دلچسپ بزم طرب
یہ کہنے لگا جم کہ اے گلعذار
سے پیچ پنہان کی جو مین نے نگاہ
لگا رونے جون ابر بے اختیار

رکے مو ہو خدنگ سے کان بیشتر
عرق آگیا چہرے پر سب وہین
کیا عذر بہی اور بہت عاجزی
بصد شوق ہم بستر اپنا کرون
یہ بات اوسکے جی ہیا نہین آگئی
گری ماہ وہ بسمل ہو زرا ور گیا
کہ زابل مین تہے جسقدر پہلوان
شبیہ شہ جم کی دیکہی مین آج
ہوئی آفرین خوان وہ رشک قمر
پری چہرہ نے ایک جام شراب
نشانہ کرون تیر کا گر اوسے
کرون اوسکو ہمخوابہ مین ذوق سے
کہ سیری طلبگار ہے نازنین
نگہ کی وہین دایہ نے سوے جم
ہوا آشکارا بالطاف رب
خوشی سے ہو ہمبستر اوسکی شتاب
ہوئی اور دیوانی وہ سیمتن
زرو ے کرم راست لاۓ خدا
تو بس باعث فرحت دل ہوئی
دل پر الم سے کیا نالہ سر
تو پوچہا کہ کیون تو نے کی چشم نم
یہ اسوقت گریہ کا کیا ہی سبب
جو دنیا مین ہین عاقل و ہوشیار
تو دیکہی شبیہ جم اے رشک ماہ
رہا کچہ نہ دلمین شکیب و قرار

حوالے مرے کر یہ تیر و کمان
وسے دلمین افزون محبت ہوئی
کہا پہر یہ جم نے کہ اے نیکخو
مراد اس سخن سے تہی وہ رشک ماہ
پیا جام پہر جم نے اور بیدرنگ
پہر اکدم مین بیٹہا وہ زرا تنکر
کوئی کہینچ سکتا تہا اوسکو نہین
ہوا بس یقین یون کہ جمشید ہے
طلبگار جم کی ہوئی دل مین بس
شہ جم سے پہر آپ لیکر کمان
تو جس مرد فرخ پہ مائل ہو دل
یہ اس گفتگو سے تہی اوسکی مراد
بہم گفتگو وان خوشی سے یہ تہی
لیا جم کو پہچان اور یون کہا
طلبگار تہی جسکی سو ہے یہی
وہ دختر کہ تہی عاشق روے یار
اور اپنی ہوئی دلمین خوش بیشتر
پہر اتنے مین وان جم کی آئی شبیہ
شہ جم کو دایہ نے پہر دی شبیہ
لگا کہینچنے نالہ پہر شہریار
نگہ کر کے اب تو سوے پریان
گیا کس طرف ہاے تیرا خیال
ستمدیدگان کا یہ احوال پہ
مجہے یاد آیا وہ جاہ و حشم
کیا جور چرخ ستمگر نے ہاے

ہنر دیکہ یہ پہرا تو اے دلستان
زیادہ شہ جم کی الفت ہوئی
کرون گر ہدف تیر کا مادہ کو
کہ ہووے ہم آغوش جمشید شاہ
کمان کہینچکر ایک مارا خدنگ
کہ بیٹہا ہوا تہا جہان بیشتر
وہے جم نے کہینچی تو وہ نازنین
تہ ابر پوشیدہ خورشید ہے
ہوئی وصل کی اوسکے جی مین ہوس
یہ کہنے لگی وہ بت دلستان
ملاقات کا اوسکے سایل ہو دل
کہ ہو جفت جمشید فرخ نہاد
کہ دایہ بہی آپہونچی اوس وقت کی
کہ اے دختر مہوش و دلربا
شہ جم شہا مجہو سے یہی
رکہے تہی تمنائے بوس و کنار
کہ معشوق سے طالب ہوا جلوہ گر
وہ دایہ کو اوسنے دکہائی شبیہ
اور اوسنے وہ اپنی جو دیکہی شبیہ
ہوئی زار بہی نرگس اشکبار
ہوا کسلیئے یان تو نالہ کنان
مگر ہے کچہہ تو نے پایا ملال
غم و درد سے نالہ کرتے ہین سر
بزرگی و اورنگ تاج و علم
کیا ظلم اس سفلہ پرور نے ہاے

کیا شاہ جمشید کو یوں تباہ
کہ چھین لے دست تاج و کلاہ

وہ دارا ہے جسکی ہیں کشف پر
وہ مہوتمیں ہیں وہ بوسے ہی تر

کرا ہے وہ برگشتہ اختر کہاں
بجز نام اوسکا نہیں کچھ نشان

کہیں ہے اسیر بلائے بزرگ
ہوا یا کہیں لقمۂ شیر و گرگ

کہ ہے آپ جم بہ شہزادہ جو
ولیکن چھپاتا ہے یہ آپ کو

کہا سر بیٹھو تمہیں تو ہی ہو جم
نہ پوشیدہ رکھو سب جانیں ہیں ہم

سنے جم یہ بولا کہ اے دلستان
سراپا غلط ہے یہ تیرا گمان

تملق بہت نازنین نے کیا
ولیکن یہ انکار کرتا رہا

کریگا تو انکار گر اسقدر
کرونگی نہ تجھسے میں اب درگذر

بہانہ تو کرتا ہے اب بار بار
نہیں جائیگا پیش کچھ زینہار

ترے وصل کا مجھکو مژدہ دیا
اور اس راز سے مجھکو واقف کیا

ترے دم سی تمنائے دیدار تھی
دل و جان سے تیری طلبگار تھی

نہ آرام جان ہی نہ کچھ مجھکو تاب
نہ دل میں شکیب اور نہ آنکھوں میں خواب

غرض آخر کار لایا ادھر
مرا جذبۂ دل تجھے کھینچ کر

بہت شاد ہیں سب جو خواستگار
نہ اقبال میں نے کیا زینہار

تو مجھ سی دلآرام و دلدار سے
پری چہرہ و ماہ رخسار سے

جدائی کے ہوں درپے سے بیقرار
خدا کیلئے مجھ سے ہو ہمکنار

یہ کہکر لگی رونے بے اختیار
زبان پر یہ لائی کہ اے نامدار

یہ دل جسپہ صدقے کروں ملک جان
تو کر مجھپہ راز نہفتہ عیان

کیا دخت نے جب بہت انکسار
یہ کہنے لگا تب شہ نامدار

مخالف مرا ایک تو بخت ہے
مرا دشمن جان وہ کمبخت ہے

مجھے دوسری مجھسے اندیشہ ہے
کہ زن کا نہ ہرگز وفا پیشہ ہے

یہ سنکر لگی کہنے وہ گلعذار
کہ ہرزن نہیں بیوفا زینہار

کہ بدخواہ تیری ہوں زینہار
دل و جان سے تیری ہوں دوستدار

یہ جب وہ میان آئے قول و قسم
تو امین ہوا بس وہیں شاہ جم

جہان کا کیا شاہ ضحاک کو
دیا تاج و تخت و کہ ملک کو

نہیں ہے خبر شاہ جمشید کی
نہیں حال سے اوسکے کچھ آگہی

خدا جانے جیتا ہے یا مرگیا
ہوا اوسکا کیا جانے احوال کیا

یہ قصہ بیان جبکہ جم نے کیا
سنا اس سخن دخت نے جیسے کہا

کنیزوں کو یکسر کیا وان سے دور
رہی تنہا اور وہ بت حور

کہا میں نہیں جم وہ بولی کہ ہان
یہ کہتی ہے کیا پیکر پریان

مجھے جم جو سمجھی تو اے مہ جبین
مگر کوئی جم شکل ہوتا نہیں

بہت کرکے پھر عجز اور انکسار
وہ بولی کہ اے خسرو نامدار

کہ تجھکو بیا میں نے پہچان ہے
تو ہے جان جم کیوں مجھکو انجان ہے

یہ دایہ جو مشہور ہوئی ہے بیان
خبردار ہے راز اختر سے یان

کہ مجھسے خدا دے مجھی اک سپہر
یہ سنکر شب و روز و شام و سحر

ترے شیفتہ ایک مدت سے ہون
گرفتار غم ایک مدت سے ہون

خدا سے یہ خواہش تھی آکر جو
کسی طرح تیری ملاقات ہو

غنیمت سمجھ تو مرے وصل کو
کسی طرح تیری ملاقات ہو

کہ تجھپر دل زار دیوانہ تھا
ترے عشق میں سب سے بیگانہ تھا

ہو شوق سے گر ہم آغوش اب
تو صد حیف ہے اور بڑا ہی غضب

نہیں تو کروں اپنے سینے کو چاک
کروں آپ کو ایکدم میں ہلاک

مقرر ہے تو جم مجھے ہے یقین
تو اقرار کرنا بھلا کیوں نہیں

جو کچھ یہ اسی کہ وہ ہی بات تو
رکھے کیوں تو پوشیدہ اے ماہ رو

مجھے راستی سے نکیوں ہو حذر
کہ رکھتا ہوں وہ چیز سے میں خطر

خبر دوں سکو جو پہنچے سایا کہیں
اور آجائیں بدگو کرانی نازنین

نہیں ہے پسندیدۂ عاقلان
کرون ان پہ عیان کچھ راز نہان

قسم ہے مجھے اب تری جان کی
قسم ہے مجھے اپنے ایمان کی

مگر خوف و اندیشہ اے ماہرو
سمجھ اس مکان کو نہ جاے خطر

کہا قصہ سب جم نے اپنا تمام
کیا ظاہر آگے پری زن کے نام

ہوئی شاد وہ دختر دلستان ۔ گئی پیش جمشید وہ مہ وہاں
سنا تھا جو کچھ باپ سے سو کہا ۔ دل شاہ کو مطمئن کر دیا

فروزاں ہوا جبکہ نور سحر ۔ ہوا مہر خورشید جب جلوہ گر
گیا پیش جم شاہ زابلستان ۔ جھکا کر سر اپنا پھر اوسنے وہاں

کہا یوں کہ اے شاہ عالی تبار ۔ نہ ہو بدگمان مجھ سے اب زینہار
یقین جان تو جبتلک زندہ ہوں ۔ یہ دختر کنیز اور میں بندہ ہوں

نہ رکھ کچھ اندیشہ کو دل میں راہ ۔ کہ خدمت میں حاضر ہوں شام و پگاہ
دلاسا وہ دیتا تھا شام و سحر ۔ دلے دل میں جمشید کے تھا خطر

یہی قصد تھا یاں سے نکل جائیے ۔ ملے جبکہ قابو نکل جائیے

گریختن جمشید از زابلستان بطرف هندوستان وگرفتار آمدن از راه بدست مردمان ضحاک وکشته شدن او

بہت دن رہا شہر زابل میں جم ۔ دلے دل کو تھا اوسکے آرام کم
وہ دلدار تھی رات دن اوسکے پاس ۔ وہ تسکین بھی دیتا تھا ہر دم اداس

رہی تھا شب و روز اندیشہ مند ۔ کہ پہونچے مبادا یہاں کچھ گزند
کسی نے کہا اے شہ بے نظیر ۔ یہ چاہے ہیں یاں کے وزیر و امیر

کہ تجھکو پکڑ کر کریں جاں تباہ ۔ روانہ کریں سوے ضحاک شاہ
نہیں تو وہ لشکر اوسے بھیجکر ۔ کریگا تبہ ملک کو سر بسر

ہوا جب خبردار اس بات سے ۔ گریزاں ہوا شاہ جم گھات سے
وہ زابل سے چلکر سوے چین گیا ۔ ولیکن وہاں بھی بہت کم رہا

وہاں سے سوے ہند راہی ہوا ۔ بیابان نورد سپاہی ہوا
جو گھبرا گیا راہ کے رنج سے ۔ گیا بیٹھ سایہ میں اک نخل کے

وہ ازبسکہ تھا اپنے جی سے تنگ ۔ لگا بخت ناساز سے کرنے جنگ
کہ اے بخت کمبخت کیا جور ہے ۔ بھلا یہ بھی ظالم کوئی طور ہے

خراب اور آوارہ مجھکو کیا ۔ ملا خاک میں ہائے تو نے دیا
ہوا پھر مخاطب وہ سوے فلک ۔ کہ اے چرخ بیداد یہ کب تلک

کہا تنگ پھر میں تباہ و خراب ۔ کہاں تک رہوں یوں میں جبر و عتاب
یہ ناسازی بخت سے سر بسر ۔ کہ سرگشتہ ہوں میں یوں شام و سحر

عدم سے نہ آتا میں ہستی میں کاش ۔ نہ ہوتا مجھے یہ غم جانخراش
یہ کرتا ہوا زاری و آہ جم ۔ ہوا سے ذرا سو گیا ایکدم

اوسے آگیا خواب از ناگہاں ۔ ہوا فتنۂ خفتہ بیدار واں
اجل بھی کمین گاہ میں تھی کہیں ۔ سو وہ آگئی اوسکے سر پر وہیں

غرض ایک ضحاک کا ایلچی ۔ کہ ساتھ اوسکے تھوڑی سی تھی فوج بھی
وہ تھا سوے خاقان چین سفیر ۔ کہیں اتفاقاً جو گذرا ادہر

شہ جم کو پہچان اوسنے لیا ۔ گرفتار رسن اوسکو وہیں کیا
بحال پریشان و بند گران ۔ کیا سوے ضحاک جم کو رواں

کسیکا نہیں یہ جہاں دوستدار ۔ کسیکا نہیں چرخ گردندہ یار
عبث ہے جو دولت پہ ہووے کوئی ۔ طرح گل کے شادی سے پھولا کوئی

کہ دولت بھی ہے آہ ناپایدار ۔ نہ دنیا کو ہے کچھ ثبات و قرار
ذرا دیکھنا حال جمشید کا ۔ کہ تھا چرخ پر جسکا تاج و کلاہ

ہوا پھر گرفتار زنجیر و بند ۔ اوسے چرخ گرداں سے پہونچا گزند
خبر سنکے بولا یہ ضحاک شاہ ۔ کہ ہاں جم کو لاؤ بحال تباہ

گیا جبکہ جم آگے ضحاک کے ۔ پس پشت تھے ہاتھ دونوں بندھے
فقط پاؤں میں کچھ نہ زنجیر تھی ۔ بندھی تھی رسن اوسکی گردن میں بھی

الم سے تمام اوسکا چہرہ تھا زرد ۔ گرفتار خواری تھا وہ نیک مرد
اوٹھاتا نہ تھا شرم سے سر وہاں ۔ اور آنکھوں سے تھے اوسکی آنسو رواں

خوشی سے وہ ضحاک بیدادگر ۔ ہوا خندہ زن حال یہ دیکھکر
لگا کہنے ظالم یہ جمشید سے ۔ فروتر ترا رتبہ خورشید سے

پڑا اب اسطرح کیون ہوا خوار تو ۔ خرابی مین کیون ہی گرفتار تو
ہوا کس لئے تجسے برگشتہ بخت ۔ کہان ہی ترا اب وہ دیہیم و تخت

کہان بادشاہی و تاج و علم ۔ کہان لشکر و فوج و جاہ و حشم
کہان حکمرانی کہان گیر و دار ۔ کہان وہ ترے رسم و آئین کار

جواب اوسکو جمشید نے یہ دیا ۔ کہ مجھسے لقب جاہ جب بن پھر گیا
تو بیجا ہی اس بختیاری پہ ناز ۔ عبث ہے بہر اس تاجداری پہ ناز

نہ مغرور دولت پہ ہو اسقدر ۔ ذرا روز بد کا بھی اندیشہ کر
تجھے بھی یہی پیش آئیگا ایک روز ۔ رہیگا نہ تیرا صدا نیک روز

کریگا فلک تجکو خوار اسطرح ۔ کہ دیکھے ہی تو مجکو اب جسطرح
لگا کہنے پھر یون کہ بدخو اگر ۔ کہ کھینچون تجھے اسگھڑی دار پر

کرون تا قلم سر کو شمشیر سے ۔ پرون تیرے تن کو یا تیر سے
ذرا آنکھ کہ کیا ہے تری آرزو ۔ وہ منظور ہے جو کہے مجسے تو

یہ گفتار سنکے لگا کہنے جم ۔ کہ مجھکو نہین اسقدر کچھ ہے غم
قضا نے جا پایا تو کیا خوف و باک ۔ تو جسطرح چاہے مجھے کر ہلاک

یہ ضحاک نے پھر کسی کو کہا ۔ کہ چیرو اسے ایک آرہ منگا
وہ دو تختے لایا اور ایک آرہ بھی ۔ شہ جم کو تختے سے باندھا تبھی

پھر آرہ سے چیرو اوسے بیگمان ۔ ہوئے ایک جم سے دو پیکر عیان
جہان سے عجب ہے امید وفا ۔ کہ ہمبر ہے اور سراپا خطا

نہ دور فلک کا ہی کچھ اعتبار ۔ کہ پھر یار ہے یہ لیل و نہار
جو ہوا جمشید ابھی یہ فرخ جوان ۔ کہے آخر کار یون سر نگون

پھر اکرم ہے سو جو [illegible] | سدا گوش زد ہی یہ آواز جنگ
خبر یہ گئی سوئے زابلستان | ہوا قتل جمشید شاہ جہان

جب اون نازنین کو یہ پہونچی خبر | تو رنج والم سے ہوئی نوحہ گر
نہ آنکھوں مین خواب نہ دلکو قرار | لگی رہنے بیتاب لیل و نہار

اوسے کام تھا اشکباری سے تا | سدا شغل تھا آہ و زاری سے تا
نہ تھی آشنا وہ خور و خواب سے | وہ بیگانہ تھی چین اور تاب سے

اوٹھایا بہت اونے بیداد و جبر | پھر آخر کو وہ مر گئی کھا کے زہر
وہ ہمشیر تھین شاہ جم کی کہین | اونھین لوگ لائے پکڑ کر وہین

کیے ظلم تھی ایک کو شہر ناز | اور اس دوسری کا تھا نام ارنواز
اونھین شاہ ضحاک نے کر طلب | رکھا اپنے گھر مین بلطف و طرب

خواب دیدن ضحاک و ترسیدن ازان خواب ہولناک

وہ ضحاک ناشاد پاپی بقتل جم | جہان مین لگا کرنے جور و ستم
لگے قتل اور گاہ غارتگری | ہوئی تازہ رسم ستم پروری

وہ مرد جوان کو وہ بیخوف و باک | طلب کر کے ہر روز کرتا ہلاک
وہ ہوتے تھے غریب اور بار جسند | روا جان پر اونکی کرتا گزند

غرض مغز کو اونکے لیکر تمام | کھلاتا وہ سانپونکو ہر صبح و شام
لگا کرنے بیداد وہ بیحساب | پھر اونسے کہین بات کہنی خطاب

یہ دیکھا کہ پیدا ہوے تین گرد | اور اونھین سے وہین کیان پاک خرد
کیا حملہ تینون نے ضحاک پر | ہوا حس سے عاجز وہ بیدادگر

وہ گرد دلاور کہ تھا نوجوان | سو اوسنے دہن ایک گرز گران
جو مارا سر شاہ ضحاک پر | تو یکسر پریشان ہوا مغز سر

شکنجے سے ہاتھونکو باندھا شتاب | رسن ڈال گردن مین کھینچا شتاب
اوسے لیگئے کھینچ بالائے کوہ | کیا سخت اوسکو زبون و ستوہ

ہوا دیکھکر خواب وہ ہولناک | ہوا اوسکو اندیشہ و خوف و باک
کیا خواب مین اسقدر اوسنے فغان | کہ لرزان ہوا سر بسر وہ مکان

ہوئے وہ جو بیدار از خواب جم | دل اوسکا ہوا ہول سے پر الم
لگے پوچھنے شاہ سے کیا ہوا | یہ فرماؤ کیا فتنہ برپا ہوا

فغان خواب مین کیون کیا اسقدر | لگے کانپنے جس سے دیوار و در
یہ ضحاک بولا جو یہ داستان | سنو تم تو یکسر پریشان ہو جان

مری زندگانی سے ہو نا امید | نشاط و خوشی سے ہو نا امید
کہا اوسنے پھر قصہ خواب شب | یہ شہر اگہ ہو جلوہ گر صبح شب

تو اخترشناس آکے حاضر ہون یان | کرین اسکی تعبیر یکسر بیان
جو تابان ہوا چرخ پر آفتاب | تو حاضر ہوئے موبدان وان شتاب

سنی داستان خواب کی یکقلم | گئے ہوش اوڑ ہو گیا بند دم
یہ دریافت دانشورون نے کیا | ہوا بخت برگشتہ ضحاک کا

زوال اوسکی دولت کا پہنچا قریب | ہوئی اوسکے امید دولت نصیب
ہوے خوف جان سے وہ خاموش تھے | نہ زنہار اونکے بجا ہوش تھے

یہ اندیشہ تھا گر کہین راست اب | تو ہو وے شہ نامور پر غضب
ابھی جان پر اونکے ہووے گزند | نہ کہتے تھے کچھ اسلئے ہوشمند

ولیکن وہ سن کت ہرگز جواب | بیان کی نہ زنہار تعبیر خواب
جو روز چہارم ہوا شہ خفا | تو ناچار یون موبدان نے کہا

کہ اے شاہ اقبال ماہی ہوا | تھی جسسے اب تخت شاہی ہوا
ہوئی عمر آخر بس آیا زوال | ہوا تو گرفتار رنج و ملال

فریدون کوئی شخص ہوویگا شاہ | بصد شوکت و حشمت و عز و جاہ
وہ ہمتا ز نسل کیان ہوویگا | وہ فرمانروائے جہان ہوویگا

ابھی ہو دیگی گاؤ پر مایہ ایک | سو پالیگی اوسکو بآئین نیک
ہوا لیکن اب تک وہ پیدا نہین | کچھ آثار اوسکے ہویدا نہین

کہا شہ نے پھر یہ کیسے بیان
سرے سر پہ مارا ہے گرز گران
لگے کہنے یون عاقل و ہوشیار
فریدون ہی ہیگا وہ ای شہریار

وہ ماریگا اک گرزۂ گاو سر
کریگا تجھے یان سے آ کے بدر
یہ پوچھا پھر اوسنے کہ کیا ہے گنہ
فریدون مرا کیون بد اندیش ہو

وہ جیسے کہ ای شاہ بخوف ملک
کریگا پدر کو تو اوسکے ہلاک
غرض تجسے چاہیگا خون پدر
کریگا تجھے قتل وہ آن کر

سنی شاہ نے جب یہ تعبیر خواب
ہوا اور رو غم سے وہ بے صبر و تاب
تو تک ہوش قائم رہی شاہ کے
زمین پر گرا بس وہین تخت سے

جو ہوش و حواس اوسکے آ بیجا
تو پہر تخت پر پاؤن اوسنے رکہا
وہ لے بیچ بر خواب رہنے لگا
شب و روز بیتاب رہنے لگا

تلاش فریدون کی تھی جستجو
لگے ہاتھ دشمن یہی آرزو
گئے لوگ چاروں طرف کو روان
کرین جستجو تا بگرد جہان

کیا حکم یون شاہ ضحاک نے
دیا سب کو فرمان یہ ناپاک نے
کہ نسل کیان سے جسے پاؤ تم
گرفتار کرکے یہان لاؤ تم

داستان تولد شدن فریدون

سناؤن فریدون کی اب داستان
بخوبی کرو مین قصہ بیان

ملک زادہ اک آبتین نام تھا
خردمند اور نیک فرجام تھا
وہ تھا نسل مین شاہ طہمورث کی
خطا اصل مین اوسکی ہرگز نہ تھی

گرامی تبار و خجستہ نژاد
پدر بر پدر شاہ و فرخ نہاد
ہمیشہ تھا ایرانیون سے گزین
ڈرے گھر سے نکلے تھا باہر نہین

کہ ضحاک ناپاک کے مردمان
کیا نیکو بس دیکھ پاتے جہان
تو لیجاتے اوسکو گرفتار کر
یہی جی مین تھا خوف شام و سحر

رہے تھا وہ پوشیدہ گھر مین مدام
کہین آنجا نیسے تھا کچھ نہ کام
اور اس سے جاودان بیم ضحاک تھا
دل اوسکا شب و روز غمناک تھا

اور اوسکی تھی اک زوجہ سیم خام
کہ فرانک اوس نازنین کا تھا نام
ہوئی وہ زن سر وش باردار
ہوا اوس سے پیدا پسر بے غبار

جبین سے عیان اوسکی شان تھی
نمودار تھا فر شاہنشہی
فریدون کہا باپنے اوسکا نام
اوسے دیکھکر دل ہوا شاد کام

پہر اوس آبتین نے جی مین کہا
کہ دل بیٹھے بیٹھے تنگ آ گیا
نکل گہر سے چلیے [illegible]
وہان چلکے کیجیے ذرا سیر و گشت

یہ کہکر وہین سوئے صحرا گیا
لگا پہرنے اور سیر کرنے لگا
اور پہر ناگہان لوگ ضحاک کے
جو پہونچے تو پہچانکر بس آ کے

گرفتار کرکے بحال تباہ
وہین لیگئے پیش ضحاک شاہ
کیا قتل آخر اوسے شاہ نے
کیا یہ ستم ہائے ناپاک نے

فریدون کی ماں کو یہ پہونچی خبر
تو اندیشہ دل مین ہوا بیشتر
نہ اوس سرزمین مین رہا زینہار
کہ رہتی جہان تھی وہ لیل و نہار

وہان سے شتابی سے وہ نکلی گئی
فریدون کو لیکر نکل وہ گئی
کہین ایک دلچسپ تہا مرغزار
وہ پہونچی وہان با دل سوگوار

وہان کا نگہبان تہا حق شناس
اور اک گاو پر مایہ ہی اوسکے پاس
کہ پر مایہ تہا نام اوس گاو کا
فریدونکو شیر اوسکا بس نفع تہا

غرض مانگ کر نیز زود تر
پلایا فریدون کو شیر اسقدر
کہ بس ہو گیا سیر وہ شیر خوار
نہ خواہش رہی شیر کی زینہار

وہان ایک شب وہ زن نیک ذات
رہی اور آخر ہوئی جبکہ رات
تو وسواس یہ آ گیا ناگہان
کہ چلیے کہین اور رہیے نہان

مسافر کوئی یان نہ پہچانے
مری اور اس طفل کی جان لے
ولیکن جو غمگین رہتی مدام
ہوا شیر تہا خشک اوس کا تمام

وہ سوچی کہ یہ کیونکہ شیر خوار
نہ زندہ رہے شیر بن زینہار
وہ طفل اندنون دو مہینے کا تہا
شب و روز سوچ اوسکو جینے کا تہا

وہ ناچار ہو کر بصد جستجو
گئی ہمدگر اوس نگہبان کے پاس
لگی کہنے وان جا کے بے اختیار
کیا اوسکے آگے بہت انکسار

یہ کہنے لگی ایک لخت ہون
ٹھکانا نہین اور باقی ہون مین
قبول اوس جوانمرد نے سب کیا
روان سوے البرز وہ زن ہوئی
اوسے جانتا تہا بجائے پسر
گئے جب گذر الغرض تین سال
ہوئی کوہ البرز سے وہ روان
کہ البرز مین پا نسکے بیجا دن اب
نہ بیجا تو ویرانے مین طفل کو
خدا کیطرف سے ہوئی رہبری
ہوئی شاہ ضحاک کو جب خبر
نگہبان کو اور گاو کو کر ہلاک
نشان کچھ نپایا فریدون کا جب
کہ آنے سے ضحاک کے پیشتر
فریدون کو وہ لیگئی اوسکے پاس
سر عجز سے پھر فریدون کا سر
جو کچھ قوت اوسکو پہونچیا بہم
خداوند روے زمین ہووےگا
کریگا یہی قتل ضحاک کو
کہ بہ خواہ سے تخت و دیہیم لے
فریدون نے صحرا مین مسکن کیا
کیا شاہ ضحاک نے کیون ہلاک
کہا سوے ضحاک بیداد گر
تو بیکس ہے کچھ اوسکے ہمنشین
ذرا صبر کر تو بالطاف رب

بصد رنج و اندوہ وابستہ ہون
ترے پاس اب چھوڑ جاتی ہون مین
فریدون کو لے پاس اپنے رکہا
ہی چلکے وان المیمن ہوئی
وہ کرتا تہا شفقت بجاے پدر
فریدون کی مان کو یہ آیا خیال
مسافت کو طے کرکے آئی وہان
رکہون پاس اپنے اسے روز و شب
گزند اسکو کچھ پہونچے ایسا نہو
کہ رکھنے مین یان کے نہین بہتری
کہ بیٹے مین ہے آبتین کا پسر
کیا ظلم اوسنے یہ بخوف و باک
کیا سارے ایوان کو مسمار جب
اوسے لیگئی یان سے مان آنکر
کہا یون کہ اے مرد ایزد شناس
رکہا مرد درویش کے پاؤن پہ
تو دیتا وہ دونونکو رنج و غم
شہنشاہ باداد و دین ہووےگا
جہنم کو بہیجیگا ناپاک کو
ظفر مند ہو ہفت اقلیم لے
نہ زنہار کچھ خوف دل مین رکہا
ملایا اوسے کیون تو خون ضحاک
مین اب جاکے لیتا ہون خون پدر
ترے پاس لشکر نہین زر نہین
جو کچھ چاہیے سو مہیا ہو سب

یہ بچہ ہے بیچارہ و بے پدر
اوسی گاو پرمایہ کا دودہ شیر
ہوئی وان سے رخصت اوسے سونپکر
یہان پالکے اس گاو پرمایہ کا
وہ مصروف تہا پرورش مین مدام
سو مرغزار اب ذرا جائیے
کہا اوسنے آکرکے اے مرد پیر
وہ بولا کہ ہے یہ ابہی خردسال
وہ کہنے لگی یون کہ اے مرد نیک
یہ کہکر اوسے لیگئی پس وہان
یہ سنکر ستمگار بد روزگار
گیا پہر وہ ظالم شتابی وہان
بد اندیش تہا گرچہ ضحاک شاہ
سر کوہ اک مرد درویش تہا
یہ بچہ ترا بندہ ہے اور غلام
کیا عجز مان نے فریدونکی جب
لگا کہنے درویش پہر اکروز
یہ چہینیگا ضحاک کا تخت و تاج
زن خوش سیر یہ بولی ہے یہین
ہوا الغرض شانزدہ سالہ جب
یہ پوچہا کہ اے مادر مہربان
وہ قصہ تہا جو کچہ کیا اوسنے سب
وہ بولی کہ ضحاک ہے بادشاہ
نصیبون نہین ہے ترے شاہی اگر
کرے شاہ لطف الہی تجھے

تو کر پرورش اسکی شام و سحر
کہ پروردہ ہو کودک دلپذیر
نہ کہینا ذرا اوسنے پہر کر اودہر
فریدون پہ رکہتا تہا شفقت سوا
پلاتا تہا شیر اوسکو ہر صبح و شام
وہان سے فریدون کو لے آئیے
مجھے دیجے مرا کودک دلپذیر
اسے ہووےگی وان اذیت کمال
مرے دل مین گذری ہے وسواس ایک
جہان اسکا البرز مین تہا مکان
رہ کین سے آیا سوے مرغزار
فریدون کے رہنے کا تہا جو مکان
دبے تہا فریدون بفضل اله
کر دشمنی و جفا کیش بہت
کرم کی نظر رکہہ تو اوسپر مدام
اوسے رحم آیا فریدون پہ جب
کہ یہ طفل فرخندہ و نیک روز
شہان جہان سے یہ لیگا خراج
کرے ہے طور سے اوسکے مجھکو یقین
سر کوہ البرز سے آکے تب
ہمارے پدر کو تہ آسمان
یہ سنکر فریدون ہوا پر غضب
رکہے ہے وہ ساتھ اپنے گنج و سپاہ
تو کیا اضطراب اسقدر ہے پسر
میسر ہو اسباب شاہی تجھے

فریدون یہ سنکر ہوا خشمگین
مددگار میرا ہے پروردگار
وہ بولی کہ یہ کار دشوار ہے
یہ گفتار ستانا بہتر نہین
سنو آگے احوال اسکا وہ کا

یہ پاسخ دیا اپنی مان کو ہین
نہین خوف ضحاک سے زینہار
پسندیدہ تیری یہ گفتار ہے
اگر سر ہو نہ بیاد اسمین کہین

خدا نے کیا ہی مجھے بھی دلیر
کرون ایکدم مین اسے غرق خون
تجھے قوت وزور آنا کمان
نصیحت مری اپنے سر رکھ تو یاد

اکیلا لڑونگا مین مانند شیر
زر و تاج و اورنگ سب چھین لون
کہ ہم ہیم نبرد اس سے نوجوان
رکھے حق سدا تجھکو آباد و شاد
اکہ کیا اوسنے کار نمایان کیا

منحرف گشتن کاوہ آہنگر از ضحاک و انبوہی بسیار فراہم آوردن و با فرزندان آمادہ موافقت فریدون گردیدن

ستمگار ضحاک نابکار روزگار
بہت مردم آزار آسیب جو کی
کرے آکے ضحاک کا سر جدا
کہین ایکدم ظالم کینہ جو
دل اوسکی طرف سے جو ہے دردمند
خبر مجھکو پہونچی ہے آکر یہان
خردمند شل بزرگان ہے وہ
فراہم کرون اور جاؤن اودھر
کہ ایک ایک طیار محضر کرین
نہین کار اوسکو بجز عدل و داد
خطر اسکو تھا اوس ستمگار کا
ولیکن جو کاوہ تھا آہنگر ایک
کہ کاوہ کے فرزند کو قتل کر
کہ اے شاہ سن میری فریاد کو
دلے کسلئے ہمیشہ سختی و جور
کرے میرے فرزند کو یون ہلاک
یہ گفتار سنکے وہ حیران ہوا
لگا کہنے کاوہ سے وہ تاجور

فریدون کی جانب سے بیل و نہار
تو ضحاک سے خلق آزردہ تھی
خداوند ہو تاج و اورنگ کا
طلب کر بزرگان اقلیم کو
شب و روز رہتا ہے بیم و گزند
کہ اب وہ گیا سوئے ہندوستان
دلاور سیان دبیر ان سے وہ
شتاب اوسکو لاؤن گرفتار کر
گواہی دیں ہر اپنی اوس پر کرین
جہان اوسکے لطف و کرم سے تھا شاد
سبھون نے یہ ناچار محضر لکھا
دلیر و خردمند تھا مرد نیک
کھلا دیجئے سانپون کو مغز سر
ذرا کام فرمانہ بیداد کو
ذرا کیجئے اپنے دل مین تو غور
نہ آوے تری دل مین کچھ ترس و باک
ہراسان ہوا دل مین ترسان ہوا
کہ اب مہر جلد اپنی محضر پہ کر

رکھے دل مین تھا ہم خوف و ہراس
یہ اوسکی شب و روز رہتی آرزو
سلاسل فریدون سے تھا اوسکو کام
یہ بولا مراد شمن جان و مال
مجھے یاد ہے قول مردان پیر
اگرچہ ابھی سال مین خرد ہے
یہ ہے عزم میرا کہ اے مردمان
سفر مجھکو درپیش ہے دور کا
یہ مضمون ہو مرقوم اوسمین تمام
نہ خلق یہ سب گفتار ہے
ہر اک شخص کی مہر گواہی ہوئی
کہین تب وہ ساکے تھی فرزند کی
وہ کاوہ ہوا آنکر داد خواہ
تو ہے اژدہا پیکر دیو لعین
کہ یہ بھی ہے انصاف کوئی بھلا
یہ اپنی ہلاکی کا محضر لکھے
نرکھار واخون بیچارے کا
پڑھا جبکہ کاوہ نے محضر بیان

بجا تھے نہ کچھ اوسکے ہوش و حواس
کہ یا رب فریدون شہ نامجو
غرض منتظر وقت کے تھے مدام
جہانبین ہے اک کودک خردسال
سمجھیے نہ دشمن کو ہرگز حقیر
ولیکن دلیری مین اک گرد ہے
بڑی دیو مردم سے فوج گران
یہ خرد و کلان سب سے ہون یہ جانتا
کہ ضحاک ہے خسرو نیک نام
جہان پرور و نیک کردار ہے
نشانی بفرمان شاہی ہوئی
یہ اوس ن ہوس شاہ کے دل مین تھی
لگا کہنے نالہ کنان پیش شاہ
جہاندار سالار شاہ زمین
کیے نام تو داد و بیداد کا
نکوئی کا مضمون ہے اسپر لکھے
اوسے اوسکا بیٹا جو اے کیا
ہوا تب خروشان و نعرہ زنان

بزرگان قوم سے یون کہا
کہ اے سروران تمنے یہ کیا کیا
خطر سے شہ دہر جہو کی اب
گرفتار عصیان ہو گئے ہائے سب

کیا تمنے ہرگز نہ کار نکو
غرض جسکو تھی وہ نہ کہا اسنے رد
یہ کہکر شتابی سے بےخوف و باک
گیا اوسنے کیدست محضر کو چاک

کے اوسبھی کچھ تمہاری سخت
حضور خداوند دیہیم و تخت
پھر اوس انجمن سے وہین اوٹھ گیا
اور اوسکا وہ بیٹا بھی پھر گیا

ہوئے آخرش خواہ وہ سب شاہ کو
یہ کہنے لگے اے شہ نامجو
ہوا کاوہ گستاخ و بے ادب
حق نعمت شہ گیا بھول سب

حضور خداوند سے زمین
زبان بیہودہ لا سکتا نہ کین
یہ کہنیہ سے چاک محضر کیا
اطاعت سے پیچیدہ یون سر کیا

شقاوت سے لی اب رہ انحراف
گیا یان سے بس ہو کے وہ برخلاف
مگر وہ ستمگر سرمدی ہوا
کہ دشمن ترا نیرہ گردون ہوا

نہ فرمانبری کی جگر امی نے
تو پہر کیون تحمل کیا شاہ نے
دیا شاہ ضحاک نے یہ جواب
تحمل کا مجھسے نہ پوچھو حساب

گیا آنکے کاوہ نے جب خروش
تو یکبارگی اوڑ گئے پہر ہوش
لگا پیٹنے اپنے سر کو وہ جب
بس اک خوف آیا مری دل کو تب

خدا نے جو چاہا سو پیدا کیا
اور آگے کریگا جو کچھ چاہیگا
گیا جبکہ وہ کاوہ کینہ خواہ
فراہم ہوئی پاس اوسکے سپاہ

طلب کر کے پہر چرم آہنگران
بنایا وہین اک علم اوسکو وان
علم ہاتھ مین لیکے وہ نامور
روانہ ہوا وان سے بس پیشتر

یہ کہتا تہا ہر بار کر کے خروس
کرے اسنا ادراک یا عقل و ہوش
فریدون کا ہو جسکے دل مین خیال
سو آوے یہان وہ خجستہ خصال

کری چاکری پہر نہ ضحاک کی
رفاقت کرے ترک ناپاک کی
ہوئے جمع وان شہری و لشکری
ہوا پہر فزون رتبۂ سروری

یہ کاوہ شتابی گیا آگے روان
پس کاوہ انبوہ پیر و جوان
کہان ہے فریدون یہ آفت تہے
مگر سر اوٹھائے وہ سیدہے چلے

غرض رفتہ رفتہ تفحص کنان
وہ پہونچے وہان تا فریدون جہان
جو کاوہ حضور فریدون گیا
ادب سے جہکا اپنے سر کو دیا

کیا عرض ای صاحب تاج و تخت
تری یار دولت مددگار بخت
تو ضحاک کا چلکے دیہیم لے
جہاندار ہو ہفت اقلیم لے

یہ سمجھا فریدون عالیجناب
کہ تائید غیبی ہوئی ہمرکاب
کیا شکر لطف جہان آفرین
بجا سجدۂ شکر لایا وہین

رفتن فریدون بمعیت کاوہ بارادۂ جنگ ضحاک و نشستن بر تخت شاہی و تسخیر ملک بتائید خدا

میسر ہوا جب یہ جاہ و حشم
سپاہ فراوان تاج و علم
ہوا خوش فریدون فرخ سیر
کیا تاج شاہنشہی زیب سر

علم پر جو تھا چرم آہنگران
کیا زر دیبا سے ہمی نہان
بنی پیکر گوہرین اوسپہ ایک
بہت نادر و نغز و عجیب و نیک

وہ یکدست تہا سرخ و زرد و بنفش
رکھا نام پہر کاویانی درفش
علم کی جو اسطرح تزئین ہوئی
ہمیشہ کو یہ رسم و آئین ہوئی

کہ ہو جو کوئی بادشاہ جہان
تو پہنے نہ سنگا چرم آہنگران
بنا کر علم اوسکو پر زر کرے
فزون پیدا یا گوہر کرے

شہان کیان نے بصد فرخی
یہ رسم و رہ نیک جاری رکھی
کیا پہر فریدون نے یہ عزم جزم
کہ ضحاک سے کیجے جا کے رزم

گیا پاس مان کے یہ اوسنے کہا
کہ رکھتا ہون مین قصد ایران کا
دعا کر تو اے مادر مہربان
کہ مین ظفریاب جا کر وہان

وہ جاہ و حشم دیکہ شادان ہوئی
ولیکن جدائی سے گریان ہوئی
دعا دیکے پہر رخصت اوسکو کیا
اور اوسدم خدا سے یہ کی التجا

کہ سونپا تجھے یارب اپنا پسر
نگہدار رہنا تو شام و سحر
روانہ ہوا پھر وہ عالیجناب
ہوا کا وہ لشکر کو لے ہمرکاب

فریدون کے تھے دو برادر بزرگ
ولیکن وہ تھے کینہ ور مثل گرگ
فریدون نے ساتھ اپنے اونکو لیا
دفور عنایت سے شادان کیا

سپہ آہنگر اوس شاہ نے کر طلب
کیا حکم اسطرح اوسکو کہ اب
بنا دے تو اک گرزہ گاو سر
مرتب کیا اوسنے بس زود تر

اور تا شب کو وہ لشکر جہان
سحرگاہ ہوتا تھا واں سے روان
اسی طرح ہر روز تھے رہ نورد
سر چرخ پہونچی تھی لشکر کی گرد

وہ پہونچے کمیں اوسجگہ ایکبار
کہ ایزد پرستوں کے تھے وان مزار
رہا شاہ تنہا وہاں وقت شب
اور امداد کی اوسنے واں سے طلب

فریدون کو الہام اوس دم ہوا
فریدون کا دل جس سے خرم ہوا
یہ آواز آئی کہ دل شاد رکھ
یہ افسون بتاتی ہین سو یاد رکھ

پھر اک شخص پیدا ہوا ناگہان
کہ رکھتا تھا وہ صورت راستان
فریدون کو سکھلائی افسونگری
یہ بولا کہ اے لائق سروری

کہیں آئے درپیش مشکل جہان
یہ افسون تو پڑھنا وہاں بیگمان
کہ ہو جاوے آسان مشکل تمام
بن آوے شتابی سے بگڑا سب کام

یہ سنکر فریدون فرخ نہاد
ہوا دل میں اپنے وہیں شاد شاد
خوشی سے دگر اور قوت ہوئی
زیادہ فریدون کو ہمت ہوئی

ترقی جا اقبال تھا شاہ کا
لگے کہنے باہم کہ ہے یہ غضب
کہا ایک نے ہے یہ مشکل کمال
کرینگے ہلاک اوسکو تدبیر سے
گئے بس وہ دونون تھا دشت کن
یکایک سنی اونسے آواز سنگ
نہ غلطان ہوا پھر ذرا پیشتر
یہ بولے کہ ہمکو تعجب ہے یان
جہان آفرین نے رکہا اب نگاہ
نہ کچھ سنہ پہ اونکے کہا زینہار
بیابان اور کوہ کی راہ سے
گذر یان سے کشتی جو وان کی طلب
نہ پہر گز ذرا اولین آیا خطر
مکان وہ بنایا تہا ضحاک نے
طلسم ایک تہا وہ ورد مکان
نمایان ہوئی وہ بلائے عظیم
کہا گرز سے اونکو دبین ہلاک
یکا وہ سے پوچھا کہ کسکا ہے تخت
بعہد فرخی پہر شہ نامور
کہ ضحاک بد اوگر ہے کہان
ادہر پہر گیا لشکر بیکران
رہی فوج تو رستی باقی وہان
لیا مال و زر اور توڑا طلسم
گیا پہر شہنشاہ گیتی پناہ
تہان پر سپہر و سمینبر

ظہور اوسکی تہا دولت و جاہ کا
جو ہون اوسکے محکوم روز و شب
ہلاک فریدون ہے امر محال
بہانے سے حیلہ سے تدبیر سے
او کہاڑا ادہر ایک سنگ گران
ہوا شاہ بیدار پس بدرنگ
بد اندیش حیران ہوئے دیکہکر
بلا کس طرح یان سے سنگ گران
بجا لائے شکر لطف اله
زیادہ کیا اونکا جاہ و وقار
سپاہ و حشم شوکت و جاہ سے
ندی اور ہوا شہ وہان پر غضب
لگے سبز زخار سے سب اوتر
کیا تہا طلسم اوسکو ناپاک نے
بلاہائے دشوار تر تہین جہان
سیہ دیو اور اژدہائے عظیم
پہر آگے گیا شاہ بیخوف و باک
لگا کہنے یون کاوہ نیکبخت
سر تخت زرین ہوا جلوہ گر
جو کچہ ہے تجہکو معلوم ہو کہ یان
زرہ پوش مردان جنگی یلان
طلسم و حرم خانکی پاسبان
نہ چہوڑا خزانہ نہ چہوڑا طلسم
بسوئے شبستان ضحاک شاہ
ہوئین شادمان شاہ کو دیکہکر

بڑے بہائی دونون تہے جو کینہ ور
فریدون کو بس قتل اب کیجیے
دیا دوسرے نے یہ اوسکو جواب
کہین ایکدن بادل پر جفا
سر کوہ سے اوسکو غلطان کیا
فسون کو کیا شہ نے ورد زبان
رہ مکر سے پہر خروشان ہوئے
اگر کوہ سے ہائے گرتا کبہی
ولیکن فریدون نے سمجہا وہان
بعہد فرخی پہر شہ نیکمرد
جہان دجلہ تہا شہر بغداد کا
کیا دون ہی دریا مین گہوڑا روان
وہان سے جہاندار گیتی ستان
بہت دور سے وہ نظر آئے تہا
گیا اوس مکان مین وہ شاہ دلیر
فریدون نے افسون وہ اسم پڑہا
وہان ایک زنگ آیا نظر
کہ یہ تخت ضحاک تازی کا ہے
پہر اک شخص وان شاہ کو ملگیا
یہ بولا سوئے ہند وہ زشت خو
درون طلسم اوسکا ہے مال و زر
ہوا سنکے خوش شاہ آفاق گیر
خدا کا ادا شکر نعمت کیا
ہوا قتل حیوان مقابل ہوا
یہ بولین کہ ہم تہے اسیر بلا

حسد لگگئے یہ چشم دیکہکر
نہ تاخیر کو راہ یان دیجیے
نہین لازم اس کام مین اضطراب
نہ دامن کوہ سوتا وہ تہا
کہ تا ریزہ ریزہ ہو سر شاہ کا
ہوا بند وہ سنگ غلطان وہان
وہ سرگرم فریاد و افغان ہوئے
تو ضایع فریدون بہی ہوتا ابہی
کہ یہ کام انکا ہی تہا بیگمان
دم صبح وان سے ہوا رہ نورد
فریدون کو کاوہ وہان لیگیا
روانہ ہوئی فوج بہی بعد ازان
ہوا سوئے بیت المقدس روان
فلک بہی اوسے دیکہہ شرمندہ تہا
دلیری کہ جسکے نہ پہونچے تہا شیر
کہ تہا جز بہے دیو اور اژدہا
مکلل بیاقوت و لعل و گہر
وہ سب اب فریدون غازی کا ہے
اور اوس شخص نے مذ یون کیا
فریدون کی کرنے گیا جستجو
رکہا ہے یہان گنج و لال گہر
تصرف مین لایا وہ زرین سپہر
کہ جسنے خداوند دولت کیا
فریدون شبستان مین داخل ہوا
کیا آن سگ نے تو نے ہمکو رہا

وہی خواہران جمشید نامور
لگین کہنے یون چشم کو کر کے تر

کہ اک دیو پیکر کی صحبت مین تھے
گرفتار ہم اک مصیبت مین تھے

ہوا ہے یہ بارے خدا مہربان
کہ بھیجا بجاہ و حشم تجھکو یان

یہی اپنے دلکی ہے اب آرزو
کہ جبتک جہان ہے جہان مین ہو تو

وہ بولی کہ تجھسے تھا اوسکو خطر
تجسس کو تیرے گیا ہے اودہر

کہ ہندوستان کو مسخر کرے
دل غمزدہ کو وہ خوشتر کرے

تجھے جبکے جادو سے پہونچے گزند
وہ بیخوف ہو ور جیسے بلند

کہ بدخواہ تیرا سدا خوار ہو
تو دائم جہان مین جہاندار ہو

اوٹھایا تہا جسنے جو رنج و عذاب
کہین کیا وہ اے شاہ عالیجناب

اودہر اوس سیہ رو کا تہا یہ جواب
اودہر اژدہائے سیہ کا ہے آب

پہرے دن ہوا ہے مددگار بخت
کہ آیا تو ہو وارث تاج و تخت

یہ پوچھا فریدون نے اے دلربا
سو ہے ہند ضحاک اب کیون گیا

کہ شاید کہین ہاتھ آجائے تو
سوا اسکے یہ ہے ارادہ سے آرزو

سہم دل نے پہونچا ہے اک سحرکار
فسونساز و جادوگر ہوشیار

ولے جاپتا ہے یہ عالم تمام
دعا ہے یہ ہر ایک کی صبح و شام

رہے تیرا اقبال روز افزون
نگہبان ہو تیرا جہان آفرین

نشستن فریدون بر تخت کیان و گرفتار ساختن ضحاک را و تسخیر کردن ملک

ہوا جبکہ ضحاک کا تخت گاہ
بنصیب شہنشاہ گیتی پناہ

ہوا ہمسر عرش و افلاک تخت
کہ تہا جہاندار فیروز بخت

ہوئین کامران وہ پری پیکران
ہم بزم خسرو کامران

ہوا رونق افزای تخت کیان
فروزندہ خورشید بخت کیان

گیا پاس ضحاک کے بھاگ کر
وہان جاکے اوسنے کہی یہ خبر

کسی طرف سے لا کے فوج گران
سوے شہر بغداد آئی دوان

نمایان ہے چہرہ سے فر کیان
خداوند دولت ہے وہ نوجوان

رکھے ہے وہ پاس اپنے گرز گران
جوانمرد ہے جنگجو پہلوان

ترے دو گردان جنگ آزما
جو وان تھے اونہین قتل اوسکو کیا

ہوا تیری جا افضل شبستان مین
تصرف کیا تیرے ایوان مین

ولے اوسنے پنہان کیا راز کو
کہ تا کوئی لشکر مین بددل نہو

نہین جائے اندیشہ کچھ زینہار
رہا چاہئے شاد لیل و نہار

کہ اب سوچ کچھ تو شہا چاہئے
اوسے کیونکہ مہمان کہا چاہئے

وہ مہمان کوئی آفت دہر ہے
بڑا یہ غضب ہے بڑا قہر ہے

اودہر ہمکنار اوس سے ہو شہرناز
اودہر اوسکے پہلو مین ہو ارنواز

سراپا گلستان ہوا وہ مکان
ہوا تازہ یکدست باغ جہان

شبستان ہوا رشک صد چمن
ہوئی رشک باغ ارم انجمن

کیا شاہ نے ملک تسخیر جب
ہوا کامیاب نشاط و طرب

جو تہا کندرو نامی اک پہلوان
طلسم و زر و مال کا پاسبان

کہ شاہان سرکش گردن بلند
جوان و دلیر و قوی ارجمند

بزرگ اور کمین معین اور اک مرد ہے
دلاور ہے پر زور ہے گرد ہے

وہ سر گروہ سپاہ لشکر و فوج کا
سپہدار و ممتاز و فرمانروا

بجا جاہ و حشم اوسنے وان آنکر
وہ توڑا طلسم اور لیا مال و زر

کیا زیر پا اپنے تیرا وہ تخت
ہوا ہمکنار تیرا برگشتہ بخت

ستمگار سمجھا یہ سنکر خبر
کہ پہونچا فریدون وہان آنکر

کہا یون کہ مہمان کوئی ہوگا
جو بیرنج اوسنے سوے شبستان کیا

یہ گفتار سن اور کہا پیچ و تاب
دیا کندرو نے یہ اوسکو جواب

رکہے جو کوئی گرز تاکا دو سر
شبستان مین شوخی کرے آنکر

کہ یون خواہران جہاندار جم
رہین بیجا یا نہ اوس سے بہم

بہرا شہر مین اوسکا لشکر تمام
ہوئے آدمی اوسکے چاکر تمام

یہ قصہ سنا جبکہ ضحاک نے — تو کی خواہش مرگ ناپاک نے
رہی بات کا کچھ نہین اعتبار — ذرا بھی نہین راستی زینہار
نہ اب ناظم شہر تجھکو کرون — نہ خدمت تجھے کوئی زنہار دون
تو ہرگز نہو بہرہ ور تخت سے — نہو کامران افسر و تخت سے
ذرا کام کا اپنے ہو چارہ گر — نہ بگڑے ترا کام وہ کام کر
کیا حکم ضحاک نے پھر وہین — کہ گردن رکھے اب سر آستین
فریدون شہ نامور شاہ جہان — وہان شاہ ضحاک آیا دوان
کہ اوسکے ستم سے وہ پرخون تھے سب — طلبگار عہد فریدون تھے سب
دلیران و مردان و برنا و پیر — کہ تھے پہلوانی مین وہ بے نظیر
وہ لشکر یون ہو گیا پر خلاف — تو بیداد گر دل مین سمجھا یہ صاف
کیا مشورہ پھر یہ دل مین وہین — کہ تنہا مسلح ہون اب بھر کمین
ہوئی رات جسدم تو وہ بھیجا — ہوا غرق آہن مین سر تا بپا
کمند ایک لیکر گیا پھر وہین — چڑھا پھر سر بام کاخ برین
ہوئی شعلہ خیز آتش رشک تب — دل اوسکا ہوا گرم کین و غضب
بلندی سے بدخواہ آیا فرود — فریدون نے اوسکو جو دیکھا تو زود
وہ گرز اوسکے سر پہ جو مارا شتاب — تو ضحاک کو پھر رہی کچھ نہ تاب
ملا دیتے اسکو تہ خون خاک — زمین تا کہ ناپاک سے ہووے پاک
اسے قید کر کوہ کے درمیان — رہے یہ گرفتار بند گران
کہین کوہ تھا اک دماوند نام — وہان غار تھا اژدہے تھے تمام
بشاہی اوسے سال گذرے ہزار — ہوا بعد اوسکے گرفتار و خوار
کہ نام انکو کوئی رہے یادگار — ہمیشہ نکو نام ہے برقرار
ہوا جبکہ ضحاک پر فتحیاب — سعادت ہوئی شاہ کے ہمرکاب
شتابی سے حاضر ہوئے آنکر — حضور شہ عادل او گر
کیا شاہ نے اونپہ لطف و کرم — فزونتر کیا اونکا جاہ و حشم
نوازشگری شہ نے کی اختیار — کیا عدل اور داد لیل و نہار

ہوا کندرو پر بہت خشمگین — لگا کہنے یون اوس سے از روے کین
ترا خوف سے دل پریشان ہوا — تو بارے خطر سے گریزان ہوا
اوسے کندرو نے یہ پاسخ دیا — کہ مجھکو ہے اب یہ گمان خیر با
بھلا شہریاری ہو جب تجھے — کرے ناظم شہر کیونکر مجھے
سنی جبکہ گفتار ارباب ہوش — تو آیا ستمگار کے دل مین جوش
غرض کرکے تیار لشکر تمام — روانہ ہوا اوان سے وہ تیز گام
وہ فوج بیدل تھی ضحاک سے — نہ راضی تھا کوئی بھی ناپاک سے
سنا فوج نے جب فریدون کا نام — دل اونکا ہوا خرم و شاد کام
فریدون کے آگے گئے سب رفیق — کہ تھا حق شناس و کریم و خلیق
کہ کرتا نہین خیر خواہی کوئی — نہین جانتا میری شاہی کوئی
سو خوابگاہ فریدون چلا یون — وہان جاکے بس قتل اسکو کرون
یہ اوسدم بنی صورت نابکار — کہ کوئی نہ پہچانے پھر زینہار
جو دیکھا تو ایوان مین ارنواز — فریدون سے تھی شوق مین گرم ناز
شتابی سے ایوان مین ڈالی کمند — کہ وان جاکے پہونچا شہ گرزمند
اوٹھا لیکے وہ گرزہ گاؤ سر — مقابل ہوا اوسکے وہ آنکر
فریدون نے پھر یہ ارادہ کیا — کہ اک ضرب اور اسکے سر پر لگا
صدا غیب سے لیکن آئی تبھی — کہ باقی ہے اس کی ابھی زندگی
فریدون نے جسدم سنی یہ صدا — تو ضحاک کو قید وہین کیا
کیا بند بیجا کے ضحاک کو — رکھا سرنگون اوسمین ضحاک کو
یہ دنیا کہ ہر چند ہے بے ثبات — ولیکن جہان مین ہے بہتر یہ بات
فریدون مین تھی یہ صفت سر بسر — کیا جز نکوئی نہ کارہ گر
تو سب نامداران و گردان شہر — کہ تھے دولت و مال سے شاد بہر
کیا عرض یون ہم ہین فرمان پذیر — پرستندہ شاہ آفاق گیر
سر تخت ایران و توران و چین — ہوا خواہ شاہنشہ دور بین
کشادہ کیا دان در گنج و زر — رعیت نوازی پہ باندھی کمر

نکوئی جو کی شہ نے زیر فلک
تو نام نکوئی ہی ہو اب تلک

جو کار فریدون کرے بیگمان
فریدون وہی ہے تہ آسمان

ہمیشہ کرے جو کوئی کام نیک
تو بیشک ہو آغاز و انجام نیک

سنو تم کہ آگے کرون مین بیان
فریدون کے بیٹونکی اب داستان

تقسیم کردن فریدون ملک را بہر سہ پسران و رشک بردن سلم و تور و کشتہ شدن ایرج از دست ایشان

شہ ہفت اقلیم کے تھے سہ پور
کہ تھا اونکا نام ایرج و سلم و تور

ملکزادہ ایرج وے لے خورد تھا
خردمند و دانشور و خوش لقا

ہوئے جب جوان یہ شہزادگان
ہوئی یون تمناے شاہِ جہان

سہ دختر جہان ایک مادر سے ہون
فزون حسن مین ماہ انور سے ہون

تو انکو وہان کتخدا کیجیے
نہ تاخیر کو راہ ٹک دیجیے

کوئی مرد دانا تھا جندل بنام
طلب کرکے اوسکو شہ ذوالکرام

یہ بولا کہ گردِ جہان پھر کے تو
جو ہے مدعا اوسکی کر جستجو

اوسے جبکہ فرمان شاہی ہوا
تو رخصت ہو وان سے وہ راہی ہوا

بہت ملک مین گشت اوس نے کیا
ہوے جبکہ شہر یمن مین گیا

لوگون سے واقف ہوا یہ عیان
کہ حسب تمنائے شاہِ جہان

رکھے تین دختر ہے شاہِ یمن
پری چہرہ و مہوش و سیمتن

سپہدار کا وان کے تھا مہر و نام
گیا وان رسول مبارک پیام

فریدون کا پیغام یکسر کہا
وہ اقبال شاہِ یمن نے کیا

فریدون نے جبدم سنی یہ نوید
ہوا خوش کہ دل کی بر آئی امید

بصد حشمت و شوکت و فر و شان
کیا شاہزادونکو رخصت روان

گئے جب وہ اوسکے دیار مین
ہوا شاد تب شہریار یمن

پری طلعتون کو کیا کدخدا
بہت مال اور گنج اونکو دیا

ہوئے وان سے پھر سوے ایران روان
ملکزادگان اور وہ مہوشان

فریدون کے دل مین یہ آیا خیال
کہ اب مین ہوا پیر دیرینہ سال

کرون ملک تقسیم ہر ایک کو
کہ باہم برادر نہون کینہ جو

دیا سلم کو روم و خاور زمین
ملا تور کو ملک توران و چین

ولے ملک زرینہ ایران تمام
مقرر کیا شہ نے ایرج کے نام

سو روم و خاور گئے سلم و تور
رہا ایرج ایران مین با حضور

وہ کرنے لگے بادشاہی وہان
ہوئے تخت و دیہیم سے کامران

یکایک دل سلم بیدل ہوا
سوے کین ایرج وہ مایل ہوا

قناعت نہ کی خاور و روم پر
نہ آیا پسند اوسکو بخشش پدر

سوے تور لکھکر کے نامہ شتاب
رسول ایک بھیجا کہ لاوے جواب

لکھا تھا یہ مضمون کہ بہتر ہین ہم
نہ زنہار ایرج سے کمتر ہین ہم

ذرا سوچ اب اے خداوند تور
کہ ہرگز نہین باپکو کچھ شعور

دیا اوسکو اورنگ و دیہیم و زر
کہ مجھسے بھی اور تجھسے ہی خوردتر

کیا ملک ایران کا ایرج کو شاہ
کہ ہے جاے آسایش و تختگاہ

مجھے اور تجھے ملک ایسا دیا
جہان جنگ و کینہ ہے صبح و مسا

بیابان کا ہی حاصل ہی ایسے کم
غنیموں سے ہے رزم و کین دمبدم

یہ تقسیم ہے مجھکو بس ناگوار
تری مصلحت کیا ہے اے شہریار

جو نامہ پڑھا تور نے سر بسر
ہوا دل مین اپنے غضبناک تر

لکھا پھر یہین سلم کو یہ جواب
کہ اے بادشاہِ ثریا جناب

یہ ہر نیک و بد مین تری شامل ہین
یقین جانیو تو کہ یکدل ہین

ترے ساتھ ہین دل سے پیوستہ ہون
لیے قتل ایرج کمر بستہ ہون

مگر اس نامہ پرکو بسوے پدر
روانہ کرو اب تو ہے خوبتر

یہ پیغام بھیجو کہ اے بادشاہ
بزرگی و خردی پہ کیجے نگاہ

ہمین تخت ایران سزاوار ہے
یہ ایرج کو لائق نہ زنہار ہے

رہ راستی پہ وہ آجائے گر
تو بہتر ہے ورنہ ہے تیغ و سپر

جب آیا رسول خردمند یان
کہ دونون برادر کہین از زور دو
نہیں خوب یہ رسم و آئین و راہ
ستم ہے جو کمتر کرے مہتری
یہ ہے حق مین ایرج کے خوب انکو
شتابی سے ہون سوئے ایران روان
وہان سے روانہ ہو پیغام بر
فرستندگان کیطرف سے دیا
کیا عرض پہر یون کہ پیغام بر
اگر میری تقصیر ہووے معاف
تو کہہ بیخطر ہوکے یکسر پیام
پیام درشت اور تنہائی سخت
کیا مین نے یکدست تقسیم ملک
جو مجہسے نہین تو خدا سے ڈرو
ذرا گوش دل سے مری سن تو پند
شہ نامور سے یہ سنکر جواب
کیا پہر یہ راز نہفتہ عیان
ارادہ کیا از رہ سرکشی
اگر مین بہی تیرا مددگار ہون
وہ ہین کینہ جو زیر چرخ کہن
جہاندار نے پہر کیا یون بیان
تو ہی خود اور نہین تجہ مین تاب
وہ یکدل ہوئے ہر دو جنگ آوران
پسندیدہ عقل و رائے انکو
کہا جان یہ تیری نہ پہنچے گزند

کیا سلم نے جب اوسے بیان
کہا یون کہ اب زیر چرخ کبود
کہ ایرج کو دی تخت و تاج و کلاہ
غضب ہے کہ کمتر کو ہو برتری
کہ ایران سے دست بردار ہو
قیامت کرین ایک برپا وہان
جو آیا حضور شہ نامور
درود اوسنے اور شہ زر کے تہا
گر ندا و زبان ہی بس بے خطر
تو پہر مین گذارش کرون صاف صاف
بیان شوق سے کر حقیقت تمام
کہے سب حضور خداوند تخت
کیا تینون کو مین نے تسلیم ملک
نہ زنہار باہم خرابی کرو
کہ قایم نہین ہو یہ چرخ بلند
فرستادہ رخصت ہوا پہر شتاب
کہ پرخاش پر ہین وہ گردنکشان
کہ جب پہر کرین آ کے لشکر کشی
سعادت ترا وقت پیکار ہو
تو کیا فکر کرتا ہے اے جان من
کہ اے نور چشم سعادت نشان
جو اوسنے خبر قتل زا ہو شتاب
فراہم کیا لشکر بیکران
یہی ہے کہ تو اون سے ہو صلح جو
تو امن رہے زیر چرخ بلند

کہ سوئے فریدون روانہ ہو تو
ہوا افسر و عقل کو تیری کیا
یہ کر غور دل مین کہ مہتر ہین ہم
کوئی گوشہ ملک کا کافی ہے بس
جو گر نہ سواران جویای کین
پہر ایران و ایرج ہو بیخ و بن
ادب سے ہوا وہ پہلے سجدہ کنان
لگا پوچہنے یون کہ ہو تون شاد
یہ بندہ تمہارا گنہگار ہے
یہ کہنے لگا شاہ عالم پناہ
کہا جبکہ یہ شاہزادہ نے
فریدون یہ سنکر ہوا تند و گرم
بہری کچہ نہین جنکے کی زینہار
مجہے اب تمنائے تاج و سریر
رہو راضی اب سب ہی تقسیم پہ
فریدون نے ایرج کو کر کے طلب
کیا سلم اور تور نے اتفاق
کمر قتل پر تیرے باندہی ہے بس
تو تیرے بہی ہو دین مقابل وہین
یہ بولا وہ ہین ایرج نام جو
ترے ہین وہ دونون برادر بزرگ
مری ہے یہ حالت کہ بس ہون نہین پیر
بیان ساتہ اونکی نہین تاب جنگ
مرا تاج شاہی سے اب ہے گذر
نہ آرام جان افسر زر ہوا

یہ پیغام بہیجا جہاندار کو
کیا دور کیون دل سے ترس خدا
سزاوار اورنگ و افسر ہین ہم
عبث ہے اوسے اور باقی ہوس
دلیران رومی یہ ترکان چین
خبر شرط ہے دیجیے اسکا جواب
رکہا سر کو اپنے سر آستان
وہ بولا کہ ہان تمکو کرتے ہین یاد
کہ لایا پیام ایک دشوار ہے
پیام آوران ہین سدا بیگناہ
تو کہولی زبان پہر فرستادہ نے
یہ بولا کہ آئی نہین انکو شرم
فروتر کیا فخر و جاہ و وقار
نہین کچہ کہ دیکہو ہوا مین تو پیر
پے کینہ خواہی نہ باندہو کمر
کہا بہائیون کا وہ پیغام سب
رکہے ہین تری ساتہ دونون نفاق
ترا چین مین ملک ہے یہ ہوس
وہ گردنکشان کہینچکر تیغ کین
وہ لاوین عمل مین جو ارشاد ہو
ہوئی مجہسے اب کینہ جوئی گرگ
کیا ترک شاہی ہوا گوشہ گیر
نہ فوج اسقدر ہے نہ اسباب جنگ
نہ کچہ لین کچہ خواہش تاج و زر
قلم آخرش شمع کا سر ہوا

سنی گوش جان سے فریدون کی پند ۔ نگہ کی یون ایرج ارجمند
کہ زنہار اے شاہ فرخندہ بخت ۔ نہین کچہ مجہے الفت تاج و تخت
جو دنیا و دولت نہین پایدار ۔ تو تم کیا کیون مردم ہوشیار
یہ کینہ اگر پہر اورنگ ہے ۔ پئے پادشاہی اگر جنگ ہے
تو گذرا مین اس تاج اورنگ سے ۔ بہم صلح بہتر ہو اب جنگ سے
حضور انکے جاؤن مین اب بے سپاہ ۔ نہ دسواس کو دلمین اپنے دون راہ
کہ مین خرد ہون اور وہ ہین بزرگ ۔ نجاہ و حشم ہی مین مجہسے سترگ
کرون عرض یون ہونہین فرمان پذیر ۔ مبارک تمہین ہووے تاج و سریر
مجہے دہر مین کچہ نہین حب جاہ ۔ نہین کچہ تمنائے تاج و کلاہ
مری ساتہ کسواسطے خشم و کین ۔ کہ ہون بندۂ خسرو روم و چین
یقین ہے کہ پہر مجہسے الفت کرین ۔ بزرگانہ مجہپر شفقت کرین
فریدون نے ایرج سی پہر یون کہا ۔ کہ اے پور صد آفرین مرحبا
برادر ہین تیری سر خشم و کین ۔ تو ہی صلح جو اور محبت گزین
بہت خوب جانا ہی تیرا او دہر ۔ کہ دونون وہ یکجا ہین اب اکے پہر
دلے مین بہی اک نامہ انکو لکہون ۔ رقم اوسمین درد دل اپنا کرون
کہ بس پڑ گئے انکا دل کینہ ور ۔ سر مہر آجائے پہر زود تر
تجہے پہر بخوبی وہ رخصت کرین ۔ محبت کرین اور الفت کرین
ترا مجہکو دیدار حاصل ہو پہر ۔ قرین مسرت مرا دل ہو پہر
یہ کہکر فریدون نے نامہ لکہا ۔ رقم اوسمین یعنی یہ مضمون کیا
کہ تم ہو بزرگ اے جوانان گرد ۔ اور ایرج تمہارا برادر ہے خرد
سر تخت شاہی سی آیا فرود ۔ کلاہ شہی سر سے لایا فرود
کمر اپنی باندہی پئے بندگی ۔ یہ آیا برائے پرستندگی
تمہین بہی ہی لازم کہ شفقت کرو ۔ سر کین سے گذرو محبت کرو
کئی روز وان جبکہ جائین گذر ۔ تو پہر اوسکو رخصت کرو تم ادہر
سر نامہ جب شاہ نے مہر کی ۔ تو ایرج نے توران کی راہ لی
لئے اسقدر ساتھ برنا و پیر ۔ کہ تھے واسطے راہ کے ناگزیر

داستان رسیدن ایرج نزد سلم و تور بی فوج براے عذر و انکسار معہ نامہ پدر خود و قتل نمودن آنہا ایرج را از روے کین و سرش را نزد فریدون فرستادن و ماتم نمودن فریدون

شہ روم و توران یعنی سلم و تور ۔ کہ تہا جنکو جاہ و حشم کا غرور
وہ رکہتے تہے ایران کیطرف عزم ۔ وہ طیار کرتے تہے اسباب رزم
وہ توران مین آکر فراہم ہوئے ۔ پئے خون ایرج وہ باہم ہوئے
خبر انکو پہنچی یہ اتنی مین وان ۔ کہ بے فوج آیا ہی ایرج یہان
فریدون نے نامہ بہی اک لکہا ۔ یہ سنکر وہ دونون گئے پیشوا
خوشی سی جہان اوسکی تہی بارگاہ ۔ اوسی لیگئے وان وہ با عز و جاہ
ملکزادہ ایرج تہا فرخندہ خو ۔ خردمند و خوش منظر و خوبرو
مگر اب جو برپا ہوا یہ فساد ۔ تو آئے پہر اسبات پر بد نہاد
کہ ہو بخت برگشتہ وہ نامدار ۔ سوئے خانہ جانبر ہنوز نہار
سوئے فوج پہر سلم نے کی نگاہ ۔ نیایا طرف اپنے پیل و سپاہ
کہا تور سے کام ابتر ہوا ۔ کہ ایرج سے وابستہ لشکر ہوا
ہمین قصد تہا ملک ایران کا ۔ و لے اب ہے اندیشہ توران کا
ہوا قتل ایرج کا اب ناگزیر ۔ وگرنہ نہ ہم مین نہ تاج و سریر
پہری آہ اسبات سے تور نے ۔ رکہا خون روا اوسکا مغرور نے
گیا دوسرے دن جو انکی حضور ۔ تو بولا یہ ایرج سے کمبخت تور
کہ ای بے ادب ہمسے کہتر ہے تو ۔ نہ ہرگز سزاوار افسر ہے تو
ہمارا ادب کچہ نہ رکہا نگاہ ۔ ہوا ملک ایران کا تو بادشاہ
شب و روز یان ہمکو پہنچے ہے رنج ۔ رہے تو وہان شاہ با تاج و گنج

یہ باتین جو تندی سے اوسنے کہین
تو ایرج نے پاسخ دیا پہر یہین

کہ اے بادشاہ جہانگیر و گرد
بزرگ آپ ہین ہر طرح مین ہون خرد

مجھے چاہیے اب نہ تاج و کلاہ
نہ گنج اور نہ کشور نہ فوج و سپاہ

نہین مجھ پہ لازم ہے اتنا عتاب
کہ ہون بندۂ شاہ عالیجناب

یہ کرتا تہا عجز اور گفتار نرم
ولے تُور پہ ہوتا تہا وہ تند و گرم

نہ گفتار ایرج کی بہائی اوسے
نہ الفت برادر کی آئی اوسے

سر کرسی زر وہ بیٹھا جو تہا
زبان سے وہ یکبارگی بس اوٹھا

وہ کرسی زر از رہ خشم و کین
اوٹھا سر پہ ایرج کے ماری وہین

پہر اوسکے رکہا دست و بازو پہ بند
گزند برادر بس آیا پسند

بہت کرکے عجز اور ہی انکسار
لگا کہنے ایرج کہ اے نامدار

نکر قتل مجکو خدا سے تو ڈر
ندے ہاتھ سے پاس شرم پدر

یقین جان یہ تو کہ انجام کار
تجھے رنج پہونچائیگا کردگار

نرکھ ہائے خون برادر روا
مری جان پہ رحم کر خسروا

نہین کچھ مجھے خواہش سروری
کرون رات دن خدمت و چاکری

کیا عجز ایرج نے ہرچند پر
نہ آیا سر رحم پیدا اوگر

وہین کہینچکر خنجر آبگون
کیا اوسنے ایرج کو بس غرق خون

سر نامور کرکے تن سے جدا
حضور فریدون روانہ کیا

لکہا یون کہ تونے جسے اے پدر
دیا تاج و زر تہا یہ اوسکا ہے سر

تو رکہہ اسکے اب سر پہ تاج ہی
بٹہا اسکو بالائے تخت شہی

فریدون یہ کہینچے تہا وان انتظار
کہ آوے کہین ایرج نامدار

کہ اتنے مین نالہ کنان مردمان
لیے اوسکا تابوت پہونچے وہان

وہ تابوت کہولا تو آیا نظر
وہ پیچیدہ تہا پرنیان مین جو سر

فریدون اوسے دیکہ گریان ہوا
وہ بیخود سر خاک غلطان ہوا

ذرا ہوش آیا فریدون کو جب
وہ بولا کہ ہو دین سیہ پوش سب

وہین توڑ ڈالے وہ کوس و علم
فغان اور نالہ تہا وان دمبدم

بنایا تہا ایرج نے اک گلستان
سر اوسکا کیا دفن لیکر وہان

او کہاڑے نہالان گلشن تمام
جلائے گل و سرو و سوسن تمام

یہ کہتا تہا گریہ کنان شہریار
کہ افسوس اے گردش روزگار

ہوا کشتہ یون ایرج نازنین
کہ سر ہے کہین اور تن ہے کہین

ہوا سو ہوا لیکن اے کردگار
ترے فضل سے ہون امیدوار

کہ ہو تخم ایرج سے اک نامور
پے رزم و کین جست باندہے کمر

کہان تک کرون درد و غم کا بیان
سنو اب منوچہر کی داستان

تولد شدن دختر از بطن ہمشیر ایرج و کتخدا شدن او با پشنگ کہ او ہم از نسل فریدون بود و تولد شدن منوچہر و کینہ خواہی او

شبستان مین ایرج کے شاہ جہان
گیا ایکدن تو یہ پوچہا وہان

کہ ہے کوئی یان ماہرو باردار
شتابی سے مجہپر کرو آشکار

کسی نے دیا شاہ کو یہ نوید
کہ ہے حاملہ ایک ماہ آفرید

یہ سنکر بہت خوش ہوا شہریار
کہا یون کہ اب ہون مین امیدوار

خدا دے اوسے ایک فرخ پسر
کرے بدسگالان سے خون ہدر

گذر جب گئے نو مہینے وہان
تو پیدا ہوئی دختر دلستان

وہ تہی حسن مین ایک ماہ تمام
فریدون نے رکہا پریچہرہ نام

کیا پرورش ناز و نعمت کے ساتھ
رکہا ہمقرین اوسکو دولت کے ساتھ

جوان وہ ہوا اور پشنگ ایک تہا
اوسے ساتھ اوسکے کیا کتخدا

فریدون کی تہا نسل سے وہ جوان
ہنرمند و دانشور و پہلوان

ہوئی حاملہ جب وہ رشک قمر
تو اوس سے تولد ہوا اک پسر

ملکزادہ ایرج کے ہمشکل تہا
منوچہر نام اوسکا نانے رکہا

بہت شاہ کو شادمانی ہوئی
کہ جبتک فلک پر مہ و مہر ہے
ہوا وہ جوان وہ منوچہر جب
کہا یون نظر کرکے سوے سپاہ
در گنج شاہی کشادہ کیا
منوچہر سے مردمان سپاہ
جو پہونچی خبر سلم اور تور کو
فریدون یہ رکھتا ہے اب عزم رزم
کیا مشورہ یون کہ گنج و گہر
عوض خون ایرج کے دیتے ہین ہم
حضور فریدون وہ پیغام بر
رہے جاودان عالم افروز تو
زر و لعل اور گوہر شاہوار
وہ پیلان محمولہ سیم و زر
کیا ہمکو گمراہ شیطان نے آہ
اگرچہ ہین ہم تو سراپا خطا
تمنا ہے یہ اپنی شام و سحر
رکھین اوسکی نازک پہ دیہیم زر
بلایا منوچہر کو تب وہین
نظر کرکے گنبد نیلگون
دیا اوسکو پیغام کا یہ جواب
کہ تجھسے اب بیگناہ و خطا
وہ سام نریمان وہ قارن دلیر
یہ مردان جنگ آور و پہلوان
کیان خواہش زر نہین زینہار

سر نو اوسے زندگانی ہوئی
الٰہی جہان مین منوچہر ہو
ہنر پہلوانی کے سکھلائی سب
تمہارا منوچہر ہے بادشاہ
سپہ کو زر و سیم و گوہر دیا
گذارش یہ کرتے تھے شام و پگاہ
منوچہر ہے مرد پیکار جو
کہ بھیجے اوسے او سطرف بہر رزم
روان کیجیے اب سوے پدر
اوسے گوہر و گنج و تاج و علم
جو پہونچا تو رکھکر وہ سر خاک پر
ہمیشہ کرے جشن نوروز تو
سر پر و زر و تاج گوہر نگار
حضور جہاندار گذران کر
جو سرزد ہوا ہمسے ایسا گناہ
ولے تو خطابخش ہے خسروا
سو خاور آوے منوچہر گر
کرین پیشکش اوسکے گنج و گہر
بٹھایا سر کرسی گوہرین
ہوئے تیرے بدخواہ یکسر زبون
کہ جا ہر دو ناپاک سے کینہ شتاب
کیا قصد خون منوچہر کا
وہ کاوہ کہ ہے جنگجو شل شیر
منوچہر کے ساتھ پہونچینگے وان
نہین چاہیے گوہر شاہوار

وہ لایا بجا شکر پروردگار
رہے اسکا اقبال دائم بلند
سکھائے سب آئین و رسم شہی
منوچہر کی تم اطاعت کرو
فراہم ہوا لشکر بے شمار
کہ عزم عدم سوے ری اب کیجیے
قوی بازو و پہلوان و دلیر
یہ لشکر بہت دلمین لائے ہراس
منوچہر کو اب طلب کیجیے یان
غرض بار زر و گنج بھیجا رسول
دعا و ثنا کی شہنشاہ کی
وہ تحفے جو لایا تھا پیش اوسکو سب
وہ دیبا رومی و خز و حریر
کہا سلم اور تور کا یہ پیام
خجالت زدہ ہم ہین تقصیر سے
ہماری یہ تقصیر ہووے معاف
تو ہو تخت شاہی پہ جلوہ کنان
فریدون نے دیکھا جو تحفہ تمام
کہا یون کہ اے پور فرخ خصال
پھر آیا وہ قاصد سوے پیغامبر
ہوئے گر منوچہر پر مہربان
منوچہر رکھ سر پہ خود و کلاہ
وہ گرشاسپ پور شیر و پیل
مجھے زر سے دیتے ہو تم کیا فریب
تو سب پھیر بھیجا یہ گنج ای رسول

دعا مانگتا تھا یہ لیل و نہار
نہ پہونچے ذرا چشم بد سے گزند
پھر اوسکے رکھا سر پہ تاج بھی
دل و جان سے تم اوسکی خدمت کرو
دلیران جنگی و مردان کار
شتابی سے ایرج کا خون لیجیے
حضور اوسکے روباہ سے کم ہوئے شیر
پریشان ہوا اونکے ہوش و حواس
یہ لکھے کہ اے بادشاہ جہان
کہ شاید فریدون کرے یہ قبول
کہ اے مہر رخشندہ سروری
رکھے شہ کے آگے زر و تحفہ طرب
وہ زرین طبقہا مشک و عنبر
کہ بندے ہین ہم آشنہ نیکنام
ولیکن ہین ناچار تقدیر سے
کرو کینہ سے اپنے سینے کو پاک
ہم اوسکی کرین چاکری جاودان
سنا اور یون سرکشونکا پیام
تجھے ہی سعید اور مبارک یہ فال
ہوا خندہ زن اوسکی گفتار پر
تن ایرج نوجوان ہی کہان
سو خاور آویگا لیکر سپاہ
کہ ہین پہلوانی مین سب بیدل
یہ مکاری ہی سب تمہارا فریب
کہ ہرگز نہین کچھ نہین ہی قبول

کیا عذر جو نا بکار و ن نے اب
کیا اس جہان سے وہ ایرج اگر
دلیر و قوی جون ہژبر دمان
یہ بیغام بر نے جواب پیام
غرض تیز رو مثل باد صبا
کہا سب کہ مین نے منوچہر کو
اور اوسکے جو لشکر مین پہلوان
وہ دونون جفا کار سید ہو گر
یہ بولے تہ چرخ فیروزہ رنگ

نہین ہے بجا یعنی جا ہی سب
تو پیدا ہوا اور اک نامور
نبرد آزما مثل شیر ژیان
سنا جب تو ہوش اوڑ گئی بس تمام
جہان سلم اور تور نہی دلان گیا
جو دیکھا تو ہے مرد پیکار جو
قوی زور ہین مثل پیل دمان
ہوئے سنکے پاسخ بہت پر خطر
کہ ہم گر نہ پہلے کرین قصد جنگ

ستم ساختہ ایرج کے جو کچھ کیا
اگر ایرج نہین تو منوچہر ہے
کمر جب باندہی پی کارزار
ذرا ایک دم سبزہ شیر و تاج
وہ پاسخ جو تہا اوسکا جوق جہار
جوانمرد شیر افگن و پیلتن
نبرد آزما ہر جوانمرد ہے
پہر آراستہ ایک کی انجمن
مبادا منوچہر ہووے دلیر

سو اوسکا مکافات دیگا خدا
فروزندہ مثل مہ و مہر ہے
نچہوڑے وہ ایرج کا خون سیار
ہوا بس و ہین سے خاور روان
کیا سلم اور تور سے آشکار
یل نوجوان گرد شمشیر زن
طلبگار پیکار نادرد ہے
لیے کینہ خواہی ہو راہی زرن
شتابی ادہر آرے مانند شیر

جنگ منوچہر با سلم و تور و فتح یافتن منوچہر و نشستن بر تخت و وفات فریدون

یہی مصلحت ہے کہ لیکر سپاہ
کیا سلم اور تور نے جب یہ عزم
سواران رومی و ترکان چین
فریدون کو پہونچی یہ جسدم خبر
حیسو ہے کہ تم نہ باندھو کمر
منوچہر نے یون گذارش کیا
کیا اوسطرف شاہ نے پہلوان
لئے سربسر گرز و تیغ و سنان
صف جنگ آراستہ جب ہوئی
سو یہ راست گرد دلاور قباد
بجائے تعین تھی قایم سپاہ
گیا بہکے آگے دلاور قباد
کہ اے بے پدر رخ کہ تو مجہی
ہو یا تور کو اوسنے پھر یہ جواب
تمہاری وہ محفل میں لایا پناہ
یہ سنکر نہ پاسخ کچھ اوسنے دیا
سنا تھا جو کچھ تور سے سب کہا
کرون قتل مین سلم اور تور کو
رکین جنگ کو آج موقوف ہم
ہوا خیمہ زن دشت مین فوج دشت
سواران جنگی و مردان کار
ہوا گرم بازار کین و ستیز
تن و جان کا کچھ نہین تھا دریغ
ولیکن تہا ایزد لطف آلہ
لگے کہنے باہم وہ دونون لئیم

چلین ہم بسوئے منوچہر شاہ
کہ جلکر منوچہر سے کیجئے رزم
نہ ہو آشنایان توران زمین
کہ تہا ور سے اب لشکر آیا ادہر
کہ تہا آمین اب اور بہی بیشتر
کہ اب اے جہاندار کشور کشا
منوچہر کو با سپاہ گران
نہ یہ دو اسے سے لئے ذرا فکر جان
رہ صلح مسدود پیش ہوئی
سو جب وہ گشتاسپ فرخ نژاد
منوچہر تہا رونق قلبگاہ
وہین دو دونون او وہان قتل ہوئے
بہلا کام کیا گرز و شمشیر سے
کہ پہونچاؤن پیغام تیرا شتاب
کیا غرق خون تمنے ایرج کو آہ
خجل ہو کے میدان سے پہر گیا
منوچہر سنکے یہ باتین ہنسا
کرون غرق خون ہر دو بدخو کو
کرین حشر برپا یہان صبحدم
بسر کی وہ شب بانشاط طرب
ہوئے آگے صف زن دلیران بار
ہوئی ایک برپا وہان رستخیز
وہان کام سکو تہا گرز و تیغ
منوچہر کی غالب آئی سپاہ
کہ غالب رہی آج فوج غنیم

کرین جلکے ایران مین اوس سے جنگ
فراہم کیا لشکر بے شمار
روان سوئے اقلیم ایران ہوئے
بلا نامدارون سے تب یہ کہا
خبر یہ پہونچی کہ اب سلم و تور
نہیں مجہکو زنہار تاب درنگ
زرہ پوش مرزان شمشیر زن
بیان فوج کا کیجئے کیا شمار
نہ آگے ہو اگاہ یانی درفش
وہ سالم زبیان و قارن دلیر
اور وہ ہے تہے دونون وہ گردنکشان
قباد دلاور سے کہنے لگا
ہوئی دخت ایرج سے تیری نژاد
کیا تور اور سلم نے پہر یہ کام
یقین جانیو تم کہ زیر فلک
وہین زنگ سے پہر آیا قباد
یہ کہنے لگا پہر کہ ہنگام جنگ
جواب پہر گیا تو میدان سے
پہر از رزمگہ سے منوچہر شاہ
سحر جب ہوئی تب منوچہر شاہ
وہ دونون ستمگار لیکے سپاہ
جوانون کا سر اور گرز گران
ہوئے کشتہ جنگ آوران ہشیار
ہوئے تور اور سلم لشکر دمند
سپہدار کہ غالب ہو کل اور ہی

نہیں خواب بات مین کچھ درنگ
میان تنومند جنگی سوار
پے کینہ خواہی شاہان ہوئے
کہ اے شیر مردان جنگ آزما
قریب آگئے اب نہین کچھ ہے دور
اجازت مجھے دیجئے بہر جنگ
جوانان جنگ آور صف شکن
سواران جنگی تھے سی صد ہزار
کہ تہا ایک علم سرخ و زرد و بنفش
کہ تہے کینہ خواہی مین مانند شیر
پے رزم لائے سپاہ گران
منوچہر سے جاکے کہہ تو ذرا
تو زنہار اس بات سے ہو نہ شاد
کہ دونون کو نفرین کرین خاص و عام
رہی تجہ پہ لعنت قیامت تلک
حضور منوچہر فرخ نہاد
عیان ہون نژاد و گہر بیدرنگ
امان اوسنے پائی ذرا جان سے
گیا بس وہین سوئے آرامگاہ
دلیرانہ آیا سوئے رزمگاہ
ہوئے آگے میدان مین کینہ خواہ
دلیرون کا پہلو و نوک سنان
زمین خون سے اونکے ہوئی لالہ زار
کہ آیا نظر اونکو اپنا گزند
سو اوسکے لئے مصلحت ہے یہی

منوچہر یہ آج شبخون کرین
کہ شبخون کار کتے ہین وہ عزم جزم
غرض سونپکر اوسکو اک لشکر سپاہ
گئی نصف سے رات جب دم گذر
پے عزم شبخون وہ آیا جبر
ولیکن نہ زنہار پایا گذار
یہ پہونچی خبر جب منوچہر کو
جہان تور بدکیش تہا رزم ساز
اوٹہایا وہین اوسکو بس زین سے
ہوا شاہ جب تور پر فتحیاب
کیا بہاگ کر درمیان حصار
نگہبان ذرکا تو اک گرد تہا
پہر اک تیر مارا بہت زور سے
ولیکن نہ زنہار کاری پڑی
تن اوسکا کیا تیغ سے چاک چاک
ہوئی خیمہ زن فوج گرد حصار
منوچہر نے اوسکو بہیجا پیام
اگر شیر دل ہے تو اے پہلوان
نکل او سے غیرت آتی ہین
منوچہر شاہ ولایت ستان
شہ روم و خاور ہوئے کشتہ جب
کیا عرض مت کہینچیے تیغ کین
وزیر خردمند رخصت ہوا
شہنشہ نے سب پر لطیف و خوشی
ظفر جب ہوئی شاہ کی ہمعنان

تب اوسکو ہم زیر گردون کرین
کہ جاہتے ہین وہ غفلت مین ہم
کمین گاہ مین آ بیٹہا وہ شاہ
جہان تیرہ لیس ہوگیا سربسر
خبردار پائی سپہ سربسر
ہوا گرم ہنگامہ کارزار
کمینگاہ سے تب شہ نامجو
دلیرانہ پہونچا شہ نیزہ باز
اٹہایا زمین پر سے سرکین سے
سو سلم آیا فدا اودہر سے شتاب
ہوا جا کے محصور وہ نابکار
دلیر و جوانمرد و جنگ آزما
جگر پر منوچہر کے آتش سے
ہوا آتش غضبناک پہر اوسکی تہی
سپہدار کا کو ہوا یون ہلاک
تہا قلعے مین پہر جا کا گذار
کہ بس تیری تنگی ہوئی اتمام
تو بس جان دادے مثل سگان
وہ غیرت سر رزم لاتی ہین
مقابل ہوا لیکے تیغ و سنان
ہوا لشکر اونکا پراگندہ سب
غرض ہو یہ اے شاہ روئے زمین
کہ مشمول لطف و عنایت ہوا
عنایات شاہانہ سے صرف کی
ہوا تب عنان تاب شاہ جہان

منوچہر کو بہی یہ پہونچی خبر
وہین کرکے قارن کو شستے طلب
سواران جنگ آزما سے ہزار
روانہ ہوا تور نخوت شعار
نہ چار چاہا کہ پہر جائیے
ہوئی وقت شب تیغ زنی وہان
شتابی سے پہونچا سو رزمگاہ
جو اک تیر مارا پس پشت تور
جدا تیغ سے کرکے سر تور کا
نہ پائی وہ سلم نے تاب جنگ
منوچہر بہی سوئے حصن متین
سو رزم و پرخاش مائل ہوا
منوچہر نے کہینچکر وہین تیغ
کمر بند اوسکا پکڑ کین سے
لگا کہنے پہر شاہ فیروز جنگ
رہا سلم مدت تلک قلعہ بند
ملا دونگا تجہکو تہ خون و خاک
مقابل مرا کے اب ہو شتاب
نکل قلعہ سے لیکے جنگی ہزار
کیا زخم شمشیر او سپر رہا
سپہدار خاور کا تہا اک وزیر
سر رحم آیا وہین شہریار
غرض سلم اور تور کی فوج کو
جو تہا منصب اونکا وہ قایم رہا
جو نزدیک پہونچا وہ کشور کشا

کہ وہ بدنہادان بیدادگر
کہا ہو خبردار لشکر سے اب
نہیں ساتہ اپنے پے کارزار
سواران جنگی لئے سو ہزار
طرف اپنے لشکر کے پہر آئیے
ہوئے غرق خون پہر ہزار و جوان
کئے قتل آکر بہت کینہ خواہ
تو قالب سے اوسکے ہوئی جان دور
حضور فریدون روانہ کیا
گریزان دلان سے ہوا بیدرنگ
گیا لیکے فوج اور گہیرا وہین
منوچہر کے وہ مقابل ہوا
لگائی سر خصم پہ بیدریغ
سر خاک ٹیکا اوسنے زین سے
کرو قلعہ کو گہیر کر خوب تنگ
ہوا تنگ زیر سپہر بلند
بنامردی آخر تو ہوگا ہلاک
خدا جسکو چاہے کرے فتحیاب
دلیرانہ آیا پے کارزار
کہ تن سے ہوا سلم کا سر جدا
وہ آیا حضور شہ بے نظیر
کیا اوسنے پیمان و عہد استوار
وہ لایا حضور شہ نامجو
زیادہ کیا ملک تجہسے مرتبا
فریدون پیادہ گیا پیشوا

بہا یا وہ ہوا اون منوچہر بھی   کیا پہر خود سو بس باصد خوشی
جب آیا وہ ایوان شاہی مین تب   فریدون نے باصد نشاط و طرب
بٹھایا منوچہر کو تخت پر   رکھا اوسکے تارک پہ سیم و زر
کہا پہر یہ سام و نریمان سے   کہ اپنے نبیرہ کو سونپا تجھے
جہان سے ہوا مین فنتی اجل   کہ آتا ہے ہر دم پیام اجل
سبب پند کی پہر منوچہر کو   دعا دی کہ قایم جہانبین تو ہو
پہر آخر فریدون جہان سے گیا   وہ سرو سہی گلستان کیا
فریدون جہاندار سے کہ جہان   رہے نام نیکی رہی جاودان
ہوا پہر بفضل خدائے کریم   منوچہر بھی بادشاہ عظیم
بیان فریدون کیا علم و داد   رکہا لطف و احسان سے اوسکو شاد
کیا سام کو اپنا مختار کار   کہ تہا کاردان وہ یل نامدار
سپاہ امیران و فرزانگان   ہوئے مستمع خوان شاہ جہان
یہ کہتے تھے ہر شام و ہر بامداد   کہ ہم اے جہاندار فرخ نہاد
تری جان و دل سے ہین خدمتگذار   کرین چاکری تیری لیل و نہار
جہانبین تو فرمان روا ہو سدا   یہی آرزو ہے یہی مدعا
لکھون زال و رستم کی اب داستان   کہ سنکر جسے پیر بہی ہو جوان

داستان تولد شدن پسر بخانۂ سام و پرورش نمودن سیمرغ و نام نہادن زال و باز آمدن در سیستان

شبستان مین سام کے اک پسر   تولد ہوا گلرخ و سیمبر
سفید اوسکا اندام پر مو تمام   گئی دایہ یہ دیکہکر پیش سام
یہ کہنے لگی تجہکو اے نامور   خدا نے دیا بچہ اک طرفہ تر
کہ ہے مہ جبین سرو قد لالہ رو   ولے شیرخوار اوسکے یکسر مین مو
وہین سام نے آکے دیکہا اوسے   ہوا خوف و اندیشہ پیدا اوسے
رکہا اوسکا ان باپ نے نام زال   تعجب نہایت صورت پہ اوسکی کمال
یہ کہتے تھے وان مردمان خاص و عام   کہ یہ طفل ہرگز نہین پور سام
پری زاد یا دیو ہے یا پلنگ   یہ خلقت ہے انسان کی یا ہے نہنگ
یہ سنکر ہوا سام دل شرمگین   اوٹہا لیگیا زال کو بن مین
سوئے کوہ البرز ڈالا اوسے   شبستان سے اپنی نکالا اوسے
مکان وان جو تہا ایک سیمرغ کا   یکایک وہ سیمرغ اودہر آگیا
جو دیکہا تو اک کودک شیرخوار   پڑا ہے سر خاک روتا ہے زار
ہوا مہربان رحم آیا اوسے   اوٹہا آشیانے مین لایا اوسے
شتاب اپنے بچون کے باصد خوشی   لگا پرورش کرنے وہ زال کی
نہ سیمرغ کو صرف الفت ہوئی   کہ بچون کو بہی اک محبت ہوئی
وہ رہتے تھے باہم شب و روز شاد   ہو نوجوان پہر وہ فرخ نہاد
کوئی کاروان اتفاقاً اودہر   جو گذرا تو شادان ہوا دیکہکر
وہ سیمرغ سے زال کو لے گیا   محبت سے ساتھ اوسکو اپنے رکہا
یہان سام کو خواب آیا نظر   یہ کہتا ہے کوئی کہ اے نامور
ترا پور زندہ ہے اور شاد ہے   جہانبین بخوبی وہ آباد ہے
ہوا جبکہ بیدار وہ پہلوان   تو پہر دلین اپنے ہوا شادمان
ہوئی تازہ تر الفت و مہر پور   کہ ہے پور دلبند آنکہونکا نور
خوشی سے پہر اوسکی خبر کے لئے   روان سوی البرز مردم کئے
پہر اک خواب دیکہا بروز دگر   نظر آئے وہ مرد فرخ سیر
کہا ایک نے یہ کہ اے بے شعور   کیا تو نے خوف خدا دل سے دور
رکہا دور آنکہون سے فرزند کو   کیا خوار یون پور دلبند کو
سپید اوسکے مو ہین اگر سر بسر   تو کیا عیب ہے اک نظر اوسپہ کر
کہ تیرا بہی ابیض سر و ریش ہے   تو ناحق پسر کا بد اندیش ہے
نظر مین ترے گو ہی فرزند خوار   معزز ہے وہ پیش پروردگار
کہ خوشوقت ہوا دیکہکر یہ خواب   نہ دلمین رہی کچہ صبوری نہ تاب

ہوا صبحدم سام گہر سے رواں
الٹی مرے حال پر رحم کر
نظر کی جو سیمرغ نے ناگہان

سو کوہ البرز آیا دوان
کہ پہاڑون مین جلد اپنا پسر
وہ سیمرغ آیا دم گریستان

خدا سے وہان اوسنے کی التجا
پذیرا ہوئی اوسکی یکسر دعا
تو سیمرغ آیا وہین پیش سام

بہت زاری و گریہ کرکے کہا
ہوا حال پر اوسکے لطف خدا
سنا قصۂ خواب اوسنے تمام

یہ سیمرغ نے سام سے پہر کہا
کیا زال کو کاروان سے طلب
کہا یون کہ لیجئے یہ اپنا پسر
دیے اپنے سیمرغ نے چند پر
شتابی سے پہونچون مین وان آنکر
مجھے یاد رکہنا تو لیل و نہار
تو ہے مین کا بس پرورندہ ہے تو
لگا کہنے پہر سام فرخ سیر
کرون تیری تعلیم صبح و مسا
یہ تو خود سے ارشاد شہ نے کیا
حضور منوچہر سے زال کو

کہ دایہ ہون مین تیرے فرزند کا
حوالہ کیا اوسنے با صد طرب
یہ ہے لایق تاج و اورنگ زر
کہا زال سے یون کہ اے نامور
تری مشکل آسان کرون سر بسر
فراموش مت کیجیو زینہار
ترا گرد عالم ہے نام نکو
کہ شرمندہ ہون تجہسے مین اے پسر
تلافی مرے تا کہ ہو جسم کا
کرے آ ایا اونہین تیاری یہ پیشوا
گیا لیگئے سام پل نامجو

بہت عاجزی سام نے اوس کی
پہر اوسنے سیمرغ نے زال کو
ہوا پہر دل سام خرم وہین
جو مشکل کوئی پیش آئے تجھے
بہری ہے مرے دل مین الفت تری
یہ سنکر کیا زال نے یون بیان
روانہ ہوئے وان سے پہر زال و سام
خدا سے کیا عہد اب استوار
گئے جبکہ پہر شاہ کے متصل
وہ شہزادہ تب لیگیا آن کر
وہ شہزادہ تب لیگیا آنکر

گیا پاس وہ کاروان کے تبہی
لے آیا حضور شہ نامجو
لگا کرنے سیمرغ کو آفرین
تو پر کو جلا یاد کیجیو مجھے
زیادہ ہے مجھکو محبت تری
ترا بندہ ہون اے شہ طایران
بہت دل مین اپنے تہے وہ شادکام
کہ تجھکو رکہون جلوہ وان باوقار
ہوا خوش منوچہر کا سنکے دل
گئے شہر مین دیکھے بصد کر و فر
گئے شہر مین دیکھے بصد کر و فر

طلب کرکے انجم شناسوں کو وان
سو گردش انجم و آسمان
دلیر و شجاع و قوی پہلوان
کرم سے عنایت کیا زال کو
اوسے حاکم شہر زابل کیا
جو زابل مین ہو سبکا یل نامور
کیا سام نے ہر طرف سے طلب
کرو تربیت زال کو روز و شب
ہر اک فن مین تم اسکو کامل کرو
نصیحت لگا کرنے پہر زال کو
یہ کہکر وہ سام نبرد آزما
ریاست غرض ملک کی خوب کی
سپہدار کابل جو مہراب تہا
اور اوس رستان کا تہا رودابہ نام
تو مہراب نے بہ لطف و صفا
رکا جا کے تہا وہ سپہدم اوسکا دم
ہوا آکے حاضر وہ سیمرغ زان
کرے جسکی ہیبت سے غالب ستی
یہ سنکے دیا زال نے یہ جواب
بیابان کی بلی اوسنے [illegible]
پہر اوسکا سکر پہلو اوسکا تو چاک
غرض زال نے پہر بلا کر شتاب
وہ پیدا ہوا بچہ سہ پیلتن
سنا جو اکہ رودابہ ضایع ہوا ب
کہ کودک تہا صورت مین [illegible] سام

کیا حکم پہر یون کہ اسے نجم دان
تفکر کرکے بولے یہ دانشوران
یہ ہوگا سرافراز گردنکشان
جہان مین تفاخر دیا زال کو
سپہدار اقلیم کابل کیا
تو پہر پہر تسلیم فرخ سیر
ہوئے آنکے جب فراہم وہ سب
ہنر پہلوانی کے سکہلاو شب
ہنرمند و ہوشیار و قابل کرو
کہ اے پور دانا خردمند خو
سوے کشور گرگساران گیا
سبہ خلق نے پائی آسودگی
سو تہی اوسکی اک دختر مہ لقا
سمن بو صنوبر قد و لالہ فام
کیا زال سے وصلت کو کتخدا
کہ بچہ کلان تہا درون شکم
کہا زال نے ماجرا سب بیان
ہنر پر وہان پیل اور دیو بہی
کرنے مین دیانے کچہہ شتاب
وہان سے وہ سیمرغ لایا گیاہ
کہ بچہ نکل آئے بیخوف و باک
کیا مست رودابہ کو لیکن شتاب
جسے دیکہہ حیران ہوئے مرد و زن
کیا سلطنت زال نے اوسکو تب
رکہا رستم اختر شناسون نے نام

فورا طالع زال دیکہو تو اب
کہ ہے طالع زال شاہا بلند
شہنشاہ ویسان تازی ورو
کیا سام پر لطف پہر بیشمار
حضور جہاندار سے سام زال
ہنر پروران جہاندیدہ کو
یہ کہنے لگا وہ یل نامور
بتا دو اسے داب شاہی تمام
بفرمان شاہ جہان بہر رزم
مجہے مین نے سونپا یہ زابلستان
ہوا حکمران ملک کابل کا زال
ہوئی پہر اوسے آرزوئے عروس
وہ ضحاک کی نسل سے تہا مگر
ہوا زال جسدم بعیش و خوشی
غرض حاملہ رشک گلشن ہوئی
ہوا زال کو پہر بہت اضطراب
وہ بولا کہ اے سرور انجمن
نہ چیروگے پہلوی زن جب تلک
وہ تدبیر جس سے ہو خوف جان
کہا زال سے پہر کہ اینبد وتر
لگا اوسکے پہر زخم ہو گیاہ
کیا چاک پہلوی زن اسطرح
بہن انکے رودابہ کی نازنین
لگائی جراحت پہ پہر وہ گیاہ
شبیہہ پسر زال نے کہینچ [illegible]

حقیقت گذارش کرو ملک رب
جہان مین دیکہا بڑا ارجمند
سلاح و زر و خلعت پرگہر
زیادہ کیا اور بہی اقتدار
غرض ہوکے شادان کمال
فراست شناسان سنجیدہ کو
کہا کہ اوستادان صاحب ہنر
کرو تربیت اسکو ہر صبح و شام
سو گرگساران مرا اب ہے عزم
تو داد و دہش خوب کرنا یہان
رکہا خلق کو شاد و خرم کمال
ہوئی میل خاطر سے سوئے عروس
خردمند دانشور و نامور
طلبگار دختر کا مہراب بہی
گرفتار غم وقت زادن ہوئی
جلایا وہ سیمرغ کا پر شتاب
شکم مین ہی اک بچہ پیلتن
شکم سے نہ نکلیگا یہ تب تلک
رہی جان کی خیر اسمیں یہان
پلایا وہ زن کو تو بیہوش کر
کہ ہو تندرستی بفضل الہ
بتایا تہا سیمرغ نے جسطرح
روان اشک کرنے لگی پہر وہان
ہوئی تندرست اوس سے [illegible]
شتابی سے بہیجی حضور پدر

سو یکہ رستم شہ شیرخوار ‏ ‏ نگہ کر کے بولا وہ سام سوار
تحایف بہت زال نے بعد ازان ‏ ‏ خوشی سے کئی سو ٹکہان روان
یہ سنکر وہ مسرور و شادان ہوا ‏ ‏ برنگ گل تازہ خندان ہوا
وہ رستم کہ تہا کودک بےنظیر ‏ ‏ اوسے ہفت دایہ کا ملتا تہا شیر
طعام اوسکو آنے لگا دلپسند ‏ ‏ تو پہر پانچ آنے لگے گوسفند
سہ سالہ ہوا جبکہ وہ شیرخوار ‏ ‏ بخوبی ہوا اسپ پر وہ سوار
کہ اسطرح کودک ہے یہ زورمند ‏ ‏ نہ دیکہا کہین زیر چرخ بلند
سو گرگساران و مازندران ‏ ‏ بفرمان غرمان زدا گئے جہان
یکایک دل سام آیا ادہر ‏ ‏ کہ دیکہے رخ رستم نامور

بعینہ مری شکل ہے یہ پسر ‏ ‏ بجا ہے جو کہئے اسے شیرنر
یہ پہونچی خبر جبکہ مہراب کو ‏ ‏ کہ پیدا ہوا رستم نامجو
بجا لا کے شکر خدائے کریم ‏ ‏ لگا دینے ہر اک کو دینار و سیم
کبہی رہتی باقی جو کچہہ اشتہا ‏ ‏ تو شیر اوسکو دیتے بند کا ڈکا
وہ کہا جاتے تہا گوشت اونکا تمام ‏ ‏ تعجب مین تہی مردم خاص و عام
لیا ہاتہہ مین اپنے گرز پدر ‏ ‏ رہے لوگ حیران اوسے دیکہکر
یہ کہتے تہے رستم بفضل خدا ‏ ‏ تنومندتر سام سے ہوویگا
سر بزم تہا سام جنگی سوار ‏ ‏ لڑائی تہی دیودن سے نیل و نہار
محبت نے کہینچا تو وہ پہلوان ‏ ‏ روانہ ہوئے سوے زابلستان

روان ہوکے کابل سے تہہ اب ہی ‏ ‏ سو زابل آیا بلطف و خوشی
قریب آکے پہونچا وہان سام جب ‏ ‏ گئے پیشوا زال و مہراب تب

وہ پہونچا دیے سام سے پیشتر ‏ ‏ ہوا شاد رستم کو وہ دیکہکر
بہت خوب تہا ایک پیل بلند ‏ ‏ سوار اوسپہ تہا رستم ارجمند

اور اک سر پہ رستم کے تھا تاج زر
فرود آئے گھوڑون سے مہراب و زال
کہ اے نور تکلیف مت کھینچ تو
ہوا سام پھر تخت پہ جلوہ گر
بصد لطف سام یل پیلتن
کہ اے پہلوان جہان شاد رہ
نہین چاہتا خواب آرام کچھ
خدنگ و سنان گرز و شمشیر کی
کیا ایک ترتیب جشن طرب
نہین زال اور سام سے کچھ خطر
وہان پھر کرے کون لشکر کشی
ہوا اس یا وہ کوئی سی تھا شاد کام
ادہر کا کیا قصد پھر سام نے
یہ کہکر وہین سام فرخ سیر
منوچہر شاہ جہانگیر کا
لگا پوچھنے وہ کہ کیا ہے فغان
بہت خلق کو اوس سے پہنچا گزند
سیاہ تھا تہ مین گرز سام دلیر
شب تیر سے اور رہا تھی چھٹا
کہ فی الفور بیچارہ دربان مرا
گیا سوی پیل پے و نعرہ زن دلیر
کیا کام آخر جب اوس پیل کا
سپاس خداوند جان آفرین
کیا دلمین اپنے نہین کچھ عجب
کسی طرف سے ہے ایک کوہ بلند

ہوا سام خوش دور سے دیکھکر
یہ چاہے تھا پھر رستم خورد سال
تفاخر ترا ہی مری آرزو
سنو راست بشہباد زال آنکر
ہوا ساتھ رستم کے گرم سخن
جہان جبتلک ہے تو آباد رہ
نہ عیش و طرب سے رکھون کام کچھ
تن بد سگالان کرون غرق خون
ہوئے بادہ کش بزم عشرت مین سب
نہ شاہ جہانگیر کا مجھکو ڈر
رہے پھر کسے تھا منت سرکشی
تبسم کنان او پہ بیٹے زال و سام
تو رخصت ادہر چاہی آرام نے
روانہ ہوا پھر سوئے باختر
وہان مست پیل سفید ایک تھا
کیا مردمان نے یہ اوس سے بیان
دوان ہر طرف ہے وہ پیل بلند
چلا سوے بازار مانند شیر
تو یوان سے اسوقت باہر نکلا
گریزندہ پھر زان سے ہر ایک ہوا
ہوا جلد کے نعرہ زنان مثل شیر
تو پھر پیلتن سوگئے ایوان گیا
وہ لایا بجا اور خوشی کی وہین
جو نون نریمان یہ پیچا کے اب
اور اوس کو دیے ہے خلعت نئیہ

گئے جبکہ وہ سامنے سام کے
اور پیل سے وہ پیادہ شتاب
یہ کہکر دعا دی کہ پروردگار
طرف چپکے مہراب فرخندہ خو
ثنا خوان وہ رستم ہوا سام کا
دعا دیکے پھر یون گذارش کیا
مجھے چاہیے اسپ و زرہ و خود
یہ گفتار سن سام شادان ہوا
ہوا نشہ مے کا جسد مین وفور
جہان مین ہوا رستم پہلوان
کرون تازہ آئین ضحاک اب
یہ آئی خبر سام کو بعد ازان
کہا رستم و زال کو پھر وہین
گئے زال و رستم سوے سیستان
اوٹھا ناگہان رات کو ایکروز
کہ پیل سفید شہ نامور
پھر اس خبر سے جو رستم کے گوش
وہ لے جا جوان نے کیا در کو بند
نہ مانا اوسنے اک مشت سخت آہنی
غرض توڑکر وہین وہ قفل خدنگ
جو تھا رات یہ ورا ایک گرز گران
یہ سنکر خبر زال حیران ہوا
طلب رستم نامور کو کیا
نریمان کا جسطرح سے ماجرا
بکم فریدون فرخندہ خو

تو پھر وہین تعظیم کیوا سطے
یہ بولا وہین سام عالیجناب
رکھے تجھکو دائم بجاہ و وقار
وہ رستم بھی بیٹھا وہان روبرو
تہمتن نے دی اوسکو پھر یہ دعا
کہ ہون بندہ کمترین سام کا
نہین ہین طلبگار بھار و سرود
رخ اوسکا برنگ گلستان ہوا
تو بولا وہ مہراب مست غرور
بشمشیر خونریز و گرز گران
ملاؤن عدو کو تہ خاک اب
گریزان پھر ہو گئے دشمنان
کہ مت چھوڑنا تم رہ داد و دین
کہ تھا وہ حکومت کا اونکے مکان
یہ سنکر فغان رستم نیک روز
رہا ہو گیا بند کو توڑکر
کیا پہلوانی نے بس وہین جوش
کہا یون کہ اے کودک ارجمند
لگایا وہین سر پہ پیلبان کے
شتابان ہوا رستم زورمند
گرا خاک پر بس وہ پیل دمان
وے دلمین بسر در وہ شادان ہوا
سرو دست و بازو پہ بوسہ دیا
بیان اوسکو کرتا ہون سننے ذرا
نریمان نے گھیرا تھا اوس قلعہ کو

کہین ایک سنگ گران قلعہ ہے
یہ رستم سے قصہ بیان کرکے سب
یہ سنکر وہین رستم نامدار
ہوا سام دلگیر و اندیشہ مند
سپاہ گران لیکے وہ بیحساب
بسال او رایک تک کیا وان مقام
کیا اوسنے رستم کو رخصت ادہر
تو جا یہ گری کرسکے کچہ وہان
کہی اونٹ محمول بار نمک
لئے باندھ بار نمک مین سلاح
کہ آتا ہے اب کاروان نمک
تو ہر گوشہ سے آئے بر پا دلیر
عقب اوسکے سب پہلوان دلیر
مقام ہوا کوتوال حصار
ہوا کشتہ آخر جو سردار دژ
عجب طرفہ تماشہ کی اجناس تہی
جو دیکھا کہ ہے سنگ خارا کا گہر
لگا کہنے یون دیکھکر پہلوان
کیا فتح مین نے یہ حصن حصین
یہ نامہ پڑہا زال نے جب تمام
کیا تو نے مسخر حصن متین
لگا آگ اب قلعہ کو کر شتاب
جو پہونچا یہ نامہ تو وہ پہلوان
ہوا شاد رستم کو وہ دیکھکر
غرض سام نے جب یہ نامہ پڑہا

نریمان کے سر پہ گرا آن کے
کہا زال نے یون کہ اے پور آب
روانہ ہوا جانب کوہسار
مبادا کہ رستم کو پہونچے گزند
کمک کو تیرے کی پہونچا شتاب
رکہا سام نے اور بنا کچہ نہ کام
اور اوس سے کہا یون کہ اے نامور
یہ سنکر لگا کہنے وہ پہلوان
کہ درکار ہے دژ مین بے شبہ نمک
کہ یہ بات تہی جان تو عین صلاح
وہ بولا کہ لا او سے یان تک نمک
ہوا گرد انبوہ اونکے کثیر
خروشندہ مانند نخچیران شیر
ہوئی گرم وان اون سے کار زار
گریزان ہوئے سب نگہدار دژ
کہ دیکھی نہ تہی مردمان نے کبہی
اور اوسکی ہی دیوار ہی سر بسر
کہ یہ کار انسان نہین بیگمان
کہ ہمسر نہین جسکا چرخ برین
دل اوسکا ہوا خرم و شادکام
ہزار آفرین صد ہزار آفرین
یہان سے تو پہر اسطرف آ شتاب
روانہ ہوا جانب سیستان
نثار اوسکے سر پر کیا سیم و زر
تو پہر شوق سے چشم و سر پر رکہا

پراگندہ ہو وان ہوا معتزل
شتابندہ ہو سوئے کوہ بلند
یہ پہونچی خبر سوئے مازندران
وہان جنگ اک اوسکے دژ بس تہی
جوانان جنگ آور و پیلتن
سپرادان سے ناچار وہ پہلوان
اکیلا ہین کاروان کا لباس
کہ کندہ کرون جاکے بیچ حصار
بجائے شتربان تہے پہلوان
در دژ پہ پہونچا یل نامور
وہین آن کر لیگئے مردمان
ہوئی رات جسدم کہ تاریک تر
خبردار ہو قلعہ کی سب سپاہ
بشمشیر گرز و سنان و خدنگ
دلیرون نے تاراج دژ کو کیا
گیا پہر وہان رستم نامدار
سو اوسکے اک گنبد زرنگار
لکہا نامہ رستم نے پہر زال کو
جو ارشاد ہو سو بجا لاؤن مین
یہ پاسخ لکہا اے خردمند پور
حفظ دل کو میرے نے گلشن کیا
کہ دیدار کا ہے ترے اشتیاق
گیا زال با صد طرب پیشوا
سو سام رستم نے نامہ لکہا
اوسے اسقدر شادمانی ہوئی

گئی جا و تالک اوسکے نکل
نریمان کا خون لیکے ہوا ارجمند
کہ رستم ہوا جانب دژ روان
سو یکمدت موقوف آ دژ سے تہی
ہوئے گرد اوس قلعہ کے خیزران
روانہ ہوا سوئے مازندران
اگر قلعہ مین جائے تو بے ہراس
نچہوڑو نہین جان نہ اک نابکار
ہر اک گرد تہا صورت ساربان
خداوند دژ کو یہ پہونچی خبر
گیا قلعہ مین جبکہ وہ کاروان
تو پہر بہر جنگ اونسے باندہی کمر
ہوئی آکے سب رزم آور کینہ خواہ
رہا صبح تک گرم بازار جنگ
بہت مال و اسباب ان سے لیا
سو خانہ حکمران حصار
بصد لطف و خوبی ہے رشک بہار
کہ اے نامدار یل نامجو
رہون اس یہان یا وطن جاؤن مین
رہے چشم بد تجہسے ہر لحظہ دور
روان نریمان کو روشن کیا
جدائی ہے تیری بہت مجہکو شاق
بصد شوق اوسکو بغل مین لیا
رقم مژدہ فتح و ظفر کا کیا
کہ پہر تازہ گویا جوانی ہوئی

سنا کارنامہ رستم کا جب / ہوئے اہل ایران فزون طرب

ہوا دل پہ پھر اک کا امیدوار / کہ سارے بداندیش اب ہونگے خوار

سبب کہ منوچہر آتا ہوں پھر / یہ باقی بھی قصہ سناتا ہوں پھر

داستان نشستن نوذر بر تخت منوچہر پدر خود و وصیت کردن منوچہر او را

جو گذرے تھے شاہی صد و بست سال / تو اختر شناسان صاحب کمال

لگے کہنے شاہ منوچہر کو / کہ اے شاہ دانشور نامجو

قریب آئے اب تیری رخصت کے دن / بسر ہو گئی بس خلافت کے دن

یہ سنکر جہاندار کشور کشا / طلب کرکے نوذر کو کہنے لگا

کہ مین ہون کمر بستہ سوئے عدم / مبارک تجھے تخت و تاج و علم

تو مت چھوڑیو رسم آئین و داد / رعیت کو رکھنا تو آباد و شاد

سو حق ہے یہی تو رہیو مدام / نہ غیر از رہ راستی رکھیو کام

جہان مین ہوئی تازہ اب داوری / ہوئی نام موسیٰؑ کے پیغمبری

وہ پیدا ہوا سوئے خاور زمین / کیا خلق نے اختیار اوسکا دین

وہ ہے مرسل پاک یزدان پاک / کیا اوسنے فرعون کو اب ہلاک

تو مت ہو جیو اوس سے پرخاش جو / قبول اوسکے اب کیجیو دین کو

مجھے پیش ہے اب مہم عظیم / ترے اہل توران ہین سب غنیم

رہ کینہ خواہی سے پور پشنگ / کرے قصد تیری طرف بہر جنگ

تجھے ہاتھ سے اوسکے پہونچے گزند / تو عاجز ہو بس زیر چرخ بلند

بقصد نبرد از رہ سرکشی / کرے جب بداندیش لشکر کشی

خبر کیجیو سام و زال کو / کمک چاہیو اوس سے اے نامجو

پل نوجوان یعنی فرزند زال / نہیں پہلوان کوئی جسکی مثال

وہ اس خاندان کا ہے خدمتگذار / کرے یاوری آکے پیل دمار

منوچہر کرتا تھا جب یہ بیان / ملک زادہ نوذر تھا گریہ کنان

نہ کچھ اون دنون شاہ بیمار تھا / نہ کچھ درد تھا اور نہ آزار تھا

یکایک ہوا خسرو سرفراز / گرفتار بیماری جانگداز

نہ جانبر ہوا پیر شہ بے نظیر / جہان سے سفر کر گیا ناگزیر

منوچہر کے بعد با کر و فر / سر تخت نوذر ہوا جلوہ گر

جلوس نوذر بر تخت سلطنت ایران

رکھا سر پہ دیہیم شاہنشہی / ہوا مسند آرائے فرماندہی

ولیکن منوچہر کی رسم پر / نہ قائم رہا خسرو نامور

نہ اوس دودہش کی نہ انصاف و داد / زغفلت بجور و ستم دل نہاد

ہوئی بند یکسر مروت کی راہ / ہوا بندۂ سیم و زر پادشاہ

یکایک ہوئے اوس سے بیزار سب / ہوئے منحرف بلکہ سردار سب

لکھا پادشاہان اطراف کو / کہ آؤ ادھر اور یہ ملک لو

ستمگار نے جبکہ دیکھا یہ حال / ہوا اپنے دل مین ہراسان کمال

سو سام نامہ کیا اک روان / لکھا یہ کہ اے پہلوان جہان

یہی وقت رحلت کے کرتا تھا یاد / منوچہر شاہ خجستہ نہاد

زبان پر تھا خلق کے یہی بار بار / کہ رکن خلافت ہے سام سوار

ہوئی سلطنت اندنون کچھ خراب / بیان آگیا جو ہو پہونچا شتاب

دگر نہ یہ ہے تخت شاہی نہین / بداندیش ہون اب ایران زمین

ادھر تو یہ نامہ لکھا اور ادھر / ستمدیدگان پہونچے وان بیشتر

گئے تھے جو نوذر نے بیداد و کین / کئے سام سے جا کے یکسر بیان

پھر اتنے مین نامہ گیا شاہ کا / تاسف بہت پہلوان نے کیا

روانہ ہوا زندران سے وہین / شتابان ہوا سوئے ایران زمین

جو نزدیک پہونچا پل نیکنام / بزرگان ایران کئی پیش سام

گذارش کیا یہ کہ اے نامور / جہاندار نوذر ہے جب اوگر

تو بیٹھے اب سر تخت فرماندہی | تور کہا بیٹے سر پہ کلاہ ہی
گرفتار کر شاہ نوذر کو اب | اطاعت کرین ملکے ہم تب سب
یہ لایا زبان پر پل احسنہ | خدا کے نزدیک کب ہے پسند
کہ نوذر نژاد کیان سے ہو یان | اوسے قید کرنا نہین شاہ جہان
منوچہر کی تخت ہوتی اگر | سر تخت شاہنشہی جلوہ گر
مگر یا نہ ہتا مین پہ جا کر ہا | شب و روز کرتا مین فرمانبری
جو نوذر نے پیشہ کیا ظلم کا | تو اے نامداران ہے اندیشہ کیا
اوسے باز لاونگا ہر راہ سے | کرون تازہ پیمان شہنشاہ سے
نہ سنتا اوس سے تم زنہار | کرو جا کری اوسکی لیل و نہار
یہ کہکر گیا پیش شاہ جہان | جھکایا سر عجز جون بندگان
کیا شاہ سے سبکو گردیدہ سپہر | رہا کوئی بہی ملن نہ رنجیدہ مہر
سنو آگے احوال پور پشنگ | کہ نوذر سے آگے ہوا گرم جنگ

جنگ افراسیاب پسر پشنگ با نوذر و فتح یافتن و نشستن بر تخت

پشنگ ایک مرد نبرد آزما | سپہدار تسلیم توران کا
سر افراز تہا نسل سے تور کی | اوسے جنگ نوذر سے منظور تھی
پسر ایک تہا اوسکا افراسیاب | کہ ہیبت سے جسکی ہو خارا بھی آب
پل زور مند و دلیر و جوان | نہ تھا اوسکا ہمسر کوئی پہلوان
پشنگ اوس سے کہنے لگا ایک روز | کہ اے پور خوش طالع و نیک روز
روان سوئے ایران ہو لیکر سپاہ | تو نوذر سے اب جا کے لے کینہ خواہ
شتابان ہو تا خیر مت رکھ روا | کہ لینا ہے خون سلم اور تور کا
جو یہ قصہ سنا یہ تو افراسیاب | گیا بہول آسائش خورد و خواب
ہوا اسکی خاطر سوئے رزم و کین | یہ پاسخ دیا باپ کو بس کہ ہین
کہ شایستہ جنگ شیران ہو ہین | سزاوار رستم دلیران ہین
کرون جا کے سالار ایران سے جنگ | کرون ملک تسخیر سب بیدرنگ
یہ سنکر ہوا خرم و شاد وہ | ہوا نیہ سے ظلم کے آزاد وہ
پہر افراسیاب اوس سے بولا یہین | کہ ہر چند نوذر دلاور نہین
ولیکن منوچہر کے پہلوان | حضور اوسکے حاضر ہین یکسر جوان
اور اپنے یہ گردان لشکر تمام | نہین ہمسر قارن و زال و سام
نہین خوف ہے انکو ان عزم جنگ | یہی مصلحت ہے کہ کیجے درنگ
یہ بولا پشنگ اے خردمند پور | یہ گفتار ہے عقل و دانش سے دور
یہی وقت ہے جا کے لے انتقام | شتابی سے کر کار نوذر تمام
یہ سنکر سپہدار افراسیاب | روانہ ہوا سوئے ایران شتاب
جوانان شمشیر زن سی ہزار | جوانمرد و شایستہ کارزار
بشمشیر و گرز و سنان و خدنگ | کمر چست باندھے ہوئے بہر جنگ
خزروان ہمراس دو پہلوان | سپہ کے ہو سالار با عز و شان
سپہدار کو بہر یہ پہونچی خبر | گیا سام نے اس جہان سے سفر
یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب | کہ اب بخت بدخواہ آیا بخواب
خوشی سے وہ ہمراہ تھی رہ نورد | تہا دلین اوسکے اندوہ و درد
ادہر سے بہی نوذر یہ سنکر شتاب | ہوا عازم جنگ افراسیاب
گئے ساتھ نوذر کے مردان کار | سواران جنگی صد و چل ہزار
لکہا یون کہ اے شاہ فیروز جنگ | ملکزادہ نے نامہ سوئے پشنگ
اگر ہمین سنہرہ دلیرانہ اب | کرون غارت ایران کے لشکر کو سب
مقابل ہوئین جسکہ دونون سپاہ | تو باہم ہوئے پہلوان کینہ خواہ
سنا اک نامدار گرد افراسیاب | بڑہا فوج سے لیکے نیزہ شتاب
ہوا آکے میدان مین رزم جو | کہا یون کہ ہو رو کے جیسے آرزو
ارے آنکر مجسے اب کارزار | نہ تا خیر کو راہ دے زینہار
پسر کاوہ کا قارن نامور | کہ سردار لشکر تھا با کروفر

برادر سے اپنے یہ بولا وہین
کو دا اسپ کو سوے میدان گیا
قباد دلاور ہوا کشتہ جب
پھر انہوں نے دیکھا تو افراسیاب
ہوا خون سے روے زمین لالہ زار
ہوا جبکہ خفتہ پھر آفتاب
ادھر لشکر آرائے توران زمین
سر و سینہ تھا وقف پیکان و تیغ
ادر آفتوح توران ہوئی چیرہ دست
ہوا آپ تب عازم کارزار
رکیبے پھر اگر غیرت افراسیاب
یہ لشکر وہ افراسیاب دلیر
بیان کیجیے کیا جو باہم حریف تھی
کہوں سر سے نوذر کے دیہیم زر
کیا تھا نہ بدخواہ نے کچھ خیال
ہوا شاہ دلگیر و اندوہگین
سران سپہ کو فراہم کیا
ظفر اپنی آتی نہیں کچھ نظر
یقین ہے کہ پھر دشمنان غضب یہ
جدا ہو وے تن سے سر اسر اگر
دیے اپنے بیٹونکو رخصت کرد
دو فرزند جو طوس گستہم تھے
یہ سالار توران کو بھیجا پیام
ہے جنگ موقوف دو روز تک
سواران جنگی مین دلیسا۔

کہ اے پہلوان جا کے ہو گرم کین
ہوا تا زبان سے نبرد آزما
وہ قارن دلیر و جوانمرد تب
کمک کو سپہ لیکے پہونچا شتاب
پھر آتے ہی ان سب ہوئی معرکا
تو قارن پے جنگ افراسیاب
سپہ لیکے آ لیے رزم کین
نہ جان کا تھا اپنی کسیکو دریغ
دل اہل ایران کو پہونچی شکست
پکارا یہ میدان مین تاجدار
تو آ کر مقابل ہو میرے شتاب
ہوا آن کے رزمجو مثل شیر
سنان نیزہ و ضرب بھی ضرب تھی
گرا وقت پیکار تھا تا کہ یہ
یہ لیکن جہاندار تھا پر ملال
سخن باپ کا یاد آیا وہین
جہاندار نے پھر یہ اوس سے کہا
کہ لشکر ہے اپنا زبون سر بسر
مجھے یان سے بھیجا نہین کرکے اسیر
تو قائم رہے نیک نام پدر
یہانسے سوئے پارس اب بھیجدو
انہیں لیکے آغوش مین پیار سے
کہ لشکر تنگ آ گیا ہے تمام
رہا لشکر آسودہ زیر فلک
ہوا جلوہ گر قلب مین شہریار

قباد اوس جوانمرد کا نام تھا
دیے خشت فولاد کی ایک ضرب
سوئے تازیان لیکے آیا سپاہ
ہوا گرم بازار جنگ و نبرد
سواران جنگ آور و کینہ خواہ
گیا کرکے آراستہ فوج کو
ہوئے گرم پیکار جنگ آوران
ہزاروں ہوئے کشتہ و خستہ وان
جہاندار نوذر نے دیکھا یہ جب
کہ ہرگز نہین امن کچھ ناپیدا
جسے نصرت و فتح دیکر بکار
ہوئے نیزہ زن دونون طرفین
ستیزہ کنان ہوگئی شام یہ
غرض رزم موقوف کر ہر دو شاہ
ملازم کو ہر شہ کی سرکار کا
کہا تھا منوچہر نے یہ کہان
کہ بدخواہ کی غالب آئی سپاہ
اگر بھاگ گئے تو کدھر جائیے
یہ بہتر ہے کشتہ ہوں میدان مین
سران سپہ نے یہ سنکر کہا
کہ تخم فریدون سے تا کید تن
کیا شاہ نے سوئے پارس روان
لڑائی مین دو روز گذری درنگ
غرض تیسرے روز وقت پگاہ
وہ شاہ و یہ قارن سران سپاہ

نہ ہرگز طلبگار آرام تھا
جو کمائی تو دی جان ہنگام حرب
ہوا ساتھ بدخواہ کے رزم خواہ
کسی کو کسی کا نہ تھا کچھ بھی درد
وہیں پھر گئے سوئے آرامگاہ
کہ یکسر تھکے مردان پیکار جو
قیامت ہوئی ایک بار وہان
زمین ہوگئی سر بسر گلستان
کہ لشکر ہوا بیدل و خیرہ آب
کہ کشتہ ہو ناحق یہ خلق خدا
کرے بادشاہی وہ لیل و نہار
ہوا کارگر نیزہ نوک سنان
ہوا زخم کاری نکیچہ کارگر
پھرے رزمگہ سے سوئے خوابگاہ
دہان سے وہ دیہیم لایا اٹھا
تجھے فوج ایران سے پہونچے زیان
یہ سوچا کہ ہو کام اپنا تباہ
حفاظت کی اب جا کہان ہے
نجات نہیں اب زندہ رہنا نہین
کہ جز جنگ چارہ نہیں ہے شہا
رہین زندہ اے سرور انجمن
ہوئے دیدہ تار گیتی ستان
کریں تیسرے روز پھر ہم سے جنگ
گیا سوئے میدان پھر ایران کا شاہ
پھر سوئے ستیزندہ و کینہ خواہ

اودہر تھا صف آرا وہ افراسیاب
کہ ترکان چین جسکے تھے ہمرکاب

یکایک ہوئے ترک چین چیرہ دست
سپہدار ایران نے کہائی شکست

ہوا کشتہ شاپور میدان مین
پڑا تفرقہ فوج ایران مین

وہ قارن بھی دلتنگ گریزان ہوا
سوئے ملک پارس شتابان ہوا

فراہم نہ آئندہ لشکر رہا
نہ سپاہین قائم وہ نوذر رہا

غرض شاہ نوذر ہوا قلعہ بند
مخالف نے گھیرا حصار بلند

روان سوئے فارس ہوا نازیان
گرفتار ہوں تا کہ شہزادگان

ہوا سد رہ قارن نامدار
لگی ہونے باہم وہان کارزار

ہوا جبکہ آگاہ افراسیاب
تو فوج اور بہیجی کمک کو شتاب

جو کم رہگئی فوج گرد حصار
تو پھر قلعہ سے نوذر نامدار

نکلکر ہوا سوئے وادی دوان
دلے بر سر کینہ تھا آسمان

سپہدار توران یہ سنکر خبر
تعاقب کو اوسکے گیا زود تر

ستیزندہ وہ بھی ہوا ناگزیر
ہوا آخرکار نوذر اسیر

سوا اسکے آئے گرفتار ہو وان
ہزار اور دو صد اور بھی پہلوان

بیک گردش چرخ بیداد گر
نہ نوذر رہا اور نہ وہ کروفر

جہانمین رہا حکمران ہفتسال
پھر اقبال کا اوسکے آیا زوال

ہوا بعد ازان جا کے افراسیاب
سریر فریدون عالیجناب

سپہدار کو پھر یہ پہونچی خبر
کہ غالب رہا قارن نامور

ہوا نازیان گشتہ ہنگام جنگ
گریزان ہوئی فوج سب بیدرنگ

ہوا پر الم سنکے افراسیاب
بہت دلکو اوسکے ہوا اضطراب

فرستادن افراسیاب غزروان و سماساس بسمت سیستان و کشتن نوذر و اغریرث را

سپہدار نے یہ ارادہ کیا
کہ ملک اپنا چاہیے زال کا

روانہ کیے پھر پئے کارزار
سواران جنگ آزما سی ہزار

غزروان سماساس نامی یلان
گئے تھے سالار فوج گران

سنی زال ایلی نے جس دم خبر
کہ بدخواہ کا لشکر آیا ادہر

کمر کینہ خواہی پہ باندھی ہین
زرہ پوش ہوکر لیا گرز کین

روانہ ہوا سیستان سے شتاب
کہ تاخیر کی تھی نہ رہنا رتاب

لکھا شاہ محراب نے زال کو
کہ ہون مشتعل تیرا اے نامجو

ہوئے پہلوانان کابلستان
رفیق سپہدار زابلستان

مقابل ہوئی جب سپاہ عدو
تو باہم مبارز ہوئے کینہ جو

غزروان نے آکر عمود و سپر
یکایک جو مارا سر زال پر

شکستہ ہوا شغر پہلوان
ولیکن نہ کچھ سر کو پہونچا زیان

پکڑ گرز توڑا غزروان کا سر
زمین اوسکے خون سے ہوئی تربتر

غزروان ہوا کشتہ جیسے نہنگ
تو آیا سماساس پھر بیدرنگ

دیے حملہ آور ہوا زال جب
نہ ٹھہرا سماساس میدان میں تب

گریزان ہوئی اوسکی ساری سپاہ
پراگندہ لشکر خراب و تباہ

تعاقب کیا زال نے پہرین
ہزاروں کیے قتل ترکان چین

ہوا پر غضب سنکے افراسیاب
کیا قتل نوذر کو اوسنے شتاب

ہوا پھر دہان سے سوئے پارس روان
گئی ساتھ اوسکے سپاہ گران

کیا قصد یہ کرکے وہ کینہ جو
کہ لاؤن پکڑ رستم و طوس کو

وہانسے وہ مدفون گریزان ہوئے
طرف سیستان کے شتابان ہوئے

گیا پیشوا یہ خبر سنکے زال
کیا اوسنے اغریرث کا کمال

بخوبی انہیں سیستان میں رکھا
رکھ جمع خاطر یہ اوسنے کہا

وہ قارن تھا ہمراہ شہزادگان
سوا اوسکے تھے اور بھی پہلوان

ہوا اونپہ شفقت کنان زال زر
کیا لطف مصروف ہر ایک پر

جو نوذر کے پروردہ تھے مردمان
سنانے لگے ہر طرف سے وہان

فراہم ہوئی پھر زرادان سپاہ
جوانان رزم آور و کینہ خواہ

ہر اک کو سلاح و زر و گنج و مال
کیا زال نے دیکھ فرخندہ حال
رکھا نامداروں کو تکریم سے
کیا خرم و شاد تعظیم سے

ولیکن یہی زال کو سوچ تھا
کسے تاج دوں کیجیے ایران کا
ابھی طوس و گستہم نادان ہیں
نہیں بادشاہی کے شایاں ہیں

نہیں ہیں کیانی جو ہوں بادشاہ
کیان کو ہے زیبندہ تاج و کلاہ
جو شاہ زبردست پہونچے بہم
سزاوار ہو جسکے تاج و علم

تو کرکے بداندیش کو پایمال
ابھی ملک ایران سے دیجے نکال
جوان ایک تھا حاکم شہر سے
سزاوار اورنگ شاہان کے

بلند اقتدار و معلے جناب
بڑا بھائی تھا جسکا افراسیاب
ملکزادہ اغریث اوسکا تھا نام
جوانمرد و خوش خلق و شیریں کلام

اوسے زال نے ایک نامہ لکھا
یہ مضمون فرخندہ مرقوم تھا
کہ میں نے بہت کی فراہم سپاہ
ولیکن نہیں ہے کوئی بادشاہ

اگر آوے یاں تک تو اے نامدار
تو اقلیم ایران کا ہو شہریار
تری چاکری اہل ایران کریں
ترے آگے کار نمایاں کریں

بداندیش وہ جو ہے افراسیاب
نکال اوسکو ایران سے دیں بیشتاب
روانہ ہوا پڑھکے اوس نامہ کو
سو زال اغریث نام جو

گیا رے سے زابل کو وہ نامہ بر
یہ چاہے تھا ہو عازم بیشتر
خبر سنکے اتنے میں افراسیاب
سپاہ گران لیکے پہونچا شتاب

ملکزادہ کے پاس آئی سپاہ
تھی ساتھ اوسکے جو پورزنخواہ
گیا لاجرم پیش افراسیاب
کہ پرخاش کی تھی نہ زنہار تاب

برادر نوازی کی تھی آرزو
گیا منحط بھائی کے روبرو
ولیکن لگا کہنے افراسیاب
طرح شعلے کے کھا کے بس پیچ و تاب

کو رے پر قناعت نہ کی تو نے بس
ہوئی تخت ایران کی تجھکو ہوس
جو دشمن ہیں اون سے موافق ہوا
مرا تو جہان میں منافق ہوا

دیا پاسخ اوسنے کہ اے نامور
خدا کے لیے تو نہ بہتان کر
مری تاب کیا جو کروں ہمسری
نہیں مجھکو دعوی بجز چاکری

جفا پیشہ تھا بسکہ وہ شہریار
برادر نوازی نہ کی زینہار
رکھا جور و بیداد ناحق روا
کیا تن سے بیچارے کا سر جدا

غرض سیستان میں یہ پہونچی خبر
ہوا کشتہ اغریث نامور
یہ سنکر ہوا زال اندوہگین
زیادہ ہوا اور بھی لیکن کین

کیا نامداروں کو اوسنے طلب
کہا یوں کہ لے کین کمر باندھو اب
بدر ملک سے خصم کو کیجیے
شتاب اوس سے نوذر کا خون لیجیے

ولے چاہیے شاہ والا شکوہ
دلیر و جوانمرد دانش پژوہ
شہنشاہ نوذر کے دونوں پسر
نہیں دانش و عقل سے بہرہ ور

نہیں یہ سزاوار تاج شہی
نہیں لائق تخت فرماندہی
سوا اونکے نسل فریدوں سے گر
کوئی ہو تو مجھکو کرو تم خبر

کہ وہ وارث تخت ایران ہو
شہنشاہ با شوکت و شان ہو
کیا زال نے جب بیان یہ سخن
تو کہنے لگے موبدان کہن

منوچہر کے ہاتھ سے وقت جنگ
ہوا کشتہ جب سلم تیرہ رنگ
ملکزادہ طہماسپ اوسکا پسر
فراری ہوا یاد دل پر خطر

جزیرے کو جا جب گریزاں ہوا
وہاں خوف سے جا کے پنہاں ہوا
غرض ہے پسر ایک طہماسپ کا
جوانمرد و دانشور و خوش لقا

ملکزادہ زو اس جوان کا ہے نام
سزاوار شاہی ہے وہ ذو الکرام
سنا زال نے جبکہ یہ ماجرا
تو یوں قارن نامور سے کہا

کرے آ جزیرے سے زو کو یہاں
ہوا وہ دن ہی القصہ قارن روان

داستان آمدن ملکزادہ زو پسر طہماسپ ہمراہ قارن طرف سیستان و جلوس بر تخت شاہی ایران

حضور ملکزادہ پہونچا وہ جب
دیا زال کا اوسکو پیغام تب
انہیں لگ چلنے سوئے سیستان
اسیا ہے اورنگ شاہی نشان

خوشی سے وہین بیاتھا قارن کے رو
طرف سیستان کے ہوا تیز رو

جب آیا خداوند تاج و سریر
ہوئے گرد سب اوسکی فرمان پذیر

ہوا جلوہ گر تخت شاہی پہ زو
ہوئی اک جہان مین خوشی نو بنو

سو ملک پارس رہا ان کی سپاہ
ہوا اس ولایت مین پہر دخل شاہ

گیا شاہ پہر سوی افراسیاب
لڑائی کی لایا نہ ہرگز وہ تاب

گیا بہاگ بدخواہ توران مین
تصرف ہوا شہ کا ایران مین

گیا خوار ہوکر جو پور پشنگ
ندامت ہوئی کچھہ حضور پشنگ

پشنگ اوس سے بولا کہ ای نابکار
نہ آئے تجھے شرم کچھہ زینہار

ترا بھائی اغریرث نامور
ترے پاس حاضر ہوا آن کر

گیا تو نے ایوائے اوسکو ہلاک
خدا کا نہ ہرگز کیا خوف و باک

روا تو نے رکھا برادر کا خون
گیا فوج ایران نے تجھکو زبون

نہین کام تیرا مرے روبرو
مری سامنے سے ہو بس دفع تو

رہی پہر نہ کچھہ قدر افراسیاب
ہوا ناگوار اوسکو آرام و خواب

جہاندار زو خسرو دین پناہ
ہوا جبکہ ایران کا بادشاہ

گیا اوسنے پہر روز و شب عدل و داد
جہان کو رکھا خوب آباد و شاد

پہ زال زر اور سب پہلوان
شب و روز تھے شاہ کی مدح خوان

جہان مین با قبال جاہ و جلال
رہا شاہ فرمانروا پنج سال

پہر آخر کو پہونچا پیام اجل
گئی جان قالب سے اوسکے نکل

داستان نشستن گرشاسپ شاہ بر تخت و باز آمدن افراسیاب از تسخیر ایران

ہوا باپ کے بعد گرشاسپ شاہ
خداوند اورنگ و تاج و کلاہ

ولے تھا پذیرندہ رای زال
کہ تھا بادشاہ جہان خورد سال

پشنگ دلاور کو پہونچی خبر
کہ اک طفل ایران کا ہی تاجور

پشنگ اپنے دل مین لگا کہنے تب
کہ تسخیر ایران آسان ہی اب

بصد لطف تقصیر افراسیاب
معاف اوسنے کر کے کہا یون شتاب

کرے لشکر کشی سوئے ایران کر
لیے کینہ خواہی تو مانند ابر

سپاہ گران لیکے پور پشنگ
ہوا سوے ایران روان بیدرنگ

بزرگان ایران یہ سنکر خبر
لگے زال سے کہنے ای نامور

سپہ یا سپہ لیکے افراسیاب
کیا چاہیئے اب تدارک شتاب

وہ بولا کہ مین تو ہوا سالخورد
ستیزہ سے کار جوانان گرد

مگر کہیے رستم کو اب سرگروہ
اودہر بہیجیا ہو نہین باصد شکوہ

یہ سنکر ہوئے شاد سب نامجو
کیا سب نے اقبال اس بات کو

لگا کہنے رستم سے پہر زال زر
کہ حیران ہین ہم کیا کرین اک پسر

ہوا ایک درپیش دشوار کار
کہ جس سے گریزان ہین بے قرار

تو کار آزمودہ نہین اب تلک
کرے ناز پروردہ زیر فلک

تجھے کیونکہ بہیجون ہے کار زار
سو شیر مردان جنگی سوار

تری مصلحت کیا ہی تو کہہ شتاب
جو ہو تجھکو منظور دے سو جواب

غرض آزمانا تہا رستم کو زال
کہ ہی یا نہین جنگ کا کچھہ خیال

یہ بولا تہمتن کہ ہون مرد رزم
کرون خصم بدخواہ کو ہی بزم

بیازوی پر زور بند و درانہ
نہین کچھہ ملیگا آرام و نماز

کو دادون اگر اسپ کو دست جنگ
کہ شہرے مرا آگے شیر و پلنگ

یہ گفتار سن خوش تن ہوا زال زر
دعا دی کہ باہم ہو تجھسے ظفر

کہا پہر یہ رستم نے ای پہلوان
مجھے چاہیئے اسپ درخور گران

حضور اوسکے لائے ہین گلہ رسام
تہمتن ہوا دیکھکر شاد کام

دکھائی تہمتن کو بہت اسپ سیر
وہان گلہ اسپ تہے جسقدر

رکہا پشت پر ہاتھ جس اسپ کی
وہ شبدیز خم ہو گیا پس تہی

ولے نادیا ایک تہی سخت جنگ
نگار اسکے تہے جسم پر لالہ رنگ

اور اوسکا تہا اک بچہ پیلتن
ہوا دیکھکر خوش پیل صف شکن

یہ چاہے کہ ڈالے کیانی کمند
کرے تا کہ اوس گرہ کو پابند

کہ تا دیر ہی گرتے کی خونخوار تر
غضبناک اور مردم آزار تر

تہمتن نے آخر کو ڈالی کمند
سر رخش لایا وہین زیر بند

یہ چاہا کہ چابے تہمتن کا سر
کہ اتنے مین رستم ہی جون شیر نر

غرض رخش تہا نام اوس گرگ کا
توانا و زور آور و چست تہا

کیا زور ایسا رخش نے اسقدر
کہ رستم کو بس لیچلا کھینچکر

کیا رخش کو زین ہوا پہر سوار
بصد کامیابی یل نامدار

سپاہ گران ساتھ دیکر شتاب
روانہ کیا سوئی افراسیاب

گیا آپ بھی بعد [illegible] کے
ملا جا کے پہر رستم گرد سے

جو جیسے کرے رزم کی آرزو
وہ کیا چیز ہے بس مرے روبرو

سپہ اوسکی تہی پردل و شادکام
ادہر افواج ایران تہی بیدل تمام

کوئی چاہئیے بادشاہ دلیر
کہ ایران جسکی ہیبت ہو مانند شیر

نژاد فریدون سے ہے کوئی اگر
کہین ہو تو دو مجھکو آکر خبر

فریدون نسب شاہ فرخ نہاد
دلیر و جوانمرد ہے کیقباد

یہ رستم سے بولا کہ اے نامور
کمر باندھ اور رخش کو زین کر

تمنا یہ رکہتے ہین سب پہلوان
کہ تو جلد لے ہو بادشاہ جہان

دو ہفتے مین تخت ہو تجھکو ملک
زیادہ ہو تو دیر زیر فلک

لگا کہنے رستم سے پہر گلہ بان
کمند اسپ ہے ذال اے پہلوان

کئے اسنے مین پہر چند خون
مبادا تجھے ہی کرے سرنگون

غضبناک ہو کر وہین بادیان
دوان آتی مانند شیر ژیان

ہوا جبکہ میدان مین نعرہ زنان
تو ہیبت سے خیرہ ہوئی بادیان

کمر اوسکے سر پہ ہوئی جبکہ بند
لگا کھینچنے تب یل ارجمند

ولیکن تہمتن بھی پر زور تہا
بزور اوسکو قابو مین اپنے کیا

در گنج پہر زال نے وا کیا
تہمتن کو گنج فراوان دیا

ولیکن ہوا مضطرب زال زر
نہ لایا وہ تاب فراق پسر

یہ کہتا تہا ہر روز افراسیاب
کہ رستم ہے کودک کہان اوسکو تاب

ہوا زال بھی پیر دیرینہ سال
نہین اب ہے تسخیر ایران محال

یہ تہا زال کو سوچ شام و پگاہ
کہ تا دون نہادے کسے شاہ

روانہ کئے پہر طرف مردمان
کہا زال نے یون سلوک سے کہان

کسی نے کہا آنکر یون بیان
کہ ہے کوہ البرز مین اک جوان

ہوا یہ خبر سنکے دلشاد زال
ہوا سینہ سے غم کے آزاد زال

روان ہو شتابی سوئے کیقباد
یہ کہہ جا کے اے شاہ فرخ نہاد

مددگار دولت سے پایہ رہے بخت
مہیا ہے تجھکو وہان تاج و تخت

یہ سنکر وہین وہ یل با شکوہ
روانہ ہوا سوئے البرز کوہ

روان کردن رستم را برای طلب کیقباد بکوہ البرز و آمدن کیقباد و نشانیدن زال کیقباد را بر تخت

اوتر کوہ البرز سے کیقباد
تہین آکے بیٹہا تہا سرو نژاد

لگے کہنے دلمین عجب ہے جوان
تماشائے رخش و د گرز گران

کہ تنہا اس قدر تو تہا پہلوان
اوتر کر ذرا اسپ سے بیٹھ یان

مگر اے جوانمرد فرخ نہاد
مجھے دو نشان تخت کیقباد

ترے ساتھ اک ہو جو عاقل کہون
مکان کہہ تجھے اسکو داخل کرون

یہ بولا تہمتن کہ اے نامور
پسر ہون مین ای پہلوان زال زر

ہوا رستم گرد کا وان گذر
وہ شہزادہ حیران ہوا دیکہکر

ہوا میل خاطر کہ ہو ہمنشین
تہمتن کو آواز دی بس یہین

مے و نقل یہ سب مہیا رہے
وہ بولا نہین مجھکو درکار ہے

وہ کہنے لگا پہر کہ آ تو یہان
تو اوس نامور کا ابھی دون نشان

لگا پینے پہر کہہ کے اے پہلوان
بتا یا تجھے کچھ ہے ان کا نشان

کہا اوسنے مجھکو کہ جا سوئے کوہ
وہان ہے ملک زادہ با شکوہ

جوانمرد ہے کیقباد اوسکا نام — تو جاکے یہ اسکو پہونچا پیام
کرے سے پہلوانون کی یہ آنوخ — اگر تو شاہ ایران ہوا ہے نامجو

یہ سنکر وہ بولا کہ مین ہون قباد — پدر رہ بر نام رکھتا ہون باد
تہمتن نے سر کو دیا پھر جھکا — سجا لشکر خدمت کی لا کر کہا

تجھے تخت ایران مبارک مدام — ہمیشہ ترا بخت و دولت بکام
تہمتن سے بولا یہ پھر نامور — مجھے شب کو اک خواب آیا نظر

دو باز سفید آئے ایران سے — سر تخت شاہی بٹہایا مجھے
دم صبح پھر با دل شادمان — او ترکوہ سے آکے بیٹھا یہان

ہوا اوس طرف کو ترا اب گذر — بلطف خدا اے یل نامور
یہ کہکر وہان نوش کی پھر شراب — کہی پھر یہ رستم نے تعبیر خواب

سمجھ تو مجھے اور مرے باپ کے — دو باز سفید اے یل نامجو
بس اب اوٹھئے تا سوے ایران چلین — ترے سر پہ ہے تاج شاہی کہین

غرض سوئے ایران مین شاد و شاد — روانہ ہوئے رستم و کیقباد
قلون دلاور یل با وقار — طرف سے تہا شاہ کے راہدار

یہ سرحد مین پہونچے جب ایران کے — ہوا سد رہ وہ بھی تب آن کے
تہمتن قلون کے مقابل ہوا — سوئے رزم پر خاش مایل ہوا

قلون نے کیا نیزہ اوس پر روان — کہ سینہ پہ رستم کے وقف سنان
وہین نیزہ رستم نے بس چھینکر — قلون کے جو مارا وہین سینہ پر

تو گشتہ قلون دلاور ہوا — گریزندہ یکدست لشکر ہوا
بصد شادمانی وہ دونون جوان — ہوئے پیش پر دس کان سے روان

زمین تہمتن شان دشت مین شام تک — روان شب کو ہوتے تہے زیر فلک
غرض رفتہ رفتہ وہ پہونچے وہان — یل نامور زال زر تا جہان

اوسے اوسنے کیفیتہ نہان کہا — مشعلے نا شادان رکہا
ہوئے یکدل اتنے مین پیر و جوان — تو پھر زال نے زور رستم وہان

قباد دلاور کو باکر و فر — سر تخت شاہی کیا جلوہ گر
کیا قصد پھر سوئے افراسیاب — ہوئے پہلوان شاہ کی ہمرکاب

جو لشکر سے لشکر مقابل ہوا — سوے رزم ہر ایک مایل ہوا
اودہر سے تو قارن یل نامدار — گیا سوئے میدان پئے کارزار

اودہر سے سماساس آیا وہین — ہوا ساتھ قارن کے بس گرم کین
سماساس یکسر ہوا غرق خون — زمین پر گرا اسپ سے سرنگون

وہین زال سے رستم نوجوان — یہ بولا کہ اے پہلوان جہان
مرے دلیرون سے جادون صد افگن — گردن جوانمرد تہمتن کو اک آن مین

پکارون کہ اب آکے افراسیاب — مرے ساتھ ہو رزم جو تو شتاب
مگر قصد جنگ اوس سے بولا ایران — مقابل ہوا اوس سے یہ کس کی مجال

تو پھر زہرہ شیر نر ہوے آب — اگر سامنے آئے افراسیاب
تہمتن یہ بولا خطر کچھ نہین — اوسے اسپ سے لاؤن پہ زمین

یہ کہکر گیا سوے میدان دلیر — ہوا نعرہ زن جاکے مانند شیر
کہا یون کہ اے ترک افراسیاب — مقابل تو مجھسے ہوا آکر شتاب

اوسے دیکھکر مردان سے وہین — لگا کہنے سالار ترکان چین
بتاؤ کہ ہے کون یہ نوجوان — یہ سنکر کیا مردمان نے بیان

کہی بوی زال اور رستم ہے نام — رکہے ہاتھ مین اپنے ہی گرز سام
مقابل تہمتن کے آیا وہ ترک — زبان پر یہ گفتار لایا وہ ترک

کہ اے طفل آیا جو تو بہر جنگ — تو کیا احتیاج سنان و خدنگ
ذرا زور پھر پنجہ دکھلاؤن مین — ابھی باندھکر تجھکو لیجاؤن مین

تہمتن نے بھی گرز کو کہہ دیا — ہوا پھر براق اوس سے جنگ آزما
کہا ترک نے زور ہر چند یہ — رہا وہ وہین قایم یل نامور

کمر بند اوسکا پکڑ کین سے — اوٹھا کر تہمتن نے بس زین سے
یہ چاہا کہ پہنچائے شاد و شاد — شتابی حضور شہ کیقباد

گیا ٹوٹ لیکن دوال کمر — رہ جنگ وہین گر پڑا خاک پر
بس اتنے مین آپہونچے دس کے سوا — ہوا گرم ہنگامہ روزگار

طلب کرکے بولا کہ کاؤس کے ۔ عزیزو تمہارا بڑا ساتھی ہے
یہ ہووے خداوند تاج و سریر ۔ رہو تم شب و روز فرمان پذیر
معاون رہو اسکے شام و سحر ۔ کہ فتنہ نہ برپا ہو بار دگر
سبھون نے پذیرا کیا یہ سخن ۔ بجا لائے فرمان شاہ زمن
وہ بولے کہ ہم اے شہ نامدار ۔ اطاعت سے پھیرین نہ سر زینہار
کئی روز کے بعد پھر ناگہان ۔ ہوا سوئے ملک عدم شہ روان

داستان جلوس کیکاؤس بر تخت سلطنت ایران

ہوئے بند جب دیدہ کیقباد ۔ تو بیٹھا شاہ کاؤس فرخ نہاد
خداوند اورنگ و افسر ہوا ۔ جہان پر وہ عدل گستر ہوا
لگا کرنے داد و دہش روز و شب ۔ لگا رہنے مشغول عیش و طرب
ہوا ایک دن مطرب حاضر وہان ۔ لگا کرنے تعریف مازندران
کہ آب و ہوا ہی بہت خوشگوار ۔ سدا فصل گل ہی ہمیشہ بہار
یہ سنکر کیا قصد مازندران ۔ وزیرون سے بولا یہ شاہ جہان
کہ ہرگز نہین اب مجھے میل بزم ۔ ہوا دل طلبگار میدان رزم
سپاہ اگر ہو نہین آرام گیر ۔ تو برباد ہو ملک و تاج و سریر
فریدون و ضحاک جمشید سے ۔ نہین کم ہی کچھ یہ زور و قوت مجھے
شفقت بھی لازم ہی اونکی بنا ۔ کہ قایم رہے افسر ملک و مال
یہ جی مین ہی کشور ستانی کرون ۔ ہر اک ملک مین حکمرانی کرون
سپہ کھینچون اب سوئے مازندران ۔ کرون سکہ و خطبہ اپنا وہان

یہ گفتار خاقان آفاق گیر
ہوئے سنکے حیران امیر و وزیر
بظاہر یہ بولے کہ ہے بات نیک
ولے جی مین کہنے لگا ایک ایک

فریدون جمشید عالی وقار
منوچہر شاہنشہ نامدار
رکھین خوب تھی یاد افسونگری
اطاعت مین انکی تھے دیو و پری

باین زور و قوت وہ شاہنشہان
نہ عازم ہوئے سوئے مازندران
نہین ہے مناسب سبب او دہر
کہ آتی نہین کامیابی نظر

وہ گرساسپ و رستم و طوس جوان
وہ گودرز اور گیو نامی یلان
وہان تھو لے تھی یہ طاقت کسے
گذشتہ کو رکھے باز اس بات سے

ہوئے یکدل اس بات سے گروہ سب
کیا چاہئے زال کو بالطلب
وہین زال کو ایک نامہ لکھا
رقم اوسمین احوال سارا کیا

سپہ پہنچے ہی نامہ کے وہ نامور
روانہ ہوا سیستان سے ادہر
یہ سنکر تعجب ہوا شاہ کو
کہ بے حکم آتا ہے کیون ناجہو

یلان سے جہاندار کشورکشا
یہ بولا کہ اب جاؤ تم پیشوا
لے جا کے جب زال سے پہلوان
یہ اوس سے کیا زال نے تب بیان

کہ ہم اور تم چلکے شہ کے حضور
رکھین شاہ کو اس ارادہ سے دور
جب آئے حضور شہ نامور
لگا کرنے تعریف شہ زال زر

کہ سمجھا شہنشاہ با داد و دین
نہ دیکھا کہین اور سنا ہے کہین
ہمیشہ تو شاہ جہانگیر ہو
ولایت ستان تیری شمشیر ہو

شہنشہ نے گفتار بعضے تمام
کہین پیش زال ستودہ شیم
وہین رستم یل کی پہنچی خبر
وہ بولا دعاگو ہے شام و سحر

کیا اوسنے پھر ذکر مازندران
یہ سنکر کہا شاہ نے یون کہ ہان
ارادہ مرا اوس طرف ہے درست
کمر ملک گیری پہ باندہی ہے چست

کیا زال نے عرض اے نامور
یہ سنکر خبر مین بھی آیا ادہر
رکھون تاکہ اس عزم سے تجھکو باز
ذرا سوچ اے خسرو سرفراز

فریدون و جمشید نے بیشتر
کیا تھا ارادہ کہ جاوین ادہر
سنا جبکہ ہے خانۂ دیوسار
طلسم اور جادو وہان بیشمار

کیا تب نہ رخ سوئے مازندران
عدو تو بھی کر ای شہ خسروان
نہ تسخیر ہو زور و شمشیر سے
نہ ہاتھ آئے افسون و تدبیر سے

لگے کہنے پھر سب سران سپاہ
کہ ہم ہین ترے بندہ نیکخواہ
یہی عرض اے شاہ عالیجناب
نہین یہ ارادہ قرین صواب

یہ پاسخ جو بادشاہ نے زال کو
کہا اے گروہ دانا و فرخندہ خو
فریدون سے افزون ہے میرا حشم
منوچہر و جم سے نہین ہے کچھ کم

خدا ہے مرا یاور و دستگیر
کرون جا کے نیونکو ہر ان دیو پیر
طلسم اور افسونکو توڑون تمام
سر دیو سنگلاخ کو پھوڑ دون تمام

تو اے زال اور رستم پہلوان
طرف سے مری یان رہو حکمران
لگا کہنے پھر شہ سے وہ نیکخواہ
کہ ہین بندہ ہم اور تو بادشاہ

مدد سے تری اے شاہ کشورکشا
جو کچھ عرض کرنا تھا ہمنے کیا
مجھے کیجیے رخصت سوئے سیستان
کرے حکمرانی کوئی اور یہان

معاون مین اوس کا رہونگا مدام
مددگار ہر بار مین ہونگا مدام
غرض شاہ سے پھر سوئے سیستان
رخصت ہوا پہلوان جہان

رفتن کاؤس برائے تسخیر مازندران و گرفتار شدن بدست دیوان

یل نامور ایک میلاد تھا
اوسے شاہ کاؤس نے یون کہا
کہ سونپا تجھے مین نے اب تختگاہ
کوئی آکے جو تجھسے ہو کینہ خواہ

تو پھر زال و رستم کو کیجو خبر
معاون وہ تیرے ہونگے وہ آنکر
یہ کہکر جہاندار کشورستان
روانہ ہوا سوئے مازندران

گیا پھیلکے وان لشکر بیشمار
یلان جہانگیر و جنگی سوار
بفرمان شاہنشہ نامور
گیا گیو لشکر کو لے بیشتر

جب آئی جو ملک مازندران
تو پھر وہاں سے دہ جنگجو پہلوان

زراعت کو یکسر جلا آگیا
مکان خاک میں سب ملا آگیا

ہوا سامنے جو بعزم ستیز
تو کھینچا اوسے پس تیغ تیز

گیا تا در شہر غارت کنان
بہت مال و زر ہاتھ آیا وہان

گلستان سے وہ شہر بہتر تھا
زن و مرد خوش منظر و خوش لقا

ہوا شاہ مازندران قلعہ بند
کہ غالب تھی فوج شہ ارجمند

روانہ کیا ہوکے پھر اسپید
کسی دیو کو سوئے دیو سپید

کہا یون کہ اب جان سے تنگ ہون
کیا شاہ ایران نے مجھکو زبون

تسلی مدد کر تو اے اہرمن
دگرنہ نہ جانبر ہو یان ایک تن

یہ سنکر شتابان ہوا نابکار
وہ لایا بہت لشکر دیو سار

ہوا شاہ سے آنکر کینہ خواہ
ہوئی قتل ایران کی ساری سپاہ

ہوئے گیو اور شاہ کاؤس بھی
وہ گودرز و گستہم اور طوس بھی

گرفتار چنگال دیوان ہوئے
پراگندہ دل اور حیران ہوئے

کہا دیو ارژنگ نے شاہ سے
کہ تم خوش ہوئے اسطرف آنکے

ہوا اس گلستان کی خوش آئی تمہین
فضا اس گلستان کی بھائی تمہین

یہ سنکر کہا شاہ نے دیو سے
کہ آگہ نہ تھا یا کہ مین دیو سے

وزیرون نے مجھکو کیا منع تھا
ولے مین نے اونکا نہ مانا کہا

ہوا ہے یہ تغیر جہان آشکار
نہین چارہ تقدیر سے زینہار

جہان قید تھا شہر مازندرن
نگہبان تھی بارہ ہزار اہرمن

اسیر شدن کیکاؤس در مازندران و فرستادن گرد را پیش زال بطرف سیستان و مخلصی یافتن باعانت رستم

برقت اسیری جو سیستان
روانہ کیا شہ نے اک پہلوان

کہ پہونچا دے تا زال زر کو خبر
سو اوس پہلوان نے وہان آنکر

بیان زال سے ماجرا سب کیا
طرف سے یہ کاؤس کے پھر کہا

کہ سنتے ہیں اے زال پیلتن
نہ لایا جو خاطر مین تیرا سخن

تو پائی سزا مین نے آخر کو آہ
ہوئی کشتہ یکدست ساری سپاہ

رہے زندہ باقی جو یان چند تن
سو ہیں قید میں سب پئے اہرمن

یہ پیغام سیر نے کہی جب خبر
تو دلگیر رستم ہوا زال زر

یہ رستم سے بولا صد افسوس ہے
کہ والی ہمارا جو کاؤس ہے

سو ہو قید اور ہم پئیں جام سے
گذارین شب و روز آرام سے

یہ ہے وقت یاری و امداد کا
کہ حق نے تجھے زور بازو دیا

نہ ہرگز رہی مجھکو اب تاب جنگ
کہ یکسر ہوئے سست بازو و چنگ

تو ہمت کو اب کام فرما شتاب
سو یہ شہر مازندران جا شتاب

قلم نے قضا کے یہ فتح بلند
لکھی تیرے نام ای یل ارجمند

خوشی سے یہ بولا یل نامجو
کہ ہے جنگ دیوان مری آرزو

ولے دوری راہ سے ہے خطر
کہان پیر کے جانے تک آئے ادھر

کہیں دیو سگالان ناپاک کو
مبادا کہ ضایع کریں شاہ کو

کہا زال نے اوس سے ای پہلوان
کہ ہیں تین رستے ہیں نخچیر کے یان

دو راہ جو ہیں انکا ہے دور دراز
نہیں اوس میں کھٹکا کوئی حیلہ ساز

گیا دور کی راہ کاؤس تھا
تو اوس راہ سے [illegible] بچا

جو نزدیک کی اوسکی ہے ایک راہ
نہیں آدمی کو دے دیوان پناہ

بہت راہ میں ہیں بلائے عظیم
ہر اک منزل اوسکی ہے پر خوف و بیم

گر اس راہ سے جاوے اے پہلوان
تو پھر سات دن میں تو پہنچے وہان

تہمتن یہ بولا خطر کچھ نہیں
بتائید حق زیر چرخ برین

کرون فتح میں ہر بلا کو شتاب
طلسم اور جادوستان کو خراب

کرون جستجو ان کے لشکر کی جو
چھڑا لاؤن کاؤس اور گیو کو

یہ کہکر ہوا رخش پر جب سوار
دعا زال نے دی کہ لیل و نہار

توہو کامیاب آپکی نامور ۔ رہی ہمقرین تیرے فتح و ظفر
لگی کہنے درد جدائی مجھے ۔ سنا کر تو کیا فائدہ ہے تجھے
ادہے نکو چھوڑ انکو جاتا ہوں میں ۔ بفتح و ظفر ان پھر آتا ہوں میں
نہ ساتھ اپنے کوئی یار ہنیار

بوقت وداع یل نوجوان ۔ ہوئی خوب رد وایہ گریکنان
تہمتن نے ان کو یہ پاسخ دیا ۔ کہ زندان میں ہین بندگان خدا
تو خوش ہو کے رخصت سو تنہا ہوا ۔ وانہ ہوا رستم پہلوان
فقط رخش تہا اور وہ شہسوار

داستان رفتن تہمتن بہ پہلوانی ہفتخوان برائے رہائی کیکاؤس بطرف شہر مازندران و احوال منزل اول

ہوا گام فرسا بیابان میں ۔ سر شام ہو پہنچا نیستان میں
دیا چھوڑ صحرا میں پھر رخش کو ۔ گیا خواب میں وہ یل نامجو
لگا در سو جنگل نائل ہوا ۔ ہزبر وہان سے مقابل ہوا
پھر آخر ہوا شیر جنگی زبون ۔ رہان اوسکے تیغ سے ہو کے خون
لگا رخش سمجھے کے پھر خشمناک ۔ کہ تجھکو اگر شیر کرتا ہلاک
اگر پھر بلا ہو کوئی آشکار ۔ تو ہوتا مقابل نہ تو زینہار

کیا صید اک گور کو واں شتاب ۔ لگا کرنے میں اوسکے کباب
نمایان ہوا ایک شیر ژیان ۔ طرف رخش کے وہیں ہی آیا دوان
ادہنا شیر کے سر پہ یاز دو دست ۔ چبا کر گیا اوسکو دانتوں سے ینت
ہوا جبکہ بیدار وہ شیر نر ۔ تو حیران نہایت ہوا دیکھکر
تو لے کون چلتا سلاح و سلب ۔ بڑا ہی کیا تہا یہ تونے غضب
تو بیدار ہو ہوشیار کرنا مجھے ۔ شتابی خبردار کرنا مجھے

احوال منزل دوم درماجرائے ہلاک نمودن اژدہا بتائید ایزد تعالے

ہوا پھر درخشندہ جب جلوہ گر ۔ تو رستم روانہ ہوا پیشتر
خدا سے تہمتن نے کی التجا ۔ کرامت رکھیا تو بندہ یہ بخشی روا
پھر آہستہ کرنے لگا وہ خرام ۔ تو یہ سمجھا وہ رستم تشنہ کام
ہوا پھر وہ دنبال آہو روان ۔ تو پہنچا سر چشمہ وہ پہلوان
گیا گو رکو تیر سے پھر شکار ۔ اور آتش بہی کی سنگ سے ہو کار
لگی جب کہ ز نصف شب پہر دو یان ۔ ہوا نکلا ایک اژدہا ناگہان
ہوا رخش گرم خروش و فغان ۔ کہ بیدار ہو خواب سے پہلوان
خفا رخش سے ہو کے بولا وہ یون ۔ کیا حق کیا مجھکو بیدار کیون
کیا رخش نے پھر جو دیکھا اوسکو تو ۔ تو جاگا وہیں رستم یل زور
نہ آیا نظر کچھ جب پھر وہ اس ۔ کیا رخش پر اوسنے خشم و غضب
اگر پھر ہوئی تجھسے ایسی خطا ۔ تو سر تیغ سے تیرا کرونگا جدا

نظر چاہ و چشمہ نہ آیا کہیں ۔ ہوا تشنہ پانی نہ پایا کہیں
نمایان ہوا ایک آہو وہان ۔ گیا یا تہمتن کے آگے دوان
کہ بیشک ہے بخشائش کردگار ۔ یہ دیکھا اوسکے گلو پھر آیا قرار
سپاس خدا وند لایا بجا ۔ اور رخش سے اوسنے پانی پیا
تناول کیسی بس بنا کر کباب ۔ ہوا بس وہیں گرم آرام خواب
کہ شتا دگز وہ درازی میں تہا ۔ غضبناک تہا تہ تہا وہ بلا
ہوا وہ تو بیدار پر اژدہا ۔ نہان وہ وہیں زیر زمین ہو گیا
یہ کہکر تہمتن تو پھر سو گیا ۔ پھر آتشنے میں نکلا وہیں اژدہا
دسے پھر وہیں اژدہا نے پلید ۔ بزیر زمین ہو گیا ناپدید
وہ بولا وہ بار اجگایا مجھے ۔ خوش آیا نہ آرام پھر اسکے
پیادہ سو شہر مازندران ۔ روان یکیے ہو کر تیغ و گرز گران

گیا خواب مین جب یل ارجمند — تو نکلا وہین اژدہائی بلند
ہوا پاس رستم کے استادہ رخش — ہوا جانفشانی کو آمادہ رخش
جدہر آوے تھا اژدہا سیاہ — اودہر رخش ہوتا تھا بس سد راہ
وہ جب آگیا متصل ناگہان — ہوا تب خروشان و حملہ کنان
پھر اتنے مین بیدار رستم ہوا — دہین گرم پیکار رستم ہوا
تہمتن نے پھر کھینچکر ایک تیغ — دلیری سے ماری وہین بیدریغ
ولیکن نہ ہرگز ہوئی کارگر — قوی اژدہا کی تھی اوس پشت پر
یہ چاہا کرے زخم دیگر رہا — کہ تا ہو دوپارہ تن اژدہا
کہ اتنے مین آیا سوے پہلوان — دہن کرکے وا اژدہائے دمان
دم اژدہا کم نہ آتش سے تھا — وہ ناچار سوے عقب ہٹ گیا
جو دیکھا کہ رستم پہ ہے وقت تنگ — کیا کام کیا رخش نے بیدرنگ
کہ دانتون سے پکڑا اوسے دوڑ کر — پھر اوس اژدہے کا اوٹھایا نہ سر
تہمتن نے اک تیغ ماری وہین — ہوئی خون سے اوسکے رنگین زمین
ہوا کشتہ جب اژدہائے دمان — تو کرنے لگا شکر حق پہلوان

بیان احوال منزل سوم راہ ہفتخوان و طی کردن بتائید پروردگار جہان

روانہ ہوا وان سے پھر صبحگاہ — دراز آئی اوس سرو کے پیش راہ
سر شام پہونچا وہ اک چشمہ پر — کہ سبزہ بھی تھا خوب وان تازہ تر
ہوا جبکہ رستم سکونت گزین — تب آئی وہان ایک زن نازنین
صراحی تھی ہاتھ مین اوسکے کبھی — نہ تنہا صراحی کہ طنبور بھی
بہت خوب تھا اوسکی بر مین لباس — غرض بیٹھی آکر وہ رستم کے پاس
تہمتن نے اوسکو بغل مین لیا — اور اک جام مے اوس سے لیکر پیا
پھر احوال رستم نے پوچھا تمام — لگی کہنے تب یون بت لالہ فام
کہ مین ہون زن صالح و حق پرست — مجھے وہ خداوند بالا و پست
بیابان مین پہونچا ہے نقل و مے — جو کچھ چاہیے یان سو موجود ہے
ترنم سرا پھر ہوئی نازنین — ہوا سنکے رستم مسرت قرین
پیا تنک وہ محظوظ و خرم ہوا — کہ پھر نغمہ سنج آپ رستم ہوا
سمجھا ناکہ یہ زن ہے اک سحر کار — ہوا راز پنہان نہ کچھ آشکار
ہوئی وہ بھی مستغفر حال جب — زبان پر وہ لایا وہین حمد رب
سنا جبکہ نام جہان آفرین — ہوا تیرہ و رنگ رخ نازنین
تہمتن پہ تب یہ ہوا آشکار — کہ ہے ساحرہ یا کوئی دیوسار
کیا اوسکو وونہی اسیر کمند — غضبناک ہو پھر یل ارجمند
یہ بولا کہ تو کون ہے سچ بتا — زن ساحرہ ہون یہ اوسنے کہا
قلم تیغ سے کرکے پھر اوسکا سر — گیا خواب مین وہ یل نامور

بیان احوال منزل چہارم راہ ہفتخوان

جو وان سے ہوا صبحدم رہ نورد — تو پہونچا عجب دشت مین شیر مرد
کہ ہوتا تھا خورشید کم جلوہ گر — اندھیرا رہے تھا وہان بیشتر
وہ طے کر گیا راہ تاریک کو — سر چشمہ پہونچا یل نامجو
گیا خواب مین وقت شب پہلوان — تب آیا وہان دشتبان ناگہان
جو تھی ایک چوٹ اوسکے بازون پہ — ہوا دونہی بیدار وہ نامور
لگا کہنے رستم سے وہ دشتبان — کہ اولاد گرد دلاور جہان
یہان کا ہے حاکم بڑا ہی دلیر — کہ جسکے مقابل ہے تو زرہ شیر
تصرف مین ہے جسکے فرسخ زمین — یہ منہ تکا بھی ملین گذرا نہین
تو ہو جان سے سیر آیا مگر — اگر زندہ ہو یان سے اب زود تر
وگرنہ جو اولاد آجائے گا — تو پھر ہاتھ سے جان نہین پائیگا

مجھے تجبہ آتا ہی رستم ایجوان
طمانچہ جو مارا تہ یہ پہر اسقدر
وہ مشغول صید افگنی تہا کہین
یہ اولاد رستم سے کہنے لگا
لگا کہنے یون نام میرا ہے ابر
سپر اولاد بولا تہا یہ مجھے
بہ نیروے بازوی نفضل خدا
ترے تن سے ہی اب جدا سر کرون
گیا خوف دہشت نے دلیر اثر
وہ جنگ آور ان کہینچکر تیغ کین
لگا قتل کرنے چپ و راس پہر
وہ اولاد وان سے فراری ہوا
وہ جاتا تہا گاہی اودہر گاہ ادہر
پہونچ اوسکے نزدیک گل بلند
شتر سے دیا باندھ اولاد کو
کہ دیو سفید اور کاؤس شاہ
ملی صبح تا شبرہ جنگ رنگار
یہ رستم نے چاہا وہین جلد تیغ
کرون مین شب روز فرمانبری
وہان تک اگر لیچلے تو مجھے
پذیرا کیا اوسنے اس بات کو
گرفتار ہے اور سر کو ہسار
رہا وہین اولاد کو پہر کسب
وہ بولا کہ نزدیک ہے وہ مکان
ملا راکے دشت پر گوش ہے درمیان
سر اپا ہو تو سنگ تا آہن اگر

کہ ضایع کہین تو ہووے بیان
کہ بہتی وہ دندان جڑے سر بسر
یہ سنکر سپہ لیکے آیا وہین
مجھے تک تبا نام تیرا ہے کیا
قوی زور ہون مثل پیل و ہژبر
کہ آیا ہے تو کونسی راہ سے
سہ منزل مین کین دفع ہر سہ بلا
بہ تیغ یکدست لشکر کرون
نہ ہرگز پڑا آب پہر پیشتر
سو رستم گر آئے وہین
نہ آیا کوئی پہلوان پاس پہر
وہین وقت بیباکی خواری ہوا
غرض مثل روباہ تہا حیلہ گر
لیا کہینچ اولاد کو کرکے بند

یہ سنکر تہمتن نے ہو خشمگین
گیا دشتبان پاس اولاد کے
اوسے دیکھکر رخش پر ہو سوار
کہ لے نام مارا نجادی میان
دلیر زنکار نہرہ وہین آب ہو
یہ بولا وہین رستم نامور
چہارم یہ منزل جو در پیش ہے
سنا جبکہ اولاد نے یہ کلام
سواروں سے بولا کہ یکبارگی
کوئی پہلوان ہنر ور سب سے تہا
سپاہ مخالف گریزان ہوئی
گیا پہر نہ آرام رستم نے وان
ہوا اگرچہ عاجز یل نامدار
اوسے بند کردہ پہر اشہسوار

بیان احوال منزل پنجم راہ ہفتخوان

وہ احوال کر تو مفصل بیان
نصیحت بجز اوسنے کیا یہ بیان
لگا کہنے رستم کہ کاؤس شاہ
بتا وے تو گر جائے دیو سفید
مکان ایک ہے درمیان دو کوہ
ہو یا جبکہ زندان کا اوسنے نشان
کہا یون کہ اے شاہ تو کر
وہی شہر مازندران کی ہے راہ
سو اوسکے ہی پہلوان جہان
یہ گفتار سنکر ہوا خندہ زن

ہوا پہر جو رزم آور و کینہ خواہ
کہ اولاد کو کیجیے زیر تیغ
کرون راتدن خدمت چاکری
تو کشتہ کرو نہین نہ ہرگز تجہے
یہ ظاہر کیا پہر کہ اے نامجو
نگہبان ہین دیو بارہ ہزار
دے قول اوسنے عہد و پیمان کیا
جہان قید ہے بادشاہ جہان
کہ سنگ گران سنگ ہی میان
گذر اوس مکان سے ہے دشوار تر

پکڑ کان اوسکے او کہاڑی مین
گیا خال سے جاکے واقف ہو
مقابل ہوا رستم نامدار
یہ گفتار سنکر یل نوجوان
سنین گر کہین وہ مرا نام کو
رہ ہفتخوان سے مین آیا ادہر
تو تو ستدرہ آیا اندیش ہے
تو بس اوڑ گئی ہوش اوسکی تمام
کرو حملہ دوڑ کے اب بانگی
اوسے پہنچے رستم نے کشتہ کیا
بیابان مین یکسر پریشان ہوئی
ہوا اوسکے دنبال وہ پہلوان
ولیکن نچہوڑا اوسے زینہار
پہر اک خیمہ کے پاس بکڑ آوار
ہوا استراحت کنان تا کہ جو
کہی اوسنے القصہ سب داستان
تو بولا یہ اولاد سے نامدار
کہ مت قتل کر مجھکو اے پہلوان
مقید جہان ہے بحال تباہ
تو بر آئے تیری ہی دل کی امید
دلہا شاہ کاؤس گردون شکوہ
تب اوسپر تہمتن ہوا مہربان
مراعات تجہیز کردون بیشتر
کہ ہے دیو زادونکی آرامگاہ
ہزار دو صد فیل جنگی ہین وان
لگا کہنے اولاد سے پہلتن

کہ پھر راہبر تو اگر وان ملک | تو وان دیکھنا پھر کہ زیر فلک
کروں ہوں میں کس طرح سکو ہلاک | ملاتا ہوں کیونکر تہ خون و خاک
ہوا ساتھ اولاد کے پہلوان | یل پیلتن رستم پہلوان
جہاں تک تعلق تھا اولاد کا | مقابل نہ آئی کوئی وان بلا
غرض اک شب روز رہ نورد | ہوا دشت میں پرخطر رہ نورد
کہیں بنصف شب قلعہ کوہ پہ | تہمتن کو ناگاہ آیا نظر
کہ آتش ہی افروختہ جا بجا | جو پوچھا تو اولاد نے یون کہا
کہ دروازہ شہر مازندران | یہی ہی کہ آتش ہی روشن جہان
وہ دیو سفید اور بھی دیو سب | سکونت گزین ہیں وہاں روز و شب
فروزندہ ہر دیو لے آگ کی | کہ دستور اونکا ہی ہر شب یہی
یہ سنکر ہوا وہ بسرعت قرین | ہوا دشت میں وہ سکونت گزین
کہا اب تو ہی شہر نزدیک تر | روان یان سے ہو دینگے وقت سحر
درخت ایک تھا اوس سے اولاد کو | دیا باندھ اور سو رہا نام جو
بہم گرچہ تھا عہد اور اختلاط | دیے راہ میں شرط تھی احتیاط

بیان احوال پر اختلال منزل ششم راہ ہفت خوان

دم صبح اولاد کو ساتھ لے | روانہ ہوا رستم اوس دشت سے
ولے تھی کمند اوسکی گردن میں بند | وہ رہبر تھا پیش یل ارجمند
یہ اولاد بولا کہ اے نامور | یہ منزل ہی پرخوف و بیم و خطر
نگہبان ہیں ارژنگ بد ازرنگ | نہیں جنسے انسان کو تاب جنگ
نہ اندیشہ رستم نے ہرگز کیا | جہاں دیو ارژنگ تھا وان گیا
دلیرانہ جا کر کیا جب غریو | تو خیمہ سے نکلا وہ ارژنگ دیو
تہمتن کے مارے کمر میں دو دست | کہ تا پہلوان کو کرے زیردست
تہمتن نے ہاتھ اوسکی رکھ کر کتف پہ | پکڑ دوسرے ہاتھ سے اوسکا سر
اوسے خاک پر پھینک افگندہ کیا | سر دیو ناپاک کندہ کیا
جہان اور دیوونکی تھی انجمن | دیا پھینک ڈالنسی سر اہرمن
ہوئے پھر گریزندہ سب دیو زاد | ہوا اوسنے رستم روان شاد شاد
سر کوہ جس وقت رکھا قدم | وہان پہ توقف کیا ایک دم
روانہ ہوا پھر یل ارجمند | غرض کرکے طے راہ پست و بلند
جہان شاہ ایران گرفتار تھا | وہان ساتھ اولاد کے وہ گیا
موکل وہان خواب غفلت میں تھے | جہانگیر سلطان ہوا گرد سے
شہنشہ نے پوچھا جو احوال راہ | تو رستم نے ملکر کہا پیش شاہ
گرفتار زنجیر کاؤس تھا | تہمتن نے اوسدم ارادہ کیا
کہ یکدست توڑی وہ بند گران | کہ اتنے میں جاگے وہاں پاسبان
سیا گھیر رستم کو بس آن کر | ولے پہلوان کو نہ تھا کچھ خطر
جو سردار تھا قوم کا سنجہ دیو | مقابل ہوا دم میں کرکے غریو
وہ بولا کہ میں نے بفضل خدا | کیا تن سے ارژنگ کا سر جدا
خدا نے دیا اسقدر مجھکو زور | کہ دیوون کو سمجھا ہوں مانند مور
مرے ہاتھ سے مرگ دیو سپید | میں آیا ہی کرکے دلمیں امید
کرون قتل اوس دیو ناپاک کو | نہ جان اپنی دیکے تو رزم جو
اطاعت مری کر تو اب اختیار | کہ پرخاش بہتر نہیں زینہار
اگر جنگ کی لین کچھ ہی ہوس | تو سر تیرا اور تیغ بران ہی بس
ہوا یوں جو فرمان اوسکا دہین | کہ پیدا ہوئی ہیبت تیغ کین
کہا اور دیوان ناپاک کو | کہ رست آ کے پیش یل نام جو
گرفتار تھے جتنے ایرانیان | اونہیں لاکے حاضر کیا پھر وہاں
لگا کہنے رستم سے پھر اہرمن | کہ دیو سپید اے یل ارجمند
ہوا کشتہ گر ہاتھ سے تیرے وان | تو فرمانبری ہم کرینگے بہان
تہمتن روان اوس مکان سے ہوا | اور اک دیو ساتھ اوسکے وان ہوا

بیابان مین تہا وقت شب ہے سپیر — وہ لاولا اور دیو تہا راہبر

پڑا ایک لشکر نظر دور سے — گرا اژدہون بلغ سے تہا اور بھی سے

یہ اولاد سے پوچھنے وہ لگا — کہ یہ فوج کسکی ہے مجھکو بتا

وہ بولا کہ ہے فوج دیو سپید — سنا یا سوا اور سکے اور اک نوید

کہ نکلے ہی جب چرخ پر آفتاب — ہر اک دیو ہوتا ہی پھر گرم خواب

گر اسوقت تو اونپہ ہو کینہ خواہ — تو پھر ہو مظفر بفضل آلہ

ہوئی بات اولاد کی دلپذیر — ہوا بات کو رستم آرام گیر

احوال منزل ہفتم وکشتہ شدن دیو سپید

سحر جبکہ خورشید تابان ہوا — یل پیلتن تب شتابان ہوا

جہان لشکر دیو تہا وان گیا — کوئی خواب مین کوئی بیدار تہا

تہمتن کمر سے وہین کھینچ تیغ — لگا قتل کرنے انہین بیدریغ

ہوئے پہر خبردار یکدست دیو — کیا گرد رستم ہی کرکے غریو

چپے پر اس تہا تیغزن پہلوان — جو آیا مقابل ہوا کشتہ وان

رہی جب نہ زنہار تاب ستیز — تو لی وانسے دیونے راہ گریز

پہر آیا وہ یل باول پر امید — سوئے خانہ جائے دیو سپید

پرا ز جادوان تہا وہ یکسر کان — تہ تہا نام کو روشنی کا نشان

وہی دیو رہبر ہوا رہنما — یل پیلتن کو وہان لے گیا

کوئی غار تاریک تر تہا وہان — کہ دیو سپید لعین تہا جہان

نکل غار سے وہ مقابل ہوا — سو رستم گرو مابل ہوا

دلیری سے پہر لیکے نام خدا — کیا زخم شمشیر اوسپر رہا

ہوئی خستہ ابن زخم سے ران [illegible] — دلے وہ ڈرا مینے کہہ کے غریو

بغل مین لیا اپنی رستم کو داب / لگا زور کرنے وہ خانہ خراب
جوان نے بھی اوسدم کیا خوب زور / دلیرانہ باہم ہوا خوب زور

ادہر یون کہے تہا ایل نامجو / کہ اب دیکھئے جانبری کیونکر ہو
کہے تہا اودہر لعین دیو سپید / کہ ہون جان سے آج مین نا امید

غرض یہہ گرہ خوب کشتی ہوئی / ادہر اور ادہر سے درشتی ہوئی
سہم ہو کے عاجز ہوا پہر جیا / جیا ہہکے یکدم توقف کیا

زمین پر لگا ایک پٹی جو شغل / تو دیکھی نہین جان سے رستم نے تر
یقین یہہ ہوا زخم کاری لگا / ہوا دل قوی رستم گرد کا

ابہارا پکڑ کر سر دیو کو / دیا پہر پٹک خاک پر دیو کو
کیا معدن ہی خنجر سے اوسکو ہلاک / نکالا جگر دل کیا اوسکا چاک

جگر کی جو رستم نے پہر سوے غار / تو کشتہ وہان پائے دیوان سالار
یہ پوچھا نہین مثل کشتی کیا / جواب اوسکا اولاد نے یہ دیا

کہ با جان دیو سپید لعین / ہر اک کی تہی بستہ جان حزین
ہوا کشتہ جب وہ تو سب مر گئے / جہنم مین ساتھ اوسکے یکسر گئے

یہ کہکر کہا پہر کہ اے نامدار / تجہے انعام کا ہون مین امیدوار
تہمتن یہ بولا تجہے ای جوان / کرون حاکم شہر مازندران

پہر اولاد کو وہ جگر دیو کا / ایل سیلتن نے حوالے کیا
تہمتن جو وہان سے پہر آشاد و شاد / گیا پیش کاؤس فرخ نہاد

دیا مژدہ فتح جب شاہ کو / تو شادان ہوا خسرو نامجو
لگا کہنے پہر شاہ باداد و دین / کہ اے مرحبا آفرین آفرین

داستان بر تخت نشستن کیکاؤس شاہ مازندران و نامہ نوشتن بشاہ جادوان

جو سردار دیوون کا تہا بدنام / ہوا وہ سطیح شہ ذوالکرام
وہ لایا وہان ایک اورنگ زر / ہوا اوسپہ کاؤس کے جلوہ گر

دیگر گو زرہ گستہم [illegible] / وہ گرگین و بہرام و [illegible] دیو
ہوئی ایسا وہ [illegible] جب / کمربستہ جین بندگان با ادب

ایل نامور رستم پہلوان / سر کرسی زر تہا جلوہ کنان
سر نو ہوئی محفل انبساط / مہیا ہوا ساز و برگ نشاط

رہا سات روز تک جشن و طرب / رہی روز و شب بایل عیش سب
سو شاہ مازندران لعین تہا / کہا شاہ نے ایک نامہ دوان

غرسادہ کا نام فرہاد تہا / غرض نامہ شاہ وہ لیگیا
دیا شاہ مازندران کو شتاب / کہا یون کہ لکہدے تو اسکا جواب

شہ جادوان نے پڑہا کرکے وا / لکہا تہا کہ اک گرد زور آزما
روان ہو کے ایران سے آیا یہان / قوی زور ہے مثل شیر زیان

دلیر و جوانمرد رستم ہے نام / ہنر پیشگی ہے سدا اوسکا کام
وہ دیو سفید اور ارژنگ دیو / جہان مین تہا قوت کا جنکی غریو

ہوئے ساتھ رستم کے جب گرم جنگ / تو وہ دونون کشتہ ہوئے بیدرنگ
کہان ہے تجہے رزم کی اوس سے تاب / تو حاضر ہو یہان آکر ازرہ شتاب

ہمین ملک اپنا حوالے ہو کر / تجہے خواہش خیر ہے کچہ اگر
ترے حق مین بہتر ہے فرمانبری / وگرنہ ہو دشوار پہر جانبری

یہ مضمون پڑہا جب تو ہو کر خفا / شہ جادوان نے یہ پاسخ دیا
کہ دیو سفید اور ارژنگ اگر / ہوئے کشتہ تو یہان ہوا کیا ضرر

ہزارون ہین یہان دیو پیکار جو / قوی بازو و کینہ ور تند خو
سوا اوسکے ہین پاس میرے شہا / ہزار و دو صد پیل جنگ آزما

تو نازان ہی اک رستم گرد پر / یہان ہین ہزارون ایل نامور
ارادہ کرون گر تو فرصت ملے / بس اکدم مین تسخیر ایران کرون

ترے ساتھ پہنچے برا کیا کیا / کہ زندان مین تجکو زندہ رکہا
رہائی تری ہوگئی ناگہان / غنیمت سمجہ اسکو اب بیگمان

تو جانے ہے سونچے ایران زمین
فرستادہ بیکر جواب پیام
پڑہا انکو مین شاہ فرخندہ خو
یہ سنکر ہوا خرم و شاد شاہ
لکھا یہ کہ بیہودہ گوئی تو چھوڑ
سمجھ گر تو ہے عاقل بجھے ہین
وگرنہ تجھے خوب پہونچے زیان
حضور سپہدار مازندران
قد و جسم ہے مثل پیل بلند
نشہ جلوہ انکے نہین ہین پیشوا
اوسے دیکھے جولان طرح تیر کے
اشارہ نہین کہنے لگے سب بہم
تہمتن نے کیا خوب پنجہ کیا
وہ بیتاب بیخود ہوا اسقدر
کلاہور اک گرد بیزور تھا
کلاہور آیا غضبناک ہو
مقابل وہان پھر تہمتن ہوا
حضور خداوند آیادہ مرد
کہا یہ کہ بہتر نہین کارزار
کیا پھر طلب رستم گرد کو
یہ سنکر دیا اوسنے پاسخ وہین
تہمتن سے یون بولکے یہ جواب
ہمارا تو ہو بلکہ فرمان پذیر
تو باہر نہ انداز سے ہو قدم
نہ برباد کر اپنا دیہیم و تخت

نہ ہرگز مری ساتھ ہوگر کہین
پھر آیا حضور شہنشہ کرم
لگا کہنے تب رستم نامجو
ہوا ہند سے غم کے آزاد شاہ
ہماری اطاعت سے منہ اب نہ موڑ
گرہ خواہش تمہارا بہتر نہین
رہے پھر نہ تو اور نہ مازندران
کیا جاکے یون موبدان نے بیان
رکھی جو وہان پاس سے تیغ و کمند
روانہ ہوئے گرد زورآزما
جو نزدیک پہونچا تو چہرہ اوسے
کہ کھلا ہین کچھ زور اپنا بہم
کہ ہم پنجہ کا دست رنجہ کیا
کہ بس گر پڑا اسپ سے خاک پر
اوسے شاہ مازندران نے کہا
لگا کہنے یون رستم گرد کو
کلاہور سے پنجہ افگن ہوا
پراگندہ خاطر گرفتار رنج
رہا آشتی اب تو کر اختیار
گیا جب حضور اوسکے وہ نامجو
کہ رستم کا ہون چاکر کمترین
لکھا پاسخ نامہ اوسنے شتاب
کہ قایم رہے ملک و تاج و سریر
نہ پھر اپنی جان پر ہو دار رستم
روانہ ہوا کہکے دشوار ہے سخت

اگر دو کنگ تجھے قید گر ایکی بار
سنا اور دیکھا تھا جو کچھ عیان
مجھے نامہ لکھدے تیجئے ایکی بار
تہمتن کی تعریف کرنے لگا
نہین پھر کسی کی سی دہرتا ہین ہم
اگر آکے حاضر ہو یان ایکبار
ہوئی مہر کاوس جب نامہ پر
کہ آیا ہے پھر سے فرشتہ نامور
قوی ہیکل اک اسپ ہے زیر ران
یل پیلتن نے اونہین دیکھکر
سبب گرد اوسکے تلے دبگئے
کیا ایک نے اپنا پنجہ دراز
جدا ہوگئین اوسکی رگہای دست
خبر سنکے یہ شاہ مازندران
کہ تو بھی اوسے زخمی خستہ کر
ذرا مجھسے ہم پنجہ ہو اے جوان
اوسے بھی کیا ایک دم میں زبون
دکھایا اوسے دست آویختہ
کلاہور نے سب کیا بیان
لگا کہنے پھر شاہ مازندران
یہ کہکر وہ نامہ حوالے کیا
کہ یان تجھسے ہے دعوی ہمسری
بزرگون نے تیرے سنا ہا کبھو
تہمتن نے یون وقت رخصت کہا
حضور شہنشاہ کاوس جب

تو جیتا نہ چھوڑونگا پھر زینہار
کیا پیش کاوس یکسر بیان
کہ تا جاؤن مین جان فرستادہ کا
پھر اوسنے رقم دو مین نامہ کیا
تجھے پھر خبردار کرتے ہین ہم
ترا ملک تجھپر رہے برقرار
روان تب ہوا رستم نامور
فرستادہ اور ایک با کروفر
عجب شان و شوکت کا ہی وہ جوان
اور کہا اوہان ایک تناور شجر
یہ دیکھا تو چہرے تین پھر سب گئے
ہوا خندہ زن رستم سرفراز
ہوا مرد زورآزما جو وہین پست
یہ سمجھا کہ رستم یہی ہی جوان
دل اوسکا پنجہ کو اوسکے شکستہ کر
کہ دیکھون ترا مین بھی زور و توان
کیا اوسکے سر پنجے کو غرق خون
کہ رگ اور ناخن تھے سب ریختہ
ہوا پر غضب شاہ مازندران
کہ تو ہے مگر رستم پہلوان
وہ یہ کہکر ہوا پھر نہایت خفا
نہ ہو سے جو یا آذر ما نبری
کہ تا سوئی مازندران لا مین
کہ کاوس کی کر اطاعت شہا
وہ آیا تو بولا زرہ ے طرب

کہ اب کیجیے آراستہ ساز جنگ

جنگ کاؤس شاہ با والی مازندران

روان ہو چکے سوے بیدرنگ

وکشتہ شدن شاہ مازندران از دست رستم و ظفر یاب شدن

ادھر سے جیا مند ار کشورستان
کوئی دیو تھا جو وہاں بیدرنگ
تہ جادوان نے کیا خوج نو
ہوا یوق اور کاؤس کا بیخروش
دو لشکر ہم حملہ آور ہوے
ہوا سند رستم درخشندہ جب

اودھر سے سپہدار مازندران
ہوا آگے رستم سے جویا جنگ
کہ یکبارگی اب تو حملہ کرد
کہ یکسر پریشان ہوا میسرہ و میمنش
ہزاروں تن اکدم میں بے سر ہوگئے
یہ مانگی دعا شاہ ایران نے تب

صف آرا ہوئے جا کے میدان کین
لگا جبکہ اک زخم نوک سنان
ہوا گرم ہنگامہ کشت و خون
ہوا گیر ہو کہ غبار زمین
بتیغ و بگرز و سنان و خدنگ
کہ یارب مرے ہمقرین ہو ظفر

ہوا حشر برپا یہ اک آن میں
رہی دیو کے نہ قالب میں جان
ہوئی خون سے یکسر زمین لالہ گون
گیا تا سر سقف چرخ برین
رہا گرم یکہفتہ بازار جنگ
زبون ہو گئے دیو ان بیداد گر

وہین غیب سے پہر یہ آئی صدا
کہ ہو فتح تیری بفضل خدا
یہ سنکر شہنشاہ فرخ نہاد
گیا سوئی ناوردگہ شاد شاد

کہا حملہ آور ہو ساری سپاہ
کرو فوج مازندران کو تباہ
تہمتن سوئے شاہ مازندران
شتابان ہوا اشتلم پیل دمان

گہرے اوسکے آگے تہے پیلان مست
کیا گرز سے اونسے ہلاک کو پست
کشادہ ہوئی راہ جب سربسر
گیا پاس تب رستم نامور

رہا ہاتھ سے گرز اوسدم ہوا
طلبگار نیزہ وہ رستم ہوا
وہین گیو نیزہ وہان لیگیا
تہمتن کو جاکر حوالے کیا

پیل بیلتن لیکے اوس نیزہ کو
شہ جادوان سے ہوا رزم جو
وہ قوت تہی جادو کی ہنگام جنگ
شہ جادوان بنگیا شکل سنگ

جو دیکہا وہ کوہ گران سد راہ
تو حیران رہا رستم کینہ خواہ
پہونچکر وہین شاہ کاوس کو
یہ بولا کہ اسے شاہ فرخندہ خو

مرے ساتھ جب لیکے گرز گران
ہوا رزم جو شاہ مازندران
تو مین نے کیا زخم نیزہ رہا
اور اوسدم یہ دلیگان پہر ہوا

گر اس زخم سے ہو گیا غرق خون
ہوا شاہ مازندران سرنگون
ولیکن یہ جا ایل ہوا ایک کوہ
یہان سخت حیرت سے ہاک گروہ

لگا کہنے پہر بادشاہ جہان
کہ جتنے ہین ایران کے زورآوران
اوٹہا لاوین اوس کوہ کو زور زور
یہ سنکر وہ زورآوران سربسر

لگے زور کرنے ولیکن وہ کوہ
ہلا بہی نہ اونسے ہوئے سب ستوہ
پہر آخر کو وہ رستم پہلوان
اوٹہا لیچلا اوس سے کوہ گران

ایس پشت پہ تہے وہ دلیران تمام
خوش و خرم آفرین خوان تمام
خوشی سے سر رستم نامدار
بہت گوہر و زر کیا وان نثار

غرض لاکے رکہا وہ کوہ گران
کو شاہنشہ نامور شاہ جہان
خروشان ہو جون شیر زن سوئے جنگ
تہمتن یہ بولا کہ ہان بیدرنگ

نکل اے شکستہ جادوان سنگ سے
رہائی نہیں اب تری جنگ سے
وگرنہ ابہی لیکے تیغ و تبر
کرون ٹکڑے اس کوہ کے تہ کو

یہ آواز سنکر شہ جادوان
جو نکلا تو کاوس شاہ جہان
لگا کہنے کچہ اسپین لاؤ نہ باک
ملا داب اسکو تہ خون و خاک

وہین کہینچکر پہر تہمتن نے تیغ
کیا پارہ پارہ اوسے بیدریغ
جو کشتہ ہوا شاہ مازندران
ہزیمت پڑی فوج کے درمیان

گریزان ہوئے مردم واہرمن
پریشان ہوئے زیر چرخ کہن
بفیروزی و فتح شاہ جہان
ہوا داخل شہر مازندران

شہ جادوان کا جو تہا تختگاہ
ہوا جلوہ گاہ شہ دین پناہ
ہوئے مردم شہر و دیوان تمام
پرستار شاہنشہ ذوالکرام

بہت ہاتھ آیا وہان مال گنج
ہوا دور رکہ بست پہر لے سے رنج
سپاس و عنایات و لطف خدا
جہاندار کاوس لایا بجا

جب اوس فتح سے شاہ خوشدل ہوا
سو بخشش و جود مایل ہوا
دُرِ بے بہا خلعت پر گہر
زر و ملک و اسپان بازین و زر

کنیز و غلامان زرین لباس
بصد ہیبت و شفقت و بیقیاس
تہمتن کو دیکر کیا سرفراز
ہوا پہلوان کا فزون امتیاز

پہر اولاد کو بانشاط و طرب
حضور جہاندار کرکے طلب
کیا عرض رستم نے ای بادشاہ
یہ اولاد ہے بندۂ نیک خواہ

بہت اسنے کی خدمت و چاکری
یہ ہے لایق عزت و برتری
حکومت یہانکی اوسے دیجیے
جہانبین پہر اعزاز ب کیجیے

شہنشاہ نے خرم و شاد ہو
تر و سے عنایات اولاد کو
کیا حاکم شہر مازندران
فزون کی وہین اوسکی توقیر و شان

وہ گستہم او رطوس عالی تبار
وہ گودرز او رگیو جنگی سوار
یہ جتنے تہے گردان خنجر گزار
زر و ملک انکو عنایت کیا

داستان لشکرکشی کردن کیکاوس بر شاہ ہاماوران و ہزیمت

خوردن شاہ ہاماوران و دادن دختر خود شاہ کیکاؤس را

بتائید اقبال و نیروی بخت ۔ جو مازندران سے لیا تاج و تخت
تو پھر سوئے ایران بفتح و ظفر ۔ روانہ ہوا خسرو نامور
ہوئی ایک عالم کو یہ آگہی ۔ کہ با شوکت و فر شاہنشہی
خدیو جہانگیر کاؤس کے ۔ بلند اقتدار و زبردست ہے
کیا جسنے تسخیر مازندران ۔ ہوا خیل دیوان پر اب حکمران
ہوئے سرکشان سب کے اندیشہ مند ۔ مبادا کہ ناگاہ پہونچے گزند
بہت بادشاہان گردن فراز ۔ ہوئے گام فرسائے راز و نیاز
ہر اک لے زر و گوہر و طوق و تاج ۔ حضور اوسکے بھیجا بہ رسم خراج
اطاعت پہ جسنے نہ باندہی کمر ۔ تو اوسکی ولایت کو پہونچا ضرر
بہت کجروان شہ نے سیدھے کئے ۔ مکان ملک اوران کے اکثر لئے
نہ لیکن ہوا شاہ ہاماوران ۔ مطیع شہنشاہ کشورستان
نمایان ہوئی اوس سے جب سرکشی ۔ تو کی شاہ نے اوسپہ لشکر کشی
کیا اسقدر پہلوانوں نے تنگ ۔ کہ ہرگز رہا پھر نہ یارائے جنگ
وہ رکھتا تھا اک دخت سودابہ نام ۔ صنوبر قد و گلرخ و لالہ فام
جہاندار اوسکا ہوا خواستگار ۔ نہ انکار اوسنے کیا زینہار
بندھا عقد باہم برسم شہان ۔ ہوا شاہ کاؤس پھر مہربان
رہا ملک ہاماوران برقرار ۔ مراعات کی اور بھی بیشمار
پیام سپہدار ہاماوران ۔ یہ آیا حضور شہ خسروان
کہ تشریف اب قلعہ مین لائیے ۔ یہانتک قدم رنجہ فرمائیے
قبول اب مری میہمانی کرو ۔ مرے حال پر مہربانی کرو
کیا شہ نے اقبال اسبات کو ۔ ولیکن وہ دلدار فرخندہ خو
یہ بولی کہ اے خسرو نامدار ۔ مرے باپ کا کچھ نہین اعتبار
وہ کمبخت ظالم سیہ کار ہے ۔ بڑا ہی دغا باز و مکار ہے
نہ جاؤ غرض قلعہ کے درمیان ۔ کہ ہرگز نہین خوب جانا وہان

داستان مہمان نمودن شاہ ہاماوران کیکاؤس را و گرفتار نمودنش و خبر یافتن رستم و نامہ نوشتن آن بہ شاہ ہاماوران

ہوا جا کے مہمان شہ کامگار ۔ گئے ساتھ اوسکے کئی نامدار
وہان سات دن رونق افزا رہا ۔ نہ وسواس و اندیشہ کچھ کیا
تمنائے سالار ہاماوران ۔ بر آئی کہ آیا وہ شاہ جہان
شب و روز خدمت مین حاضر رہا ۔ جو کچھ بہتر از خدمت تھی لا بجا
فسون کیا کہ خدمت سے خوشدل کیا ۔ شہنشہ کو حیلے سے غافل کیا
کیا قید پھر شاہ کاؤس کو ۔ کیا بند گودرز اور طوس کو
ہوا جب گرفتار کاؤس شاہ ۔ تو راہی ہوئی سوئے ایران سپاہ
یہ سنکر سپہدار افراسیاب ۔ سپہ لیکے توران سے پہونچا شتاب
تصرف کیا آکے ایران مین ۔ کیا ملک تسخیر اک آن مین
بزرگان ایران نے پھر زینہار ۔ اطاعت نہ کی ترک کی اختیار
گئے زابلستان مین رستم کے پاس ۔ شکستہ دل و پرغم و بے حواس
کیا جا کے احوال سارا بیان ۔ کرے تاکہ تدبیر کچھ پہلوان
سنا جبکہ رستم نے یہ ماجرا ۔ تو یون شاہ ہاماوران کو لکھا
سنا ہوگا احوال مازندران ۔ کہ نیروے بازوے پیر دمان
ہوا شاہ مازندران بھی ہلاک ۔ ملے دیو سرکش بخون خاک
تمہین ہے یہ لازم کہ کاؤس کو ۔ باعزاز و اکرام یان بھیجدو

دگر نہ سواروں زابلستان | نچھوڑینگے ہاماوران کا نشان

جواب نامہ نوشتن شاہ ہاماوران برستم و روانہ شدن رستم بہاماوران و جنگ کردن و ظفریاب شدن کیکاؤس شاہ

لکھا اوسنے پاسخ کہ کاؤس کی | نہایت ہے دشوار اب مخلصی
اگر تو بھی آویگا میدان مین | تو ہوگا گرفتار اک آن مین

پڑھا جبکہ نامہ کا اپنے جواب | تو پہنچا زابلستان سے جون موج آب
روانہ ہوا سوے ہاماوران | یل پیلتن لیکے فوج گران

مخالف نے پہر جمع لشکر کیا | شہ مصر و بربر کو یاور کیا
غرض با سپاہ گران ہر سہ شاہ | تہمتن سے آکر ہوئے کینہ خواہ

لگا پہلوان نے مبارز طلب | کہ جی چاہے جسکا مقابل ہو اب
ہوا اولین ہر اک کے پیدا خطر | کیا رزم سے اوسکے جب بے خذر

ہوا شاہ ہاماوران پر غضب | گئے پہلوانان بہی ناچار تب
کیا قصد رستم نے پیکار کا | ولے جبکہ رستم نے حملہ کیا

سراسیمہ دون مین گریزان ہوئے | یلان بر سہ کشور ہراسان ہوئے
پہر آیا نہ میدان مین اک سوار | مقابل نہ کوئی ہوا زینہار

جو دیکھا کہ بیدل ہے ساری سپاہ | تو غیرت سے پہر مصر و بربر کے شاہ
گئے سامنے پہلوان کے دلیر | مقابل ہوا وہ بہی مانند شیر

سوے نامور ہر دو بر مصر ہلے | کہا گرز رستم نے جسدم رہا
بچا گر وہ ضرب اوسکی ہا کاو ہین | ولے بخت بد سے تہا چارہ نہین

تہمتن نے پہر اوسپہ ڈالی کمند | ہوا الغرض وہ گرفتار بند
شتابی سے گرزین سے اوسکو جدا | اوسے مردمان کے حوالے کیا

سپہ لیکے پہر حملہ آور ہوا | شتابان سوے فوج بربر ہوا
گریزان سواران بربر ہوئے | نہ یک لحظہ وان رزم آور ہوئے

تباہ و پراگندہ لشکر ہوا | گرفتار پہر شاہ بربر ہوا
تنہا ہوا شاہ بربر اسیر | چہل نامداران ہوئے دستگیر

تہمتن سے پہر شاہ ہاماوران | ہوا آرزومند امن و امان
ہوئی شاہ کاؤس کی مخلصی | چھٹے قید سے طوس و گودرز بہی

حیا مند از کاؤس با کر و فر | ہوا تخت شاہی پہ تب جلوہ گر
سپاہ و شہ کشور بعید آرزو | ہوئی ہمرکاب اوسکے شہ نامجو

روان سوے ایران ہوا بادشاہ | زیادہ تہی شش لاکہ سے بہی سپاہ

مراجعت فرمودن کیکاؤس شاہ بسمت ایران و بجنگ آمدن افراسیاب والی توران و ہزیمت او از دست رستم

جب آیا جہاندار عالیجناب | سپہ لیکے پہونچا تب افراسیاب
صف جنگ آراستہ وان ہوئی | جہان مین قیامت نمایان ہوئی

سپہدار توران نے پہر یون کہا | کہ اے پہلوانان جنگ آزما
پکڑ لاے رستم کو گر کوئی مرد | کرے قتل یا اسکو وقت نبرد

کرون حوالے تاج و افسر اوسے | سوا اوسکے دونگا اپنی دختر اوسے
یہ سنکر گئی مرد میدان مین | گئے اور ہوئے کشتہ اک آن مین

پہر آیا سوے رستم افراسیاب | ولیکن نہ ہرگز ہوا کامیاب
یل پیلتن لیکے گرز گران | ہوا جبکہ میدان مین حملہ کنان

تو سالار توران ہراسان ہوا | سراسیمہ وان سے گریزان ہوا
دلیرون نے پہر کہینچکر تیغ کین | ہزارون کئی قتل ترکان چین

ہوئے کشتہ تورانیان تا بملک
کہ کشتون کے پشتے ہوئے تا فلک

گیا سوئے توران پھر افراسیاب
ہوا شاہ کاوس کے فتحیاب

ہوا ملک ایران مین پھر بند و بست
ہوئے سرکشان جہان خوب پست

ہوئے شہ کے محکوم دیو و پری
لگے کرنے جون بندگان چاکری

مکان پایگاہ در زیر فلک
بنائے بہت کوہ البرز تک

کرون اونکی انکی تعریف کیا
کہ تہا ہر مکان در و یاقوت کا

سوا اسکے ہر جا ہم نشستے لگے
جہاندار کاوس کے حکم سے

غرض دیو نے مالش بادشاہ
سر انجام کرتے تھے شام و پگاہ

ولیکن تنگ آ گئے تھے تمام
وہ ناچار اس امر مین تھے مدام

کہ شہ کو کسیطرح کیجیے ہلاک
جہانمین رہین تا کہ بیخوف و باک

پھر ابلیس سے ملکے دژخیم دیو
گیا پس وہ پیش کیہان خدیو

کیا عرض اے بادشاہ جہان
تو ہی خسرو خسروان جہان

ولے حیف ہے یہ کہ راز فلک
نہین تجھکو معلوم کچھ اب تلک

کواکب کی گردش کا بہی زینہار
نہین تجھپہ احوال کچھ آشکار

اگر تو ہو عازم سوئے آسمان
تو ظاہر ہو یکدست راز نہان

سنی بات جب دیو گمراہ کی
تو گم ہو گئی عقل پھر شاہ کی

یہ کہنے لگا اوس سے پھر تاجور
کہ تو لیچلے گا مجھے چرخ پر

تو مین تجھکو انعام دون بیشمار
زیادہ کرون عزت و افتخار

وہ بولا کہ تدبیر اوسکی کرون
سر چرخ پر آپ کو کھینچلون

رفتن کاوس شاہ بسیر آسمان و افتادن بدشت چین و آوردن سواران در ایران و باز بر تخت نشستن

گیا پیش ابلیس دژخیم دیو
کہا یون کہ راضی ہے کیہان خدیو

ہوئے اوسکی تدبیر فرمائیے
کہ گردون پہ کسطرح لیجائیے

بتائی دین اوسنے تدبیر ایک
کہ زندہ ملک ابلیس کے تھے وہ نیک

گیا پھر حضور شہ نامدار
عقاب لیے اوسنے جنگل سے منگوائے چار

کھلایا اونہین گوشت شام و سحر
قوی زور انکے ہوئے بال و پر

اونہین سات تھے مردم کے خوگر کیا
کئی روز پھر انکو فاقہ دیا

رکھی ان پہ لاکے اک نیزے پر
کیا ایک طیار پھر تخت زر

عقابون کو باندہا سر تخت سے
کہا پھر یہ شاہ خوش بخت سے

کہ اب بیٹھیے آپ اس تخت پر
ہوا جلوہ گر خسرو نامور

مگر قصد یہ تہا سر آسمان
کہ ہو زرم آور یہ تیر و کمان

اوڑے تخت کو لیکے چارون عقاب
سوئے گوشت پرواز کی پر شتاب

جہانتک اونہین زور پرواز تہا
ہوئے اوج گیر اور سوئے ہوا

نہ پھر گز رہی تاب پرواز جب
بسر خاک پر گر پڑا تخت تب

گرا بیشۂ چین مین وہ تاجدار
گزند اوسکو پہونچا نہ کچھ زینہار

کہ گرتے ہوئے تہا تو ہی تخت کو
غرض دشت مین خسرو نامجو

حزین و غمگین و خستہ رہا
پراگندہ و دل شکستہ رہا

شب و روز غم بوما نماندہ زار زار
خدا نے کیا رحم انجام کار

بشارت ہوئی خواب مین انکو
کہ رکھہ جمع خاطر تو اے نامجو

ہنوز پیرون نے انکی جستجو
روانہ کئے دیو پھر چار سو

کہی آکے دیوون نے پھر یہ خبر
کہ ہے بیشۂ چین مین تاجور

روانہ ہوئے تب سران سپاہ
شہنشہ کو لائے سوئے تختگاہ

ہوا جلوہ گر شاہ جب تخت پر
تو گودرز رستم نے دران آنکر

ملامت بہت کی کہ افسوس ہائے
ہوئی یکقلم گم تری عقل و رائے

ستم ہے کہ پھر بارہا بادشاہ
تو دیتا ہے بدخواہ کو تختگاہ

یہ ناخوب کیا تجھسے کار زبین
کیا پھر جو قصد سپہر برین

ہوا تو گرفتار خواری سے بار
ولیکن نہ سمجہا دہ بار زینہار

یہ سنکر شہنشہ پشیمان ہوا
خجالت سے سر در گریبان ہوا
لگا عذر کرنے وہ شاہ جہان
کیا خلعت و داد و بخشش بعد ازان
کیا بسکہ مدح و کرم صبح تا شام
شہنشہ سے ماضی کی خواہش تمام
ستا جب ازان تھا گیا نیم روز
پریشان تھی اوسکے افغان دیو
جہان مین کوئی شاہ گیتی پناہ
تہہ گرز ہوا افسر کاؤس شاہ
ولے وہ رہین اب جو ہوتا اگر
تہ ہمیش اکبر شیر نامور
کمربند تہا جا بجا ان بندہ وار
شب و روز تہا وہ خدمتگزار
الٰہی ہمیشہ خلایق پناہ
رہا اس جہان مین بتیغ و سپاہ
سنو قلم کی یہ پہر عنان
اکہون آگے سہراب کی داستان

داستان تولد شدن سہراب از بطن تہمینہ دختر والی سمنگان

کہین اکیدن جو پیل نامدار
گیا دشت مین جو بہر شکار
ہوا سیر اک گور کے کباب
کیا سیر وہان اوسنے آرام و خواب
کسی سمت سی آگئے ناگہان
سواران ترکان عیار ہان
تو ان سوے رخش ڈالی کمند
کیا گردن رخش کو زیر بند
گئے جبکہ نزدیک اوس رخش کے
تو اوسنے لگا دی بزندان سے
کئے چند کس کشتہ اک آن مین
رہائی ہوئی پھر نہ میدان مین
پکڑ لیگئے ترک ان ہی اوسے
کیا جفت اک مادیان اوسے
ہوا جبکہ بیدار وہ نامجو
نہ دیکھا کہین دشت مین رخش کو
وہ لیتا ہوا پھر سراغ اسپ کا
پیادہ سوے سمنگان گیا
جو شاہ سمنگان کو پہونچی خبر
کہ آیا یہان رستم نامور
تو وہ بھی پیادہ گیا پیشوا
تہمتن سے جاکر یہ اوسنے کہا
تہے ہم ہین فرمانبر و نیکخواہ
خدا ہے ہمارے سخن کا گواہ
اوسے آب قدم رنجہ کیونکر کیا
یہ رستم نے تندی سے پاسخ دیا
مرا رخش لائے تری ہو وہان
سراغ اسپ کا مجکو پہونچا یہان
جہان ہو وہان سے ملا رخش کو
کہ آفت یہان کوئی برپا نہو
وہ بولا کہ اتنا نہ گھبرائیے
نہ تندی کو اب کام فرمائیے
کرم کیجیے میرے ایوان پر آب
بسر کیجیے اب بعیش و طرب
رکھو جمع خاطر کہ رخش آئیگا
سحر آپکے پاس آجائیگا
یہ گفتار سنکر وہ شادان ہوا
سمنگان کے سلطان مہمان ہوا
مہیا کیا شہ نے چنگ و رباب
شراب و صفا و نقل و کباب
پس پردہ وان اوسکو ناگہان
نمایان ہوئی اک بت دلستان
سمنبر گل اندام و شمشاد قد
پریچہرہ مہ روے و خورشید خد
جو دیکھی وہ دلبر آئینہ رو
تو حیران رہا رستم نامجو
یہ پوچہا کہ تو کون ہی کیا ہی نام
لگی کہنے تب یون بت لالہ فام
کہ شاہ سمنگان کی دختر ہون مین
پریچہرہ و ماہ پیکر ہون مین
مرا نام تہمینہ ہے اے جوان
رہون جون پری مردمان سے نہان
ولے تیری مدت سے شیدا ہون
قرار و صبوری سے بیگانہ ہون
ہوئی والہ سنکر تری خوبیان
خدا سے کیا عہد مین نے کہان
کسیکی ہون جفت تیرے سوا
تمنائے دل تھی یہ صبح و مسا
تعین کئی مین نے یہ مردمان
کہ لائین ترے رخش کو وہ یہان
سجالائی مین شکر الطاف رب
کہ وارد ہوا اس مکان مین تو اب
یہ سنکر ترے پاس آئی ہون ان
کرون تا حقیقت مفصل بیان
غرض جبکہ خورشید مہ جلوہ گر
مرے باپ سے تیری قدر ہو اگر
وہ چاہی کہ مجھسے زیادہ تجھے
کریگا نہ انکار اس بات سے
یہ کہکر وہ رخصت ہوئی دلستان
ہوا خوش بہت رستم پہلوان
سحر موبد شاہ کو کر طلب
تہمتن نے بھیجا پیغام تب
تو فکر بیجا شرطا مین دین
تہمتن کو دی شہ نے دختر وہین
ہوا اوس سے ہمخواب یکشب جوان
ہوئی حاملہ وہ بت دلستان

کوئی مہرہ سام و نریمان کا تہا
تو یہ مہر تو اوسکے بازو پہ باندہ
تو اوسکے مقابل ہو پیل و شیر
جدائی سے تہمینہ گریان ہوئی
جسیم و قوی عجب مانند سام
سہ سالہ ہوا جبکہ وہ شیر خوار
تہمتن نے زابل سے تہمینہ کو
ولیکن بہت دستان بہیجے وہان
یہ ہر کوئی پوچہے ہے یان صبح و شام
ترا باپ ہے رستم پہلوان
نی بیعان ان وہ بت بیحال
کہ یہ چون کسی کو جتنو پدر
رستم سنکر جو رستم ہے
سکہے ہیں رسم باپ ہے کیونکر نہین
ہوا تند وہ کودک ارجمند
سواران ترکان و مردان کار
بٹہا دون تہمتن کو مین تخت پر
جو رستم پدر ہے تو اور مین پسر
ہوا گرم سہراب پہر برق سان
پسند اوسکو لیکن نہ آیا کوئی
ہوا عجب رخش جب دہر دو
سوار اوسپہ ہوکر چلا شیر زاد

سو رستم نے اوسکے حوالہ کیا
اگر ہو وے دختر تو گیسو سے باندھ
وہ ہوش سام و نریمان پسر
بہت اوسکی خاطر پریشان ہوئی
رکہا شاد نے اوسکا سہراب نام
لگا پہرنے صید انہین پیل و نہار
سہ یاقوت بہیجے تہی ایک لعل و زر
لکہا تہا کہ پیدا ہوئی دختر
کہ تیرے پدر کا بہلا کیا ہی نام
یل پیلتن گرد کشورستان
نبیرہ ہو سام و نریمان زال
کہ پہونچا دی دونون طرف کی خبر
بلاوے تو پہر رنج و غم ہو مجہے
یقین ہے کہ تجہکو وہ چہوڑے نہین
وہ بولا نہین بات یہ دلپسند
فراہم کرون لشکر بے شمار
کرون اوسکو ایران کا تاجور
نہ دنیا مین کوئی رہے تاجور
لیا اسپ پہر طلب بعد ازان
سواری کے لایق نپایا کوئی
تو شادان ہوا وہ یل نامجو

کہا یون کہ اے دلبر سیمبر
بیان کیجیے کیا اثر مہرے کا
طلب خوش انہا کیا بعد ازان
غرض نو مہینے گئے جب گذر
ہوا یا پسر طفلون مین یکسالہ تہا
ہوا جبکہ دہ سالہ وہ پیلتن
طلب کی تہی یہ نازنین بیخبر
غرض آکے تہمینہ سے ایک روز
کہون کیا مین تجہکو بتا دون مین کیا
دلیران و گردان روی زمین
سنا جبکہ سہراب نے یہ سخن
وہ بولی کہ ای پور فرخندہ فال
سوا اوسکے وہ شاہ افراسیاب
غرض یہ ہی بہتر کہ تو زینہار
رکہو مین پوشیدہ نام پدر
پہر اکرم مین تو ہے تخت کاوس کا
کرون قصد پہر سوئے افراسیاب
پہ چہرہ مانند ابر بہار
دکہائے اوسے گلہ نے تمام
سر پشت پر ہاتہ اوسنے جبکے رکہا
کہ وہ بادپا جست و شایستہ تہا

اگر تجہسے ہوویگا تولد پسر
کہ ہو پاس جسکے بفضل خدا
سوار اوسپہ ہوکر ہوا پہر روان
تو پیدا ہوا نازنین سے پسر
رخ خوب و رنگ گل و لالہ تہا
لگے ڈرنے مردان شمشیر زن
کہ دختر تولد ہوئی یا پسر
لگا کہنے وہ کودک دلفروز
یہ سنکر پریچہرہ نے یون کہا
کوئی زینہار اوسکے ہمسر نہین
تو پہر یون لگا کہنے وہ پیلتن
نہ لاؤ یہ زنہار دل مین خیال
کیا جسکو رستم نے اکثر خراب
مگر باپ کے نام کو آشکار
نہین مجہکو ہرگز کسی کا خطر
شاہ و نہین نام و نشان طوس کا
سر تخت پر اوسکو بٹہا کر شتاب
یہ گفتار سنکر ہوئی اشکبار
کہ جتنے ہیں اسپ ہیں تیز گام
شکم اوسکا ہوتا زمین سے لگا
قوی زور و چالاک و بایستہ تہا
نہایت ہوا دل مین مسرور و شاد

روان شدن سہراب از توران بسمت ایران برای جنگ کیکاؤس مع ہومان و بارمان و کردن اسیر اہل ایران را

جوانمرد نے قصد ایران کیا
مہیا لڑائی کا سامان کیا
فراہم کیا لشکر بیکران
سواران جنگی و پیل دمان

کرا نتوقف دمان کیون کیا
ہوا یہ غضب طوس پہ شعلہ ور
تہمتن نے جھٹکا دین اینکدو
سمجھتا نہین کوئی کاؤس ہے
مخاطب ہوا پھر سوئے شہریار
تو سہراب کو کھینچ اب دار پر
کرون آتش خشم کو تیز کر
کہ سر پر رکھو اپنے تاج شہی
ندیا جو کرتا مین تاج شہی
یہ کہکر دہین رخش پر ہو سوار
یہ احوال گودرز سے پھر کہا
جو رستم کو آزردہ خاطر کیا
توقف نہ کر اب شتابی سے جا
یہ ظاہر ہے اور تجھکو معلوم ہے
پشیمان ہوا خوب جو بادشاہ
کھڑے ہی گرد ہر ایک پایان
خدا کے لئے اے یل نامور
سمند عزیمت کی پھر اب عنان
زبان پر ہو لوگون کے پھر سخن
یہ سنکر دہین رستم پہلوان
یہ تندی و گرمی ہے میری سرشت
ترا دیر آنا ہوا ناگوار
ہوا رستم گرد بھی عذر خواہ
کرین آج ترتیب بزم طرب

ہوا حکم لائے نہ پھر کر عجب
کہا طلب کرنا انہین سوی دار
ہوا تند پھر ہو کے جون شیر مست
مرے آگے کیا چیز پھر طوس ہے
یہ تندی سے بولا یل نامدار
بد اندیش کو خستہ و خوار کر
تو رخش سے بھی کمتر ہے تیرا جوہر
کرو ملک ایران مین ماندہی
پہونچی نہ تجھ تک کلاہ مہی
روان سوی زابل ہوا نامدار
وہ سنکر حضور شہنشہ گیا
یہ زنہار تجھکو مناسب نہ تھا
دلاسا تو کرکے تہمتن کو لا
کہ عاجز ہے دانش سے کاؤس کے
سنو کہے جمد ہو عذر خواہ
کہ سہراب سے ہے وہ دلاور جوان
قیامت انہون پر خدا رحم کر
تو پھر کو چا سوی زابلستان
کہ اک طفل سے رستم پیلتن
پھر آیا حضور شہ خسروان
نہین ہوتی تجھسے یہ خوئے زشت
ہوا تند پھر تجھ پہ بے اختیار
کہ بندہ ہون تیرا مین اے بادشاہ
پسر ہم کرین بلکش و عشرت مین شب

زبردست تہا طوس پھر خوب دید
پھر اوس نے سوئی رستم سرفراز
یہ بولا کہ ہے کون نامور
مجھے جز خداوند یزدان پاک
ہوا گرم مانند شعلہ و تاب
تبہ کاری کی تو نے اب اختیار
دلیران و گردنکش و نامجو
و لیکن شہ اقبال مین نے کیا
ہی سیری سزا تو نے جو کچھ کہا
جو آزردہ ہو کر گیا پہلوان
اوسنے کہا یون شاہ کاؤس کو
پشیمان ہوا شاہ گیتی ستان
ہوا اوسنے گودرز سے یہ بیان
تمیز اوسکو ای پہلوان کچھ نہین
تو ہووے گا آزردہ شہ سے اگر
کوئی پہلوان جسکے ہمسر نہین
کہ نسبت و بنا ہو دلیران پھر تو
دگرنہ ہون گردان ایران پسیر
سیاستگ ہراسان ... ہوا
اوٹھا تخت سے شاہ تعظیم کو
بلایا تجھے اسلئے ہیچ ان
ہوا تو جو آزردہ اے شیر دل
جو کچھ حکم ہو مجھ سے سر لاؤن بجا
سحر یان سے لیکر سپاہ گران

کیا رستم نامور سے عذر
کیا لاجرم ہاتھ اپنا دراز
جو لیجا کے کھینچے مجھے دار پر
نہیں ہے کسی کا ذرا خوف و باک
کہ بیفائدہ ہی شہا یہ غضب
تو شاہی کے لائق نہین زینہار
یہ کہتے تھے مجھسے بصد آرزو
کہ جز بندگی کچھ ارادہ نہ تھا
بجا ہی روا ہے تو نے جو کچھ کہا
تو بیدل ہوئے سب دین پیر و جوان
کہو کیا کیا اے خدا نامجو
لگا کہنے گودرز سے یون کہ ہان
تہمتن سے جا کر کیا پھر بیان
جو اوس کی زبان پر کبھی سخن ہین
تبہ ہونگے ایرانیان سر بسر
کوئی گرد اوس سے قوی تر نہین
نگہدار اقلیم ایران ہے تو
دلیری کرین کسکے مانند سیر
کہ بے جنگ یان سے گریزان ہوا
کہا پھر کہا اے رستم نامجو
کہ ہون چارہ جو تجھسی پہلوان
تو پھر مین پشیمان ہوا اور خجل
شہنشہ نے ارشاد تب یون کیا
کہ دشمن کینہ جو بی گمان

رفتن کاؤس شاہ و رستم پہلوان بعزم جنگ با سہراب

درخشان ہوا جبکہ مہر سپہر
تو کاؤس سلطان آفاق گیر
یل سلطین با سپاہ گران
ہوا سوئے سہراب لشکر روان
جو پہونچا وہ نزدیک حصن سپین
تو لشکر ہوا وان اقامت گزین
جو سہراب نے قلعہ سے کی نگاہ
تو دیکھا کہ ہے بیکران یہ سپاہ
جو یہ کثرت فوج آئی نظر
تو ہومان کے ہوش اوڑ گئے سر بسر
کھچا پہر سراپردہ پیش حصار
بفرمان سہراب عالی تبار
نظر سے وہ مردم کے ہوکر نہان
لگا کرنے دریافت احوال وان
جما ہے بزم نشاط و طرب
خوشی سے مے لال پیتے ہین سب
اوٹھا اور آکر وہین رو برو
لگا پوچھنے یون کہ ہے کون تو
گیا وان سے پہر رستم نامور
اور اک شخص ناگاہ آیا ادہر
کوئی دیکھنے کو جو لایا سراغ
تو زندہ کا مان کشتہ پایا چراغ
نمود اپنی جو کہلا گیا اب بیان
خبر ہو گیا آن کر نگہبان
نہ چہوڑون سحر زندہ کاؤس کو
ملاون نہ خاک و خون طوس کو
یہ کہتا تہا اے بادشاہ جہان
کردن کیا مین سہراب کا بیان
تکلف نہین اسمین کچھ زینہار
ہمیشہ ہو ہمشکل سام سوار

دلیران ایران کو کر کے طلب
یہ بولا کہ تابع ہو رستم کے سب
چھپا گرد لشکر سے رخسار روز
نہان ہو گیا مہر گیتی فروز
گیا پہر وہان شاہ کاؤس بہی
سگے گیو گودرز اور طوس بہی
یہ ہومان سے کہنے لگا دیکھ تو
کہ ہے کسقدر لشکر جنگجو
یہ سہراب بولا بہر امتحان نہو
کرون قتل اکدم مین سب فوج کو
گیا اوس سراپردہ مین رات کو
خبر کے لئے رستم نامجو
جو دیکھا تو سہراب ہے تخت پر
چھپے راست ہین اوسکی سب نامور
کوئی بزم مین زندہ تہا پہلوان
پڑہی لو سہ اوسکی نظر ناگہان
تہمتن نے اک مشت مارا جو سخت
تو کشتہ ہوا زندہ خفتہ بخت
جو دیکھا تو افتادہ ہے اک جوان
کہ ہرگز نہین اوسکے قالب مین جان
یہ سہراب لوگون سے کہنے لگا
کوئی آکے جاسوس کاوس کا
عوض زندہ کا صبحدم جا کے یون
کردن ایک لشکر کو مین غرق خون
زبان پر یہ تہا سہراب کے یہ سخن
ادہر شام سے رستم پیلتن
جوان و قوی ہیکل و زورمند
قد اوسکا ہے مانند نخل بلند
یہ چاہی ہے اب چرخ فیروزہ رنگ
مہ راو بر سیر مین ہم سے ہو جنگ

سنی اور دیکھی بہت بزم رزم
پر اب سنئے سہراب و رستم کی رزم

داستان جستن سہراب نشان رستم از ہجیر و ہومان و بارمان و نیافتن سراغ

سر چرخ مہر جہانتاب نے
کیا جبکہ جلوہ تو سہراب نے
کہ تم بہی نہ تاخیر کو راہ دو
کرو اپنی آراستہ فوج کو
تو بخشون رہائی تجہے بند سے
وہ بولا وہین اوس تو مسند سے
ہجیر اور سہراب یل پہر وہین
لگے دیکھنے بالائے حصن حصین
یہ کسکا ہے جلدی بتا مجہکو تو
کہ ہاتھی ہین جسکے بہت روبرو
سو راست کہ کسکا ہے خیمہ بتا
وہ بولا کہ یہ خیمہ ہے طوس کا
وہ بولا کہ گودرز جنگ آزما
خداوند ہے خیمہ سرخ کا

جب آراستہ اپنا لشکر کیا
یہ ہومان سے اور بارمان سے کہا
ہجیر دلاور کو کر کے طلب
کہا گر کہے راست تو مجہسے اب
دروغ آسکے مردم کے ہے بیفروغ
بہلا کسلئے کوئی بولے دروغ
یہ سہراب کہنے لگا اے ہجیر
بلند ہے سراپردہ گردون نظیر
وہ بولا کہ اے گرد با عز و جاہ
یہ ہے شاہ کاؤس کی بارگاہ
کہا پہر سراپردہ لالہ رنگ
یہ کسکا ہے مجہکو بتا بیدرنگ
کہا پہر یہ سہراب نے بدنشان
سراپردہ سبز کسکا ہے وان

ٹہرا ہے جہان کا وہانی فرشا / اگرچہ تہا واقف لالہ ور ہجیر

کہ ہی یکقلم سرخ و زرد و منقش / کہے خیمہ رستم شیر گیر

سو اوسکے جون تخت کاوسکی / وسلے دلمین اندیشہ اوسنی کیا

رکہا اک سراپردہ مین تخت ہے / مبادا کہین ترک خنگ آزما

سنے نام رستم کا لو ناگمان / کہ سے خبث پرخاش جا کرو ہان

وہ غافل جو ہو کشتہ ہووے کہین / قیامت ہو برپا روئے زمین

یہی مصلحت ہے کہ اب زینہار
کہو مایہ ر شاہ کاؤس کے
کہا دلیں اوسنے کہ ان بیچ وہان
کہا پہر ذرا غور سے رزمگاہ
کہا پہر یہ سہراب نے ہی کہان
کہا پہر یہ اوسنے رہ لطف سے
جواب اوسنے اوسکو دیا پہر یہی
اگر جان کی خیر چاہی ہے تو
کرون ورنہ تن سے ترا سر جدا
لگا کیا ہی یہ تندی و قہر و غضب
یہی جی مین ہی تو بہانہ ہے کیا
تن اوسکا ہی مثل تلو ورخت
کہا سنکے سہراب نے ای جوان
ہوا غمزدہ رو بیل نوجوان
لیا تیر و گرز و تیغ و خدنگ
سو من زندہ کے رات کمائی ستم
اگر پاس نام اور عزت بہی ہے
یہ کہکر لگا کہینچنے انتظار
کوئی جب نہ اوسکا ہوا ہمنبرد
چرانا ہے دل رزم سی جو ہما
کوئی جلد رستم سے جاکر کہو
وہان طوس پیش تہمتن گیا
کوئی اور جاکر سوئے رزمگاہ
سے لے طوس نے جب کیا یہ بیان
یہ سہراب بولا کہ لشکر سے ہم

نہ بتلاؤن نام یل نامدار
یہ اوسکا سراپردہ سبز ہے
بتایا نہ رستم کا کچہ نشان
کہ کس نامور کی یہی بارگاہ
سراپردہ رستم پہلوان
کہ بتلا نشان تہمتن سے مجہے
جو پہلے کہا تہا کہا پہر وہی
تو کہو راست از راست اب ہر کرد برد
کرون قید ہستی سے تجہکو رہا
بہت ہی مرے ساتھ یہ کینہ ہے
مرا تن سے کر تو تو ہی سر جدا
زبردست ہے جیسے توانا درخت
کہان تونے دیکہی ہین جنگ آوران
کہ رستم کا ہرگز نہ پایا نشان
شتابان ہوا سوئے میدان جنگ
کرون کشتہ کاؤس کو صبحدم
تو آکر شام ہو کاؤس کے
کہ آتا ہے اب کونسا نامدار
ہوا تب خروشندہ وہ شیر مرد
تو کیون نام کاؤس اپنا کہا
کہ پایا نہیں ہے کسی گرد کو
تہمتن سے یہ ماجرا سب کہا
ہر اندیش سے ہو کوئی کینہ خواہ
تو ناچار پہر رستم پہلوان
ستیزندہ وہان چلے مکیو ہم

کہا یون کہ خاقان چین ہے یہان
وہ بولا کہ اوس گرد کا نام کیا
وہ سب دیکہتا ہون ہے یہ عجب
یہی اوسنے سہراب سے پہر کہا
یہ سنکر دیا اوسنے پاسخ وہین
تو ہو قید سے تا کہ جلدی رہا
ہوا پہر وہ تند اور کہا ای دلیر
تہمتن کا خیمہ بہی ہوگا مگر
کیا اوسنے پہر اوس سے انکار صاف
تہمتن کی مجہکو خبر کچہ نہین
یہ کہکر لگا کہنے پہر یون دلیر
ہزاران پہلوان و یل و پلنگ
جہانمین ہین ایسے خداوند زور
بلندی سے اوسنے غرور آنکر
جدہر قلب مین شاہ کاؤس تہا
سواران ایران کو میدان مین
سوا اسکے ہو وے جسے عزم جنگ
ولیکن نہ نکلا کوئی نامور
کہ سنتا ہو نکو غیرت ذرا چاہیے
یہ آواز کاؤس نے دی وہین
جو اوس گرد سے جاکے ہو کینہ خواہ
کہا تہا یہ رستم نے اوسدم قرار
سیادا جب پہلوان نے زین
پہنکر زرہ رخش پر ہو سوار
کہا یون تہمتن نے اچہا چلو

سپہ لیکے بہیجا ہی اک پہلوان
کہ نام اوسکا نہین جانتا
کہ ظاہر کیا اوسنے کچہ اور اب
کہ خیمہ ہے یہ چین کے گرد کا
کہ وہ زابلستان سے آیا نہین
کرون تجہپہ پہر صرف لطف و عطا
نہین یہ تری بات کچہ دلپذیر
تو زنہار اب مجہسے پنہان نہ کر
وہ لایا زبان پر یہ گفتار صاف
تو کہینچے ہی کسو اسکے تیغ کین
کہ رستم ہے مرد شجاع و دلیر
مقابل ہو اوسکے ہنگام جنگ
کہ رستم کو سمجہین ہین مانند مور
زرہ اور جوشن کیا زیب سر
اودہر جاکے سہراب نے یون کہا
نہ تیغ کہینچو نہین اک آن مین
نبرد آزما مجہسے ہو بیدرنگ
کہ تہا دلین ہر اک کے خوف و خطر
نہ جنگ آوروں سے ذرا چاہیے
کہ اے نامداران ایران زمین
ہراسان و خائف ہو کیسر سپاہ
کہ پہلے کرد نگانہ مین کارزار
تو پہر مین نبرد آزما اوس سے ہوؤن
گیا سوئے میدان وہ نامدار
لگے جہکنے یکسو وہ یکبار جو

تو سہراب نے یون کہا ایجوان
نہین ہے کسیکو تاب و توان
جو مجھسے مقابل ہو میدان مین
کرونگا تجھے قتل اک آن مین
یہ سنکر وہین رستم نامدار
لگا کہنے اسے کودک خام کار
نہ کر شیخی اب بچہ کاردن ہے تو
نہ جنگ آورون سے ہو پرخاش جو
وہ مین ہون دلاور یل نامجو
کہ دیو سپید سیہ کار کو
کیا کشتہ اکدم مین ہنگام جنگ
نہ جانبر ہوئے مجھسے شیر و پلنگ
وہ کہنے لگا سنکے یہ داستان
کہ شاید تو ہے رستم پہلوان
وہ بولا کہ زنہار رستم نہین
مین اوسکا ہون اک چاکر کمترین
یہ سنکر اوسے یاس افزون ہوئی
ہم جنگ پہر زیر گردون ہوئی
ہوئے لیکے نیزہ ستیزہ کنان
لگی چلنے باہم سنان پر سنان
ہوا زخم کوئی نہ ذان کارگر
وہ نیزے شکستہ ہوئے سر بسر
دلیرون نے پہر کہنیچکر تیغ تیز
کیا گرم بازار کین و ستیز
کہ حیران رہا دیکہ چرخ کبود
ہوئے آخرش کج سراسر عمود
ہوئی پارہ پارہ زرہ یکقلم
رہا پہر نہ زنہا گہوڑون مین دم
ہم ضرب پر ضرب تہی بیدریغ
شکستہ ہوئی آخرکار تیغ
لیا ہاتھ مین پہر عمود گران
لڑے اسقدر پہر وہ جنگ آوران
عرق مین ہوا تر سراپا بدن
ہوئے خشک یکدست کام و دہن
جدا ہوگئے پہر دونون استادہ ہون
وہ سہراب اور رستم نامجو
ذرا راست کرنے لگے اپنا دم
ولیکن نہ کینہ ہوا دل سے کم
تہمتن یہ دلمین تب کہنے لگا
کہ اس قدرت و قوت و زور کا
نہ زنہار دیکہا جہانمین بشر
نہ ہرگز کوئی دیو آیا نظر
پہر اتنے مین سہراب نے یون کہا
کہ تیر و کمان سے ہو جنگ آزما
ہم دونون لیکر کمان و خدنگ
دلیران جنگی لگے کرنے جنگ
ہوئی دم مین ترکش تہی سر بسر
ہوا پر نہ اک تیر بہی کارگر
پکڑ کر کمر ہمدگر بعد ازان
لگے زور کرنے وہ دونون جوان
کیا پہلے رستم نے زور اسقدر
کہ وہ زور کرتا اگر کوہ پر
تو دیتا جبل کو زمین سے ہلا
ولیکن نہ سہراب زین سے ہلا
کیا زور اوسنے بہی ہرچند پر
نہ لیکن ہلا رستم نامور
یہ ہنسکر لگا کہنے سہراب پہر
کہ ہے جنگ کی تجہمین کچھ تاب پہر
تہمتن یہ بولا ہوا دن تمام
قریب آگیا ایجوان وقت شام
تو رکہہ جمع خاطر کہ وقت پگاہ
ترے ساتھ پہر آکے ہون رزمخواہ
وہ سہراب پہر لیکے گرز گران
سوے لشکر شاد آیا دوان
تہمتن ادہر کہنیچکر تیغ کین
شتابان ہوا سوے ترکان چین
کہون کیا کہ اکدم مین یال آوران
ہزارون ہوئے قتل پیر و جوان
یہ رستم کے پہر دلمین آیا وہین
مبادا کہ سہراب از روی کین
کمین شاہ سے جاکے ہو رزمجو
وہ غیرت سے ضایع کرے آپکو
شتابی سے لشکر کی موڑی عنان
گما آکے سہراب سے پہر کہ ہان
تو جنگ دلیران سے واقف نہین
عبث ہے یہ بیباکی و بغض و کین
ذرا صبر کر شب کو آج ایجوان
سحر تو ہے اور پہر گرز گران
سوا اسکے گر اب ہے خواہان جنگ
تو پہر ہو مقابل مرے بیدرنگ
اوسے بہی نہی رزم کی تاب پہر
گیا اپنے لشکر مین سہراب پہر
وہانسے وہ سہراب جسدم گیا
سراپردہ مین اپنے رستم گیا
تہمتن کو شہ نے کیا پہر طلب
جب آیا تو پوچہا وہ احوال سب
وہ بولا کہ ایشاہ فرخ خصال
بڑا ہی دلاور ہے یہ خردسال
تن اوسکا ہی آہن سے بہی سخت تر
ہو موثر نہین جسپہ تیغ و تبر
اثر اوسپہ کرتا نہین زینہار
مرا زور بازو دم کارزار
تسلی اوسے دیکے شہ نے کہا
کرے گا ظفریاب تجہکو خدا
شہنشہ سے رخصت ہوا پیلتن
زوارہ سے جاکر کہا یہ سخن
کہ سہراب ہرچند ہی خردسال
ولے اوسکو ہے زور دست کمال
خدا جانے کیا پیش آوے سحر
نہی سخت گر مجہ پہ ہو وہ ظفر

سناؤ اگر کشتہ ہون وقت رزم
تو پھر بزم کا اوس سے کچھ نہ عزم

سونپی زال لشکر کو بھجوائیو
خیال اور ولیکن نہ کچھ لائیو

تو ملن باپ سے جا کے کیونہی
ہوا وہ جو کچھ چاہیے تقدیر تھی

عبث زاری و آہ و سوز و بکا
بھلا چارہ کیا جبکہ آوے قضا

نہ وارہ سے جب کہ چکا یہ سخن
لگا کہنے گریہ یل پیلتن

کہا کر کے زاری کہ اے کردگار
ترے ہون کرم کا مین امیدوار

تو بدخواہ پر کر مجھے فتحیاب
بد اندیش مغلوب ہووے شتاب

ادھر پیلتن کا یہ احوال تھا
ادھر جا کے سہراب جنگ آزما

یہ ہومان سے بولا کہ اے نیک خو
عجب پہلوان ہے مرا ہم نبرد

قوی بازو و سخت چنگال ہے
بعینہ وہ رستم کی تمثال ہے

وہ پاتا ہون اوسمین سراسر نشان
مری ماں نے جو کچھ کیا تھا بیان

گمان ہے مجھے یہ مرا ہے پدر
جہان پہلوان رستم نامور

یہ سہراب کو اوسنے پاسخ دیا
کہ رستم کو ہون خوب پہچانتا

تہمتن کے ہے شکل ہی یہ جوان
لگاوے کی مہر سبھی نہ جوان

ولیکن یہ رستم نہین زینہار
یقین جان تو اوسے یل نامدار

وہ سمجھا کہ یہ راست گفتار ہے
ہمارا ہوا خواہ و غمخوار ہے

جنگ رستم و سہراب بروز دوم و زیر آمدن رستم در کشتی

ہوا مہر تابان جو پرتو فگن
تو سہراب اور رستم پیلتن

ولے نرم سہراب کا دل ہوا
سوئی الفت و مہر مائل ہوا

مصمم کیا تو نے اب دل مین کیا
ارادہ لڑائی کا یا صلح کا

بہم محفل آراستہ مے نوش ہون
بہ چنگ و نے و می طرب کوش ہون

تو کیسو ہوتا اور کوئی جوان
بیان آنکر ہو ستیزہ کنان

نشانی جو کچھ چاہیے ہے عیان
ولے نام تیرا ہی مجھ سے نہان

تو شاید کہ ہے زال زر کا پسر
یل پیلتن رستم نامور

کہے تھا یہ لیکن یل پیلتن
نہین طفل کا اعتبار سخن

یہ سنتے ہی سمجھا فراز و نشیب
مگر مجھ سے گفتار مکر و فریب

جو دیکھا کہ رستم ہے اب گرم کین
تو ناچار سہراب بولا وہین

نہین چاہتا یہ کہ مجھ سا جوان
مرے ہاتھ سے کشتہ ہووے یہان

کیا زور رستم نے وان چند بیش
گیا آگے سہراب کے کچھ نہ پیش

جو کھینچا پکڑ کر کمربند کو
تو سنبھلا نہ پھر رستم نامجو

گرا خاک پہ جب یل نامور
تو سہراب بیٹھا وہین سینہ پر

کیا حیلہ رستم نے اوس وقت وان
لگا کہنے سہراب سے کہ جوان

پہنکر زرہ رخش پر ہو سوار
گئے سوئے میدان پے کارزار

تہمتن سے پہلے ہوا صلح جو
کہا وہ ہین ہنسکر کہ اے تندخو

یہ بہتر ہے ہم تم ہون نہ بدخواہ
کرین راستی اور شام و پگاہ

کرین عہد و پیمان محکم بہم
پشیمان ہوا اب کینہ خواہی سے ہم

مرے دل مین پیدا ہوئی تیری مہر
نہ ہو کینہ جو تو بھی زیر سپہر

کسی نے بتایا نہین زینہار
تو کر نام کو اپنے اب آشکار

سر صلح ہر چند تھا وہ جوان
پر اس مین نہ تھا رستم پہلوان

یہ پاسخ دیا پھر کہ سن اے جوان
نہین مین بھی کودک کہ تو گر ہی جان

کمر باندھ کشتی ہوئے ادھر
کہ سرگرم کشتی ہون اب یکدگر

تو مایل ہوا سوئے کشتی اگر
تو ہان مین بھی کشتی کو حاضر ہون پر

یہ کہکر وہ دونون یل نامدار
لگے کرنے کشتی کے فن آشکار

ہوا وہ جو فرخندہ چون پیل مست
کیا زور اوسنے رستم کو پست

زمین سے بہم پشت رستم ہوئی
خرابی تیرہ چرخ پر خشم ہوئی

لیا کھینچ پھر خنجر آبگون
یہ چاہا کہ اوسکو کرے غرق خون

یہان کے یہ آئین نہین زینہار
کرے زیر جسکو کوئی ایکبار

تو سر کو کر اوسکے تن سے جدا
مگر بار دیگر ہو زور آزما
اوسے قوت و زور سے لا کے زیر
کرے شوق سے قتل سہراب دلیر
یہ سنکر وہ اوسکے اوٹھا سینے سے
غرض ہاتھ اوٹھایا یوں کینے سے
گیا پھر وہ سہراب فرخ نہاد
طرف اپنی لشکر کے خندان و شاد
کہا جبکہ ہومان سے ماجرا
کیا اوسنے افسوس اور یوں کہا
کہ عیاری و مکر سے کینہ خواہ
رہا ہو گیا ہاتھ سے تیرے آہ
نہ دیکھا تہا تو نے فراز و نشیب
تو اک طفل تہا تو نے کہا یا فریب
تہ دام آیا تہا شیر ژیان
دیا چھوڑ تو نے کیا قہر یان
ہوئی بیوقوفی یہ تجہسے کمال
رہائی تری اوس سے اب ہے محال
یل نوجوان نے کہا کیا ہے غم
کرونگا اوسے زیر پھر صبحدم
گیا جبکہ رستم سوئے خیمہ گاہ
رہا شب کو زاری کنان تا پگاہ
دعا اوسنے مانگی کہ اب یا خدا
وہی زور دے مجہکو پہلے جو تہا
اوسے ابتدا میں تہا زور اسقدر
زمین جا کے ہوتی تہی ہر گام پر
وہ عاجز بہت وقت رفتار تہا
زمین پر خرام اوسکو دشوار تہا
ہوا تہا تب اس بات کا خواستگار
کہ کچہہ زور کم ہووے اے کردگار
ہوئی تہی سنا جاتا اوسکی قبول
مراد اوسکی درپیش تہی جو قبول
غرض کرکے شب پر دعا ہی انکسا
ہوا ور نہ بیشین کا حصہ خواستگار
خدا نے پذیرائی اوسکی دعا
وہی زور اوسکو کیا پھر عطا

داستان کشتہ شدن سہراب از دست رستم بروز دگر و نوحہ نمودن رستم در ماتمش

سحر دیکھکر نوبت زور و تن
ہوا شادمان پہلوان زمن
سپاس عنایات پروردگار
بجا لا کے اور رخش پر ہو سوار
گئے شاد و خرم سوئے رزم گاہ
ہوا جا کے سہراب سے کینہ خواہ
یہ سہراب نخوت سے کہنے لگا
کہ چنگال سے میرے ہو کر رہا
تو پھر آج آیا سوئے کارزار
عزیز اپنی تہا نہیں جان زار
تہمتن یہ بولا کہ جیتا ہے جب
ترے ساتھ ہونگا ستیزہ طلب
وہ کرنے لگے پھر درشتی بہم
ہوئے مایل زور و کشتی بہم
بہم خوب زور آزمائی ہوئی
نہ سہراب کو پھر رہائی ہوئی
پکڑ کر کمربند سہراب کا
زمین پر لیا پیلتن نے اوٹھا
پٹک کر زمین پہ اوسے پھر وہیں
سر سینہ بیٹھا وہ از روئے کین
تو سوچا کہ یہ گرد زور آزما
جو پھر اوٹھ کھڑا ہو تعجب ہے کیا
غرض کھینچکر خنجر آبدار
کیا سینہ و دل کو اوسکے فگار
وہ جھٹ خنجر کھینچکر ایک آہ
یہ بولا کہ تیرے بخت تیرہ سیاہ
یہان میں جو آیا تو یہ تہی مراد
کہ دیدار سے باپ کے ہون میں شاد
تمنا مجھ کو کچھ نہ حاصل ہوئی
بملک عدم جان راحل ہوئی
جو دریا میں اب ہووے مچھلی کے تن
ہوئے جا بالائے چرخ برین
مرا باپ مجھکو نہ چھوڑیگا وان
کریگا ہلاک آن کر اے جوان
کہا نام کیا اوسنے تب یون کہا
کہ ہے نام رستم مرے باپ کا
جب اوس خستہ تن سے سنا یہ سخن
تو غمگین ہوا رستم پیلتن
گرا ہو کے بیہوش وہ خاک پر
جب آیا ذرا ہوش تب نالہ کر
لگا کہنے اوس سے یہ گریہ کنان
ترے پاس رستم کا کیا ہے نشان
کہ میں ہی ہوں یہ بخت رستم ہوں آہ
جہاں جسکی آنکھوں میں ہووے سیاہ
یہ سہراب نے سنکے پاسخ دیا
کہ صد حیف اے گرد کشور کشا
بہت گرم الفت مرا دل ہوا
وہ لے تو اودہر کچھ نہ مایل ہوا
نشانی تو دیکھ اب ذرا کرکے وا
کہ مہرہ ہے بازو پہ میرے بندھا
نہیں زخم سے اب ہے طاقت مجھے
جو کچھ یون نہ رہ اور دکھا دو تجھے
وہ مہرہ جو دیکھا زرہ کرکے جدا
تو رستم نے پھر شور و نالہ کیا
یہ بولا کہ اے جان من بیگناہ
تو کشتہ ہوا ہاتھ سے میرے آہ

پسر کو کسی نے نہی ملا نہین
یہی مصلحت ہے کہ ہو وین ہلاک
تڑپتا تہا سہراب بسمل ادہر
تو سمجہے یہی دلمین پیر و جوان
گئی یہ خبر پیش شاہ جہان
سوئی رزمگہ جاکے لاؤ خبر
جو سہراب ہو وے یہہ کشتہ خواہ

نہین یہ ہوا جو ہر گز کہین
کرون اپنی سینے کو خنجر سی چاک
اودہر رستم گردہتا نوحہ گر
کہ کشتہ ہوا رستم پہلوان
کہ رستم سے خالی ہوا اب جہان
سبادا ہوا کشتہ رستم اگر
نہین تاب کتی یہہ ہر گز سپاہ

نچہوڑیگا زنہار مجہکو یہ غم
یہ سہراب بولا کہ کیا فایدا
جو دیکہا کہ رخش ہی نامدار
وہین اڑ گئی یکقلم سب کے ہوش
کیا حکم شہ نے کہ کیسا رگی
تو کیجیا دگر تدبیر کچہہ ادہر یان
سواران لشکر گئے جب ادہر

ہوئیگا گرفتار رنج و الم
نہین چارہ زنہار بن قہنا
کہڑا ہے بہت دیر سے بی سوار
اوٹہا ایک لشکر مین شور و خروش
ادہر جاؤ دوڑا کے اب بارگی
کہ ایسا نہین کوئی اب پہلوان
تو دیکہا کہ رستم پڑا خاک پہ

کرے ہے فغان اور پیٹتا ہے سر
اوٹھاکر سپر رستم نامور
ہوا ہاتھ سے میرے ایسا ستم
یہ کہکر نیاین کہینچ خنجر لیا
زوارہ نے پارہ گریبان کیا
جگر پر سے زخم کاری لگا
ہجیر سیہ بخت نے بارہا
مقابل ہوے جبکہ رستم ہوا
کوئی کیا کرے کسکا ہی اختیار
یہ احوال سنکر ہوئے نوحہ گر
یہ سہراب دلخستہ نے پہر کہا
سجل تمکو مین نے کیا اپنا خون
نہو جاکے ترکون سے پہر کینہ خواہ
اگر زندہ رہتا تو پہر ایک یہ
جگر خستہ نے جو کہا وسدم کہا
جو ہی خاص تر نوشدارو وہ لا
لگا کہنے سنکر یہ شاہ جہان
پرائے پسر مرد نجستہ صفات
کیا سرکشی سے نہ پاس ادب
سوا اسکے سہراب کی گفتگو
کہے تہا وہ مردم سے ہر دم یہی
سنا جبکہ گودرز نے یہ سخن
تہمتن یہ سنکر ہوا دردمند
کہ سہراب کا کام آخر ہوا
فغان کرکے کہتا تہا یہ دمبدم

تڑپتا پڑا اودہر بہی سہراب ہے
لگے پوچہنے سب کہ کیا ہی خبر
رہیگا قیامت تلک یاد غم
کہ تن سے کرے اپنی گردن جدا
غم و درد سے شور و افغان کیا
نہین کچہہ بہروسا ہی اپنی زیست کا
جو پوچہا تو پوشیدہ اوسنے رکہا
تو پرسان حال اوس سے ہر دم ہوا
نہین چارہ تقدیر سے زینہار
زوارہ اودہر اور رستم اودہر
کسیکو نہین اس جہان مین بقا
دیے التماس ایک رکہتا ہون مین
نہ کہینچے سوے ملک توران سپاہ
مراعات کرتا مین شام و سحر
تہمتن نے یکسر پذیرا کیا
مگر اوس سے چارہ ہو سہراب کا
مہیا ہی وہ نوشدارو یہان
کچہہ ہی یاد رستم کی اوس روز بات
رہ و رسم دی ہاتہ سے اوسنے سب
سنی خوب تو نے وہ ہی تو
کہ رستم کو دیدون تخت و تاج بہی
گیا پہر وہ پیش پیلتن
گیا آپ پیش شہ ارجمند
نشان مٹ گیا نام آخر ہوا
مری ہاتہ دا جیب ہین کہ سفلم

یہ جانا کہ زخمی ہین دونون جوان
زرہ پارہ اور چاک کرتے ہین
مرے پر دو سر پہ ڈالتے ہین خاک
پکڑ کر شتابی سے رستم کا ہاتہ
کہا پہر یہ سہراب سے کیا ہی حال
پیل پیلتن کے سراپا نشان
مجہے نام رستم بتایا نہین
رکہا اوسنے بہی نام اپنا نہان
پسر کی اجل باپ کے ہاتہ تہی
لگے کوٹنے سینہ و سر وہان
نہ تم گریہ و نالہ اتنا کرو
کہ زنہار اب رستم ارجمند
کہ مولد مرا ملک توران ہے
پہر بعد میرے مدارا کرے
کہا پہر یہ رستم نے گودرز کو
وہین آگئے پیش شہ نامدار
کہ جس سے ہو سہراب پہر تندرست
کہ کیا کیا مجہے نا ملایم کہا
سخنہائے دشوار کہکر گیا
سمجہہ اپنے دلمین کہ فہمیدہ ہے
جب ایسے دلاور ہون مع پہلوان
کہا یون کہ خوئے بد شہریار
محل مین سنا اوسدم شہ نامور
ہوا سنکے رستم سیہ دہ دران
جگر گوشہ کو اپنے پہیری ہوا

لگا زخم کاری ہوئے ناتوان
لگا کہنے یون رستم پیلتن
پسر کو کیا مین نے ناحق ہلاک
لگے رونے گرد ان فرخ صفات
وہ بولا کہ ہے درد مجہکو کمال
مری مان نے مجہسے کہی تہی عیان
رکہا ہائے غافل جتایا نہین
کیا میں نے آگے نہ ہرگز بیان
ازل سے یہ تہری ہوئی تہی
کیا دیدہ تر سے دریا روان
ذرا صبر کو دلمین اب راہ دو
نہ پہونچانے پائے کسیکو میرے گزند
مری جائے باز ہی وہ سپاہ ان
تلطف مدام آشکارا کرے
کہ جاکر حضور شہ نامجو
ہوا نوشدارو کا وہ خواستگار
توانا و زور آور چابک و چست
زبان پر جو آیا وہ اوسدم کہا
اوسے قید کوئی نہ پابن کر سکا
جہانمین تو مرد جہاندیدہ ہے
رہی پہر یہ او زنگ افسر کہان
بیان کیا کرون تجہہ سے اے آشکار
سیہ فام ہوا جبکہ پہونچی خبر
گیا نعش پر روبکی زاری کنان
جہانمین بہلا فتنہ کسنے کیا

سنے جبکہ ماں اوسکی تب کیا کہی جو کچھہ وہ کہے سو نہ بیجا کہے
وہ اسباب اور خیمہ تہا جسقدر جلا کر کیا خاک پہر سربسر
گیا شاہ کاؤس رستم کے پاس جو دیکھا تو وہ ہی بہت بےحواس
ہر اک کو ہے آخر یہی رہگذر کوئی دیر جاوے کوئی زود تر
کہا پہر غرض رستم نے اے تاجدار ہوا سو ہوا کچھہ نہین اختیار
یہی عرض کرتا ہون اب بار بار یہ لطف و کرم کا ہون امیدوار
کرو رخصت اوسکو بعز و وقار یہ سنکر لگا کہنے وہ شہریار
پذیرا کیا مین نے تیرا سخن مجہے پاس خاطر ہے اے پیلتن
زوارہ سے رستم نے پہر یون کہا کہ جیحون تلک ساتھہ ہو پہنچے جا
غرض رکھکے تابوت مین نعش کو گیا سوی خیمہ یل نامجو
ہوئے اوسکے ماتم مین پیر و جوان خروشان و گریان فغان کنان
کہا سخت ماتم ہے اور قہر درد ولے کچھہ نہین چارہ اے نیکمرد
سمجہہ اب تو دانا و ہشیار ہے شکیبائی و صبر درکار ہے
ولے یہ وصیت ہے سہراب کی کہ ترکون پہ کیجو نہ لشکرکشی
کہ مہمان کی حرمت رکھو تم نگاہ نہووے پراگندہ اوسکی سپاہ
ہوا اب جو تجہکو یہ رنج و الم تو میری بہی دلکو ہوا درد و غم
کرین مجہسے گو ترک اب سرکشی کرونگا نہ زنہار لشکرکشی
زوارہ گیا ساتھہ جب بےخطر گیا آب جیحون سے ہومان گذر

معاودت کاؤس بایران و رفتن رستم باتابوت سہراب طرف سیستان و آمدن تہمینہ

باقبال و دولت سوی تخت گاہ روانہ ہوا شاہ گیتی پناہ
غرض لیکے تابوت سہراب کا پراگندہ دل شہر مین جب گیا
خروشان و گریان گئے گہر تلک قیامت تہی برپا بزیر فلک
کہ برپا وہان شور محشر ہوا غضب ایک روتے زمین پر ہوا
گئی جب یہ سوئے سمنگان خبر تو تہمینہ کو غم ہوا اسقدر
کیا کہینچ مردم نے پہر دور کر ولیکن جلے سر کے سب موے سر
لگی باپ سے کہنے اے نامجو کیا قتل رستم نے سہراب کو
کہا اوسنے اے دختر نازنین سپہ اپنی رستم کے ہمسر نہین
گئی آپ تہمینہ لیکر سپاہ سوی سیستان باول کینہ خواہ
تہمتن سے جاکر تو کہہ یہ سخن کہ تہمینہ آپہونچی اے پیلتن
کہے یہی حال مین آ بزم جزم کرے سر کو تیرے قلم وقت رزم
یہ سنکر سراسیمہ رستم ہوا پشیمان بہت دل مین اوس دم ہوا
سراپردے سے جب اوسکی ہو نکلی جب نکل آئی تہمینہ پردے سے تب
کہا زال نے سوی خانہ چلو شبستان کو رشک گلستان کرو
یل نامور رستم پہلوان گیا ہوکے رخصت سوی سیستان
سیہ پوش ہو زال پہونچا وہان ہوا ساتھہ تابوت کے وہ روان
وہ رودابہ رستم کی ماں اسقدر ہوئی دیکھہ تابوت کو نوحہ گر
کیا دفن پہر نعش کو زیر خاک دل پیر و برنا ہوا دردناک
کہ آتش وہین کر کے افروختہ گرے آگ مین با دل سوختہ
تن نازنین بہی ہوا داغ داغ جہان اوسکی نظرون مین تہا بیچراغ
سوی سیستان کہینچ جلدی سپاہ تہمتن سے جاکر تو ہو کینہ خواہ
دیا شاہ نے جب اوسے یہ جواب تو پہر دل مین کہا کر بہت پیچ و تاب
غضب آنکرا اوسنے اک پہلوان روانہ کیا اور کہا یون کہ ہان
وہ لائی ہے ساتھہ اپنے فوج گران دلیران و گردان جنگ آزما
فرستادہ پیش تہمتن گیا سنا تہا جو اوسنے وہ سبکہ کہا
نہایت سیاہ ہوئے زال رودابہ کو گیا سوی تہمینہ وہ نامجو
بغلگیر دونون ہوگئے ہمدگر کیا نوحہ سہراب کو یاد کر
لگی کہنے تہمینہ اے نیکمرد جگر سے دلکو رستم سی سینہ پہ درد

سرے آگے رستم کو لاؤ شتاب | کیا جسنے یون آکے گہر کو خراب
مین پوچہون یہ اوس سے کہ کاہے کو جو | کہا کہ کیون تونے فرزند کو

کہا پیش تہمینہ جب پہلوان | تو کہینچ اوسنے پہر خنجر جان ستان
یہ جانا کہ رستم کا چیرے شکم | کرے سنگ غرق خون اوسکو بدرد و غم

پکڑ ہاتہ اوسکا لیا زال نے | یہ تہمینہ سے پہر کہا زال نے
کہ تقدیر پر کچہہ نہین اختیار | نہین چارہ پیش قضا زینہار

ستم سے جو بہرا ہو سہراب کا | تو کر رستم و زال کا سر جدا
غرض خوب سمجہا کے وہ نامور | کیا بیکلے تہمینہ کو اپنے گہر

رفتن تہمینہ بسیستان رستم پہلوان بہ تفہیم زال زر و حاملہ شدنش از رستم و بعد انقضاے مدت نہ ماہ ولادت فرامرز و جان بحق سپردن تہمینہ بغم و الم سہراب در یک سال

وہ تہمینہ اور رستم نامدار | ہم آن لگے رہنے لیل و نہار
ہوئی حاملہ پہر وہ رشک قمر | ہوا جب نہ ماہ پیدا پسر

قوی بازو و گل رخ و لاله فام | تہمتن نے رکہا فرامرز نام
سپرد ایک دایہ کو وہ بہی کیا | لگا پرورش پانے وہ مہ لقا

وہ تہمینہ رہتی تہی غمگین مدام | تصور رہا سہراب کا صبح و شام
دل اوسکا تہا نالان تیرہ و خون چکان | لگے آہ کرتی تہی گاہے فغان

پس از مرگ سہراب یہ حال | رہی زندہ با رنج و غم ایکسال
نہ غم سے رہائی ہوئی زینہار | وہ دی بہی جان اپنی انجام کار

یہ قصہ تو مین کر چکا سب بیان | سیاوش کی آگے سنو داستان

داستان تولد شدن ملکزادہ سیاوش از بطن دختر شاہ بلغار و براے تعلیم و تربیت ہمراہ رستم رفتن

کوئی بیشہ خرم و دلکشا | کہ نزدیک دریائے جیحون کے تہا
گئے ایکدن وان پہ بہر شکار | ہم طوس اور گیو جنگی سوار

پڑی ناگہان ایک دختر نظر | پری پیکر و مہوش و سیمبر
لباس اور زیور تہا شاہانہ سب | کرشمہ ستم آن و غمزہ غضب

یہ پوچہا جوانون نے اسے مہ لقا | تو ہے کون تیری حقیقت ہے کیا
بت ماہ پیکر یہ کہنے لگی | کہ دختر ہون مین شاہ بلغار کی

کہ گرشیوز اوسکا جہان مین ہے نام | وہ نسل فریدون سے ہے ذو الکرام
مجہے چاہتی تہے بہت تاجور | ولیکن یہ چاہی تہا میرا پدر

کہ توران زمین کا جو ہے بادشاہ | پشنگ دلاور خداوند جاہ
مرا باندہی ساتہ اوسکے بعقد نکاح | نہ زنہار بہائی مجہے یہ صلاح

کہ بیٹا سنا زشتخو ہے پشنگ | نہ کچہہ زشت خو زشت رو ہے پشنگ
کیا مجہسے جب ذکر اس بات کا | تو بس صاف انکار مینے کیا

خفا ہو کے تب شہ نے مارا مجہے | نہ ہرگز ہوا یہ گوارا مجہے
نکل گہر سے اور اسپ پر ہو سوار | شتابی سے لی مینے راہ فرار

گذر آب جیحون سے آئی ادہر | کیا اسپ پر ماندگی نے اثر
غرض جبکہ رفتار سے رہ گیا | تو پہر راہ مین چہوڑ اوسکو دیا

پیادہ ہوئی چند فرسخ رواں | ہوئی آکے اوس دشت مین ناتوان
وہ دونون جوان دل سے مائل ہوئے | خدنگ نگہ سے وہ گہائل ہوئے

ہوئے خواستگار بت سیمبر | لگے کہنے یہ خواہش باہمدگر
بہم جب نہ پر خواہش پایا قرار | کہے چلئے پیش شہ نامدار

جسے حکم دے خسرو نامجو | وہی تو دیجئے اس پریچہرہ کو
گئے لیکے جب پیش کاؤس شاہ | ہوا شاہ دیوانہ رشک ماہ

کسیکو نہ زنہار شہ نے دیا ۔ یہ بچہ کو پاس اپنے رکھا
نبد ہا عقد باہم بآئین دین ۔ ہوئی حاملہ پھر وہ زہرہ جبین

گئے نو مہینے جب اوسپر گذر ۔ تو پیدا ہوا پور رشک قمر
نظر کرکے طالع یہ شہزادہ کے ۔ منجم شہنشہ سے کہنے لگے

کہ اے شاہ اسکے پریشان ہین بخت ۔ ہوا سنکے غمگین خداوند تخت
سیاوش رکہا نام شہزادہ کا ۔ وہین پرورش پھر وہ پانے لگا

ولیکن ہوا شاہ تہا پر ملال ۔ تہا تربیت کا کچہ اوسکے خیال
کہین اوس دنون رستم آیا وہان ۔ لگا کہنے اے خسرو خسروان

اسے زابلستان میں پہلوان مین ۔ ہنر ہائے شاہانہ سکہلاؤنگا مین
کیا شاہ نے نو وہین اوسکو سپرد ۔ غرض لیگیا زابلستان مین گرد

ہنر پروران کے حوالے کیا ۔ ہوئے پھر وہ مصروف صبح و مسا
طریق ہنروری نشکار وادب ۔ ہنر ہائے شاہانہ سکہلائے سب

سیاوش جہانمین ہوا بینظیر ۔ ہنرمند دانا شجاع و دلیر
سیاوش نے رستم کو پھر آکر وزر ۔ کہا یون کہ اے رستم نیک روز

مجہے یہ تمنا ہے شام و سحر ۔ کہ حاصل کرون پابوس پدر
یہ سنکر مسیا کر اسباب جاہ ۔ زر و نعمت و اسپ و فیل و کلاہ

کیا عرض شہزادہ نے یون کہ اب ۔ زوان ہوجئے با نشاط و طرب
وہ بولا کہ تجبہ بن نہین جاؤنگا ۔ تہمتن نے پھر پاس خاطر کیا

باریاب شدن سیاوش بحضور پدر بمعیت رستم و پیشوا رفتن سران سپاہ

گیا ساتھ شہزادہ کے آپ بھی ۔ حضور شہنشاہ با صد خوشی
اوسے لیگئے پیشوا آکے سب ۔ ہوا دیکھکر شہ قرین طرب

سبب لطف مصروف اوسپر کیا ۔ سیاوش کی خاطر کو خوشتر کیا
ہنر پر جب اوسکے ہوئی آگہی ۔ تو رستم کو بھی آفرین خوب کی

حضور اپنے پھر شہ نے تا ہفت سال ۔ رکہا اوسکو مشغول کسب کمال
یہ دل چاہی تہا پھر شہ دہر کا ۔ کہ ملک اوسکو دے ماورا النہر کا

بجاہ و حشم ہوکے پائین سے تدان ۔ سیاوش کیے حکمرانی وہان
کہ اتنے مین سودابہ مہ جبین ۔ جہاندار کی زوجۂ اولین

یہ کہنے لگی شاہ کاؤس سے ۔ کہ اے شاہ یہ آرزو ہے مجہے
سیاوش کو اک دختر خواندہ دون ۔ اوسے تحفہ ساتھ اوسکے کرون

جہاندار بولا کہ بہتر ہے یہ ۔ سیاوش کو راضی کرا سے مہر
طلب اوسنے شہزادہ کو جب کیا ۔ تو یہ شہ سے لیکر اجازت گیا

سیاوش پہ عاشق تہی وہ مہ جبین ۔ سیاوش گیا جب تو اوسنے وہین
لیکر تنگ آغوش مین شوق سے ۔ لئے اوسکے بوسے کئی ذوق سے

ہوئی گرم مہر اوس سے جب وہ پری ۔ وہ سمجھا کہ ہے الفت مادری
کئی دختر خواندہ زہرہ جبین ۔ کہ نسل سے بادشاہون کے تہین

اونہین طلب کرکے با صد خوشی ۔ سیاوش سے سودابہ کہنے لگی
ہوا ہو بدان سے یہ مجہکو عیان ۔ ترے تخم سے اک پسر پہلوان

خداوند ہو تخت و دیہیم کا ۔ شہنشاہ ہو ہفت اقلیم کا
یہ سنکر تمنا ہوئی یہ مجہے ۔ کہ وہ میری دختر کے ہو بطن سے

یہ دختر جو حاضر ہین تیرے حضور ۔ کہ ہین حسن مین رشک غلمان و حور
تو انہین سے کر ایک کو اب قبول ۔ تمنائے دل تا کہ ہووے حصول

رہا سنکے خاموش وہ نامدار ۔ نہ پاسخ دیا شرم سے زینہار
کیا یہی اندیشہ دلمین وہ ہین ۔ کہ ماں یہ حقیقی مری کچہ نہین

یہ کیا ذکر جو مہر و شفقت کرے ۔ تعجب نہین گر عداوت کرے
سوا اوسکے کہتے ہین سب سحر ساز ۔ خدا را وس سے بہتر ہے اے احتراز

وہ کہتی تہی کہ کہول اپنی زبان ۔ یہ دلتنگ و لب بستہ تہا غنچہ سان
وہ سمجھی کہ ہے اسکو شرم و حجاب ۔ جو دیتا نہین باپکا کچہ جواب

کیا سب کو رخصت اکیلی رہی
تو برلا شتابی سے اب کام دل
سیاوخش تھا تدار کاؤس کے
جھکائے ہوئے سر کو وہ نامدار
یہ سوچا ملکزادۂ نامور
نہ دیکھا کوئی چارہ جز انقیاد
دی تسکین تر کچھ اور کچھ آرزو
کیا اوسکو رخصت بلطف و کرم
ہوا شاد و خرم شہ ذو الکرم
زر و گوہر و نعمت بیکران
یہ سب نعمت و دختر رشک ماہ
کہا جا کے اے شاہ روئے زمین
وہ لائی زبان پر سخنہای دوش
تو ہمخواب ہو مجھسے و دلشاد کر
تو ہے بانوی شاہ کشور کشا
کیا شاہزادے نے انکار جب
سیاوش وہان سے شتابان ہوا
غرض فتنہ اک اوسنے برپا کیا
خراشیدہ ناخن سے رخ کو کیا
یہ سنکر گیا خسرو نامور
کہ تا ہا سیاوش نے یان آنکے
بدشعاری اب سے ہوئی ہیں بپا
کہا یوں کہ اب راز کر آشکار
یہ بولی وہ سودابۂ حیلہ گر
معطر تھی پوشاک سودابہ کی

سیاوش سے سب یہ حکایت کہی
کہ حال مجھی ہو وے آرام دل
سراسر مرے تابع حکم ہے
یہی چاہی تہا لے وہ اپنے راہ فرار
کہ تندی و سختی کروں کچھ اگر
بناچار بولا وہ فرخ نہاد
ادب سے ترا مجھکو کہنا ہے تو
کہا یہ یہ کاؤس سے وقت شب
دیا اوسکو اسباب شادی تمام
ترے واسطے شہ سے لائی یہان
تجھے دونگی اب آنکے مین بیاہ
سیاوش مرے پاس آتا نہیں
کہا کچھ نہیں عشق میں تیرے ہوش
مجھے نہیں سے غم کے آزاد کر
بھلا اسطرح مجھسے ہو کچھ خطا
وہ سودابۂ فتنہ انگیز تب
وہ دامن چھڑا کر گریزان ہوا
کر اکبار کی شور و غوغا کیا
پریشان کئے بال سر تا بپا
یہ احوال سودابہ کا دیکھ کر
بچھا ڈر اوسے زود سر تہ سے
ہوا پاک عصیان سے دامن کا
نہ کہنا بجز راستی زینہار
کہ باطل ہے گفتار یہ سربسر
سیاوش کا جامہ تھا بو سے تہی

ہوئی منقضی مدت ہفت سال
تجھے بعد کاؤس کشورستان
فریب اوسنے ہر چند اوسکو دیئے
اوٹھا جب تو سودابۂ تیرہ رنگ
مبادا غضبناک ہو جائے یہہ
پے عقد دختر جو تو نے کہا
سیاوش نے یہ بات جبکہ کہی
کہ دختر کو میری پذیرا کیا
سیاوش کو اوسنے بزور و کر
سوا اوسکے اسباب شادی جدا
نہ آیا وہ شہزادۂ کامگار
شہنشہ نے اوسکو تقید کیا
جوانی یہ میرے ذرا کر نگاہ
یہ سنکر لگا کہنے وہ نامدار
یہ کہتا ہوں میں تجھسے اے ماہ فش
اوٹھی تخت سے ہوکے پرخشم و کین
لگی کہنے سودابہ کرکے فغان
کیا پارہ پارہ گریبان کو
نہیں تھی بجا اوسکے اے شاہ دان
لگا پوچھنے کر حقیقت سے کیا
کیا یہ ارادہ کہ بیخوف و باک
سنا جب یہ قصہ ہوا پُر غضب
کیا اوسنے احوال سارا بیان
لگا سونگھنے اونکے ہر رخت کو
ہوا شاہ سودابہ پر خشمگین

کہ عاشق ہوں میں تجھپہ اے خوش جمال
کروں بیگانہ میں فرمانروائے جہان
لب اپنے یہ شہزادی نے وا کئے
کیا بوسہ پہر کھینچکر بر میں تنگ
بلا کوئی سر پر مرے لائے یہ
یہ البتہ میں نے پذیرا کیا
تو سودابہ کی جمع خاطر ہوئی
ملکزادۂ نامور نے شہا
یہ پیغام بھیجا کہ اے نامور
تکلف سے میں نے مہیا کیا
گئی پہر حضور شہ نامدار
ملکزادہ ناچار پہروان گیا
نہ سنہ موڑ زنہار اے رشک ماہ
توقع یہ مجھسے نہ رکھ زینہار
کہ اس کام میں رکھے مجھکو معاف
سیاوش کے دامن کو پکڑا وہین
بلا کیا ترے سر یہ لاتی ہو یہان
کیا چاک چاک اپنے دامان کو
فلکین کرنے غوغا و شور و فغان
رہ مکر سے اوسنے ظاہر کیا
کرے میری دامان عصمت کو چاک
سیاوش کو شہ نے کیا جب طلب
وہ راز نہفتہ کیا سب عیان
شہ نامور جب ہوا ماجو
کیا خوار اوس حیلہ گر کو وہین

اگرچہ یہ منظور تھا کھینچ تیغ
سیاوکہ پیدا کرے کچھ نشان
شبستان مین سے کوئی نازنین
یہ سودایہ سے شاہ نے پھر کہا
نہ سمجھی وے دلمین وہ حیلہ ساز
وے بات اوسکی شہ نامدار
ہوئی حاملہ ناگہان ایک زن
حضور اپنے کرکے طلب زود تر
شہنشاہ کاؤس پر سان ہو جب
کنیزان یکایک خروشان ہوئین
کنیزون نے کاؤس سے یہ کہا
وہ رکھ سہ مشت مین لیکین پیش شاہ
یہ بچے سیاوش کے ہین تخم سے
وے مغز دیکھا سیاوش کا اب
نہین اوبھکے فی الفور باہر گیا
یہ ظاہر کردکھے ہین تخم سے
کہا بعد یک ہفتہ اے شہریار
جو اختر شناسون نے ظاہر کیا
نہین راست گفتار یہ زینہار
رہا سنکے خاموش کاؤس شاہ
حمایت تو کرتا ہے بیٹے کی اب
کہا یون کہ مرتی ہون مین کھا کے زہر
اگر ہے گنہگار جل جائیگا
خطر کیا ہے پیتا درخ مقال
خداوند غفار کو یاد کر

کرے سر کو اوسکے جدا بے دریغ
خلل ملک مین لائے وہ بدنہاد
نہ تھی شکل سودایہ نازنین
سیاوش کو دیکھا تو ہی بیخطا
نہ آئی وہ بیحیائی سے باز
نہ پیدا نہ کرتا کچھ زینہار
ہوئی خوش وہ سنکر یہ ظالم سخن
کیا شاہ دیکھے اوسے سیم و زر
سیاوش کا تو بچہ نام تب
وہ سرگرم فریاد و افغان ہوئین
فلانی حرم ہے جو تیری شہا
لگا شاہ حیرت سے کرنے نگاہ
کہ بچہ جو اب اوسنے کیا تھا مجھے
کہ کیا کام اوسنے کیا ہے غضب
طلب اہل تنجیم کو زان کیا
خبر یا تو پنہان نے اب وہ مجھے
یہ تخم کیان ہے نہین زینہار
تو سودایہ سے شہ نے جا کر کہا
نہین انکی کچھ بات پر اعتبار
کہ بیچارہ شہزادہ تھا بیگناہ
ستم ہے ستم ہے غضب ہے غضب
ہوا سنکے لاچار تب شاہ دہر
وگرنہ نہ ایذا ذرا پائیگا
نہین آنچ آتی کبھی ہرگز دلا
سیاوش گیا آگ مین بیخطر

ولیکن یہ اندیشہ دلمین کیا
سوا اوسکے تھا مبتلا اوسکا شاہ
سبب خود تھی اوسکے فرزند ہی
تو خاموش ہو راز کو کر نہان
یہی شہ سے کہتی تھی صبح و مسا
اسی فکر مین تھی وہ بی ترس و باک
لگی کہنے پھر اوس سے وہ کینہ جو
کنیزونکو میری ہوا اوس دم خبر
بہم خفتہ تھے ایکدن رات کو
ہوا سنکے بیدار فرمان روا
ہوئی اوس سے پیدا دو مردہ پسر
جب اوس زن سے پوچھا حقیقت ہے کیا
یہ سودایہ نے سنکے شہ سے کہا
شہنشاہ خاموش و حیران ہوا
دکھائی انہین ہر دو مردہ پسر
وہین طالع بخت کو دیکھکر
کیا راز پنہان ناپاک زن
وہ بولی کہ اے شاہ جوہر شناس
سیاوش کو واجب ہے خونریزی
بد اندیش از بسکہ سودایہ تھی
کیا اور کرتا ہے مجھکو خراب
یہ ٹھہرا کہ شہزادہ نامدار
ہوئی آتش افروختہ جب وہان
خدا ہے نگہبان مرا ہر زمان
نہ پہونچا اوسے کچھ ضرر زینہار

کہ پیدا رہے باپ سودایہ کا
کہ تھی حسن مین غیرت مہر و ماہ
غرض اسلئے درگذر اوس سے کی
سنو خوار عالم مین کرکے فغان
سیاوش کو پہونچی عقوبت شہا
کسی حیلہ سے اوسکو کیجے ہلاک
کہ اس حمل کو کردی استقاط تو
کرین تا کہ غوغا وہ سب سربسر
وہ سودایہ اور حضر و ماجو
یہ پوچھا کہ یہ شور و غوغا ہے کیا
کہا شہ نے لاؤ انہین معتبر
کیفیت انت گذارش کیا
مری بات کا مجھکو باور نہ تھا
بہت اپنے دلمین پشیمان ہوا
کہا اونکے طالع یہ کرکے نظر
لگے غور کرنے وہ شام و سحر
عیان ہے سراسر یہ پیش شاہ زمن
تہمت سے ڈرتے ہین اختر شناس
سزاوار ہے قتل اہل خطا
شہ نامور سے یہ کہنے لگی
یہ کہکر لیا زہر قاتل شتاب
پڑو آگ کے درمیان ایکبار
لگا کہنے تب شاہ سے وہ جوان
فقط ہو آشکارا وہ نشان
سلامت وہ نکلا پھر انجام کار

کہا یوں کہ کرتا ہوں تجھکو ہلاک	ہوا سخت سودابہ پر خشمناک	سر و چشم پر اوسکے بوسہ دیا	سیاوش کو شہ نے بغل میں لیا
غرض اوسپہ کی مرحمت کی نگاہ ۰	سر خون سے گذرا شہ دین پناہ	لیا نہی چاہی تہا کاوش بہی	ولیکن شفاعت سیاوش نے کی

داستان رفتن ملکزاده سیاوش بجنگ افراسیاب و فتح کردن بلخ

یہ تدبیر تہی اوسکی صبح و مسا	الکزاده کے قتل کا قصد تہا	سیاوش کی نا حق بڑا فتنہ تہی	وہ سودابہ اوسکے پیش تہی

خطرناک رہتا تھا وہ نامدار / دعا مانگتا تھا یہ لیل و نہار
کہ یا حضرت ایزد ذوالجلال / شتابی کمین یان سے مجھکو نکال

یہ پہنچی خبر ان دنون ناگمان / کہ توران سے آیا لشکر گران
اودھر سے ہوا عازم افراسیاب / یہ سنکر جہاندار عالیجناب

ہوا خشمناک اور کہنے لگا / کہ اے نامداران جنگ آزما
بد اندیش ترکان نخوت شعار / نہین عہد و پیمان پر استوار

کبھی صلح جو ہون کبھی کینہ خواہ / یہ رکھتے ہین دل مین خیال تباہ
سپہ کھینچکر بلخ تک ایکبار / کرون اونکو آوارۂ دشت و خوار

سیاوش نے کاؤس سے یہ کہا / کہ ای شاہ شاہان کشورکشا
مجھے بھیجئے سوی افراسیاب / کرون جاکے اوسکو تباہ و خراب

کہا شہ نے تجھکو کہان ہے یہ تاب / جو ٹھہرے قریب امش افراسیاب
زبردست ہے تجھسے وہ ایجوان / توہی جنگ مین اوسکے ہے پہلوان

یہ مقصود تھا اوسکو اس بات سے / کہ دوری ہو اب خصم بدذات سے
یہ بہتر ہی مین آپ لیکر سپاہ / بد اندیش سے جاکے ہون رزمخواہ

وہ بولا کہ اوس سے یہ کمتر نہین / ہنر اور قوت مین ہمسر نہین
یہ لشکر بھی اپنا ہی جنگ آزما / سدا فوج توران پہ غالب رہا

حضور شہنشاہ جوہر شناس / کیا پھر تہمتن نے یہ التماس
کہ ہمراہ شہزادۂ نامدار / مجھے کیجئے رخصت ای شہریار

کرین آپ تکلیف ہرگز نہ اب / رہو یان بآرام عیش و طرب
ملکزادہ اور بندہ کافی ہی یان / پے جنگ ترکان نخوت نشان

اونہین الغرض دیکے سامان جنگ / روانہ کیا شاہ نے بیدرنگ
وہ شہزادہ اور رستم نامور / دلیری سے پہنچا در بلخ پر

وہان پر جو تھا حکمران تازیان / سو آیلے کینہ خواہی دوان
ہوئی فوج ایران جو گرم ستیز / تو بس اوکی وہین رہ گئی گریز

نہ ہرگز رہی طاقت کارزار / ہوا جاکے محصور انجام کار
یہ سنکر سوی بلخ پہنچا شتاب / سپہ لیکے داماد افراسیاب

وہ داماد رہتا گرشیوز اوسکا تھا نام / ہوا اونکا ہمکار تازیان شادکام
ہمہ متفق ہوکے پھر بیدرنگ / ہوئے شاہزادے سے خواہان جنگ

رہا خوب دو روز ہنگام جنگ / کیا فوج ایران نے اونکو تنگ
ہوئی رزم کی پھر نہ تاب و توان / تو ناچار گرشیوز و تازیان

گریزان ہوئے جیحون سے گذرے شتاب / گئے خستہ دل پیش افراسیاب
ہوا بلخ مین دخل شہزادہ کا / یہ شہزادہ نے پھر ارادہ کیا

کہ ہوکر روان بلخ سے پیشتر / گذر آب جیحون سے با کر و فر
سپہدار توران سے ہو رزمخواہ / کرے اوسکے لشکر کو یکسر تباہ

سران سپہ نے سیاوش سے کہا / کہ جلدی کو مت کام فرما ذرا
تو لکھ یہ شاہ کو نامہ اے نامدار / وہ کیجیو کہے جو تجھے شہریار

سیاوش نے مرقوم نامہ کیا / لکھا یہ کہ اے شاہ کشورکشا
گیا حاکم بلخ کھاکر شکست / اور اپنا ہوا بلخ مین بندوبست

گذر جاؤن جیحون سے گر حکم ہو / سپہدار توران سے ہو رزمجو
لکھا شاہ کاؤس نے یہ جواب / کہ سخت پیکار افراسیاب

اگر وہ نہ جیحون سے آیا ادھر / تو ہرگز ادھر کا ارادہ نہ کر
سیاوش بفرمان شاہ جہان / ہوا بلخ مین پھر توقف کنان

آمدن گرشیوز داماد افراسیاب با ہدایہ نزد سیاوش بدرخواست صلح و آزردگی کاؤس و طلب سیاوش

جہان تاب جب [illegible] وہان / گئے جب وہ گرشیوز و تازیان
گذارش کیا اوسنے احوال جنگ / یہ سنکر اوڑا اوسکے چہرے کا رنگ

تھا جو ہمین شب وہ افراسیاب / تو ناگاہ آیا نظر ایک خواب
ہوا ہول سے اوسکے گرم فغان / سنا جب تو گرشیوز آیا وہان

یہ پوچھا کہ اے سرور نامور / تجھے خواب میں اب پڑا کیا نظر
جو کہا بارگی تو خروشان ہوا / ہراسان ہوا دل پریشان ہوا

یہ کہنے لگا اوس سے افراسیاب / کہ اسوقت دیکھا ہی میں نے یہ خواب
کہ اک دشت میں سینکڑوں سانپ ہیں / مری فوج بہی ہے وہان اور میں

نمایان ہوا ابر میں ایک بار / ہوا رخ سے ایران کے آشکار
وہیں باد صرصر ہویدا ہوئی / پہر اوس میں سے اک فوج پیدا ہوئی

کیا سب لشکر کو اوسنے ہلاک / ملایا ہر اک کو تہ خون و خاک
پکڑ کر مجہے لے گئے مردمان / شہنشاہ کاؤس تہا جہان

جوان ایک تہا رشک خورشید و ماہ / وہ بیٹہا تہا نزدیک کاؤس شاہ
اوٹہا وہیں اور کہینچکر اوسنے تیغ / کیا چاک سینہ مرا بیدریغ

ہوا دلکو از بسکہ اوسوقت درد / خروشان ہوا میں اٹہکر د
لگا کہنے داماد افراسیاب / کہ برعکس ہوتی ہے تعبیر خواب

نہ دلمیں ذرا خوف و اندیشہ کر / میسر تجہے ہوگی فتح و ظفر
یہ تعبیر اوسکی نہ آئی پسند / گیا دل سے ہرگز نہ خوف گزند

طلب اوسنے دانشوروں کو کیا / مفصل کہا ماجرا خواب کا
ہوئے سنکے خاموش دانشوران / کہ تہا دلمیں ہر ایک کے خوف جان

دلے ایک نے عہد و پیمان لیا / سپہدار توران نے پہر یون کہا
کہ ہرگز نہ کر قصد پیکار تو / سیاوش سے آشتی ہو صلح جو

وگرنہ خرابی پڑے گی نظر / سپاہ اک ہوجائے نوعد گر
پسند آئی گفتار اختر شناس / عطا کی اوسے نعمت بیقیاس

روان پہر کیا شہ نے داماد کو / سو بادشہزادہ نام جو
فقط نامہ اوسکے حوالے نہ تہا / تحایف بہی انواع وہ لے گیا

گیا جبکہ گرشیوز نام جو / سیاوش اوٹہا وہیں تعظیم کو
وہ تحفے دیا اور نامہ دیا / پئے آشتی اوسنے کی التجا

سیاوش ہوا دیکہکر شادمان / پہر اک بزم آراستہ کی وہان
ہوئی محفل آرا بعیش و طرب / گئی الغرض جب گذر نصف شب

اوٹہا وہیں داماد افراسیاب / ہوا جا کے سرگرم آرام و خواب
سیاوش نے رستم سے پہر یہ کہا / کہ اے پہلوان مصلحت اب ہے کیا

ہوا آشتی خواہ افراسیاب / تہمتن نے سنکر دیا یہ جواب
کہ بدخواہ عاجز ہوا جب کمال / کیا آشتی کا تب اوسنے سوال

دلے سخت مکار ہے بدنہاد / نہیں اوسکے کچہہ قول پر اعتماد
نہ شاہ وہ کو دیجئے یہ جواب / کہ گردان و خویشان افراسیاب

جنہیں ہم کہیں سو وہ آوین یہان / برسم گرو یان رہیں جاودان
تعلق ہے ایران کے جو کچھ کہو / کہ اوس سے بہی اب دست بردار ہو

ہمیں اسطرح صلح منظور ہے / وگرنہ رہ آشتی دور ہے
سحر جبکہ گرشیوز آیا وہان / کیا اوسنے مرکوز خاطر عیان

یہ احوال لکہہ اوسنے قاصد شتاب / روانہ کیا پیش افراسیاب
کیا شاہ توران نے سب قبول / ہوئی آرزوی دلی سب حصول

بخارا و خوارزم اور چاچ بہی / سمرقند و سنجاب کے تہے سبہی
عزیزان و خویشان خرم نہاد / دلیران و گردان و عالی نژاد

تہمتن نے جنکا لیا نام تہا / روان پیش شہزادہ اونکو کیا
ہوا شاد تب شاہزادہ نامدار / تہمتن کو بہیجا سوئے شہریار

لکہا صلح کا شہ کو احوال سب / کئے تحفے توران کے ارسال سب
سنی تہی خبر شاہ نے پیشتر / کہ بدخواہ کو خواب آیا نظر

اوڑے ہوش سے اوسکے ہوش و حواس / سبب دلمیں اوسکے ہی خوف و ہراس
سیاوش کے اختر شناسون نے بہی / کہا شاہ کاؤس سے تہا یہی

کہ تیرا سعادت سے پروردگار / ظفرمند ہوگا تو اسے شہریار
تبہ ہونگی افواج افراسیاب / وہ ہوگا گرفتار رنج و عذاب

حضور شہنشہ جو رستم گیا / کیا ماجرا سب بیان صلح کا
لگا کہنے تب بادشاہ جہان / نہیں صلح منظور اے پہلوان

سپہ پر رستم پہلوان نے کہا
کہ سب جنگ سے صلح بہتر شہا
کہا شہ نے تم صلح کرنے کو گر
تو مین اور کو بھیجتا ہوں ادہر

تہمتن نے آزردہ ہو کر کہا
کہ حاضر رہونگا میں یان خسروا
روانہ کیا طوس کو پھر شتاب
جہاندار نے سوی افراسیاب

کہا کچھ تامل توقف و درنگ
نہ کیجیو ذرا ہو جیو گرم جنگ
سیاوش کو پھر ایک نامہ لکھا
کہ تورانیوں کو یہان لیکے آ

آزردہ شدن بادشاہزادہ سیاوش از کیکاؤس و رفتن نزد افراسیاب و پیش آمدن او بہ تعظیم و تواضع و دادن دختر خود و ملک بخشیدن بہ شاہزادہ سیاوش

پڑھا شہ کا نامہ سیاوش نے جب
ہوا دل پریشان و آزردہ تب
سران سپہ کو بلا کر کہا
کہو سوچکر مصلحت اب کے کیا

دیا سب نے پاسخ کہ بہتر ہے یہ
کر لاؤ بجا حکم کاؤس کے
وہ بولا کہ خویشان افراسیاب
جو وان جاوین تو شاہ عالیجناب

کرے قتل ہر ایک کو ہی یقین
کہ لیں پھر اوسکے ہی بغض و کین
مرے عہد و پیمان کا پھر اعتبار
نہ کوئی کریگا یہان زینہار

سوا اسکے سودا یہی کینہ جو
مری دشمن جان ہے وہ ترشخو
خدا جانے کیا ظالم نابکار
مرے سر پہ لادے بلا ایکبار

نظر آوے جب یہ گزند و ضرر
تو پھر جاؤں کیونکر حضور پدر
یہ دل میں ہے یان چھوڑ کر سب سپاہ
سپہدار توران کی اب لوں پناہ

یہ سنکر سبہت ہو کے اندوہگین
یہ گودرز و بہرام بولے وہین
نہیں مصلحت یہ قرین صواب
کہ بدخواہ تیرا ہے افراسیاب

سمجھ اے ملک زادہ نامجو
کہ ہرگز نہیں اعتماد عدو
دیا شاہزادے نے پھر یہ جواب
کرے گر مجھے قتل افراسیاب

تو بہتر ہے اوس سے کہ لیں زنہار
رہوں میں حضور پدر خوار و زار
یہ کہکر وہیں ایک نامہ لکھا
سو شاہ توران روانہ کیا

لکھا یون کہ اے خسرو نامور
مرا باپ راضی نہیں صلح پر
عوض میری بھیجا اودہر طوس کو
کہ ہو تم سے اب آنکے رزمجو

مرا عہد و پیمان سے ہے استوار
اگر سر بھی جاوے تو ہان زینہار
نہ پھیروں میں سر عہد و پیمان سے گاہ
رکھوں راہ و رسم و مروت نگاہ

غرض کچھ نہیں شاہ کاؤس سے
نہیں ہے مجھے کام کچھ طوس سے
یہ ہے قصد اب زیر چرخ برین
کہیں دور جا کر رہوں میں گزین

نہ پہنچے جہان ہاتھ کاؤس کا
رہوں میں نہ جس جا میں صبح و مسا
بتا دیجیے کوئی ایسا مکان
کہ جا کر کروں میں اقامت وہان

تمہاری عزیزان و خویشان کو اب
کیا میں نے رخصت بعیش و طرب
گیا پڑھکے جب نامہ افراسیاب
لکھا اوسنے نامہ کا پھر یہ جواب

کہ مجھکو سمجھ عہد و پیمان میں چست
تری ساتھ ہی صلح میری درست
دلے وہ ہی کینہ ہی کاؤس سے
وہی جنگ پر خاص ہے طوس سے

کہاں طوس کو تاب اے نیکمرد
کہ ہو آنکے مجھسے اب ہم نبرد
جو منظور رکھکر تو پاس وفا
ہوا ہے مری خاطر پدر سے جدا

تو میں لے کیا تجھکو اپنا پسر
محبت کروں میں بطور پدر
کروں ملکہ فرمانبری روز و شب
تو آ شوق سے یان بفرح و طرب

تو جو چاہے تجھکو دوں اقلیم و دن
زر و گنج و اورنگ و دیہیم و تن
تجھے بعد کاؤس بیدادگر
کروں ملک ایران کا تاجور

دیا نامہ پڑھ شاہزادے نے جب
ہوا بند سے غم کے آزاد تب
وہیں عزم توران مصمم کیا
اور اک نامہ کاؤس کو یہ لکھا

کروں عرض کیا ہی یہ تقصیر یان
کہ پہلے تو ہی شاہ کشورستان
کیا متہم مجھکو سودابہ نے
کیا پر غضب مجھکو سو دینے

یہ چاہا کہ مجھکو کرے تو ہلاک
گیا آخر آتش مین یہ خاکسار
سپہدار توران کو عاجز کیا
عوض مہر کے تو ہوا خشمگین
جو ہی سرنوشت اپنی وہ ہوئیگا
طلب کرکے بولا وہ خورشید جاہ
یہ کہکر ملکزادۂ نامدار
یہ نزدیک تر شہر کے جب گیا
گیا یکسر آراستہ شہر کو
سیاوش سے بولا یہ افراسیاب
سپہدار نے پہر بآئین نیک
تواضع مدارا و تعظیم کی
تو ہے نور پور شہ کیقباد
میسر تفاخر کا سامان ہوا
جہکا کر ادب سے سر انکسار
ہوئی نامدار کی وہان دلپسند تہا
بہت تجہپہ ہے مہربانی شاہ
تو ہو کتخدا اے ملکزادہ آب
کہ ہستی ہی جب جا سوی عدم
جو ویسے شہزادہ سے یون کہا
اوسے دیکے لئے بادل پر صفا
لگا ہنسنے ساتھ اوسکے دستار شاد
فرنگیس ہی دختر افراسیاب
سیاوش یہ بولا کہ اب کیا کیا
طلب کرکے پہر موبد خاص شاد

خدا کا نہ ہرگز کیا خوف و باک
و لیکن بالطاف پروردگار
زر و افسر و ملک اوس نے لیا
توقع مجھے تجہسے اب کچھ نہین
مٹے کب لکھا کلک تقدیر کا
کہ یہ کشور ملک بلخ و سپاہ
روانہ ہوا لیکے نہ صد سوار
خوشی سے وہ آیا وہین پیشوا
بآئین دلخواہ و طرز نکو
تجہے دیکھکر مین ہوا کامیاب
کیا جشن شاہانہ ترتیب ایک
برسم پسندیدہ تکریم کی
جوانمرد و دانا و فرخ نہاد
کہ تجہسا ملکزادہ مہمان ہوا
ہوا وہ پرستندۂ شہریار
سیاوش سے ایکدن اوسنے کہا
وفور محبت سے شام و پگاہ
بسر کر بعیش و طرب روز و شب
تو ہو شاہ ایران بجاہ و حشم
تو اوسنے خوشی سے پذیرا کیا
کیا ساتھ شہزادہ کے کتخدا
نکرتا تہا کاؤس کو گاہے یاد
کہ جیکا نہ جسکے حضور آفتاب
دگر بار ساتھ اوسکے ہون کتخدا
لگا کہنے اوس سے یہ خورشید جاہ

ستارہ شناسون نے جو کچھ کہا
سلامت رہا کچھ نہ ہو انجام کار
بخوبی ہمان آشتی سے بہم
ہوا سخت ناچار مجبور راہ
وہ نامہ سو خسرو نامجو
تہا اب جو آئے طوس آوجہ
وہ دریای جیحون سے گذر آفتاب
اودہر شاہ اور شاہزادہ ادہر
وہ شہر سے تا در شہریار
کیا تو نے توران کو گلستان
دف و بربط و شاہد و جام می
ملکزادہ کا پہر ہوا مدح خوان
نکوروی و خوشخلق و پاکیزہ خو
سنی جب یہ گفتار لطف و کرم
غرض روز و شب عیش گیتی پناہ
کہ تو ہے دل و جان افراسیاب
یہی ہی اب ہے مقرون رازین
بفضل خدا بعد کاؤس شاہ
یہان سے ہی نزدیک ایران زمین
جریرہ کی ہی دختر گلعذار
جو دیکہا رخ دلبر سیمبر
کسی نے سیاوش سے پہر کہا
تو ہو نا کر اوس وقت کا خواستگار
یہ ہی رسم شاہان عالی وقار
کہ مصروف ہے خسرو نامور

وہ زنہار تو نے نہ باور کیا
کیا بلخ کو فتح یان آن کر
دلے تو نہ راضی ہوا اے ستم
سو خانۂ خصم بیٹا ہون آہ
روان کر چکا جب تو بہرام کو
تو کر دیجو اوسکے تفویض سب
گیا الغرض سوی افراسیاب
پیادہ ہو دور سے دیکھکر
ہوا سر یہ شہزادہ کے زرنثار
ہوئی تیرے آنے سے رونق یہان
مہیا تہی عشرت کی ہر ایک شے
کہ مجھے مفخر ہی تو اے جوان
حقایق شنو عاقل و راستگو
ہوا شاد شہزادۂ جم حشم
فزون تہا سیاوش کا اعزاز و جاہ
ہوا جب سے مہمان افراسیاب
کہ اس شہر مین ہو کے مسکن گزین
تو ہے وارث تخت و تاج و کلاہ
نہ زنہار جا روز و شب اب کہین
کہ گل چہرہ تہا نام رشک بہار
ہوا خوش ملکزادۂ نامور
کہ ساتھ اور کے کیون ہو کتخدا
تو دیتا خوشی سے تجہے شہریار
کہ زن چاہیے سو تجہے تین چار
مری پرورش مین مثال پدر

عجب کیا جو دی اپنی دختر مجھے — کہ ہے سب سے رتبہ تو برتر مجھے
حضور سیاوش پھر آیا وہین — وہ مژدہ خوشی سے سنایا وہین
تری ہوا جازت تو اے دلربا — فرنگیش کے ساتھ ہون کتخدا
یہ بہتر ہی ہمکو بھی اے نامجو — کہ تو شاہ توران کا داماد ہو
یہ کہکر خوشی سے وہ گلرخ شتاب — سوی خانۂ شاہ افراسیاب
ہوئی جا کے گلچہر خدمت کنان — ہوا اوس سے ہر ایک شادان وہان
فرنگیش کی مان نے سونپا اوسے — ہوا خواہ دختر کا سمجھا اوسے
کیا کتخدا رسم و آئین سے — فرنگیش کو ساتھ شہزادہ کے
کہ جسکا نہین ہو سکے یان بیان — سوا اسکے ہوکر بہت شادمان
سنی جبکہ کاؤس نے یہ خبر — کہ وہ بادشہ زادۂ نامور
ہوا یہ پسر کی جدائی کا درد — کہ ہر دم لگا کھینچنے آہ سرد
سپہدار توران سے پرخاش کا — ارادہ جو کاؤس کے دل مین تھا

کہا جا کے موبد نے سلطان پاس — پذیرا کیا شہ نے یہ التماس
ہوا شاد شہزادۂ نامور — کہا جا کے گلچہر سے یون مگر
دیا سنکے گلچہر نے یہ جواب — نہ راضی ہوئین کیجیے اب شتاب
بسان کنیزان لیل و نہار — فرنگیش کی ہو نہین خدمتگذار
گئی لیکے اسباب شادی تمام — فرنگیش کی مان ہوئی شادکام
پھر اپنی طرف سے بھی اسباب سب — بصد شادمانی و عیش و طرب
رہا سات دن جشن شاہانہ وان — بصد حشمت و جاہ و توقیر و شان
دُر و لعل و اسپان و فیلان و زر — جہیز اوسکو وان سے ملا اسقدر
دیا شہ نے اوسکو دیار ختن — گیا لطف سے شہریار ختن
گیا بلخ سے سوی افراسیاب — ہوا شاہ کے دلکو اک اضطراب
خفا ہو کے شہ سی سوی سیستان — روانہ ہوا رستم پہلوان
رکھا شہ نے موقوف اوطوس کو — لکھا یون کہ پھر آ تو اے نامجو

رفتن شاہزادۂ سیاوش طرف ختن و باعث ناموافقت آب و ہوا و روانہ شدن طرف دریاے گنگ و طیار نمودن قلعہ سنگین و دیگر مکانات رفیع و دلپسند و حسد بردن گرشیوز داماد افراسیاب و ورغلانیدنش افراسیاب را و کشتہ شدن سیاوش از دست افراسیاب

سیاوش ملک زادۂ نامجو
فرنگیش کو لیکے با فر و شان — گیا سوی شہر ختن شادمان
نئین کئے مرزبان جا بجا — کہ ہو وہ جہان خوب آب و ہوا
لب گنگ اک جا دلچسپ تھی — ملکزادہ کو آ کے دی آگہی
بنایا وہان ایک حصن حصین — حضور اوسکے تھا بت چین زمین
ہر اک جا بھی انواع نقش و نگار — بصد رنگ وان جلوہ گرتی بہار
سپہدار کاؤس عالیجناب — تپنگ و سپہدار افراسیاب
لکھی سب کی صورت بخوبی وہان — بنا ہر مکان غیرت گلستان

غرض سپہدار توران سے ہو
ہوا جبکہ رونق فزاے ختن — نہ ہرگز خوشش آئی ہواے ختن
خبر دو کہ مسکن گزین جا کہون — بآرام عیش و طرب وان رہون
کہ ہر اک مکان مثل باغ جنان — ملکزادہ نے کی سکونت وہان
بناے درون حصار بلند — مکان تہا دلچسپ و خاطر پسند
کیومرث و جمشید فرخ نہاد — فریدون منوچہر اور کیقباد
نریمان و ہم رستم و سام و زال — بیٹھتے تھے گردان باہمی و حال
سنی شاہ توران نے یہ جو خبر — تو بیٹھے وہان اور اہل ہنر

سو اوسکے سبب بہت مال گنج — حضور ملکزادہ بیدرد و رنج
پریچہرہ گل شہر رشک چمن — کہ تہی حاملہ وقت نوم ختن

سیاوش ملکزادہ اسواسطے — گیا چھوڑ رہنا باپ کے گہر اوسے
ہوا اون دنون اوس سے پیدا پسر — کہ تہا حسن مین رشک شمس و قمر

سپہدار توران ہوا شاد کام — رکھا پہر خوشی سی فرود اوسکا نام
وہین طفل کے ہاتھ کو زعفران — لگا اور پنجہ کا اوسکے نشان

حضور سیاوش روانہ کیا — تحایف بہت بہیجا اوسکے سوا
گیا لیکے گرشیوز نامدار — بعلم سپہدار توران دیار

سیاوش سے رکہتا تہا وہ بغض و کین — یہ چاہی تہا کمبخت بیداد و دین
کہ شہزادہ رہونہ اس شان سے — نکلجاوی اقلیم توران سے

سے لیکنہ سینے مین پوشیدہ تہا — بظاہر تہا مداح شہزادے کا
گیا تہنیت نامہ وہ لیکے جب — ہوا شاہزادہ قرین طرب

بہت ساتھہ اوسکے مدارا کیا — نہ آیا وہ دیتک دلے پیشوا
بزرگی و خوردی کا آداب دان — نہ لایا بجا وہ ثریا نشان

تو پہر دلمین اوسکے ہوئی اوسکی کد — زیادہ ہوا اور کین و حسد
وہ رخصت ہونا ساکا لیکے جواب — گیا پاس سے جب پیش افراسیاب

تو ظاہر کیا یون کہ اے تاجدار — سیاوش سی غافل نہو زینہار
نہین وہ سیاوش جو تہا پیشتر — بیان کیا کرون اوسکا مین کر و فر

دماغ اوسکا نخوت سے یکسر بہرا — ملی سیری تعظیم اوسنے ذرا
فراہم بہت کی اب اوسنے سپاہ — وہ رکہے ہی دلمین خیال تباہ

اطاعت سے تیری نہین اوسکو کام — یہی سوچتا ہی وہ ہر صبح و شام
کہ ہی ملک توران مین برپا فتن — خبردار اے شاہ والاتبار

سخنہاے باطل کو افراسیاب — سمجھ اور رکھا بس وہین پیچ و تاب
وہین اپنے دلمین یہ لایا خیال — کہ شہزادکو یان سی پہنچی کلال

لگا کہنے یون شاہ توران زمین — کرون اوسکو ضایع تو لازم نہین
سپاہ جنگجو کوئی لاوے اپنے حضور — دغا ساتھہ اوسکے ہی دانش سے دور

مناسب ہے یہ اور بہتر یہ ہے — کہ بہیجون اوسے پیش کاؤس کے
سنی جب یہ گفتار افراسیاب — تو کمبخت نے پہر دیا یہ جواب

کہ دیکھا سیاوش نے توران دیار — سب احوال یانکا ہوا آشکار
یقین ہے کہ رستم کو لاوے یہان — کرے ملک تسخیر سب بیگمان

یہ ہی مصلحت اے شہ ارجمند — کہ رکہئے سیاوش کو اب کرکے بند
بہانہ سے اوسکو طلب کیجئے — نہ تاخیر کو راہ اب دیجئے

یہ سنکر لگا کہنے افراسیاب — کہ پیش سیاوش تو پہر جا شتاب
ولاسا اوسی دیکے اب لا یہان — غرض لیکے نامہ ہوا وہ روان

سیاوس کو نامہ یہ دیا جاکے جب — کہا پڑہکے اوسنے یہ با صد طرب
کہ پیش شہنشاہ والا جناب — سر و چشم سے جاؤنگا مین شتاب

یہ سنکر وہ گرشیوز بدنہاد — یہ سوچا کہ گر یہ گرامی نژاد
روانہ ہو پہنچے شتابی وہان — تو باطل مری بات ہوجائیگی یان

فریب اوسنے اسطرح وہین کیا — یہ شہزادہ نامور سے کہا
کہ جانا مناسب نہین اے جوان — وہ بولا کہ کیا واسطہ کر بیان

وہ خاموش رہا پہر یہ پاسخ دیا — قسم دیکے شہزادہ نے پہر کہا
زبان تک سخن کو ذرا لائیے — حقیقت ہی کیا مجہسے فرمائیے

سیاوش کو اوسنے دیا یہ جواب — کہ ہی بدگمان شاہ افراسیاب
تو ہی اک ملکزادہ باتمیز — مری جان سے اور دل سے عزیز

نہین جانتا زیر چرخ بلند — کہ بہیجے تجہے تو ہی جان کو کچھ گزند
سیاوش نے سنکر یہ پاسخ دیا — کہ سلطان نے داماد مجہکو کیا

نہین ہی گمان یہ مجہے زینہار — کہ مجہپر کرے کچھ ستم شہریار
یہ سنکر وہ بدکار کہنے لگا — کہ اغریرث اوسکا برادر جو تہا

کیا کسطرح اوسکو شہ نے ہلاک — خدا کا نہ ہرگز کیا خوف و باک
فراہم کیا تو نے لشکر یہان — شہنشاہ توران ہوا بدگمان

ارادہ یہ اوسنے مصمم کیا
نہ بولا کہ ہون بر سر راستی
مگر چل اب تو ہی گر ہوشیار
یہی مصلحت ہے کہ اب جاؤن جہان
غرض رفتہ رفتہ یہ پایا قرار
کہ اے نامور بادشاہ جہان
ذرا بھی شفا ہو تو با چشم تر
حضور شہنشاہ توران دیار
ذلیل اوسنے مجھکو کیا ہے سخت
کہا یون کہ ہرگز نہ جاؤن وہان
گیا اوسطرف شاہ لیکر سپاہ
ہوئی راست نزدیک اوسکی تمام
فرنگیش یہ سنکے گریان ہوئی
کہا اوسنے چل تو بھی اے دلربا
مجھے چھوڑکر یان روانہ تو ہو
روانہ ہوا اور کہا یہ سخن
یہ سنکر خبر شاہ افراسیاب
ہوے سر بسر قتل ایرانیان
شجاع و دلیر و قوی ہے یہ مرد
یہی مصلحت ہے کہ یکسر سپاہ
بہلا قتل یان کسلئے کیجئے
تو پھر قتل کا حکم شہ نے دیا
روان ہوکے پھر وان سے افراسیاب
فرنگیش آئی حضور پدر
کہ ایران سے آکے اے بادشاہ

کہ کھینچے تجھے زیر چرخ جفا
غلط شاہ سے ہے گمان بدی
وہین مین ملاکے نہ جا زینہار
بجا لاؤن فرمان شاہ جہان
کہان لکھئے عذر آنیکا ایکبار
یہی آرزو ہے کہ حاضر ہون ان
قدمبوسی حاصل کرون آنکر
جو پہونچا تو بولا کہ ای شہریار
کہ یعنی بلایا مجھے زیر تخت
جو چاہے کرے بادشہ بیگمان
کہ تا شاہزادہ سے ہو کینہ خواہ
لگا کہنے شہزادہ ذو الکرام
کمال اوسکی خاطر پریشان ہوئی
فرنگیش نے تب یہ پاسخ دیا
سلامت تو بیجا غرض جان کو
کہ پیدا الپسر گر ہوا اے سیمتن
مقابل سیاوش کے پہونچا شتاب
رہا ایک تن بھی نہ زندہ وہان
دلیری و مردانگی مین ہے فرد
کرے تیر کا اوسکو آماج گاہ
مگر زندہ اوسکو پکڑ بہیجئے
تو یون پہلوان پیلسم نے کہا
مکان پر سیاوش کے آیا شتاب
پراگندہ گیسو و خستہ جگر
سیاوش تری پاس لایا پناہ

کیا مینے یہ راز تجھسے عیان
لگا کہنے گرسیوز بدنہاد
سیاوش نے سو سو طرح سے کہا
ولے اوسنے ہر بات کو رد کیا
فریب عدو وان ہوا کارگر
ولیکن فرنگیش رنجور ہے
نہ گرسیوز مدبر و کینہ جو
سیاوش ملکزادہ مغرور ہے
نہ ہرگز پڑھا نامہ کو ایک بار
سنی شاہ توران نے جب یہ بات
سیاوش نے جسدم سنی یہ خبر
کہ جاتا مین گر پیش افراسیاب
سیاوش سے بولی کہ اے نامدار
کہ اب بیجا ہے حمل مجھکو ہے
سواران جنگ آزما یکہزار
تو گیخسرو اوس طفل کا رکہنا نام
ہوا اسدم ہین گرم بازار جنگ
سیاوش کو جو اسپ آخر کیا
سیاوش کے نزدیک ہو جائیگا
سپہ نے کیا رحم اور یون کہا
ہجوم آخرش لاکے مرد دلیر
کہ شہزادہ کے قتل مین زینہار
ہوا دیکھ یہ حیران وہ سارے مکان
خروشان و گریان تن چاک چاک
کیا قصد کیون اوسکے قتل کا

ولے دلمین اپنے تو رکھیو نہان
کہ اے نامدار گرامی نژاد
کہ وسواس ہرگز نہین ہے بجا
کہ تھا دشمن جان وہ شہزادہ کا
لکھا نامہ شہزادہ نے زود تر
تو ناچار بندہ یہ مجبور ہے
روانہ ہوا اوان سے لے نامہ کو
دماغ اوسکا اب عرش سے دور ہے
نہ سیر اسخن کچھ سنا زینہار
ہوئی مشتعل آتش غضب
تو گفتار گرسیوز حیلہ گر
تو بیشک مجھے قتل کرتا شتاب
گریزان ہوا اب سوے ایران دیار
کرونگی مین کیونکر بہلا راہ طے
لئے وان سے ساتھ اور وہ نامدار
اوسے دیکھکر رکھیو تو شاد کام
ہوا کارزار خنجر و تیغ و خدنگ
سپہدار توران نے پھر یون کہا
تو بس جان کو اپنی دے آئیگا
سیاوش سے اے نامور بخت یا
سیاوش کو بس لیگیا کر اسیر
نہین چاہئے جلدی اے شہریار
کہ تیرے یہ تقلم غیرت گلستان
لگی کہنے یون با دل دردناک
ستم پیشہ یہ کہا کیون روا

نہ کر خستہ و خوار مجھکو تو یان
سمجھ بات کو اور ہست کردہ کام
ہوئی گرچہ زاری کنان شک ماہ
فرنگیس آخر ہوئی نا امید
یہ کہنے لگی ہو کے زاری کنان
خدا جانے کیا شہ پہ آئی بلا

برائے خدا بخش اسکی تو جان
کہ نفرین کرے خلق تجھپر مدام
ولے بر سر رحم آیا نہ شاہ
ہوئی بس شب تیرہ روز سفید
کہ آیا وطن چھوڑ کے تو یہان
جواب عہد و پیمان سے پھر گیا

کہ دنیا کا ہرگز نہین اعتبار
ابھی رستم و زال بھی زندہ ہے
نہ خاطر مین لایا ذرا اوسکی بات
حضور سیاوش گئی ماہرو
رکھا شہ نے تجھکو بسان پسر
ترے خون پر اب باندہی کمر

نہ دم کا بھروسا ہے کچھ زینہار
سر تخت قایم ہے کاؤس کے
اوٹھایا نہ خون سیاوش سے ہاتھ
کہ دیدار آخر کی تھی آرزو
اوسے تو نے سمجھا بجائے پدر
خدا کا نہ ہرگز کیا کچھ خطر

مجھے باپ سے یہ نہین تھی امید ۔ کہ مجھ سے مین لرزان ہون مانند بید
خدا تیری مشکل کو آسان کری ۔ دل بدسگالان ہراسان کری

غرض وہ سر روز اک پہلوان ۔ بحکم سپہدار آیا وہان
سیاوش کو میدان مین وہ لیگیا ۔ سیاوش پہ دل پل سم کا جلا

گیا ساتھ اوسکے وہ گریہ کنان ۔ سیاوش ہوا پہر مناجات خوان
کہ پیدا کرے داور دادگر ۔ مرے تخم سے ایک فرخ پسر

دلیر و جوانمرد جویاے نام ۔ کرے دشمنون سے مرا انتقام
پہر اک طشت قاتل نے لاکر رکھا ۔ کیا تن سے شہزادہ کا سر جدا

کیا سر کو آویختہ پہر شتاب ۔ بحکم سپہدار افراسیاب
روان خون اوسکا زمین پر کیا ۔ ہوئی خون سے روئیدہ وان اگ گیا

کہ یہ سیاوشان اوس گیا کا ہی نام ۔ اوٹھا تاہی سودا اوس سے عالم تمام
فرنگیش گریان و نالہ کنان ۔ سیاوش کے لاشہ پہ آئی وہان

سپہدار توران کو وہ دردمند ۔ لگی کرنے نفرین بہ بانگ بلند
وہ گرشیوز اوسوقت حاضر تہا وان ۔ سپہدار اوس سے یہ بولا وہان

شتابی فرنگیش کو باندھ کر ۔ تو کر ضرب و شلاق اب اسقدر
کہ گرجاے اوسکا حمل بیگمان ۔ نہ تخم سیاوش کا رہے کچھ نشان

جو حاضر تھے اوس بزم مین نامور ۔ ہوئی دلمین نفرین کنان سربسر
نہ طاقت رکھی تہا کوئی نامجو ۔ کہ مانع ہو اس امر سے شاہ کو

گیا سنکے پیران ویسہ شتاب ۔ کہ تہا دایہ شاہ افراسیاب
یہ بولا کہ اے سرور انجمن ۔ روا رکھ نہ ایذاے بیچارہ زن

کہ مردی سے یہ بات بس دور ہے ۔ کہین بہی نہ ہرگز یہ دستور ہے
جو کوئی کرے وحشت پر ستم ۔ کرے خلق نفرین اوسی دمبدم

فرنگیش خواہان افسر نہین ۔ طلبگار اورنگ و زر نہین
شہنشہ تو ہے پاس خاطر اگر ۔ تو بہیجے فرنگیش کو میرے گہر

کہا شاہ نے یون کہ بیجا اسے ۔ تری واسطے مین نے بخشا اسے
ولے اس سے پیدا ہو جیدم پسر ۔ تو لانا مرے پاس اے نامور

جو شہ نے کہا سو پذیرا کیا ۔ فرنگیش کو اپنے گہر لیگیا
ہوا شاہ پر ظاہر آخر یہ زار ۔ کہ بدبخت گرشیوز کینہ ساز

ہوا فتنہ انگیز از روے کین ۔ سیاوش کی تقصیر تہی کچھ نہین
پشیمان ہوا خسرو نامدار ۔ گرا شہ کی نظرون سے وہ نابکار

ولادت کیخسرو از بطن فرنگیش و خواب پریشان دیدن افراسیاب

فرنگیش بیچاری خستہ جگر ۔ رہی تھی بآرام پیران کے گہر
جو نو ماہ گذرے تو پہر ایک پسر ۔ تولد ہوا حسن مین رشک حور

رکہا نام کیخسرو اوس طفل کا ۔ پہر اندیشہ پیران نے دلمین کیا
کہ بیجاؤن گر پیش شاہ جہان ۔ تو ضایع کرے طفل کو بیگمان

نہ لایا غرض پیش افراسیاب ۔ بیابان مین کودک کو بہیجا شتاب
اودہر خواب مین شاہ توران کو شب ۔ نظر آئی یہ واردات عجب

لیے اک شمع شخص آیا یہان ۔ سیاوش ہی دنبال اوسکے دوان
لیے ہاتھ مین تیغ الماس کار ۔ یہ کہتا ہے وہ سرور نامدار

کہ بیدار ہو خواب سے زود تر ۔ شقاوت یہ ایام کے کر نظر
تہ تخت جشن ہی او روز طرب ۔ کہ پیدا ہوا شاہ کیخسرو اب

ہوا خوف پیدا جو دیکہا یہ خواب ۔ اوٹھا کانپتا شاہ افراسیاب
طلب شہ نے پیران کو دومین کیا ۔ جو حاضر ہوا وہ تو اوس سے کہا

کہ یہ آج مجھکو جو پیدا ہوا ۔ فرنگیش سے پسر پیدا ہوا
کیا اوسنے اقرار تب یون کہا ۔ کہ اوس طفل کو اب سے مرے پاس لا

لگا کہنے وہ اے شہ نامجو ۔ بیابان مین بہیجوادیا طفل کو
یہ سنکر لگا کہنے افراسیاب ۔ کہ یان کیون نہ لایا دیا یہ جواب

ہوا خوف و اندیشہ اوسدم مجھے　کہ ضائع کرے تو مبادا اوسے
ہوا ایک تو ظلم یہ مجھسے آہ　سیاوش کو کشتہ کیا بیگناہ
اور اب دوسرا ناحق اوس طفل کو　کرے قتل گر اے شہ نامجو
تو ایسا نہو پھر کہ آوے بلا　تو ہو دے گرفتار قہر خدا
غرض اس نظر سے مین لایا ہون یہ　اوسے لاکے تجھکو دکھایا نہین
تری بہتری چاہون شام و پگاہ　کہ ہون مین ترا بندۂ خیرخواہ
سیاوش کو جیسے کیا تہا ہلاک　رہے ہے سدا دل تاجور خوفناک
وہ دیکھے تھا خواب پریشان مدام　پراگندہ خاطر تہا ہر صبح و شام
سنی بات پیران ویسہ کی جب　رہا وہ سپہدار خاموش تب
نہ لایا زبان پر سخن کو ذرا　تو پوچھا پھر اوس طفل کا ماجرا
وہ پروردہ ہو کر بیابان مین جب　ہوا اوس برس کا بالطاف رب
تو پیران ویسہ نے بھیجے وہان　ہنرمند دانا و کار آگہان
کرین تربیت تا کہ شام و سحر　سکہاے اوسے الغرض سب ہنر
وہ پیران تہا شہ کا مختار کار　لگا ایک دن کہنے ای شہریار
سیاوش کے فرزند کو مرزبان　بیابان مین ڈالا دی تہی تا کہ وان
نہ زندہ رہے کودک شیرخوار　نہ گردن پہ تیری ہو خون زینہار
ولیکن یہ پہونچی خبر اب مجھے　کہ اوس دشت سے ایک چوپان ہے
خوشی سے اوٹھا لیگیا اپنے گھر　کیا اوسکو پروردہ مثل پسر
مگر لوگ کہتے ہین دیوانہ ہے　شعور و خرد سے وہ بیگانہ ہے
یہ پیران سے بولا افراسیاب　کہ دیکھون مین اوسکو بلاؤ شتاب
دہین پیش کیخسرو ذوالکرام　یہ پیران ویسہ نے بھیجا پیام
کہ دیوانہ بنکر تو یان آئیو　زبان پر پریشان سخن لائیو
غرض لیگئے دشت سے مرزبان　اوسے بالباس شاہی وہان
کیا تاجور کو سلام اوسنے جب　ہوا کچھ سپہدار شرمندہ تب
لگا پوچھنے اوس سے کچھ شہریار　وہ پاسخ لگا دینے دیوانہ وار
کہا شہ نے کچھ طفل نے کچھ کہا　سوال اور تہا اور جواب اور تہا
سنی گفتگو طفل کی اوسنے جب　سپہدار ہنسکر لگا کہنے تب
کہ یہ طفل دیوانہ ہے بیگمان　یہ بولا وہ پیران ویسہ کہ ہان
جو کوئی بیابان مین پروردہ ہو　نہ کیو دن ہو کیون آشنا مجو
کہا شہ نے یہ طفل دیوانہ وار　نہین ہے کسی کام کا زینہار
نہین کچھ بد و نیک کا اس سے ڈر　نہین کینہ جوئی کا ہرگز خطر
جو چاہو تو بھیجا کے اس طفل کو　فرنگیس کے اب حوالے کرو
سیاوش کا جو ساختہ ہے مکان　سیان ہے مزار سیاوش وہان
یہ کہدو کہ مسکن گزین جاکے ہو　رکھے پاس آپ اپنے فرزند کو
سنی جب یہ گفتار افراسیاب　تو پیران ویسہ نے اوسکو شتاب
حوالے کیا پس فرنگیس کے　گیا گھر سے پھر اپنے رخصت اوسے
فرنگیس حسدم کہ پہونچی وہان　تو ویران پایا وہ شہر و مکان
ملکزادے کے مشہد پاک پر　جو دیکھا تو روئیدہ ہے اک شجر
فرنگیس و کیخسرو بسہ جبین　ہوے اوسکے سایہ مین مسکن گزین

خبر یافتن شاہ عالیجناب کیکاؤس

از کشتہ شدن شہزادۂ والاتبار سیاوش و طلبیدن رستم پہلوان از زابلستان و عزیمت تہمتن بافوج گران برائے انتقام سیاوش طرف توران و جنگ با افراسیاب و فتح یافتن و ہفت سال در توران ماندن

سنی شاہ کاؤس نے یہ خبر　کہ ترکون نے کاٹا سیاوش کا سر
ہوا اوسکے دلگیر و اندوہگین　کسی کو روانہ کیا پھر وہین

کہ رستم کو زابل سے لے آئے یان
سیاوش کا اوسکو ہوا یہ الم
گیا اس سبب سے وہ یانسو نکل
وہ بولا کہ اے شاہ آفاق گیر
یہ بدکیش ہے سخت بیداد گر
کیا قتل و ان اوسنے سودابہ کو
کرون قصد اب سوے افراسیاب
دلیران و گردان ایران دیار
وہ پہونچے جو سرحد مین تورانکی
ہوے وقت پیکار کے وہ جوان
عزیز دل شاہ افراسیاب
گہ رزم سرخہ کو کرکے اسیر
لیا طوس نے خنجر تیز جب
تصدق مین شہزادہ کی روح کے
کرے ہیہ الحاح و زاری بیان
نہ ہرگز کرون رحم ای پہلوان
وہین پھر سر سرخہ روسیاہ
گئی جب خبر پیش افراسیاب
غرض لیکے پھر لشکر بیحساب
دو لشکر مقابل ہوے جب وہان
کرون جا کے مین ساتھ رستم کے جنگ
تو مین مملکت نصف بخشون تجھے
اگر ساتھ اوسکے کرون کارزار
یقین ہے کہ یہ پہلوان دلیر
عنایت کیا اور کہا یون کہ ہان

یہ سنتے ہی وہ رستم پہلوان
کہ قاصر ہی جسکے بیان سے قلم
گیا بلخ سے یعنی سوے اجل
تو اسکا بھلا کیون ہے فرمان پذیر
کرون تن سے اوسکے جدا آج سر
یہ بولا ذرا دہ شہ نامجو
قیامت کرون جا کے برپا شتاب
گئے پھر و رستم نامدار
مقابل ہوا ایک گرد آن کے
ہوا قید ہستی سے آزاد وان
پے جنگ و پیکار آیا شتاب
حضور پدر لے گیا وہ دلیر
یہ کہنے لگا طوس سے سرخہ تب
مجھے بخش اور رہ گذر خون سے
کہے تو اسی جان دون امان
کرون قتل تر کو نکو یاد ن جہان
روانہ کیا پیش کاؤس شاہ
کیا گریہ اوسنے مثال سحاب
روانہ ہوا شاہ افراسیاب
ہوا گرد سے مہر تابان نہان
کرون غرق خون اوسکو اب بیدرنگ
اور اک دختر مہ جبین دون تجھے
تو جا نبرد پیلسم زنہار
کرے وقت پیکار رستم کو زیر
تہمتن سے جاکر جنگ ای جوان

روانہ ہو زابل سے آیا شتاب
یہ بولا کہ تہا اے شہ نامدار
کہا شہ نے سودابہ کمبخت ہی
جو کوئی کہ ہو سرور انجمن
رہا سنکے خاموش شاہ جہان
تہمتن لگا کہنے یہ بعد ازان
یہ کہکر وہین با سپاہ گران
صغیر و کبیر اور پیر و جوان
کہ اوس گرد کا نام آباد تہا
یہ جب شاہ توران کو پہونچی خبر
فرامرز پور تہمتن وہین
کہا طوس سے اوسنے ای نامور
کہ تہا شاہزادہ کا مین دوستدار
سر رحم آیا دہ طوس دلیر
یہ بولا تہمتن خدا کی قسم
شتاب اوسکے تن سے تو کر سر جدا
شہنشہ نے دروازہ پر قلعہ کے
عزیز اوس ستمگر کو تہا دہ پسر
شتابی سے پہونچا پے کارزار
برادر جو پیران کا تہا پیلسم
کہا شاہ نے یون کہ گر تشنہ ہو
یہ پیران نے سنکر گذارش کیا
کہا شاہ نے پیلسم ہے جوان
براق اپنے پھر پیلسم کو تمام
وہین پیلسم سوے میدان گیا

حضور جہاندار کیوان جناب
ادسے خوف سودابہ نابکار
مرا دل تنگ اوس سے اب سخت ہے
یہ لازم نہین ہو جو محکوم زن
گیا پہر شبستان مین وہ پہلوان
کہ اے شاہ شاہنشہان جہان
روان سوے توران ہوا پہلوان
سبہی تشنہ خون تورانیان
وہ یعنی کہ حاکم تہا سنجاب کا
تو شہزادہ اک سرخہ نامور
مقابل ہوا اوسکے از روے کین
کہ مثل سیاوش اوسے قتل کر
بہت اوسکے غم سے ہوا اشکبار
یہ بولا کہ اے رستم شیر گیر
جہاندار کشورکشا کی قسم
یہ سنکر اوسے ذبح اوسنے کیا
کیا اوسکو آویختہ کہنے سے
ہوا اوسکے غم سے بہت نوحہ گر
سوی پہلوانان ایران دیار
وہ بولا کہ اے شاہ کیوان علم
ترے ہاتھ سے رستم نامجو
کہ رستم ہے گرد نبرد آزما
دلیر و قوی بازو و پہلوان
دے اور اک توسن تیزگام
یہ گردان ایران سے اوس نے کہا

گر وہ رستم پیلتن ہے کہان
یہ بولا کہ اک ترک سے آن کر
خروشان ہوا تنے مین جون پیل
ہوا گیو جنگی پہ جب وقت تنگ
پر اوس ترک نے کہینچکر تیغ کین
یہ بولا تو کرتا ہے جسکو طلب
تہمتن سے کہنے لگا پیلسم
تہمتن یہ بولا کہ زیر فلک
یہ کہکر ہوا ترک سے گرم کین
کہا دل مین رستم نے ایسا سوار
کمر بند مین پیلسم کے ہین
سر خاک بدخواہ کو ڈال کر
اسے بخش اب دخت و تاج و سریر
سیاوش کی جان بدہ کی ہے جفا
نہ رستم سے کوئی مقابل ہوا
کہ اے نامداران توران دیار
سپہدار نے پہر یکر کہا
اوسے جبکہ رستم نے مانند کاہ
ہمارا ہوا اب قتل منظور گر
ولے ہمسے ہوگا نہ یہ زینہار
کیا آپ ناچار پہر قصد جنگ
تو اب مجہسے ہو آنکے ہم نبرد
یہ کہکر گیا سوی میدان شتاب
سپہدار نے نیزہ اک آن کر
یہ چاہے تہا پہر رستم ارجمند

جسے لوگ کہتے ہین شیر ژیان
نہ ہرگز لڑے رستم نامور
ہوا گرم کین ترک چالاک دست
تدو کو فرامرز تب بیدرنگ
کیا کینہ خواہون کو زخمی وہین
وہ رستم بہی آیا خبردار اب
یہ ہی شرط مردی کہ تم اوس پہ ہم
سنا ہی کبہی مین نے ہرگز کمک
اور اوس ترک نے تیغ ماری وہین
نہ ترکون سے دیکہا کبہی زینہار
کیا بند نیزے کو ازروی کین
خروشان ہوا رستم نامور
کہ یہ مصلحت ہی بہت دلپذیر
اب اوروں سے تو کیا کریگا وفا
کہ یکسر سپہ کا زبون دل ہوا
کہو دیکہنا آج جنگی سوار
سران سپہ نے یہ پاسخ دیا
اوٹہا زین سے پہینکا سوی قلبگاہ
تو پہیریگا کوئی نہ زنہار سر
جو اوس اژدہے سے کرے کارزار
گیا سوی میدان غرض بیدرنگ
یہ سنکر ہوا خندہ زن شیر مرد
مقابل ہوا اوسکے افراسیاب
جو مارا سر پر رستم نامور
کمر بند مین کرکے نیزے کو بند

یہ سنکر وہین گیو جنگی سوار
یہ کہکر وہین گیو نے بیدریغ
کمر مین کیا گیو کے نیزہ بند
کیا کرکے تیغ سر افشان علم
ہوئی جبکہ زخمی فرامرز و گیو
یہ سنکر وہین عطف کرکے عیان
کرین جنگ سید انمین اے زینہار
کہا پہر یہ دونون سے پہر جاؤ تم
شکستہ ہوئی لگکے بس خود پر
یہ ترک دلاور ہے چالاک دست
اوٹہا کر اوسی زین سے جون برگ کاہ
کہا یون کہ اے شاہ توران دیار
با سید وخت و زر و ملک و گنج
یہ کہکر سخنہا ے دشوار سخت
سر چرخ پر زرد گر آفتاب
مقابل تہمتن کے ہوویگا دان
کہ تہا پلیسم اک یل نامدار
کسے اب پہر کون ایسا ہے مرد
یہان ہاتہ سے اپنے ہر ایک کو
کہا پہلوانون نے جب یہ سخن
کہا شاہ نے وان بآہنگ بلند
کہا جاکے یون شاہ توران سے اب
ہوئی بارش تیر پہلے وہان
تو جا پہونچی چرم کمر تک سنان
زمین سے سپہدار کو لے اوٹہا

گیا سوی میدان پے کارزار
یہ چاہا کہ کیجیے لوسے زیر تیغ
کہ زین سے جدا ہوویں ارجمند
کیا نیزے کو پیلسم کے قلم
تو پہونچا تہمتن بہی کرکے غریو
وہ آیا سوے رستم پہلوان
نہ ٹہہرین یہان اب یہ دونون سوار
توقف نہ اب درمیان لاؤ تم
ہوا لیکے پردر رستم کا سر
توانا دلیر زور جون پیل مست
گیا جانب قلب توران سپاہ
یہ ہی پہلوان با شکوہ و وقار
یلان کو تو کرتا ہی پامال رنج
پہر اوسنے وہ گرد خیرہ زبخت
جو نکلا تو بولا یہ افراسیاب
رہی سنکے خاموش سب پہلوان
توانا دلیر زور جنگی سوار
کرے جو تہمتن سے جاکر نبرد
تو کر قتل اے خسرو نامجو
تو غمگین ہوا سرور انجمن
کہ اے پہلوان رستم ارجمند
سیاوش کا کینہ بالطاف رب
لگی چلنے باہم سنان بعد ازان
رہا خیر سے نیک جسم جوان
وہین ایک جانب سے ہو ہان گیا

تہمتن نے مارا جو نیزہ شتاب
لگا بر سر اسپ افراسیاب
یہ بیتابی اوسدم ہوئی اسپ کو
کہ بس گر پڑا وہ شہ نامجو
غرض ترک نے رخش کو زود تر
دلیری سے مارا جو گرز آن کر
ہوا رخش اوس گرز سے دردمند
رہا لیک قایم یل ارجمند
لگی ہاتھ فرصت تو افراسیاب
سوار اور گھوڑے پہ ہو کر شتاب
گریزاں ہوا چھوڑ میدان کو
بچا لیگیا اپنی وہ جان کو
دلیری سے پہر رستم پہلوان
ہوا آسوے ہومان جو حملہ کنان
تو ہومان نے لی وانسے راہ فرار
گیا اوسکے دنبال وہ نامدار
دہیں لشکر رستم نامور
تہمتن کے دنبال ہو آن کر
نہ تورانیوں میں رہی تاب جنگ
فراری ہوئے سر بسر بیدرنگ
سہ فرسنگ جوں اژدہای دمان
گئی فوج ایران تعاقب کنان
غرض اسطرح ترک کشتے ہوے
کہ کشتوں کے تا چرخ پشتے ہوے
ہوئی فوج رستم ظفریاب جب
ہوا شاہ توران کو اندیشہ تب
کہ شہزادہ کیخسرو نام جو
پڑے ہاتھ رستم کے ایسا نہو
روانہ کئے بس وہیں مردمان
کہ تا شاہزادے کو لے آویں یہاں
گئے لوگ اور اوسکو لائے شتاب
حضور سپہدار افراسیاب
دعا یا تو پیران ویسہ نے کہا
کہاں رکھئے اوسنے یہ پاسخ دیا
رکہا اوسکو دریائے چین کے ادہر
کہ ہرگز نہیں ہے وہاں کچھ خطر
دیا بہیج شہزادے کو سوے وہاں
کہ تا کوئی اوسکا نپاوے نشان
سپہدار توران کو کرکے تباہ
تہمتن ہوا ملک توران کا شاہ
بہت ملک تسخیر اوسنے کیا
بہت گنج اور تخت و افسر لیا
سران سپہ کے لگا ہاتھ زر
توانگر ہوئی وہ سپہ سر بسر
کیا قتل ترکوں کو بس جابجا
نہ اک ترک واں جز رعیت رہا
جو لیتا کوئی نام افراسیاب
تو رستم اوسے قتل کرتا شتاب
تہمتن بصد فر و جاہ و جلال
رہا ملک توران میں تا ہفت سال
روانہ کیا لشکر بیحساب
بدنبال سلطان افراسیاب
تہمتن نے پہر قصد ایران کیا
طلب کرکے تب گیو کو یوں کہا
کہ اے گیو اب لاکے کر جستجو
تو کیخسرو نام بردار کو
غرض گیو کو کرکے رخصت وہ گرد
فرامرز کو ملک کرکے سپرد
ہوا آسوے ایران وہاں سے رواں
شگفتہ دل و خرم و شادمان
زر و مال و اسپان با زین زر
غلامان ترک اور گنج گہر
گیا لیکے جب پیش کاوس شاہ
بہت خوش ہوا شاہ گیتی پناہ

رفتن گیو بتلاش کیخسرو و نشان یافتن ملکزادہ سعادت و طرف ایران و جنگ با کلبہاد ویران

یل نامور گیو جنگی سوار
بفر ہو وہ رستم نامدار
شتابی سے شبدیز پر کرکے زین
روانہ ہوا آسوے دریاے چین
کسی کو نہ ساتھ اپنے وہ لیگیا
فقط آپ تنہا یا کہ شبدیز تہا
ہر اک جاے لیتا ہوا راہبر
ہوا جادہ پیما یل نامور
ہر اک سے تہا پرساں بترکی زبان
نشان ملکزادہ حیرت نشان
نشان اوسکا کوئی بتاتا نہ تہا
مکاں اوسکا ہرگز وہ پاتا نہ تہا
ہر اک راہبر کو وہ جنگی جوان
کرے قتل تہا دشت کے درمیان
نہ ہو جو بتا کوئی جاکر کہیں
خبر پیش سالار توران زمین
روان ہوگیا گیو جب بعد ازاں
یہ گودرز نے خواب دیکھا بیاں
کہ سکن کا اپنے بتاتا ہے نام
ملکزادہ کیخسرو ذو الکرام
جو دیکھا تو پہر اوسنے وقت سحر
روانہ کئی چند مردم اودہر
کہ تا گیو کے جاکے ہوں رہنما
کہیں ساتھ اب اوسکے صبح و مسا
بتا دیں اوسے اس جزیرہ کا نام
جہاں ہے وہ شہزادہ ذو الکرام
نشاں بان ہوئے زیر چرخ بریں
نہ سکیں ملا گیو اونکو کہیں

لوٹھا تاہر امحنت ورنج و درد
نہ خواب اوسکو تہا اور نہ آرام تہا
کہیں خسرو نامور کا نشان
خیال آگیا دل مین یہ ایکبار
کیا گیو نے رنج پہر اختیار
لگے پوچھنے گیو سے ایجوان
کیا راہ کو گم شکار افگنان
کیا گیو سے یہ اونہون نے بیان
سنا یہ سخن جب تو وہ شیر مرد
کئی دن سے جو گیو بیخواب تہا
اوسے خواب مین الغرض چہوڑ کر
کیا تہا جو دریافت اوسنے اودہر
گل تازہ کا طرہ سر پر ہے ایک
کہا اپنے دلمین اوسے دیکہکر
مگر ہے سیاوش کا فرزند تو
کہ ہے گیو گودرز کا تو پسر
لگا کہنے پر وہ یل نیک خو
مرے باپ کا ایک ایوان ہے
سہم رستم و طوس و گودرزیان
یہ بولا کہ اے خسرو خسروان
پر اک اور بہی عرض ہے خسروا
مفرر سیہ ہوتا تہا اک نشان
سخن سنکے خسرو نے یہ گیو کا
یہ دیکہا تو شادان ہوا پہلوان
کیا اوسکو گہوڑے پہ اپنے سوار

شب و روز تہا گیو صحرا نورد
بیابان نوردی سے بس کام تہا
نہ پایا تو عاجز ہوا پہلوان
کہ پہر چلیئے اب سوے ایران دیار
رکہا سر سوے وادی کوہسار
تو سرگشتہ کیون ہے اکیلا یہان
بیابان مین آگیا ناگہان
کہ پیران کے ہین ہم فرستادگان
ہوا اونکے ہمراہ جادہ نورد
اوسے خواب اون راتکو آگیا
وہانسے وہ غائب ہوے سربسر
روانہ ہوا گیو وقت سحر
کہ در دست پر اوسکے ساغر ہے ایک
کہ شاید ہے وہ خسرو نامور
جہاندار کیخسرو نام جو
یہ سنکر وہین پشت زین سے اوترے
کہ اے بادشہ زادہ نامجو
کہ خوبی سے رشک گلستان ہے
جو آدین تو پہچان لون بیگمان
شکوہ کیانی ہے تجہسے عیان
کہ بازو کو اپنے ذرا کیجیے وا
سر بازوے خسروان کیان
وہین اپنا بازو برہنہ کیا
اوسے تب ہوا وہین سجدہ کنان
جلو مین ہوا گیو خسرو تیار

خورش گور تہی پوشش ہی تہی چرم گور
گیا گیو دریاے جیحون سے گذر
لگا کہنے افسوس کرکے کمال
ہوے مردمی نے اجازت نہ دی
تو وہ چار آکے جاکر ہوے خندہ کس
یہ ترکی زبان گیو نے یون کہا
دے یہ کہو یان تمہارا گذر
خبر لینے خسرو کی جاتی ہین ہم
نمایان ہوی رفتہ رفتہ جو شام
ہوے گیو سے کہ یہ وہ اندیشہ مند
وہ جاگا تو اونکو نہ پایا وہان
پہر اک چشمے پر جاکے پہونچا وہان
عیان ہے جبین سے شکوہ شہی
وہین گیو نے اوسکو کرکے سلام
یہ ہنسکر کہا اوس جوان نے وہین
دیا گیو نے اپنے سر کو جہکا
مجہے تو نے پہچان کیونکر لیا
کہینچی ہے صورت پہلوان تمام
دے اسطرح تو نے جانا مجہے
تری شان سی یہ ہوا آشکار
نشان کیان تا ابد پیدا رہو
کہ تہا یعنی ارث کی وہ کیقباد
برہنہ ہوا جبکہ بازو سے شاد
سپہدار ایران دلاوران کا
وہین طرف ایران کی ہوکر روان

سجا ہے نمک تہا وہان آب شور
نہ مقصد کا پہر ہاتہ آیا گہر
گئی رائگان محنت ہفت سال
حیا نے بہی زنہار رخصت نہ دی
یکایک ہوے آنکے ہمنفس
مجہے شوق ہے بیشتر صید کا
کدہر سے ہو اجاوگے تم کدہر
فلانی جگہ ہے وہ فرخ شیم
تو دیکہا کیا پہر وان نے مقام
کہ ایسا ہوا اوس سے پہونچے گزند
دے خسرو نامور کا نشان
یہ دیکہا کہ بیٹہا ہے اک نوجوان
نمایان ہے یکدست فرہی
گذارش کیا اونکو آکر ذو الاکرام
کہ اے پہلوان مجہکو ہے یہ یقین
اوسے زمین پر من حاصل کیا
تب اوس نوجوان نے یہ پاسخ دیا
بتایا مجہے مان نے ہر ایک کا نام
ہوا نام معلوم کیونکر تجہے
کہ ہے تو ہی کیخسرو نامدار
تشفی کرین خاطر زار ہو
دلیل و رستی و نسل نژاد
نمایان ہوا وہ نشان سیاہ
بیان ماجرا اوسکے آگے کیا
جہان سے ترکستان سے اودیان

فرستادہ پیران کے اوس خیمہ پر گئے جب تو پائی لونہون نے خبر
ہوئے جب نہ مقصد پہ وے کامیاب تو پس پھر گئے سوی پیران شتاب
غرض گیو و خسرو قرین طرب گئے جب فرنگیس کے پاس تب
مبادا کہین مرد مان حسود خبر پا کے پہونچین یہان شل دود
وہان ہین اوراک گروہزاد نام بہت دلپسند اور ہے تیز گام
یہ سنکر گیا گیو جنگی جوان بسوی چراگاہ اسپان روان
سوار اوسپہ ہو کر وہان سے تبھی فرنگیس و کیخسرو و گیو بھی
یہ پیران کو سنکر ہوا اضطراب کہ ضامن تہا وہ پیش افراسیاب
سرصد لیکے ساتھ اپنے مردان کار گیا کر کے یلغر شقاوت شعار
اوسے دیکھکر گیو جنگی سوار ہوا آکے آمادہ کارزار
سنی تھی یہ انحضر شاسون سے بات کہ ہو ویگا کیخسرو خوش صفات
رہیگا یہ محفوظ آفات سے غرض جمع خاطر تہی اسبات سے
ہر اک سمت گھوڑے کو دوڑا رہے تہا نہ ترکون کو خاطر مین کچہ لارہے تہا
پہر اگیو جنگی یہ فتح و ظفر گیا پیش کیخسرو نامور
کہا گیو سے شاہزادے نے یون کیا تو نے بیدار مجھکو نہ کیون
مدد سے شہا تیرے اقبال کی مخالف کی سب فوج پامال کی
ہوئے راہ پیرا وہان سے روان وہ کہا یا جو کچہ ہاتھ آیا وہان
کہا گیو کا جا کے احوال جنگ ملامت کی اوسنے اوسی بید رنگ
وہ گلباد کہتا تہا یہہ باربار نہین سام و رستم سے کم وہ سوار
سپہ لیکے توران سے پھر بکران ہوا آپ پیران بوسیہ روان
سپہدار پیران کینہ پژوہ کہ ہر روز جاتا تہا یکصد گروہ
ہراول تہا اوسکا دلاور لشکن تو بدست گرز نکش وہ پیلتن
نمایان ہوا دور سے جب علم تو سوچی فرنگیس فرخ شیم
جگلباد مین خسرو گیو کو ہوئے جبکہ بیدار وے نامجو
منتشر نہ افواج توران سے کیون بن خیل ترکان گردن طرف گونا

اگر اک گروہ اقلیم توران کا بیان سے ملکزادہ کو لیگیا
فرستادہ گودرز کے پھر وہین گئے پھر کہین گیو پایا نہین
وہ بولے کہ تا خیر کیجے نہ یان ابھی ہو چلے سوی ایران روان
یہان سے ہی نزدیک اک مرغزار کہ اسپان سلطان توران دیار
سیاوش کے گلے کا ہی اک سمند اوسے جاکے لا ای پیل ارجمند
وہین کر کے لایا اسیر کمند نہ تنہا وہ اسپ اور بھی اک سمند
روانہ ہوئے سوے ایران دیار ہوئی ساتھ تائید پروردگار
روانہ کیا اوسنے گلباد کو بدنبال کیخسرو نامجو
ادہر خواب مین تہا وہ بیدار بخت کہ پہونچا ادہر وہ نگونسار بخت
پکڑ گرز اور کہینچکر تیغ تیز بیابان مین برپا کی اک رستخیز
جہان تاجور بادشاہ عظیم بتائید فضل خدای کریم
وہ گرد دلاور پیل شیر نژاد کہ رکہتا تہا اس قول پر اعتماد
جو میدان مین مغلوب ترکان ہوے سراسیمہ یکسر گریزان ہوئے
کیا جنگ کا ماجرا سب بیان ہوا سنکے خسرو تاسف کنان
وہ بولا نہ تہا یہ گوارا مجھے کہ بیچین کرتا جگا کر تجھے
ہوا شاد وان خسرو پاک دین کہا مرحبا و صد ہزار آفرین
گیا جبکہ گلباد پیران کے پاس عیان اوسکے چہرے سے تہا بیم و یاس
کہ اک پہلوان سے [illegible] ن گریزان ہوئے تین سو پہلوان
ولیکن نہ پیران کو تہا کچہ یقین ہوا سنکے یہ ماجرا خشمگین
فرنگیس رشک مہ و آفتاب نہ رکہتی تہی زنہار یلغر کی تاب
تفحص کنان جا کے پہونچا وہان ملکزادہ منزل گزین تہا جہان
وہ کیخسرو و گیو سوتے تہے وان کہ پہونچے وہان جا کے تورانیان
وہ پیران دلیسہ اب آیا ادہر ہمین تاکہ پیچا کے بانہ کر
تو کہنے لگا خسرو نامدار کہ ای پہلوان مین ہی تو ایکبار
وہ بولا کہ اے شاہ فرخ خصال تو ہی نوجوان بلکہ ہے خرد سال

ابھی تو نے پیکار دیکھی نہین
سنا و اگچہ آسیب پہونچی کہین

مری تن مین ہی جب تلک جان زار
یہ شایان نہین تو کرے کارزار

کہا پہر یہ خسرو نے اے شیر مرد
کرونگا مدد تیری وقت نبرد

اودہر تو ہی تنہا اودہر کینہ خواہ
کرے ہے بہت ساتھ اپنی سپاہ

یہ سنکر دیا گیو نے یہ جواب
کہ اے تاجدار ثریا جناب

تہمتن کے مانند مین نے کہین
مدد وقت پیکار چاہی نہین

نہ رستم سے زنہار کمتر ہون مین
ہنر اور قوت مین یکسر ہون مین

بہت اوسنے مان آزمایا مجھے
برابر غرض اپنے پایا مجھے

اور اپنی مجھے دختر یہ جمال
تہمتن نے دی ہو سکے داد ان کمال

لگا کہنے پہر گیو پر خندہ خو
کہ رکھ جمع خاطر تو اے نامجو

مرا خالق بھر دسہ یار ہے
اور اقبال شاہی مددگار ہے

بلندی پہ آکر تماشا تو دیکھ
سر جنگ کرتا ہون کیا کیا تو دیکھ

یہ کہکر وہین گیو جنگی سوار
گیا سوے میدان پیکار زار

اودہر سے پشن لیکے نیزہ بڑہا
ہوا گیو یل سے وہ جنگ آزما

پشن سے لگا کہنے وہ پہلوان
کہ تو کون ہے ٹک بتا اے جوان

دیا پاسخ اوسنے کہ ہون مین پشن
سرافراز گردان یل پیلتن

تو ہی گیو آیا ہے ایران سے
چرا یہ چلا شہ کو توران سے

یہ دزدی تو کرکے کہان جائیگا
یہان سے تو جانے نہین پائیگا

یہ کہکر اوٹھایا جو گرز گران
تو لایا سپر سر پہ وہ پہلوان

لگی ضرب گرز گران اسقدر
روان خون ہوا برتن و سو سر

نہ ہرگز ہلا گیو مرد دلیر
رہا پشت توسن پہ قایم وہ شیر

سپر چھوڑ کر لیکے نیزہ وہین
جو مارا دلاور نے از روی کین

تو جوشن سی کرکے پشن کے گذر
ہوئی کالبد پر سنان کارگر

ہوا غرق خون مین سراپا بدن
ہوئی پست تہ خاک جا کے پشن

وہ پیران دلیر پہر آیا وہین
لگا گیو سے کہنے از روے کین

کہ تو نے مری فوج کو دی شکست
کیا سر بلندونکو یکدست پست

ولیکن خبردار اب اے جوان
کہ مین آن پہونچا بگرز گران

ترے سر پہ لاتا ہون کیا کیا بلا
تہ خاک دیتا ہون تجھکو ملا

زرہ پارہ اور چاک کر پیرہن
عوض اوسکے پہناؤن تجھکو کفن

دیا اوس جوانمرد نے یہ جواب
رہی ہو نہین اے ترک خانہ خراب

کہ مین ہر دو زانو کو تیری چہینے
پکڑ لیگیا تہا رہ کین سے

تری تاب کیا ہے جو میدان مین تو
مرے ساتھ ہو آن کے جنگجو

جہان مین بجز رستم شیر مرد
نہین ہے کوئی بہی مرا ہم نبرد

تہمتن کو دیکھا ہی تو نے وہان
کہ تنہا گئے یازدہ پہلوان

کیا یک شنہ و خستہ گران کے
ہزارون سوار ونکو توران کے

اور اب فوج کو تیری میدان سے
تہ تیغ کہینچون مین اک آن مین

کوئی زندہ اس فوج مین جو رہے
تو پہر کہیو مت مرد میدان مجہے

گرفتار کرکے پہر اے نابکار
تجھے بہیجون سوے ایران دیار

وہان سے مین پہر آون جا کر و فر
جہاندار خسرو کو لیکر ادہر

نہ توران رہے پہر نہ افراسیاب
کرون ملک توران کو یکسر خراب

یہ گفتار جنگی یل نامور
ہوا سنکے پیران کے دل پر خطر

ہوا نا امید اپنی وہ جان سے
لگا کہنے اوس مرد میدان سے

کہ جا در گذر اب تجھے چین کی
رہائی تجھے ہاتھ سو اپنے دی

یہ بولا کہ تو نے تو چہوڑا مجھے
ولیکن مین کب چھوڑتا ہون تجھے

یہ کہکر وہین گیو جنگی جوان
ہوا سوی بدخواہ حملہ کنان

وہ پیران گریزان ہوا بیدرنگ
کہ دیکھی نہ زنہار یارائے جنگ

وہین پہر دلاور نے پہینکی کمند
ہوئی جا کے گردن مین پیران کے بند

ہوے ترک اوسوقت حملہ کنان
لگے چلنے وان تیغ و تیر و سنان

ہوئے اوس جوان کے ذرا جسم پر
کوئی زخم ہوتا نہ تہا کارگر

یہ دیکھو دلیری سہی گرد بلند
کہ اک ہاتھ سے کہینچتا تہا کمند

اور اک ہاتھ سے اوسکے سر دم دبان
کمند اوسکے دی ہاتھ مین وہ جوان
ظفر یاب ہو زیر چرخ بلند
بصد عجز پیران زاری کنان
کہ اے گیو یہ نیرگ ہے دوستدار
کہ کہا اسنے خسرو کو جو ہان کے گھر
شب و روز حاضر تھے خدمتگذار
وگرنہ ہمین شاہ توران زمین
اگر بعد نیکی کے اے پہلوان
غرض اسکی جان بخشی اب ہے ضرور
کہ گلگون کرون اوسکے خون سے زمین
جو ٹپکے ذرا تیرے خنجر سے خون
غرض گیو نے اسطرح سے گیا
حقیقت جو کچھ تھی وہ یکسر کہی
گئے مرزبان سوئے جیحون روان
سپہدار توران کبھی پھر لیدا زان
وہ چلتا تھا ہر روز سہ صد گروہ
گئے رفتہ رفتہ وہ جب گہاٹ پہ
کہا یون سند ہی ترسے پاس گر
گذربان نے پاسخ دیا یہ کہ خیر
کہا گیو نے تب کہ اے نوجوان
گذربان نے پھر یون کہا اے عزیز
کہا یہ گذربان نے پھر گیو سے
سوا اسکے یہ ہے نشان جگر
دلے اور چندین زرہ لیجیے

چپ و راست تھی ضرب گرز گران
گیا پھر پے جنگ تورانیان
گیا پیش خسرو دل ارجمند
وہ لایا تھا عذر خطا بر زبان
مخالف ہمارا نہین زینہار
بد اندیش سے تا نہ پہونچے ضرر
پے خدمت خسرو نامدار
کیا چاہی تھا قتل از روی کین
ہوئی اک خطا اس سے سرزد یہان
نکیجے تو لطف و کرم سے یہ دور
لگا کہنے پھر خسرو پاک دین
تو پھر بیگمان ہو زمین لالہ گون
کہ جسطرح خسرو نے فرمان دیا
ہوئی شاہ توران کو جب آگہی
کیا حکم یون پر گذربان کو ہان
ہو آپ پھر فوج لیکر روان
لئے ساتھ تورانیون کا گروہ
تو جیحون بطغیانی آیا نظر
تو کشتی مین جا شوق سے بیٹھکر
ملیگی نہ کشتی بند کے بغیر
ہمارا خداوند زادہ ہے یہان
حوالے مرے کیجیے یہ کنیز
کہ دو تاج زر اس سے لیکر مجھے
نہ اسکے لئے کیجیے زینہار کد
نہ ہٹ اس زرہ کیلئے کیجیے

وہ پیران کو لایا وہان کھینچکر
مقابل نہ آیا کوئی زینہار
کیا عرض اے خسرو نامجو
ز روی عنایات و شفقت وہین
فرنگیس نے تبھی کہا یون کہ ہان
بخوبی وہان بھیجکر دایہ کو
رہا ہمکو پیران نے خون سے کیا
تو ہرگز نہ رکھ خون اوسکا روا
تو ہرگز شمار اس خطا کا نہین
گذارش پھر اوس پہلوان نے کیا
کہ اک ہاتھ خنجر کے گستاخ کر
رہا کر اوسے سینہ سے بعد ازان
روان ہو کے پیران دل سینہ تاب
تو غم سے ہوئین اوسکی آنکھین پر آب
کہ اس شکل کے ایک زنان مرد دو
ہوا اگر ملغز رشتہ کینہ جو
دلے ہر زمان فضل لطف خدا
گیا گیو وہین گذربان کے پاس
یہ سنکر لگا کہنے وہ پہلوان
مگر تم یہ اسپ سیہ مجھکو دو
نہ دیگا یہ گھوڑا تجھے زینہار
یہ سنکر کیا گیو نے یہ بیان
پھر اوس سے یہ اوس پہلوان نے کہا
وہ بولا کہ اپنی زرہ دے مجھے
گذربان یہ کہنے لگا اے عزیز

جہان شاہزادۂ نامور
ہوئے جادہ پیمائے دشت فرار
کرون قتل پیران بدکیش کو
لگا کہنے یون خسرو پاک دین
یہ اپنا نکوخواہ ہے بیگمان
کیا پرورش اس گرانمایہ کو
شرائط نکوئی کی لایا بجا
کہ یہ ہے سزاوار لطف و عطا
کچھ اسکی طرف سے نرکھ دلمین کین
یہ کہائی ہے مینے قسم خسروا
تو اب کان مین اوسکے سوراخ کر
کہ تا ہو وے یہ سوی توران روان
وہان سے گیا پیش افراسیاب
لگا کرنے افسوس افراسیاب
جدہر جاوین تم قتل انکو کرو
کہ جانے نہ دے خسرو و گیو کو
مددگار تھا خسرو و گیو کا
گذربان لگا کرنے گفتار پاس
سند گم ہوئی راہ مین ناگہان
گذر پھر یہان سے بخوبی کرو
ہمارا نہین اسپہ کچھ اختیار
کہ اوسکی ہے یہ مادر مہربان
نہ دیگا یہ افسر کہ ہے بے بہا
یہ بولا کہ یہ تو نہ دونگا تجھے
طلب کی ہین جو تو نے یہ چار چیز

گران مین سے دو گئے تھے ایک ہی
ولیکن گذربان رہا تند سخت
وہ سمجھا کہ بیہودہ گفتار ہے
پھر آہستہ خسرو سے وہ پہلوان
سپاہ و اکین شاہ افراسیاب
پھر آخر ہوا بادشاہ عظیم
سنی گیو سے جب یہ خسرو نے بات
گذر کر گئے وانسو یا آب بس
پھر اتنی مین پہونچا وہان تل آب
تو وہین گذربان سے کشتی منگا
تو ہرگز نہ جایان سے دریا کے پار
غرض پھر گیا شاہ توران ہین
بجالا وہ لشکر زدہ ان دہان
روانہ کیا پیش کاوس شاہ
گئے پیشوا ہر سہ نامآوران
جب آیا وہ کیخسرو نامدار
وہ لایا بجا رسم عجز و نیاز
کہ اس تخت پر بیٹھ ای کامگار

تو یان سے ہوگا گذار کبھی
لگا کہنے تب گیو فیروز بخت
کسیکی نہین تاب زنہار ہے
یہ بولا کہ اے خسرو خسروان
ہیان کرکے یلغار پہونچی شتاب
فریدون بفضل خدای کریم
تو غیرت مین آیا وہ فرخ صفات
کہ اقبال تھا ہمدم و ہمنفس
کناری پہ جیحون کے افراسیاب
اور اے کاشانے ارادہ کیا
کہ ہے فوج ایرانیان بیشمار
بصد رنج و غم سو کے توران مین
ہوئی بیشتر پھر وہان سے روان
ہوا شاد پھر وہ کیوان کلاہ
گئے اور بھی ساتھ والا سران
ہوا دیکھکر چشم تر شہریار
اد سے حضور شہ سرفراز
وہ بیٹھا تو شادان ہوا تاجدار

لگا گیو پھر کرنے نرمی وہان
کہ ناچار دریا مین آتے ہین ہم
جو اس ژرف دریا سے جاوے گذر
توقف نہین یان مناسب ہے اب
فریدون کو لایا تھا یان کا وہ جب
لگا ورکو اب دے تو دریا مین ڈال
کیا اوسنے جیحون مین گھوڑا روان
گذربان تعجب مین تھے سر بسر
فرنگیس کیخسرو و گیو کو
لگا کہنے مہمان کہ ای بادشاہ
نگہبان تو ملک توران کا
فرنگیس و کیخسرو و گیو جب
کسان و زمیندار کرکے طلب
وہین طوس و گرگین و گودرز کو
جہاندار نے با نشاط و خوشی
اور اس تخت سے پھر بغل مین لیا
طلب کرکے پھر ایک ایک کو
نہ تنہا ہوا خوش شہ بینظیر

کہ لازم تھی ہرگز نہ گرمی یہان
گذربان سے پایاب چلتے ہین ہم
کہ ہے جسمین مرنا ہمین کو خطر
کہ ترکونکا یلغز پڑا ہے غضب
وہ جیحون سے گذرا تھا پایاب جب
کہ فضل خدا سے مبارک ہے فال
فرنگیس اور گیو بھی بعد ازان
ہوے لوگ حیرت زدہ دیکھکر
جو دیکھا شتابان ہوا کینہ جو
ترے ساتھ آئی بہت کم سپاہ
نگہ مقصد اقلیم ایران کا
قلمرو مین ایران کے آتے ہین سب
رقم کرکے اک نامہ بلطرب
کہا جلکے تم پیشوائی کرو
شتابی سے آرایش شہر کی
سر و چشم پر اوسکے بوسہ دیا
لگا کہنے خسرو سے یہ تاجور
ہوئی شاد و خرم امیر و وزیر

کمر بستن ایرانیان باطاعت کیخسرو عالی تبار بموجب حکم شاہ بلند وقار و انحراف طوس از کیخسرو و اغوا نمودن فریبرز پسر شاہ کاوس را و مہیا شدن سامان جنگ فیمابین طوس و گودرز و لشکر کشیدن ہر دو و منع فرمودن کاوس و طلبیدن ہر دو را پیش خود و فرستادن فریبرز و کیخسرو را برای جنگ قلعہ دژ بہمن و

تباہ شدن لشکر فریبرز و فتحیاب شدن شاہ کیخسرو

دلیران و گردان والا تبار
وہ جتنے تھے گردن فرازان مہان

بہ خسرو کہ پور سپہر ہے مرا
جگر گوشہ نور بصر ہے مرا

ہوے وہ ہین خسرو کے فرمان پذیر
سوا طوس کے سب صغیر و کبیر

کہ تو شاہ کاوس کا ہے پسر
سزاوار دیہیم و اورنگ زر

بہت اوسنے اعزاز و اکرام کر
خوشی سے دیا طوس کو گنج زر

کیا جشن گودرز نے اپنے گھر
رکہا اک مرصع وہان تخت زر

بزرگان ایران گئے سب وہان
بفرمان کاوس شاہ جہان

یہ کہنے لگا گیو سے پہلوان
تو اب طوس کو جا کے لے آ یہان

نہ خسرو کے آگے ہین ہرگز جھکین
نہ اوس خنگی کی اطاعت کرین

تو اے گیو یان اوسکو لانا عبث
یہ رنج اوسکی خاطر اوٹہایا عبث

دلاور جوان و نوی جنگ ہے
سزاوار دیہیم و اورنگ ہے

یہ گفتار سن گیو فرخندہ خو
یہ بولا کہ کیخسرو نامجو

ثنا خوان تہا ہر چند وہ پہلوان
ولے طوس ہر دم تہا نفرین کنان

کیا طوس کا ماجرا سب بیان
غضبناک سنکر ہوا پہلوان

یہ کہکر گیا اسپ پہ ہو سوار
سوے طوس خنگی پے کارزار

پسر اور نبیرہ تہے ہشتاد و بست
غرض اس حشم سے گیا سوی دشت

رکہے ساتھ تہا کاویانی درفش
کہ تہا فتح کی وہ نشانی درفش

جو ہو گرم بازار پیکاریان
تو بس کشتہ ہو فوج ایرانیان

ہم دیکھکر جنگجوئی شتاب
کرے قصد ایران افراسیاب

خبر شاہ کاوس کو بہیجئے
کہے شاہ جو کچہ وہ سن لیجئے

جو پہونچا یہ فرمان جہاندار کا
کہ ای گرد گودرز جنگ آزما

مناسب نہین ہے اب اور یون صلاح
کہ تو اور طوس آؤ یان ہے صلاح

کیا طوس نے عرض دین پیش شاہ
کہ ہون جا کر زیبندہ بارگاہ

یہ اوسنے لگا کہنے وہ شہریار
کہ اسے نامداران ایران دیار

تم اسکی اطاعت کرو اختیار
خوشی سے بحکم شہ نامدار

تہی مغز و بے عقل جو طوس تہا
فریبرز سے جاکے کہنے لگا

اطاعت جو خسرو کی تہی ضرور
کہ تو نہین ہے عقل و دانش سے دور

سر چرخ خورشید رخشندہ جب
ہوا جلوہ گر دوسرے روز تب

سر تخت کیخسرو نامدار
ہوا رونق افزا بجاہ و وقار

ولے طوس معقول بدین و داد
نہ آیا تو گودرز فرخ نہاد

کہا گیو جب طوس بولا یہ تب
کری ہے سخن نا بجا بے ادب

وہ ہے عقل و ہوش و خرد سے تہی
نہین ہے سزاوار تاج شہی

فریبرز فرزند کاوس کا
رکہے ہے دلیری و فہم و ذکا

کرون اب مین اوسکی پرستندگی
بجا لاؤن رسم و رہ بندگی

بتدبیر و فرزانگی فرد ہے
دلیر و شجاع و نوی مرد ہے

غرض ہوکے آشفتہ و خشمگین
حضور پدر گیو آیا وہین

بزرگون سے گودرز کہنے لگا
سنا وان جہان سے نشان طوس کا

دلیران جو با شوکت و جاہ تہے
وہ سب دو ہزار اوسکے ہمراہ تہے

گیا طوس بہی سامنے بیدرنگ
سواران خنگی لئے بیدرنگ

مقابل ہوئین جبکہ دونون سپاہ
لگا کہنے تب طوس زرین کلاہ

ہمین کچہ بہی ہرگز نہو فائدہ
اگر شاہ توران کا ہو مدعا

پیام اوسنے بہیجا یہ گودرز کو
کہ پیکار موقوف یکدم رکہو

جو پہونچی شہ نامور کو خبر
کہ گودرز اب چڑہ گیا طوس پر

سپہ بہیجی اب کسلئے طوس پر
خرابی یہ کیون تو نے بانڈہی کمر

گئے طوس و گودرز یان ہم بہم
حضور جہاندار کیوان علم

جو تشنہ تہے شیر شاہی کے آیا تو یان
فریبرز ہو یاد شاہ جہان

کہ ہے پور شاہ خلایق پناہ
یہ سنکر وہ گودرز کہنے لگا
کرے سوچ کو اب سیاوش کی شاد
بسان فریدون فرخ خصال
فریبرز کو ہے یہ طاقت کہان
تو کیون جبل کا کارزار ہوا
کہا طوس نے یون کہ اے شور بخت
ترا باپ تہا مفلس و ناتوان
ہماری جو کی بندگی اختیار
تو سن گوش جان سے کہ کچھ زینہار
مرا باپ تہا کاوہ نیک مرد
فروزندہ کاویانی درفش
یہ طاقت کہان اور تری تاب کیا
اگر تو ہے مرد شجاع و دلیر
کرے تیر جوشن سے تیرا گذر
کہ ناحق سہم کینہ آور نہو
جسے دیکہیے لایق سروری
لگا کہنے شاہنشہ نامجو
نہیں اب اور کرتا ہون تدبیر نیک
بلندہ ایک ذرسین مین بعدبل
کرے فتح جو یہ مبارک وہین
کہ اور اس سے تدبیر بہتر نہین
فریبرز کو شہ نے رخصت کیا
ہوا ہر دم ہوتی تہی آتش فشان
تو لیکن ور وز نہ آیا نظر

وہ ہے وارث تخت و تاج و کلاہ
سیاوش میین پوچہا شاہ کا
تدبر ہاتھ سے رسم و آئین وداد
لگا ور کو دریای جیحون مین ڈال
کہان یہ دلیری یہ جرات کہان
مگر تجہکو اے طوس سودا ہوا
تو کہتا ہی کیا اے مخنہای سخت
غریب ایک آہنگر اصفہان
ہوا تب وہ سردار عالی تبار
نہین مجہکو آہنگری سے ہے عار
تہور مین یکتا دلیری مین فرد
وہ کاوہ ہی اے طوس جنکی درفش
جو ہو ساتھ میرے تو جنگ آزما
تو مین ہون شجاعت کے بیشے کا شیر
سنان میری توڑے جبل کا جگر
نہ بولو زیادہ بس اب چپ رہو
سزاوار شایستہ برتری
کہ دونون ہین یکسان مرد و برد
کہ خوشنود و راضی ہو جس سے ہر ایک
سر کوہ نزدیک دریای نیل
اوسے بادشاہی ایران زمین
یہ سنکر فریبرز بولا وہین
سپہ لیکے طوس اوسکی ہمرہ گیا
ہوئی سوختہ وان بہت پہلوان
ہوئی فوج جنگی تبہ سر بسر

نبیرے کو شاہی حضور پدر
ہوا کشتہ ناحق وہ بیچارہ آہ
کرے یعنی خسرو کو اب بادشاہ
دلیرانہ آیا وہ عالی تبار
دلیران مجلس شہ دادگر
یہ سچ ہی کہ نوذر کا ہی پور تو
ہوا مجہسے گستاخ یون ہی غضب
نہ سردار زادہ نہ فرزند شاہ
دیا وہین گودرز نے یہ جواب
کہ خوبی لشکر کی ہے مردانگی
کیا عہد ضحاک کا اوسنے چاک
کہ جسکا پسر مین ہون جنگی سوار
کہا طوس نے اے سرافراز پیر
گران کوہ سا گر ترا گرز ہے
ہوئی جبکہ باہم یہ گفتار سخت
یہ گودرز بولا کہ سمجھے طلب
ولیعہد شاہا اوسے کیجیے
کہ دونمین جو رتبہ بلند ایک کا
یہ کہکر گیا شہ نے اونکو طلب
نکلتی ہی آتش وہانسے مدام
یہ کی جبکہ گفتار کاوس نے
مجہے پہلے اے بادشہ حکم ہو
وہ پہونچی جو نزدیک حصن حصین
کیا بستہ یک ہفتہ گرد حصار
فریبرز اور طوس ہو تفتہ جان

نہین ہو پہنچے زنہار اے نامور
سنا سب نہی ہی کہ کاوس شاہ
کہے ہے وہ سزاوار تاج و کلاہ
کیا کچہ نہ خوف و خطر زینہار
ہوئے تابع خسرو نامور
تو دیوانہ ہے اور وہ تہا تندخو
مگر آپ کو یون گیا بہول اب
نہ زنہار تہا صاحب عز و جاہ
کہ خاموش اے طوس خانہ خراب
ہنرمندی و خلق و فرزانگی
نہ لایا ذرا دل مین کچہ خوف و باک
مرا تیر و نیزہ ہے جوشن گزار
یہ گفتار تیری نہین دلپذیر
مری تیغ بہی آب البرز ہے
لگا کہنے تب شاہ فیروز بخت
فریبرز خسرو کو پاس اپنے تب
بلندی و جاہ و حشم دیجیے
تو پہر دوسرا جیسے ہووے خفا
وہ جب آئے اون سے کہا اونسے تب
اور اوس قلعہ مین دیو کا ہی مقام
کہا تب یہ گودرز اور طوس نے
کہ جا کر کرین فتح اوس قلعہ کو
تو دیکہی زمین سر بسر آتشین
تردد کیا خوب لیل و نہار
پہر آئے حضور شہنشہ وہان

شہنشہ نے بعد اوسکے با کروفر | کیا وہین خسرو کو رخصت اودہر
سپاہ گران ییکے پہونچے وہ جب | کہی نے ملکزادہ کو وقت شب
تبا خواب مین اسم اعظم دیا | خدا نے بغرض رحم اوسپر کیا
ہوا جبکہ بیدار وہ نامجو | رقم کر کے کاغذ پہ اوس اسم کو
لگا کہنے یون پہلوان سے کہ ان | سر نیزہ اب باندہکر اسجوان
تو رکہہ اوسکو دیوار پر قلعہ کی | کہ تا کار مشکل ہو آسان ابہی
جو کچہ اوسکو خسرو نے فرمان دیا | وہی گیو جنگی نے اوسدم کیا
وہ کاغذ رکہا جبکہ دیوار پہ | ہوا ظاہر اک ابر تاریک تر
بلند اک ہوئی بانگ اوسدم وہان | کہ جسطرح سے رعد کا ہو فغان
شکستہ ہوا جب جادو سے سخت | لگا کہنے تب خسرو نیک بخت
کہ یکبارگی تیرباران کرو | توقف کو اب راہ ہرگز نہ دو
لگی ہونے پہر بارش تیر وان | ہزارون ہوئے دیو تسخیر وان
نمایان ہوئی روشنی و ہمدم | ہوئی دفع وان تیرگی یکقلم
در دز نمایان ہوا تب وہین | گیا قلعے مین خسرو پاک دین
ہوا قلعہ تسخیر با گنج و زر | ہوئی ہمقرین آکے فتح و ظفر
بنا ایک خسرو نے گنبد کیا | کہ رفعت سے وہ ہمسر چرخ تہا
پہر اک سال کے بعد خسرو گیا | حضور شہنشاہ کشورکشا
وہان سے سپہدار عالیجناب | گیا جانب ملک افراسیاب
کیا فتح اوس قلعہ کو بہی وہین | بفضل خدائے جہان آفرین
ہوا شاہ کاوس پس دیکہکر | لگا کہنے اے خسرو نامور
سپہر خلافت کا نیر ہے تو | سزاوار اورنگ و افسر ہے تو
جہاندار کاوس فیروز بخت | جو سمجہا کہ زیبا ہے خسرو کو تخت

برتخت نشاندن کاوس خسرو را و ممتاز ساختن و کمر بستن او بر توران

بٹہایا جہاندار نے تخت پر | رکہا سر پہ خسرو کے دیہیم زر
کیا حکم پہر یہ کہ سب نامدار | اطاعت کرین اسکی لیل و نہار
یہ فرما دیا جبکہ کاوس نے | تو وہین فریبرز او طوس نے
اطاعت سے خسرو کی پہرا یہ سر | لگے چاکری کرنے شام و سحر
سپہدار گستہم خوش نہاد | ہمیشہ تہا مصروف انصاف و داد
سبہی اوس سے راضی تہا لشکر تمام | رعیت تہی آسودہ و شادکام
پل نامور رستم و زال زر | ہوئے شاد و خرم یہ سنکر خبر
وہین بادل خرم و شادمان | ہوئی سیستان سے اودہر کو روان
جو نزدیک پہونچی تو با صد طرب | گئے پیشوائی کو سردار سب
جب آیا قرین رستم نامدار | اوٹہا تخت سے خسرو نامدار
کہا یون سیاوش کا تو دایہ ہے | ہمارا بزرگ اے گرانمایہ ہے
مددگار میرا ہو شام و سحر | کہ دونون چلکے ترکون سے خون پدر
بہم ملکے دونون ہوئے اشکبار | یہ کہنے لگا رستم نامدار
کہ ہون مین ترا بندۂ کمترین | تو ہی شاہ شاہان روئے زمین
ہوا زال سے پہر بغلگیر شاہ | لگا کرنے شفقت جہانگیر شاہ
تہمتن نے خسرو کو تحفے دیے | بہت پیشکش لعل و گوہر کیے
گئے پیش کاوس روز دگر | بہم خسرو و رستم و زال زر
کیا شاہ نے جشن وان ایک | با آئین فرخندہ و طور نیک
وزیر و امیران و شہزادگان | گئے سب بزرگان ایران وہان
ملک سے یہ کیخسرو تاجور | کہ تہا جسکو مطلوب کین پدر
یہ بولا کہ کین پدر جب تلک | نہ لون شاہ توران سے مین تب تلک
نہین مجہکو زنہار آرام و خواب | نہ ہرگز شکیب و قرار و نہ تاب
نہ سرور مین تخت و افسر سے ہون | نہ شادان ز گنج و گوہر سے ہون
یہ پہر زال و رستم سے شہ نے کہا | کہ اے پہلوانان کشورکشا

کروگے مدد اوسکی تم وقت جنگ ۔ یہ رستم نے پاسخ دیا بادرنگ
شہا پیشتر ملک افراسیاب ۔ کیا مین نے جاکر تباہ وخراب
اور اب یہ سپہدار عالی گہر ۔ خدیو جہان خسرو نامور
کرے قصد تسخیر توران کا جب ۔ کرون کوتہی جانفشانی مین کب
فریبرز و گودرز اور طوس و گیو ۔ یہ چلنے تھے گردان گیہان خدیو
شہنشہ نے ہر ایک سے یون کہا ۔ کہ تم تمہارا ارادہ ہے کیا
یہ سنکر لگا کہنے ہر پہلوان ۔ کہ حاضر ہین ہم جانفشانی کو ہان
دیا الغرض اوسکو لشکر تمام ۔ بتا با دلیرون کو خسرو کا نام

رفتن کیخسرو عالی تبار با فوج بیشمار و یلان نامدار بعزم جنگ افراسیاب والی توران

جو سالار ایران نے از روے کین ۔ کیا قصد تسخیر توران زمین
کیا وہین ترتیب سب فوج کو ۔ بائین دلچسپ و طرز نکو
فریبرز کو باصد و دہ جوان ۔ کہ تھے اژدہا و سے سب پہلوان
کیا شاہ نے سرگروہ فوج پیش ۔ کیا ساتھ دہ طوس فرخندہ کیش
جوانمرد گودرز عالی وقار ۔ یل نامور گیو جنگی سوار
نبیرہ پسر لیکے ہفتاد و ہشت ۔ جو رنگین کرین خون سے دشمن کی دشت
مقرر ہوے جانب دست راس ۔ بحکم شہنشاہ جوہر شناس
وہ گستہم ہبائی جو تہا طوس کا ۔ اوسے دست چپ کو مقرر کیا
جو میلاد کے تھے نبیرہ و پسر ۔ ہوے ساتھ گستہم کے سربسر
نژاد نہنگ و دلاور ریان ۔ نبرد آزماسی و سہ پہلوان
نژاد نوابہ دلاور سے بہی ۔ پچاسی جوان بانشاط و خوشی
صد و ہفت تن تخم گولاد سے ۔ کہ یکدست با قوت و زور تھے
گزارہ کے تھے یکصد و پنج تن ۔ نہایت قوی زور اور صف شکن
مقرر ہوے قلب مین یک قلم ۔ بفرمان کاوس انجم حشم
وہ بیژن کہ فرزند تہا گیو کا ۔ اوسے شاہ کاوس نے یون کہا
کہ اے پہلوان بیژن جنگجو ۔ ہو تاجدار آگاہ خسرو سے تو
یہ تھے جسقدر نامور پہلوان ۔ ہر اک ساتھ رکہتا تہا فوج گران
غرض ہو کے رخصت شہنشاہ سے ۔ وہ کیخسرو اس حشمت و جاہ سے
سوی ملک توران روانہ ہوا ۔ معین و مساعی زمانہ ہوا
تہمتن بہی لیکر سپاہ گران ۔ گیا ہمرہ خسرو کامران

روانہ شدن فریبرز از راہ دیگر طرف توران شاہ گیتی ستان و رفتن طوس براہ کلات وخرم و کشتہ شدن فرود پسر سیاوش کہ از بطن گلشہر متولد شدہ بود و شبخون زدن پیران ویسہ بر لشکر ظفر پیکر طوس و معاتب شدن طوس باعث کشتہ شدن فرود

سپہدار کیخسرو پاک دین ۔ کیا جبکہ نزدیک توران زمین
فریبرز سے تب یہ کہنے لگا ۔ سو دست چپ لیکے گرز دغا
رفاقت مین اب تیری آیا ہے جو ۔ مقرر کیا گیو گودرز کو
تو کرتا ہے اک ملک کیسر خراب ۔ پہونچ تا بسر تخت افراسیاب
و لیکن سیاوش کا ہے اک پسر ۔ فرود جوانمرد فرخ سیر
کلات و خرم مین ہے اسکی نگین ۔ بنا باپ کی انکی اوسنے حصن حصین

وہان دخل ست کیجیو زینہار — کہ ہیرا برادر ہے وہ نامدار
یہ سمجھا کے طوس و فریبرز کو — یہی بات کہہ گیو گودرز کو
فریبرز مرد شجاع دلیر — روان سوے صحرا ہوا مثل شیر
گیا متصل لشکر طوس جب — یہ سمجھا فرود جوانمرد تب
نکل قلعہ سے وہ وہین ناموَر — ہوا سدّ رہ طوس کا آن کر
یہ کہہ جا اوس سے کہ پرخاش کین — لڑے ساتھ زنہار ہمکو نہین
یہ گفتار سن ریو ودن ہی گیا — جو پیغام تہا سو مفصل کہا
ہوا ریو کے ساتھ سرگرم جنگ — گیا ریو کو کشتہ وان بیدرنگ
پسر کو وہین اوسنے بہیجا ادہر — کہ لاے فرود دلاور کا سر
گیا طوس پہر آپ ہوکر سوار — سپہ لیکے یکسر پے کارزار
شتابی سے بس چڑہ گیا کوہ پر — گیا وان سے پہر قلعہ مین دوڑ کر
فرود دلاور کا خالو وہ تہا — سوار دلیر و نبرد آزما
گریزان ہوا اونسے وہ پہلوان — گیا بہاگ کر قلعہ کے درمیان
جو شبدیز پر طوس کے وقت جنگ — فرود دلاور نے مارا خدنگ
لگا اسپ پر گیو کے ایک تیر — پیادہ ہوا پہلوان دلیر
کہا گیو نے یہ کہ آگے نہ جا — یہ بیژن نے اوسوقت پاسخ دیا
یہ کہکر شتابان ہوا وہ دلیر — پہر اتنے مین آیا ادہر سے جو تیر
ولیکن نہ بیدل ہوا زینہار — پکارا یہ اوسدم کہ اے نامدار
فرود دلاور نے از روے کین — خدنگ ایک پہر اوس پہ مارا وہین
جہان تہا سوار دلاور فرود — یہ بیژن بہی پہونچا وہان مثل دود
گیا قلعہ مین ہوکے زخمی جوان — لگا کہنے تب بیژن پہلوان
نہ آئی سمجھ شرم کچھ زینہار — دریغ اے جوانمرد جنگی سوار
سوا اسکے پہینکے سب خارہ سنگ — ہواختہ بیژن بمیدان جنگ
لگا کہنے یون طوس کہا کر ستم — کہ حملہ کنان ہوکے تا صبحدم
پریچہرہ گلچہرہ کو وقت شب — یہ آیا نظر خواب یعنی کہ اب

خبردار کوئی نجاوے ادہر — کرے اور جانب سے لشکر گذر
روانہ ہوا اختر کامگار — سوار است یا رستم نامدار
دلے طوس سوی کلات دژم — شتابان ہوا با فراوان حشم
کریان بہر پرخاش آیا ہی طوس — بعزم وغا فوج لایا ہے طوس
یہ سنکر کہا طوس نے ریو کو — کہ پیش فرود اب شتابان تو ہو
تو ہٹ سرراہ سے اے جوان — کہ ہو بیشتر یان سے لشکر روان
نہ ہرگز کیا اوسنے کچہ اعتبار — نہ آیا سر آشتی زینہار
غرض ریو داماد تہا طوس کا — کیا طوس نے اوسکے غم سے بکا
پسر طوس کا بہی ہوا کشتہ وان — یہ سنکر ہوا طوس گریان
ولیکن مقابل نہ آیا فرود — نہ پیکار کی تاب لایا فرود
لیا طوس نے گہیر اوس قلعہ کو — ہوا آکے تخوار تب رزم جو
کیا طوس نے آخر اوسکو زبون — ہوئی فوج تخوار کی غرق خون
نکل قلعہ سے پہر فرود دلیر — مقابل ہوا طوس کے مثل شیر
جو کشتہ ہوا بادپا طوس کا — گیا پہر وہین گیو بہر وغا
پسر گیو کا بیژن پہلوان — گیا سامنے کرکے گہوڑا دوان
کہ جنبک نہ اوسکو کرون غرق خون — قسم ہے کہ ہرگز نہ یان سے پہرون
کیا کشتہ اوس تیر نے اسپ کو — پیادہ ہوا بیژن جنگجو
تو یک لحظہ ناخیر کر اور درنگ — کہ ہے ساتھ تیرے تمنائے جنگ
گیا پہلوان کی سپر سے گذر — ہوا بند جوشن مین تیر آن کر
دلیری سے نیزہ کو جولان دیا — فرود دلاور کو زخمی کیا
کہ اک تن پیادہ سے بہاگا شتاب — اقامت کی لایا تو ہرگز نہ تاب
مقابل پہر آیا نہ کوئی جوان — گیا قلعہ سے تیرباران وہان
پس کوہ جب مہر روشن گیا — سو خیمہ تب وان سے بیژن گیا
کرون فتح اس قلعہ کو بیگمان — نچہوڑون کسی کو بہی زندہ وہان
لگی آگ اس قلعہ مین ناگہان — ہوئی سربسر سوختہ مردمان

خواب سے چونکر بیدار جب | پسر سے کہا قصۂ خواب شب
غم کہا اے مادر مہربان | کہ ہے سبکو آخر فنا بیگمان
بوہ گر مہر تابندہ جب | سپہ لیکے طوس جوانمرد تب
شکستہ ہوا سپر دہین | گئے دز مین کھینچکر تیغ کین
نہ پہر بیژن جنگ جو | ہوا اوس جوانمرد کے روبرو
بہ نہ جوشن مین ہرگز ہکیا | گیا ٹوٹ نیزہ بحکم خدا
ن کمین گاہ سے بیدریغ | رہام دلاور نے ماری جو تیغ
ے وائے افسوس شل ہوئے پیر | جوانی مین کشتہ ہوا یہ پسر
پا شکم کرکے خنجر سے چاک | کیا آپ کو اوسنے وہین ہلاک
نی خبر ہائے خسرو کو جب | خدا جانے کیا تجہپہ آیا غضب
نے بعد شوکت دگر و فر | کیا طوس نے کوچ پہر بیشتر
یلا نسان ہوا گرم کین | کیا کشتہ بیژن نے اوسکو وہین
ہ کو بہیجا برائے نبرد | لگا رادہ آنے جو ہو کوئی مرد
گزر بیژن نے مارا کہ بس | رہی جنگ کی نیزہ اوسکو ہوس
ہے تہا بیژن کہ پہینکے کمند | کرے تاکہ بدخواہ کو اوس سے بند
کو واوسنے اوٹھائے گئے | لگا ورنہ اوسکو بہائے گئے
ان سے پیران ویسہ روان | پئے جنگ و پرخاش ایرانیان
ے کاسہ مغز آئے تورانیان | کہ لشکر تہا ایرانیان کا وہان
ست و مدہوش غافل تہی سب | دلیران ایران زمین وقت شب
نگ بیدل ہوئی سب سپاہ | روانہ ہوا طوس پہر صبحگاہ
امۂ خسرو نامور | بنام فریبرز عالی گہر
ے کلات دخرم بیگیا | مرے بہائی کو قتل ناحق کیا
ن کیخسرو نامور | فریبرز نے طوس کو باندہکر
بسکو زندان مین شام و پگاہ | ہوا آپ سالار یکسر سپاہ
جو انجام تو بد رنگ | دلیروں کے آ سامنے پہر جنگ

لگا کہنے گلشہر سے یون فرود | کہ ہرگز مجھے زیر چرخ کبود
اگر مین بہی کشتہ ہون شل پیر | تو کیا چارہ پیش قضا و قدر
ہوا حملہ آور سپہ سے حصار | دلیری لگے کرنے مردان کار
پکڑ نیزہ اوس دم فرود دلیر | ہوا رزم جو آکے مانند شیر
فرود دلاور نے از روئے کین | بہا اک کیا زخم اوس پر وہین
دگر بار یہ چاہے تہا وہ جوان | کہ بیژن کو لے زیر گرز گران
تو کشتہ ہوا مرد جنگی فرود | فغان اک اوٹہا زیر چرخ کبود
غرض اوسکی مان دوڑی آئی وہان | ہوئی اوسکے ماتم مین نالہ کنان
وہان آکے بہرام نے طوس کو | کہا کرکے نفرین کہ اے تندخو
ہوا طوس کو زیر چرخ کبود | فراوان غم پور دردا فرود
پہر اک راہ مین اور آیا حصار | جوان ایک پاسبان تہا وان قلعہ دار
روان اوسنے لشکر ہوا بیشتر | سپہ سالار توران نے سنکر خبر
گیا سامنے بیژن پہلوان | ہوا کارزار بہ تیغ و سنان
تراده گرا اسپ سے ہو جدا | پریشان ہوا مغز بدخواہ کا
کہ اتنے مین گہوڑونکو کرکے دوان | سواران تورانی آئے وہان
ولیکن نہ پہر جنگ کے لائے تاب | گئے بہاگ کر پیش افراسیاب
سواران ترکان لئے چل ہزار | نبرد آزمایان و مردان کار
خطر کہوئے پیگہ پیران کو تہا | تو ناچار بس قصد شبخون کیا
کہ پیران سپہ لیکے آیا وہان | ہزارون کئے قتل ایرانیان
فریبرز کے آگے شامل ہوا | فریبرز کا پر الم دل ہوا
لکہا تہا کہ ہے طوس تقصیر وار | نہ لایا بجا حکم وہ نابکار
غرض طوس کو قید کر بہیجیو | خطا کی سزا اوسکو اب دیجیو
کہا سخت دشنام دے بیشمار | کیا انجمن مین ذلیل اور خوار
لکہا پہر یہ بیژن کو نامہ کہ ہان | کہ شبخون نہین کار جنگ آوران
فریبرز کا جب کہ نامہ پڑہا | تو پیران نے اوسکو یہ پاسخ دیا

گرگئے بہم بعد یک ماہ جنگ | سپاہی بان گرز و تیر و خدنگ
غرض جب گیا اک مہینہ گذر | دو لشکر مقابل ہوئے آن کر

جنگ کردن فریبرز با لشکر پیران و شکست خوردہ آمدن نزد کیخسرو توران

غرض جب گیا اک مہینہ گذر | دو لشکر مقابل ہوئے آنکر
ادہر نامداران ایران زمین | ادہر لشکر ترک جویای کین
صف آرا ہوئے آنکر ہر دو سو | دلیران جنگ آور و کینہ جو
ہوئی آتش جنگ افروختہ | ہوا خانۂ آشتی سوختہ
سپاہ زرہ لگے جا بھڑنے کینہ خواہ | ہوئی گرم پیکار یکسر سپاہ
گئے گیو و بیژن جو میدان مین | تو برپا ہوا حشر اک آن مین
ہوا اعتراف گیو ناوک فگن | ہزارون ہی کشتہ ہوئے پیلتن
تبر دار نا بیژن پہلوان | جدہر کو گیا لیکے تیغ و سنان
ہوئے قتل ترکان ادو ہشیار | بیابان ہوا خون سے لالہ زار
وہ لے اور جانب سے تورانیان | جہان تہا فریبرز آئے وہان
ہوئے حملہ آور سوئے قلب گاہ | کیا آکے ایرانیون کو تباہ
دلیران ہوئے کشتہ ہنگام جنگ | فریبرز پیران ہوا وقت تنگ
ہوا جب فریبرز جنگی ستوہ | گیا دون ہی میدان سے بالائے کوہ
ہٹا جای تہا وان سے گودرز بہی | اگر گودرز کی فوج مغلوب تہی
تو لیکن وہین گیو مرد دلیر | لگا کہنے یون آکے سر افراز پیر
تو ہے صاحب گرز و تیر و خدنگ | جہان مین بہت تو نے دیکہی ہے جنگ
نہ ٹہرا نگا پیران کے گرد برو | رہیگی بہلا خاک ہیر آبرو
تماشا مرا دیکہہ وقت وغا | یہ پیران ولیسہ تو ہے چیز کیا
اگر کوہ ہووے تو کردون کران | سر سر بلندان فگندہ کرون
کرون قتل لشکر کو اک آن مین | نچہوڑون نہین اک ترک سید افگن
بہرا تنے مین گستہم آیا وہان | ہوئے سنفق آکے جنگی جوان
یہ گودرز و گستہم جنگی بہم | لگے کہنے سیدا نہین کہا کر قسم
کہ مرجائے کر کے اب کارزار | نہ منہ موڑے جنگ سے زینہار
قدم الغرض کر کے محکم وہان | ہوئے گرم پیکار جنگ آوران
یہ بیژن سے گودرز کہنے لگا | کہ تو اب فریبرز کے پاس جا
یہ کہہ اوس سے پہونچا یہان آپ کو | درفش اپنا یان بہیج اے نامجو
یہ بیژن نے جب جا کے اوس سے کہا | فریبرز نے تب یہ پاسخ دیا
بہلا کس طرح سے مین آون وہان | کہ غالب ہین اس وقت تورانیان
نہ شایستہ یہ ہے اے نامور | کہ بہیجون اپنا درفش ایدہر
فریبرز نے یہ کہا اوس سے جب | ہوا جنگجو بیژن پر غضب
عملدار کو قتل کر کے وہان | علم لیکے آیا وہ جنگی جوان
کرون کیا بیان ماجرائے ستیز | کہ برپا تہا اک دشت مین رستخیز
سر و حلق گردان جنگ آزما | نثار دم خنجر و تیغ تہا
روان خون تہا مانند دریائے آب | سر پہلوانان تہی مثل حباب
جوان نسل کاوس گستہم کے | بہت وقت پیکار مارے گئے
رہا زندہ گودرز بالست تن | ہوئے کشتہ ہفتاد شمشیرزن
وہ خویشان پیران افراسیاب | ہزار و دو صد مرد والا صفات
ہوئے کشتہ سیدا ئمین وقت جنگ | زمین خون سے یکسر ہوئی لالہ رنگ
سوا اوسکے ترکان ایرانیان | ہوئے کشتہ جتنے کرون کیا بیان
رہی لیک توران کی غالب سپاہ | ہوئی فوج ایران سراسر تباہ
سوئے خیمہ ترکان گئے شاد دل | ہوئے بند سے غم کے آزاد دل
ہوا اونکے خوش شاہ افراسیاب | ز روئے عنایات شاہی شتاب
پے سروران خلعت پر گہر | برائے سپہ شاہ نے گنج و زر
ہوا اوسکو گیا او یہ نامہ لکہا | بڑا نام تمنے کیا مرحبا

برابر فتح پر صرف قانع نہو
ذرا دل مین اپنے یہ تم سوچ لو
کہ کیخسرو و رستم پہلوان
ادہر سے کئے آوینگے فوج گران
شب و روز تم کامرانی کرو
بعیش و طرب زندگانی کرو
خوشی سے یہ پیران نے پاسخ دیا
کہ خسرو کا اور رستم گرد کا
جہان مین نہ کسون نشان نہ نہار
باقبال شاہنشہ نامدار
ادہر ترک خونخوار ستو شاد کام
ادہر اہل ایران بہی غمگین تمام
غرض جبکہ لشکر ہوا پائمال
فریبرز تب بادل پر ملال
شتابی روان ہوکے پہونچا وہان
کہ کیخسرو نامور تہا جہان
ہوا شہ کو تہا نہ لشکر کا غم
ہوا اور اوسکو برادر کا غم
کہا یون کہ شش پور بیگناہ
فرود دلاور ہوا کشتہ آہ
گئی دن تلک اوسنے ماتم رکہا
شب و روز آنکہونکو پرنم رکہا
بزرگان ایران و رستم بہم
گئے اور کہا اے ثریا علم
شکیب و صبوری تو کر اختیار
کہ چارہ قضا سے نہین زینہار
یہ کہہ سوگ سے پہر اوٹہایا اوسے
بہ بزم مسرت بٹہایا اوسے
چہڑایا وہین قید سے طوس کو
لگا کہنے پہر خسرو نامجو
کہ اے رستم پہلوان جہان تاب
پئے جنگ پیران خانہ خراب
تہمتن نے وہین پذیرا کیا
ولے طوس خسرو سے کہنے لگا
کہ مجہکو اجازت ہو پہر ایکبار
کرون جاکے پیران سے کارزار
ملادون مین اوسکو تہ خاک خون
تلافی تقصیر سابق کرون
یہ سنکر سوئے رستم پیلتن
لگا دیکہنے سرور انجمن
تو کی عرض رستم نے اے بادشاہ
سزاوار چتر و سریر و کلاہ
اجازت ہو کافی ہے طوس دلیر
کریگا یہ پیران دلسیہ کو زیر
جو آویگا لے فوج افراسیاب
تو مین ہونگا ہمرزم اوسکا شتاب
یہ سن طوس کو اوسنے رخصت کیا
دیا حکم گودرز کو تو بہی جا

بازدگر رفتن طوس بجنگ پیران و بارش برف بہ سحر سازی ساحر و زبون شدن ایرانیان و قید شدن در قلعہ

سپہ لیکے پہر طوس جنگی جوان
ہوا سوئے پیران دلیر وان
گیا کرکے یلغار نزدیک جب
مقابل ہوا آکے پیران بہی تب
بہم ہر دو لشکر ہوئے گرم جنگ
رہی سات دن جنگ گرز و خدنگ
ہوا آٹہوان روز جب آشکار
تو میدان مین ہومان دلاور سوار
جدا ہوکے لشکر سے آہی گیا
کیا ہم نبردان کے سر کو جدا
بہت گرد ایران ہوئے کشتہ جب
کیا طوس نے قصد پیکار تب
کہا وہین گودرز نے طوس کو
توقف ذرا کر تو اے نامجو
کہا گیو سے پہر کہ اے شیر مرد
تو ہومان سے اجاکے ہو ہم نبرد
گیا گیو دوڑا کے شبدیز کو
ہوا ساتہ ہومان کے پیکار جو
لگے گرز تہا گاہ تیغ و سنان
لڑے خوب باہم وہ دونون جوان
نہ کوئی ہوا کامران زینہار
گئے پہر سے لشکر انجام کار
دلیرون نے پہر تیر باران کئے
بہت پہلوان اونکی بیجان کئے
وہان ساحر اک شخص پر زور تہا
کیا نہ رہتا نام اوس شخص کا
لگا کہنے پیران کہ اب زودتر
یہان سے تو جا قلعہ کوہ پر
وہان جادو ایسا تو کر ایجوان
کہ ہو بارش برف و باران یہان
ولے کچہ نہ ترکون کو پہونچے گزند
تبہ ہوئین ایرانیان سربسر
یہ سنکر سپہ قلعہ کوہسار
وہ ساحر ہوا جاکے مشغول کار
ہوا ابر تیرہ نمایان وہین
ہوئی بارش برف باران وہین

نہ گرتا تھا اک قطرہ بھی اوس طرف — برستی تھی لشکر مین ایران کے برف
ہر اک جوش سردی سے تھا کانپتا — ہوئے سب کے بیکار دست و پا
پھر اسنے مین پیران ہوا شادمان — ہوئی حملہ آور سپہ فوج گران
بہت قتل ایرانیون کو کیا — ضرر برف سے کچھ نہ پہنچا ذرا
ہر اک جا تھی برف اور جاری تھا خون — سوارون پر ایران پڑے تھے نگون
بصد زاری و عجز پیر و جوان — لگے مانگنے یہ دعا ہر زبان
الٰہی تو کر فضل و احسان شتاب — کہ نا در ہون برف و باران سحاب
قرین اجابت ہوئی یہ دعا — کرم حق نے بیچارگان پر کیا
کوئی غیب سے مرد فرخ سیر — رہام و للاور کو آیا نظر
کر انگشت سے وہ خجستہ شعار — کرے ہی اشارہ سوے کوہسار
یہ دیکھا تو گھوڑے سے دونون اوتر — پیادہ گیا قلعہ کوہ پر
وہ ساحر تھا از بسکہ مشغول کار — نہی کچھ خبر اوسکو [illegible] ہشیار
جو ہمدو نے جا کے از روی کین — پس پشت ہاتھ اوسکی باندھی [illegible]
کہا پھر یہ اوس سے کہ ہان زود تر — تو اس برف و باران کو اب دور کر
ہوا قید جب دم وہ خانہ خراب — ہوئی دور وہ برف باری تمام
اوتر کوہ سے پھر گیا پیش طوس — اوسے قتل لا کر کیا پیش طوس
ہوا دن تمام اور پرندون سیاہ — گئے زنگہ سے سوی خیمہ گاہ
پھر آیا سحر ہوتے پیران سوار — ہوا آکے آمادہ کارزار
ہوئے تھی نہ تاب اقامت یہان — کہ کم تھی بہت فوج ایرانیان
زبون ہو کے ناچار سوئے عقب — وہ لڑتے ہوئے ہٹتے آئے تھے سب
غرض با دل پر غم و اضطراب — گئی سوی کوہ ہمایون شتاب
حصار ایک تھا کوہ پر استوار — کیا زخمی و خستہ نے وان قرار
سر راہ اس کوہ طوس دلیر — ہوا ایسے لشکر کو آرام گیر
دہان آئے ترکان پیکار جو — کیا آکے محصور وان طوس کو
یہ پیران سے ہومان نے اوس دم کہا — کہ محصور کرنے سے کیا فائدا
سر راہ مسدود مت کیجیے — جدہر جاوین جانے اودہر دیجیے
پسند آئی اوسکو نہ یہ گفتگو — کہ تھا پر سر کینہ و کینہ جو
بہت قلعہ مین غلہ و آب تھا — مہیا تھا سامان ہر اک قسم کا
خوشی سے دلیران ایران دیار — اوسے صرف کرتے تھے لیل و نہار
بد اندیش سے با سنان و خدنگ — دلیرانہ کرتے تھے ہر روز جنگ

رسیدن رستم پہلوان در قلعہ ہمایون باستمداد و استعانت طوس و آمدن کاموس و شنکل دو پہلوان و خاقان چین بالشکر بکران باعانت پیران و جنگ با رستم و کشتہ شدن اشکبوس و کاموس از دست رستم و ہراسان شدن افراسیاب

سنی خسرو نامور نے خبر — کہ محصور ہے طوس والا گہر
تہمتن کو کر کے طلب یون کہا — کہ یاور ہو تو جا کے اب طوس کا
یہ سنکر وہین رستم پہلوان — ہوا سوی کوہ ہمایون روان
گیا کر کے یلغار نزدیک جب — ہوا خرم و شادمان طوس تب
یہ گودرز سے طوس کہنے لگا — کہ آیا تہمتن تو جب پیشوا
شتابی سے اوسنے بفرط خوشی — تہمتن سے جا کر ملاقات کی
جو کچھ ماجرا تھا کیا سب بیان — کہا پھر کہ اے پہلوان جہان
تو ایرانیون کا ہے پشت پناہ — یہان تو نہایت ہوئے ہم تباہ
وہ بولا کہ خاطر کو اپنے شاد رکھ — غم و فکر سے دلکو آزاد رکھ
پھر آئے بہم سوئے ذی پہلوان — در و بند تنگ طوس خستگی جوان

تہمتن کے بیٹے کو آیا وہین
طلا جب تو یہ عذر لایا وہین
رہا مین حفاظت کو دژ کی یہان
نہ تک آسکا پیشتر پہلوان

بہت اوسکی رستم نے دلجوئی کی
گئے قلعہ مین پہر بغرض خوشی
تہمتن سر تخت بٹہیا وہان
یہین وہ لیا راہ سے پہلوان

لیا سرافراز ایران دیار
یہ بولے کہ اے رستم نامدار
ہوئی زندگی تیری آنے سے یہان
وگرنہ نہ تہی ہمکو امید جان

ہر اک کی تسلی تہمتن نے کی
ہوئی اوسکے آنے سے سبکو خوشی
خبر لاؤن پیران کے لشکر کی اب
کرو تم بیان آکے احوال سب

لکہا اوسنے تہا شاہ توران کو
کہ کرکے زبون فوج ایران کو
کہا مین نے مجہور اے بادشاہ
ہر اک زمین کی اونہون نے پناہ

کہ کوہ ہمایون پہ ہے وہ حصار
نہین تاب جنگ اونہین اب نہار
جو فوج اودہر بہیجو تو اونکو شتاب
کرو انہین ہلاک و اسیر و خراب

سپہدار توران نے دو پہلوان
گئے سب کوہ ہمایون روان
جوانمرد کا مون نا شکل دلیر
دلیری کے بیٹے کہ غرندہ شیر

سرافراز گردان چین و ختن
توانا و پیل افگن و پیلتن
سوا اسکے خاقان چین کو لکہا
کہ پیران کی امداد کو خسروا

روانہ تو کر اور بہی کچہ سپاہ
کرے تا کہ ایرانیون کو تباہ
بہم سبکہ دونون مین اخلاص تہا
کیا پاس خاقان نے اخلاص کا

نہ تہا گئی فوج ترکان چین
روانہ ہوا آپ خاقان چین
تہمتن سے پہلے تہو پہنچے وہان
کہ تورانیان خیمہ زن تہے جہان

شتابی سے پیران شامل ہوے
پے جنگ پرخاش مائل ہوے
نہ غزا کے جب رستم پہلوان
ہوا شامل فوج ایرانیان

وہان پیش کاوس پیران گیا
ثناخوان ہوا رستم گرد کا
کہ رستم سے ایسا سوار دلیر
مقابل نہین جسکے غرندہ شیر

یہ کہنے لگا ہوکے وہ گرم و تند
کہ آگے مری تیغ اوسکی ہو کند
نہ کر ناہی تعریف کیون اسقدر
مرے سامنے آدمی ہین حجر

تو بس لاؤن رستم کا دم خاک مین
ملا دون مین سب رستمی خاک مین
جو سیدا نہین جانتے دوڑا ہون
کرون دشت کو سر بسر خونفشان

یہ گفتار سنکر ہوا شاد دل
ہوا ابد سے غمکی آزاد دل
گیا پہر وہ ہین پیش خاقان چین
کہا اوسنے اے شاہ روے زمین

تو ہی یہان نگہدار تورانیان
تو ہی اب مددگار یاری رسان
سحر کرکے مین گرم بازار جنگ
کرون قافیہ فوج ایران کا تنگ

تو ہو قلب مین باسپاہ گران
رہی تا تو ہی پشت جنگ آزمان
لگا کہنے پیران سے خاقان چین
پئے رزم یکدل مین ترکان چین

یہ سنکر ہوا وہ قرین طرب
گیا اپنے ڈیرے مین ہنگام شب
ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر
دلیرون نے کینے پہ باندہی کمر

ادہر آکے پیران خاقان بہم
ادہر رستم و طوس انجم حشم
ہوے لشکر آرا بقصد وغا
گیا تا فلک پر فغان بوق کا

خروشان ہوئی نای ترکی وہان
ہوے گرم پیکار جنگ آوران
وہ انبوہ لشکر جب آیا نظر
گیا سوچ مین رستم نامور

ولے یاد دون ہی خدا کو کیا
ذرا دی نہ اندیشہ کو دلمین جا
نکل خیل ترکان سے اک کینہ خواہ
شتابان ہوا سوی ناوردگاہ

کہ تہا اشکبوس اوس دلاور کا نام
دلیر و جوانمرد و مشہور عام
گیا وان سے رہام جنگی سوار
ہوا جاے آمادہ کارزار

لگے کرنے وہ نیزہ بازی وہان
نہ لیکن ہوئی کارگر کچہ سنان
جوانمرد جنگی نے از روی کین
سر ترک پر گرز مارا وہین

ہوئی کارگر گرز کی بہی ضرب
پہر اوس مرد جنگی نے ہنگام حرب
اوٹہا گرز مارا جو بالاے سر
تو اوسوقت رہام نے لی سپر

ولے اسقدر گرز کاری لگا
کہ توڑی سپر سر کو زخمی کیا
گیا جبکہ گرز گران سے ستوہ
گیا وہان سے رہام پہر سوے کوہ

جو زخمی ہو وہ ہام یل پھر گیا — تو اوس ترک نے یہ ارادہ کیا
طرف اپنی لشکر کی موڑے عنان — کہ اتنے مین وان رستم پہلوان

ہوا نعرہ زن جا کے مانند شیر — لگا کہنے اوس ترک سے یون دلیر
ٹھہر ارے کہ پہونچا ترا ہم نبرد — مقابل ہو پھر اگر تو ہے مرد

پھر اشکبوش نبرد آزما — سلاح پیلتن تیر باران کیا
و لے اتنی تھی دہشت پیلتن — کہ زندہ تھا دست ناوک فگن

نہ اک تیر بر سر ہوا کارگر — کمان لیکے رستم نے پھر زود تر
رہا تیر جب سوی دشمن کیا — سر دم ہے نے تب کہا ماجرا

ہوا اوسکے سینے یہ کیا کارگر — کیا تیر نے پشت سے بھی گذر
ہوا اشکبوس الغرض وان ہلاک — ملا جسم اوسکا تہ خون و خاک

جو دیکھا کہ ہے برق خونناب بر — ہوا شاہ حیرت زدہ دیکھکر
یہ بولا کہ جون رستم پیلتن — ندیکھا کوئی ہم نے ناوک فگن

تو اے گو پیران کہے تھا درست — کہ رستم ہے مرد توانا و چست
نہین اپنے لشکر مین کوئی ہے جو — کہ رستم سے میدان مین ہو ہم نبرد

خطر سے نہ آیا کوئی نامور — مقابل تہمتن کے بے باک و فر
نہ باہم ہوا پھر کوئی کینہ خواہ — گئے پھر دو لشکر سو خیمہ گاہ

کیا رات کو سب نے آرام و خواب — سحر گاہ نکلا جو پھر آفتاب
تو میدان مین گردان پیکار جو — صف آرا ہوے آنکر پھر دو سو

لگا کہنے لشکر سے خاقان چین — کہ اے نامداران ترکان چین
کہو کون سا آج جنگ آزما — عوض اشکبوس کا جوانمرد کا

تہمتن سے لیتا ہے از روی کین — کہا سنکے کاموس نے پھر وہین
کہ رستم سے کرتا ہو مین جا کے جنگ — یہ کہکر شتابان ہوا بہر جنگ

کیا اسپ کو سوے میدان روان — دلیرانہ جا کر پکارا کہ ہان
شتابان ہوا اے رستم نامدار — مرے ساتھ کر آنکے کارزار

تہمتن کا شاگرد الوای یل — کہ بے جنگ اوسکو نہ پڑتی تھی کل
دلیرانہ آیا سوی رزم گاہ — ہوا آکے کاموس سے کینہ خواہ

کیا ترک نے جبکہ نیزہ روان — تو الوای جنگی نے دی اپنی جان
دوان کرکے میدان مین رخش کو — ہوا نعرہ زن رستم نامجو

لگا کہنے رستم سے وہ پہلوان — مجھے مت سمجھ اشکبوس ایچان
ڈرو مین نہ ہرگز ترے شور سے — کرون آج تجھکو زبون زور سے

وہ بولا کہ جب صید آوے نظر — تو کیونکر نہ غرندہ ہو شیر نر
دلیری سے کاموس نے پھر کمند — رہائی سوے رستم ارجمند

تہمتن شتابی جو اوس سر گیا — ہوا اوس سے وابستہ سر رخش کا
پکڑ لی تہمتن نے پھر وہ کمند — ہوئی رخش کے سر مین جو آکے بند

کیا زور کاموس و رستم نے جب — شکستہ ہوئی درمیان سے وہ تب
ہوا بلکہ کاموس زین سے جدا — دلے اوس نے پھر یہ ارادہ کیا

کہ شبدیز پر اپنے ہو کر سوار — کرو مین تہمتن سے پھر کارزار
تہمتن نے پھر جلد پھینکی کمند — کیا تنگ تخچیر اوسے پای بند

ہوا اوسکا گھوڑا وہان سے فرار — کیا فوج خاقان مین اوسنے قرار
ہوا جبکہ وہ ترک جنگی اسیر — کشان لے گیا رستم شیر گیر

کیا قتل کاموس کو پھر وہین — سواران ایران نے از روی کین
کوئی لشکر ترک سے اک سوار — ہوا پھر نہ آمادہ کارزار

سنو آگے خاقان و رستم کی جنگ — ذرا دیکھو دور زمانہ کا رنگ

جنگ رستم با خاقان چین و گرفتار

آمدن خاقان و گریختہ رفتن تورانیان و فتحیاب بودن رستم پہلوان

ہوا جبکہ کاموس جنگی ہلاک — تو پیران ویسہ ہوا سہمناک
لگا کہنے خاقان سے اے تاجور — سپہ اپنی بیدل ہوئی سر بسر

یہ بہتر ہے عطف عنان کیجیے
کرون پیچ اوسکو اسیر کمند
تہمتن کے سینے کو ہنگام جنگ
تو بخشون تجہے سیم و زر بے شمار
پکارا کہ اے رستم سرفراز
کرون شل کا ہوس تجہکو ہلاک
جو دیکہا کہ ہی تیر جوشن گذار
علم کرکے شمشیر کو بعد ازان
پہونچکر تہمتن نے یکبارگی
یہ پہرتا تہا تیغ برہنہ بکف
ولے بعد و تیر اسکے ہوبان وہان
وہ کہتا تہا وقت دم واپسین
نہ کرتے سیاوش کو گر تم ہلاک
یہ بولا کہ اے رستم ذی شعور
یہ سنکر وہ ہے پیش پیران گیا
وہ پہلے گیا پیش خاقان چین
اوسے منع خاقان چین نے کیا
کہا سنکے ہومان نے اے شاہ چین
جو صحرا و دریا مین ہو گرم جنگ
نہو رزم ساز اوس سے افراسیاب
دگر بارہ ہومان بعجز و نیاز
بہت چاپلوسی جو پیران نے کی
ہوا رستم گرد کا مدح خوان
بہت کی ہی مین نے پرستندگی
یہ سنکر لگا کہنے تب پیلتن

سو خانہ لشکر بدان کیجیے
تو بیدل نہو اے یل ارجمند
کرون مین سحر کہ نشان خدنگ
بہت دون تجہے گوہر شاہوار
مرے ساتھ ہو آنکر رزم ساز
زمین کو کرون جسم سے تیرے پاک
سپر سر پہ لایا وہین نامدار
تہمتن ہوا سوے خنگش روان
جو کہینچی پکڑ کر دم بارگی
بسان ہزبر ژیان ہر طرف
لگا کہنے رستم سے وہ پہلوان
کہ ہومان نہ ترکون سے اب گرم کین
تو ہوتا مرا سینہ کینہ سے پاک
اسیطرح کین سیاوش ہو دور
یہ ہومان نے پیران سے جا کر کہا
کہا یون کہ اے شاہ ترکان چین
ہو سنا ہومان سے پہر یون کہا
تہمتن سے پیکار لازم نہین
مقابل نہو اوسکے شیر و پلنگ
کہ البرز ہی نام سے جسکے آب
لگا کہنے یون اے شہ سرفراز
تو جا نیکی ہی شہ نے پروانگی
کہا اوس نے پیران سے یون بعد ازان
فزون اس سے اچہی ہے بندگی
کہ خالی نہین صدق سے یہ سخن

ہمین تاب پیکار رستم نہین
پہر اوسمین اک گرد خنگش بنام
لگا کہنے خاقان کہ اے جنگجو
غرض خنگش گرد روز دگر
گیا رستم گرد خندان کنان
جوانمرد خنگش لیکر کمان
ولیکن سپر سے گذر بید رنگ
وہ ہیبت سے اوسکی گریزان ہوا
تو خنگش ہوا پشت زین سے جدا
نہ رستم سے کوئی مقابل ہوا
نہ زنہار ترکان کو برباد کر
یہ سنکر تہمتن نے پاسخ دیا
سیاوش تہا سہراب سے بہی عزیز
لگا کہنے رستم کو پیران یہان
تہمتن نے تجہکو کیا ہی طلب
بلاتا ہی اب رستم پہلوان
تو کیون پیش رستم گیا تہا مگر
کہان تاب ہے لشکر شاہ کو
تہمتن ہی شیر افگن و پیلتن
یہ سنکر ہوا تند خاقان چین
سخن پہلے رستم کا سن لیجیے
گیا پاس رستم کے ڈرتا ہوا
کہ گلشہر ہی نام بیدار کا
رہا قتل سے مین نے اوسکو کیا
جو سیکون دور یہ ہی اے نامجو

کہا سنکے خاقان نے کچہہ غم نہین
یہ کہنے اے شہ ذو الکرام
اگر ہی قتل رستم کو سیدہ نہین تو
دلیرانہ میدان مین آن کر
کہا تجہکو لاتی ہی اب موت یان
کیا تیر سوے تہمتن روان
ہوا بند جوشن مین آکر خدنگ
عقب اوسکے رستم گریزان ہوا
اوسے قتل رستم نے وہین کیا
سوے جنگ ہر گز نہ مائل ہوا
وصیت تو سہراب کی یاد کر
سمجہہ اس سخن کو جو کچہہ ہی لکہا
بجا ہی جو ہون تم سے گرم ستیز
اگر آوے تو راز دل ہو عیان
تو جا پاس اوسکے کہ بہتر ہی اب
جو ہووے اجازت تو جاؤن یہان
کہ ہی دل مین اوس سے خوف و خطر
کہ ہو ساتہ رستم کے پیکار جب
سوار جہانگیر و لشکر شکن
کیا دور ہومان وان سے وہین
جو کچہہ پہر ہو منظور سو کیجیے
بہت دل مین اندیشہ کرتا ہوا
یہ مخلص ہی بندہ با وفا
جو کچہہ بہتر تہا خدمت سے لایا بجا
اسیر بلا اس سبب سے ہی تو

کہا پھر یہ پیران نے اے نامدار
تو کر صلح موقوف کر عزم جنگ
کیا تجکو اسواسطے یان طلب
حوالے کرو میرے اوسا سباب
جو خسرو کرے سر کو اوسکے جدا
دلے پاس خاطر ہے تیرا ضرور
سنا جبکہ احوال خاقان نے جب
کیا عرض شنکل نے اے شہریار
یقین ہی کہ کوئی یل کینہ جو
یہ سنکر خوشی سے لگا کہنے شاہ
وہ بیٹھا تھا خاموش تہی عقل دنگ
گیا سوی میدان ہوا نعرہ زن
کمر مین مخالف کے از روے کین
وہ اوشکر پیادہ گریزان ہوا
سلامت وہان سے اوسے لیگیا
دلیری مین یکتا ہے وہ شیر مرد
عبث تہی وہ مجلس مین لاف و گزاف
شہ چین نے شنکل کو انجام کار
ہوے گرد رستم کے یکسر سوار
گئے پھر دلیران پکار جو
تہوان کے انبوہ سے بیمناک
یہ کیونکر کہون مین کہ پیکان تہی
ہوا سا وہ وامان کاوس کا
مقابل ہوا آکے پھر کلاسال
دہن سے نکلتا تہا رستم کے کف

کرون ہون مین اے تجھسے عہد استوار
مگر اسقدر فوج توران کو ننگ
مری بات سن گوش دل سے تو آب
زر و مال بہی دیجیی بیحساب
تو خالی ہو کینے سے دل شاہ کا
پذیرا کی صلح تہی ورنہ دور
لگا کہنے گردان چین سے یہ تب
نہین صلح منظور یان زینہار
کریگا زبون رستم گرد کو
کہ بہتر ہے پھر جنگ کیجیے نگاہ
کہ مجلس کا یہ شوق تہا اور رنگ
پکارا کہ اے رستم پیلتن
کیا بند رستم نے نیزہ وہین
سو سنکر چین شتابان ہوا
یہ شنکل نے خاقان سے جا کر کہا
نہین کوئی اوسکا یہان ہم نبرد
یہ ظاہر ہوا یا وہ گو ہی تو صاف
سواران جنگی وہ کشش ہزار
ہوا گرم ہنگامہ کارزار
ادہر سے بہی رستم کی امداد کو
کرو کوشش جہد بیخوف و باک
قیامت وہان اک پیدا اتہی
تہمتن سے آکر نبرد آزما
مگر اس سے غافل کہ آیا زوال
گئی کشتے صد ہا گیا جسطرف

کہ نزدیک تیری نہ بہتر و نین سہر
وہ بولا کہ اے مرد فرخ نہاد
جو یہ آرزو ہے بہم صلح ہو
کہ کیخسرو ناموں کے حضور
تو یہ جانتا ہی ترے شاہ سے
تہمتن سے رخصت ہو پیران گیا
کہ اے نامداران کہو تم شتاب
بلا سے ہوئی کشتہ دو چار گرد
جو یہ بات شنکل سے کہنے لگی
دلے دلمین پیران کے تہا پیچ و تاب
غرض شنکل گرز روز دگر
رکہون ہو نہین تجسی تمنا جنگ
اوٹھا کر گرایا اوسے خاک پر
ہوا اوسکے دنبال رستم روان
کہ رستم کے آگے ہین سب گرد پست
یہ سنکر ہوا شاہ چین پر غضب
وہ بولا مرے ساتھ ہو کر سپاہ
دگر بار شنکل بقصد دغا
ولیکن نہ رستم کو تہا کچہ بہی غم
دلیرون سے کہنے لگا پہلوان
بگرز گران اب ستیزہ کرو
پیاپے تہی یون ضرب گرز گران
خروشان ہوا ایسکے گرز گران
لگا گرز جو ایک بالائی سر
وہ شنکل کہ تہا گرد جنگ آزما

رہون تابع حکم شام و سحر
تری بات کا ہی مجھے اعتماد
تو کر شیوز سعند دہر کو
روانہ کرون پھر ہو یہ خاتمہ
نہین صلح منظور ہرگز مجھے
یہ احوال خاقان سے ظاہر کیا
تہمتن کی ہر بات کا کیا جواب
بفضل خدا یان ہین بسیار گرد
تو سب نامداران نے تائید کی
ندیتا تہا اس بات کا کچہ جواب
دلیرانہ ہو کر سوار اسپ پر
گیا سنگے وہ گرد پولاد چنگ
کیا چاہتا تہا قلم اوسکا سر
دلے آنکر شکر چینیان
بچا ہی اوسے کہنے گر یل ست
لگا کہنے یون کیا ہوا تجکو اب
تو پھر جا کے رستم سے ہون کینہ خواہ
سو پھر کے لڑنے کے لٹ گیا
بیک تیغ وہ نیزہ کر با قلم
کہ اس جنگ سے یان نہین کچہ زیان
سر چینیان ریزہ ریزہ کرو
کہ جسطرح سے تیک آہنگران
کہ سا وہ نے دی سا ونوجی جان
تو بس ہو کے بیدم گرا خاک پر
تہمتن کے ہاتہون سے مارا گیا

تہمتن کو از بسکہ تھا جوش کین
ہوا حملہ آور بہ شاہ چین
سواران ایرانیان یک ہزار
گئے ہمرہ رستم نامدار

جہان پہلوان رستم کینہ خواہ
گیا جبکہ نزدیک قلب سپاہ
ہوئی جب خاقان حملہ کنان
قیامت ہوئی ایک برپا وہان

سواران چین سب گرفتہ ہوئے
جو پھر امین کشتون کے پشتے ہوئے
جو رستم کی دیکھی دلیری عیان
تو خاقان چین کو ہوا خوف جان

پیام اوسنے بھیجا کہ اے نامور
نہ ہو گرم پیکار بس صلح کر
یہ سنکر لگا کہنے وہ نامجو
جو خاقان کو ہی صلح کی آرزو

تو پیل سفید اور دیہیم زر
مرصع وہ اورنگ گنج و گہر
بیان بھید یہ کہ ہی یہ تمام
سزاوار کیخسرو ذوالکرام

غضبناک سنکر ہوا شاہ چین
سپہ سے یہ بولا کہ از روی کین
کرو تیر باران سو پہلوان
دلیرانہ ہو گرم پیکار جان

ہوئی بارش تیر پر چند پر
تہمتن کا ہر گام تھا پیشتر
پہونچکر جو رستم نے پھینکی کمند
تو خاقان کے سر مین ہوئی حلقہ بند

گرا خاک پر فیل سے شاہ چین
لیا باندہ ایرانیون نے وہین
زد و کوب اوس دم ہوئی اسقدر
کہ صحرا ہوا بحر خون سر بسر

غرض لشکر چین گریزان ہوا
سو لشکر چین شتابان ہوا
شہ چین کا اسباب و زر وان جو تھا
سواران ایران نے غارت کیا

نہین اک دو تیرے یہ یہ دور چرخ
ہمیشہ سے مشہور ہے جور چرخ
زمانے کا ہر دم ہے رنگ دگر
کبھی شام ہی اور کبھی ہے سحر

نہ پیل و نہ اورنگ زرکار تھا
شہ چین پیادہ گرفتار تھا
اوسے طوس کے پاس لائے کشان
دلیرون سے پھر رستم پہلوان

یہ بولا کہ ترکون کو جانے نہ دو
یورش کرکے ہر چار سو گھیر لو
ولیکن جو نزدیک تھا وقت شام
ہوا جا کے آسودہ لشکر تمام

گریزان ہوئے شب کو تورانیان
نہ ہرگز رہا وان کسی کا نشان

روانہ شدن رستم از کوہ ہمایون برائے جنگ افراسیاب و آمدن پولادوند شاہ ختن بمقابلہ رستم و ظفر یافتن رستم پہلوان و بہ فتح و فیروزی مراجعت نمودن و آمدن رستم بحضور کیخسرو

ہوئی صبح تابندہ جب آشکار
تو کوئی نہ ترکون کا دیکھا سوار
سپہ سے لگا کہنے رستم کہ واہ
نہین شب ہوا سیل آرامگاہ

سواران ترکان کو فرصت ملی
بیابان سے بے رنج و غم راہ لی
سلامت گئے حیف تورانیان
رہی خواب غفلت مین ایرانیان

یہ کہکر کیا مال سغروتہ کو
روان پیش کیخسرو نامجو
جو پیل سفید اور وہ تخت و تاج
فراوان زر و گوہر و گنج و تاج

گیا لیکے اوس دادگر کے حضور
فرامرز رستم کا فرخندہ نور
ہوا شاد کیخسرو نامدار
شگفتہ ہوا دل برنگ بہار

فرامرز کو خلعت و زر دیا
اوسے خود و لطف و احسان کیا
تہمتن کو بھی خلعت پر گہر
زرو دی عنایات با گنج و زر

پے طوس و گودرز و گیو و رہام
کہ لشکر مین جو ن پہلوانون کے نام
وہ جتنے تھے گردان جنگ آزما
ہر اک کے لئے خلعت و زر دیا

روانہ ہوا سوے افراسیاب
تہمتن کرے تا کہ اوسکو خراب
حضور سپہدار توران دیار
کیا جا کے پیران نے یون آشکار

کہ لشکر نے یکدست کھائی شکست
کیا سربلندون کو رستم نے پست
شہ چین کو میدان سے روز نبرد
پکڑ لیگیا رستم شیر مرد

ہوا پر الم سنکے افراسیاب
بہت دل کو اوسکے ہوا اضطراب

کہا نامدار و نکو اوسنے طلب
کہا یون کہ ان مصلحت کیا ہے اب

لگے کہنے مردان جنگ آزما
کہاں چین سے تا حق طلب کی شفا

نہ سمجھا کہ ہین مرد میدان اگر
ذرا حکم ہووے تو اب زود تر

کہ ہین رستم گرد سے جا کی جنگ
ملا مین اوسے خاک مین ننگ

وہ بولا کہ رستم ہے لشکر شکن
توانا نہ زور آور و پیلتن

بہت جنگ مین آزمایا اوسے
کسی نے ذرا بھی نہ پایا اوسے

خدنگ و سنان گرز و تیغ و تبر
نہین پر نہ اوسکے ہو کچھ کارگر

غرض قتل بدخواہ دشوار ہے
نہین سہل یہ کام زنہار ہے

پہر اک نامہ شاہ ختن کو لکھا
طلب پہر امداد اوسکو کیا

ختن کا سپہدار پولادوند
دلیر و نبرد آزما زورمند

ختن سے روان ہوکے پہونچا شتاب
ہوا شاد شاہ افراسیاب

ہم شاہ توران و پولادوند
سو لشکر رستم ارجمند

شتابان ہوے باسپاہ گران
دلیران و گردان جنگی جوان

تہمتن بھی ہر روز تازہ نبرد
توقف نکرتا تھا وہ شیر مرد

کہین راہ مین ایک آیا حصار
کہ وان گرد کانور تہا قلعہ دار

ہوا رستم سے آکر ہوا کینہ خواہ
عدم کی دکہلے اوسنے دو ہین ہی راہ

وہ حصن حصین فتح جس دم ہوا
روان پیش شیروان سے رستم ہوا

سپہدار توران کے جب متصل
ہوا خیمہ زن رستم شیر دل

تو سالار توران سے پولادوند
لگا کہنے یون اے شہ ارجمند

جو شب گذری اور ہوا آشکار
کہ دن جاکے رستم سے مین کارزار

غرض دوسرے روز وقت پگاہ
دلیرانہ آیا سوے رزمگاہ

سوار طلب آن کر جب کیا
پے جنگ تب گیو جنگی گیا

رہا کرکے شاہ ختن نے کمند
کیا پہلوان گیو کے سر کو بند

یہ چاہا کہ لیجائے کھینچ کر
کہ اسنے مین یہ حال کرکے نظر

رہام اور بیژن نے جاکر کمند
رہا کی سرے شاہ پولادوند

ہوا شاہ کا بند بازو و سر
ولیکن کیا شہ نے زور اسقدر

کہ دو ہین گئین ٹوٹ دونون کمند
علم کرکے پہر تیغ پولادوند

ہوا اوس سے گردان جنگی دوان
کیا اوسنے زخمی اونہین بعد ازان

پہونچکر بیک ضرب شمشیر کین
کیا خستہ بس گیو کو بہی وہین

جو میدان مین زخمی ہوکے ہر تن
تو گودرز یا خاطر پر محن

گیا پیش رستم وہ نالہ کنان
کہا یون کہ اے پہلوان جہان

ہوے ہای زخمی بہیر و سپر
شتابی سے تو جاکے امداد کر

یہ سنکر گیا رخش پر ہو سوار
سو رزمگہ رستم نامدار

کمند آکے رستم نے کی جب رہا
تو شاہ ختن نے جو اسر لیا

جو خالی گئی پہلوان کی کمند
تو گرز گران لیکے پولادوند

گیا اور مارا جو اوس گرز کو
تو رنجیدہ ہوا رستم نامجو

ہوا خون روان سر ہوا دردمند
رہا زین پہ قایم یل ارجمند

ولے درد سے تہی نہ تاب قدر
رہا جو کرے تو زخم بدخواہ پر

خدا سے تہمتن نے کی التجا
کہ عاجز ہے اب رحم کر یا خدا

وہ طاقت مجھے بخشیے انجگون
کہ دن تلک بدخواہ کو اتنے ن

پہر اتنے مین بدخواہ نے آن کر
روان تیغ کی گرد کے کتف پر

نہ جوشن پہ لیکن اثر کچھ ہوا
یہ شاہ ختن دل مین کہنے لگا

کہ افسوس اے دل یہ وہ گرز ہے
کہ لرزان ہمہ جسم سے البرز ہے

دلے کہا کے بضرب گرز گران
نہ ہرگز ہلا زین سے پہلوان

مری تیغ بران تہی خارا شگاف
دو پارہ کرے سنگ و آہن کو صاف

پڑا ہوا اے اس گود کے جسم پر
ذرا بھی نہ ہرگز ہوئی کارگر

پہر اوسنے کیا پیل کشتی روان
تہمتن سے کی خواہش دل عیان

تہمتن نے سنکر نہ دیرا کیا
ولیکن یہ اسوقت اوسنے کہا

کہ افراسیاب دلاور کو یان
طلب کیجیے تاکہ اسے پہلوان

کرے آکے پیمان و عہد استوار — کہ بھیجے مدد کو نہ کوئی سوار
غرض اس سخن سے یہ تہا مدعا — کہ رستم نے دم راست اپنا کیا

سپہدار توران گیا یہ بیان — تہمتن نے اوس سے کیا یون بیان
شہا عہد و پیمان یہ باہم تو کر — کہ ہٹ جائے لشکر عقب سر بسر

رہے فاصلہ نیم فرسنگ کا — مدد کو نہ پہونچے کوئی دوسرا
پذیرا کیا شاہ نے یہ سخن — پہر آہستہ آکر شہ پیلتن

لگا کہنے شاہ ختن سے کہ یان — زمین پر گرے جبکہ یہ پہلوان
جگر چاک اوسکا وہین کیجیو — تو وقفہ کو تم رہ راست دیجیو

رہا ہاتھ سے تیرے گر ہوئیگا — تو پہر کام دشوار تر ہوویگا
گیا کہکے افراسیاب دلیر — فرود آئے گیو بیژن دونون وہ شیر

ہوئے دونوں مصروف کشتی بہم — لگے کرنے ہر دم درشتی بہم
کیا زود رستم نے انجام کار — کہ دشمن نہ قائم رہا زینہار

لو اٹھا کر جو پٹکا اوسے خاک پر — تو بیدم ہوا وہ شہ کینہ ور
وے دم چرایا بد اندیش نے — کیا مکر بدخواہ بدکیش نے

یہ سمجھا وہین رستم ارجمند — کہ بس مر گیا شاہ پولاد وند
کیا یہ سوء خیش تا ہو سوار — گریزان ہوا اور جھکے وہ شہریار

کہا جا کے اشنا نو افراسیاب — نہین زینہار آدمی کی یہ تاب
کہ ہو رستم گرد سے ہم نبرد — حضور اوسکے ہی کوہ البرز گرد

رہائی مجہے اوس سے ہوتی کب — ہوا مکر و حیلہ سے جانبر مین اب
عقب اوسکی پہونچا جو گرد دلیر — تو گردان ایران پہ برسائے تیر

تہمتن کی بہی فوج پہونچی وہین — ہوا گرم بازار پرخاش کین
لگا کہنے لشکر سے پولاد وند — کہ تخت زر و گنج و نام بلند

یہان کچھ بہی حاصل نہین — بہلا کسلیے ہوجیے گرم کین
چلو پہر سوئے دیار ختن — یہ کہکر گیا شہریار ختن

لگا کہنے پیران سے شاہنشہا — سپہ لیکے شاہ ختن اوٹھ گیا
ہوئی اس سبب سے یہ بیدل سپاہ — نہین ہوسکیگا رہا ایل سپاہ

سنا سب نہین ہے توقف یہان — سوئے خانہ بس ہوجیے اب روان
غرض شب کو ذات سے بصد اضطراب — گریزان ہوا شاہ افراسیاب

لگا ہاتھ رستم کے بہر مال و گنج — سپہدار ہوا ساتھ راحت کے رنج
تہمتن نے ہر اک کو باصد طرب — کیا ملک توران کو تقسیم سب

نفتح و ظفر لیکے پہر مال و زر — گیا پیش کیخسرو نامور
ہوا شاد کیخسرو نامجو — دیا گنج و زر رستم گرد کو

سوا اسکے سب مال منزو تہ بہی — تہمتن کو بخشا بفرط خوشی
کیا بیژن و گیو کو بہر طلب — وہ توران بہیج آ دسپہ لیکے سب

کہوں قصہ اب اور با آب رنگ — سنا دون مین اکوان و رستم کی جنگ
ہوا جشن آراستہ ایک روز — سر تخت خسرو تہا جلوہ فروز

جنگ رستم با دیو اکوان و کشتہ شدنش از دست رستم

امیران و گردان ایران دیار — حضور اوسکے حاضر تہے سب نامدار
کہا ایک چوپان نے آن کر — کہ گلے مین اسپان کے آ کے گور خر

کہین دامن دشت سے آگیا — کئی گھوڑون کو اوسنے تاراج کیا
یہ کہنے لگا خسرو پیل زور — نہین زور مین ہمسر اسپ گور

تعجب ہے حیرت کا ہے یہ مقام — کہ آکر کیا گور خر نے یہ کام
یہ سنکر وہین موبدان کہن — لگے کہنے یون پیش شاہ زمن

کہ ہے اک اکوان دیو لعین — سر چشمہ صحرا مین مسکن گزین
ہوا دشت مین آشکار آن کر — وہی دیو ہے صورت گور خر

سنا جبکہ یہ دیو کا ماجرا — تہمتن سے خسرو نے تب یون کہا
کہ اے پہلوان رستم پیلتن — ترا کام ہے کشتن اہرمن

نہین اور کو تاب یہ زنہار — یہ تکلیف بہی تو ہی کر اختیار
وہین لیکے گرز و کمند و عنان — تہمتن ہوا سوی صحرا روان

سو گور خر جا کے پہینکی کمند
کیا چاہے تہا زخم او سیر رہا
غرض اسطرح سے وہ دیو پلید
بروز چہارم سوار ولیسہ
زمین کو شتابی بریدہ کیا
کہ دریا مین پہینکون مین یا کوہ پر
کہا دیو سے پہینکدے کوہ پر
گرا جبکہ دریا مین تب بیدرنگ
زرو سے دلیری علم کرکے تیغ
شناور تہا یکدست سے پہلوان
سلاح و لباس اپنا کر خشک ان
جوانمرد کا رخش چرتا تہا وان
سپہدار توران کا گلہ بان
خبر پاکے چوپان افراسیاب
یہ بولا کہ رستم مرا نام ہے
سبلا کسلئے تم مقابل ہوے
یہ مردانگی دیکہ حیران ہوے
ہوے تہا وہ منزل بمنزل رواں
گیا کرکے یلغار پہر نبرد
کئے کشتہ پہر گرز سے بیدرنگ
وہ سرکردہ فوج توران دیار
طرف سے تہا خسرو کے اک نامدار
روانہ لب سے بیابان ہوا
کہا ویکے سوگند گر تو ہے مرد
دلیرانہ آیا مقابل وہ مرد نیو

وہ غایب ہوا کچہ نہ پہونچی گزند
نظر سے وہ پوشیدہ پہر ہو گیا
گہے تہا نمایان گہے ناپدید
ہوا اور صحرا مین آرام گیر
اوٹہا کر تہمتن کو لیکر گیا
جو ہو خواہش دل بیان مجہسے کر
کہ تا استخوان ریزہ ہون سربسر
سو رستم گرا دوڑے نہنگ
لگا قتل کرنے اونہین بیدریغ
بدست دگر تہا ستیزہ کنان
ہوا پہر سو دیو اکوان رواں
ہوا پہر سوار اوسپہ وہ پہلوان
کہین اپنے گلہ کو لایا وہان
سو رستم گرا آیا شتاب
نبرد آزمائی مرا کام ہے
عبث سوی پیکار مایل ہوے
وہ ناچار یکسر گریزان ہوے
کہ ترکون کی پہونچی سپہ ناگہان
مقابل ہوا اوسکے وہ شیر مرد
چلی نامداران ہنگام جنگ
ہوا جادہ فرمائے دشت فراخ
کیا پیش اوسکے وہ جنگی سوار
پے جنگ اکوان شتابان ہوا
تو اے دیو آسامنے کر نبرد
لگا کہنے رستم سے کر کے غریو

پہر اکدم مین پیدا ہوا وہ لعین
یہ سمجہا تہمتن یل پیلزور
رہا تین دن تک تہمتن خراب
گیا خواب مین جبکہ وہ پہلوان
ہوا جبکہ بیدار وہ پیلتن
سمجہتا تہا یہ رستم شیرگیر
اوسے ناپاک نے دیو پہر دہین
جوانمرد اوسوقت لایا پناہ
یل پیلتن خوب تیراک تہا
بعون و عنایات و لطف خدا
یہ اوس چشمہ پر رفتہ رفتہ گیا
جو چوپان تہا خسرو کی سرکار کا
روان لیکے گلہ ہوا پیلتن
اوسے دیکہکر رستم نامور
تمہارا جو ہے شاہ افراسیاب
یہ کہکر وہین کہینچکر تیغ تیز
تہمتن ہوا پہر رواں پیشتر
خبر پاکے رستم کی اک نامدار
کئے کشتہ گردان بہت تیر سے
سوارونکو یکدست کرکے تباہ
بفتح و ظفر رستم پہلوان
وہ گلہ بہی اور چارپل بلند
پہونچکر جب چشمہ وہ پہلوان
نہین کار مردان پیکار جو
کہ جنگ نہنگان سے ہو کر رہا

یہ دوڑا وہین کہینچکر تیغ کین
کہ تیگیان دیو اکوان یہ گور ہ
نہ آرام شاہانکو نے شبکو خواب
تو پہر آنکے دیو اکوان نے وان
لگا کہنے تب اوس سے یون اہرمن
کہ برعکس ہے کار دیو شریر
دیا پہینک دریا مین از روی کین
سو آفرینندہ مہر و ماہ
دلیر و جوانمرد و بیباک تہا
کنارے پہ پہونچا وہ جنگ آزما
کہ گہوڑون کا یعنی چراگاہ تہا
وہان اوسنے گلے کو دیکہا نہ تہا
سو خسرو خسروان زمن
خروشندہ وان ہوکے جون شیر نر
کیا مین نے اوسکو تباہ خراب
کیا قتل کتنون کو وقت ستیز
نگہبان تہا گلے کا شام و سحر
سپہ لیکے اور پیل جنگی ہزار
کیا قتل کتنون کو شمشیر سے
لئے گردنے چار پیل سیاہ
ہوا پیشتر پہر وہان سے رواں
سپرد اوسکے کرکے پیل ارجمند
خرامان ہوا شکل شیر ژیان
کہ آزار دین خواب مین مرد کو
پہر آیا حیوان تو بر لے دغا

یہ سنکر تہمتن نے ڈالی کمند
کمر کو کیا دیو اکوان کے بند
بیک ضرب گرز گران بیرہ مین
پریشان کیا مغز دیو لعین
جدا اوسکے جسم سے کرکے سر
شتابی سے فتراک سے باندھکر
روان ہوکے پہر پیش خسرو گیا
شہنشہ نے اعزاز اوسکا کیا
جو دیکھا سر دیو حیران ہوا
تہمتن کا خسرو ثنا خوان ہوا
طلب کرکے پہر سیم و زر بیشمار
کیا رستم پہلوان پر نثار
پہر اک جشن ترتیب شہ نے کیا
مہیا تہا اسباب سب عیش کا
ہوے مایل عیش شام و سحر
بہم خسرو و رستم نامور
رہی بزم عشرت وہان چند روز
رہا دور جام مے دلفروز
کیا عرض رستم نے یون بعد ازان
کہ اے خسرو خسروان جہان
مرے دلمین ہی آرزوی وطن
مجہے کیجیے رخصت بسوی وطن
تہمتن کو خسرو نے رخصت کیا
بہت مال اور گنج اوسکو دیا
وہ منزل گیا اوسکے ہمراہ شاہ
تہمتن کا افزون کیا عز و جاہ
اب آگے بیان رزم بیژن کرون
کہون قصہ کو تازگی سے لکہون
کہون کیا کہ ہے یہ عجب داستان
کہ سننے سے ہو اشک جاری روان

رفتن بیژن پسر گیو طرف ارمان

برای جنگ گرازان و فتحیاب شدن و رسیدن در مرغزاری و فریفتہ شدن منیژہ دخت افراسیاب بر جمال بیژن پہلوان و ہمراہ بردنش بہ شبستان خود و خبر یافتن افراسیاب ازین ماجرا و قید کردن در چاہ تاریک و رہا کردن رستم از بند و رفتن سوی ایران

کہین آکے ارمانیان ایک روز
حضور جہاندار گیتی فروز
لبان غریبان و بیچارگان
لگے کرنے فریاد و شور و فغان
گرازان مین خسرو سرفراز
تعدی کنان ہین ہزارون گراز
نہ چہوڑین زراعت نہ برگ شجر
ستاتے ہین مردم کو شام و سحر
ستم سے گرازون کے ہم آسیان
نظر کر بحال ستمدیدگان
یہ خسرو نے سنکر نظر کی وہین
سوی پہلوانان ایران زمین
اوٹھا بیژن پور گیو دلیر
سنہ شیر صولت سے بولا وہ شیر
مجہے حکم ہووے شہ نامجو
کرون قتل خوکان خونخوار کو
وہ لے گیو بولا کہ اے شہریار
یہ کار آزمودہ نہین زینہار
یہ سنکر لگا کہنے گرد دلیر
جوان ہون ولیکن بتدبیر پیر
یہ کہکر وہین رستم پہلوان
ہوا شاہ سے ہوکے رخصت وہان
دے اوسکے ہمراہ گرگین گیا
بحکم جہاندار کشور کشا
گرازون کے بیشے مین پہونچے وہ جب
گرازان مقابل ہوئے آکے سب
گرازون سے بیژن ہوا ہم نبرد
لگا کرنے شیر یل شیر مرد
نہ زنہار گرگین مددگار تہا
فقط وہ جوان گرم پیکار تہا
گراز ایک آیا سوی پہلوان
کہ پارہ کیا جوشن پرنیان
وہین کو بیچکر خنجر آبگون
دلاور نے اوسکو کیا غرق خون
غرض اسطرح سی بگرز و خدنگ
ہزارون کیے کشتے ہنگام جنگ
گرازان خونخوار کو قتل کر
کیا دشت کو بحر خون سر بسر
لگادی وہان آگ بہی چار سو
چلے سب گرازان پیکار جو
بفتح و ظفر خرم و شادمان
رہا جاکے پہر دشت مین پہلوان
کئی روز مشغول عشرت رہا
پہر اک روز گرگین نے اوس سے کہا

کہ یان دشت سے ایک رشک جنان
وہ ہر سال آتی ہے وان سیر کو
کہ صحرا مین ہے اندنون نازنین
سنا وصف جب ماہ رخسار کا
کہ بیٹھی ہوئی ہے یہ با نازو ادا
مہیا ہے وان بادہ و چنگ و رود
ہوا پہلوان عاشق دلستان
کہ کوئی نہین آسکے ہے بیان
منیژہ نے دایہ سے پہر یہ کہا
شتابان ہوئی دایہ خوشحال
لیے جنگ خوکان مین آیا ادہر
مجھے شوق دیدار لایا یہان
کیا اور بہی اوسکو امیدوار
یہ سنکر گئی دایہ با صد طرب
گئی دایہ پہر پیش بیژن جوان
لگا کہنے گرگین مین شیر دل یہان
یہ جانا کہ وان بیژن پہلوان
وہین لیکے بیژن کے شیدا کو
کیا پہر محبت سے وان ہمکنار
ہوئی بادہ پیمائی بفرط طرب
ہوا مستی بادہ کا جبکہ جوش
شنفتہ گیا قصر مین رات کو
بہت دل مین اپنے پشیمان ہوا
پڑے ہے جیسے گرگین نے غصہ با خون
منیژہ نے کی جمع خاطر کمال

ہر اک رنگ کے گل شگفتہ ہین وان
لیے ساتھ اپنے کئی شعلہ خو
لیے سیر او سجا افاست گزین
ہوا دل سے مشتاق دیدار کا
لیے ساتھ اپنے کئی دلربا
گل و سرو مینا و جام و سرود
ہوئی دلستان عاشق پہلوان
عجب ہے کہ یہ بیشہ اور یہ جوان
کہ تو اس جوان کے ذرا پاس جا
ہوئی جا کے بیژن سے یکسان چال
کیا دفع مین نے اونہین سر بسر
لغر و تمنا مین آیا یہان
کہا پہر یہ تدبیر کر ایک بار
کہی دلستان سے حقیقت یہ سب
لگی کہنے اوس سے کہ اے پہلوان
تری پاسبانی کو اے نوجوان
اسیر بلا ہوویگا بے گمان
روان سوی ایران ہوا کینہ جو
منیژہ نے بیژن کو بے اختیار
رہے عیش مین وان منیژہ و شب
رہا کچھ نہ زنہار بیژن کو ہوش
رکہا سب سے پوشیدہ اسباب کو
نہایت دل اوسکا پریشان ہوا
سوی راہ بیدرہ ہوا ہمعنان
کہا یون کہ ناکو نرکہہ پر ملال

منیژہ ہے اک دخت افراسیاب
یہ گرگین نے قصہ کیا جب بیان
ہر اک نے منیژہ کی تعریف کی
جو پہونچا دہان بیژن نامور
کنیزان ہین پہر اس نازنین
گیا بیژن گرد جب متصل
لگی کہنے وہ غیرت ماہتاب
چلا آیا اسطرح سے بے خطر
شتاب اس سے احوال دریافت کر
یہ کہنے لگا دایہ سے وہ جوان
سنا مین نے یہ دخت ہے روبرو
یہ کہکر اوسے دی وہ انگشتری
کہ دیکھون منیژہ کے پاس آنکر
منیژہ یہ بولی کہ لاؤ اوسے
منیژہ سے مجھکو بیاہی طلب
ہر اک طرح تہا گرچہ گرگین گبر
گیا جب ادہر بیژن نامدار
گیا جبکہ بیژن تو وہ نازنین
ہوا جب آغوش آرام دل
یہ فرد پایم ہوا بیخبر
سما رہی زرین مین پیر دال کر
ہوا جبکہ بیدار او ہوشیار
لگا کہنے اے کردگار جہان
اسیر بلا اوسنے مجھکو کیا
جوانون کو دریش ہو رزمگاہ

نہین رنج کش لو سکے یہ آفتاب
لگے کہنے تب وان کے باشندگان
بیان حسن کی اوسکے توصیف کی
تو یہ دور سے اوسکو آیا نظر
ستارے ہون جون گرد ماہ مبین
ہوا شیفتہ تب منیژہ کا دل
کہ ہے اسقدر خوف افراسیاب
نہ ہرگز کیا اسنے کچھہ بہی حذر
کہ یہ آن پہونچا ہے کیونکر ادہر
مرا نام ہے بیژن پہلوان
ہوئی دیکھنے کی مجھے آرزو
جسے دیکھہ حیرت مین ہو جوہری
تماشائی رخسار رشک قمر
مرے پاس لاکر تہا اوسے
گیا ساتھ اوسکے وہ با صد طرب
دلے کینہ آور تہا مانند گرگ
یہ بدکیش تہا اوہان زینہار
گئی سوی خرگاہ اوسکو لیکر یہین
میسر ہوا سر بسر کام دل
گیا خواب مین بیژن نامور
منیژہ اوسے لیگئی سربسر
گرفتار حیرت ہوا نامدار
تو ہے عالم آشکار و نہان
عوض اوس سے لے یا رب اسکا بلا
کبہی شادی و عشرت و رزمگاہ

خدا ہو نہین اور تجہپہ قربان ہون
اگر شاہ توران سے پہونچی ضرر
یہ کہکر لگے پینے باہم شراب
نہ تہا دخل نامحرمون کو وہان
پہری گردش چرخ انجام کار
گیا وہ ان ہی دربان خانہ خراب
ہوا شاہ سنکر بہت خشمگین
شنیدہ کا ہرگز نہین اعتبار
وہ ہی لایق قید و بند گران
کہ بہیجا سواران پیکار جو
یہ سنکر جو گرشیوز کینہ خواہ
در کاخ مسدود آیا نظر
جو دیکہا پہونچکر در خانہ پر
تو چنگ و دف و رود تہا ہر زمان
شہنشاہ توران کا یہ کاخ ہی
کہ یان ہی نہ گرز و نہ جوشن نہ جنگ
نہین کوئی اسدم مددگار ہے
دلیرانہ آیا در خیمہ پر
مقابل ہو میرے جو کوئی جوان
تو تنگی کرے مجہسے گر ایکبار
جو دیکہا کہ بیژن دلیر جوان
کیا ساتہ بیژن کے عہد استوار
اوسے لیگیا سوی افراسیاب
گیا وہ گرفتار جب پیش تخت
لگا کہنے بیژن کہ اے تاجور

رضا جو تری با دل و جان ہون
تو جان ہو مری تیرے آگے سپر
ہوے دولت وصل سے کامیاب
کسی پر نہ یہ راز تہا کچھ عیان
کہ یکسان نہین وائے روزگار
کیا عرض یون پیش افراسیاب
نواحان سالار کو بس وہین
کوئی جا کے وان دیکہلے ایکبار
سقر بتے او سپرد بیگمان
تو محصور کر جا کے اب کاخ کو
گیا تا در کاخ لیکر سپاہ
شکستہ کیا در کو پہر زود تر
تو اک مرد بیگانہ آیا نظر
سہ صد حور چہرہ پرستندگان
بیان اسطرح سے تو گستاخ ہے
کرون کسطرح ساتہ دشمن کے جنگ
جہان آفرین بس مددگار ہے
خروشان ہوا آکے جون شیر نر
تو کہو دے سر اپنا یہین رایگان
چلون ساتہ تیری سوی شہریار
کری کشتہ لشکر کو اب بیگمان
لیا اوس سے وہ خنجر آبدار
کشان سر برہنہ بحال خراب
کہا شاہ توران نے اے نیکبخت
بجنگ گرازان مین آیا ادہر

مری گہر کو اپنا ہی تو خانہ جان
تو اب شوق سی نوش کر جام مے
شب و روز رہنی لگے ہمکنار
کئی سال گذری بعیش و سرور
خبردار دربان ہوا ناگہان
کہ شاہا گیا ننگ و ناموس مفت
بلا کر کہا مصلحت اب ہے کیا
اگر کاخ مین غیر کو بار ہے
سخن شاہ نے سنکے سالار کا
شبستان مین دیکہے کسکو اگر
سنی بانگ قانون و چنگ و رباب
گیا اندرون محل کینہ خواہ
منیژہ ہی اور وہ جوان ہمکنار
یہ دیکہا تو گرشیوز کینہ جو
ہوا سنکے بیژن کو تب اضطراب
ہوا بخت برگشتہ انجام کار
یہ کہکر وہین سے لیکے نام خدا
کہ بیژن ہون مین پور گیو دلیر
مین اس خنجر تیز سے اب کرون
روا شاہ رکہے نہ مجہپر ستم
گرفتار کرنا ہے دشوار تر
ہوا ہاتہ سے جبکہ خنجر جدا
نہو طالع نیک یاور اگر
ترا کیونکہ توران مین آنا ہوا
لگا کرنے صید نہنگ و پلنگ

مری جان مجہکو نہ بیگانہ جان
کہ ہرگز نہین جای اندیشہ ہے
نہ تہا کار جز عیش وان زینہار
قرین عیش و عشرت غم و رنج و درد
ہوا اوسکو اندیشہ خوف جان
منیژہ کا اک گرد ایران ہی جفت
نواحان نے یہ عرض شہ سی کیا
تو پہر اسمین کیا جای تکرار ہے
یہ گرشیوز کینہ جو سے کہا
تو لے آ کشان یان اوسے باندہکر
لیا گہیر ہر اک طرف سے شتاب
گیا بے زرہ ہو تہی جلد رنگ ماہ
سہم سمجہا با نہ ہین بادہ خوار
ہوا نعرہ زن یون کہ ہی کون تو
لگا کہنے کہا کر وہین پیچ و تاب
نہ ہرگز موافق رہا زینہار
لیا کہینچ خنجر جو موزے مین تہا
شجاعت کے بیشے کا اک نرہ شیر
بہت نامدارون کو بس غرق خون
شفاعت کری تو مری کر ستم
کہ مرنے پہ اب اسنے باندہی کمر
گرفتار بیژن کو اوسدم کیا
تو ہرگز نہ کچہ کام اوسے تہا نظر
شبستان مین کسطرح جانا ہوا
خوشی سے بہ تیغ فیروزہ رنگ

مرا یار گم ہو گیا ناگہان
سو دشت آیا فغان کنان

ہوا خفتہ سہر مین بزیر درخت
ہوا خفتہ گویا مرا بھی بخت

یکایک ہوا اک پری کا گذار
اوڑا لیگئی مجھکو وان آنکر

سنو دار سہر فوج توران ہوئی
عمارت اک اوسمین نمایان ہوئی

پری نے پہونچکر غضب یہ کیا
کہ مجھکو عمارت مین بٹھلا دیا

عمارتمین تھی جو ہتی نازنین
پڑہا اوسپہ افسون پری نے وہین

اوسے فسون بھی نہ تھین بے خطر
پریزاد مجھے لیگئی اپنے گہر

سنین اسمین زنہار سہر اگناہ
نہ آیا وہ عصیان سے بہی رشک ماہ

سنین تھی پری بخت برگشتہ تھا
کہ جسنے کیا یون اسیر بلا

لگا کہنے سہر شاہ توران دیار
کہ اے بخت برگشتہ روزگار

تو وہ ہے کہ با گرز و تیغ و خدنگ
کہ تا اسپ کرتا تھا صید افگن خدنگ

کر اب دست بستہ مثال زنان
یہ گفتار سا نہ کرتا ہی بیان

سنین رہ است تیر اسخن زنہار
تو جانبر ہو و یگا انجام کار

سنی جب یہ گفتار افراسیاب
یہ کر شیو زکینہ جو سے شتاب

مرا بستہ کرنا کچھ آسان نہ تھا
ورے تیرے داماد نے کی دغا

تو اک آمس و گرز اب دو بجھی
کہ دکہلا دون اپنی دلیری تجھے

دلیران و ترکان و جنگی سوار
مقابل مری کرسکتا اک ہزار

تماشا تو سہر دیکھیے میدان مین
کر بن قتل سکو مین اک آن مین

رہے زندہ ترکون سے کرا کے سوار
تو مت کہہ مجھی بیژن نامدار

ہوا پر غضب ننگے افراسیاب
یہ کر شیو زکینہ جو سے شتاب

لگا کہنے کہیچ اسکو اب دار پر
نگون بخت کو تو نگون سار کر

اوسے لیگیا وہ سہ دار جب
کیا خلق نے اوسکے انبوہ تب

برادر نہ تہا نے کوئی یار تھا
خدا لیکن اوسکا مددگار تھا

سنو کارسازی کا حق کے بیان
کہ پیران اودہر آگیا ناگہان

یہ انبوہ دیکھا تو حیران ہوا
یہ پیران ویسے نے سنکر کہا

کہ یارو نہ جلدی کرو یان اہ دو
ہلاک اس جوان کو بحث کرو

یہ کہکر وہ سردار ذا الخطاب
شتابی گیا پیش افراسیاب

ہوا ایسا دب ادب سے دیان
کہا شہ نے آ بیٹھ اے پہلوان

تہ بیٹھا تو شہ نے یہ ہنسکر کہا
گذارش تو کرا سے کیا مدعا

اگر گنج مطلوب ہو دون تجھے
اگر آج چاہی تو بخشون تجھے

جو پیران نے دیکھا یہ لطف و کرم
تو بولا کہ اے شاہ عالی ہمم

نہ کر بیژن نامور کو ہلاک
ڈرا دلمین کر خوف یزدان پاک

کئی بار دی پیشتر مین نے پند
نہ نشنوا ہوا جب شہ ارجمند

ہوا کام سے دست بردار جب
دلی پر مین کہتا ہون اے شاہ ہم

کہ کین سیاوش کو تازہ نہ کر
درخت بلا کو نہ کر بارور

سیاوش کو جو قتل تو نے کیا
تو پہر کیا اوٹھایا بہلا فایدہ

کہا شہ نے زندہ اگر چھوڑ دون
تو دنیا مین رسوا و بدنام ہون

کیا نکلے پیران نے پہر یون بیان
کہ رکہیے گرفتار بند گران

یہ سنکرہ جور و بید اوسے
کہا شاہ نے اپنے داماد سے

کہ کر چاہ تاریک مین اوسکو بند
ہر اک طرح سے اسکو پہونچا گزند

اور اک دیو اکوان سنگ گران
بیابان مین بیٹھا جو تھا بیجان

دہن پر تو رکھ چاہ کے اب وہ سنگ
نہ زنہار راسات مین کر درنگ

سنیو کو بھی یا انسے لیجائے
لگونسار بیٹے مین نکالے

بفرمودہ شاہ افراسیاب
سنا جب تو اوس کینہ جو نے شتاب

سپاہ قید بیژن کو لیجا کے وان
لو پس پہ رکہا اسنے یہ سنگ گران

سنیژہ کی مان دختری آئی شتاب
کیا عرض یون پیش افراسیاب

کہ دختر یہ انداز کہیئے روا
گزند اسکو پہونچا است شہا

شفاعت ہوئی تو عقوبت سے بہ
کیا شہ نے دختر کو گہر سے بدر

سبب سے محبت کے اور چاہ کے
رہی جا کے نزدیک اوس چاہ کے

گدائی وہ کرتی تہی صبح و شام
جو کچھ ملتا تہا اسکو طعام

وہ ہر گوزن تھی بیژن کو سوجھتا پی تھا
سنو کارسازی جہان آفرین
یہان ہی تہا بیژن پہلوان
جو سوچے تو اک بیشہ آیا نظر
ملائی گرازان تہ خون و خاک
بیابان مین اک گور آیا نظر
سوی بیژن آیا وہ مانند پیل
ولیکن ہوا گور اُسنے روان
نہ زنہار بیژن کا پایا نشان
ہوا دل مرا سخت اندوہگین
یہ سنکر سخنہاے بے اعتبار
یہ جانا کہ گرگین بدکیش کا
اسے پیش کیخسرو نامدار
کہ تو لیگیا تہا مرے پور کو
کرے ہی تو اب مکر کی گفتگو
شتابی سے پہر تیغ کین کہینچکر
ہزو صد تازیانے لگائی وہین
گیا گیو لیکر اوسے پیش شاہ
مرا ہاے تہا ایک نور نظر
کرے ہی یہ گفتار مکر و فریب
پہونچ داد کو میری اے شہریار
کہ گرگین نے تجہسے بیان کیا کیا
شہنشہ نے گرگین کو دین گالیان
نظر کرکے وہ طالع دو وقت پر
یہ سنکر کہا شہ نے پہر گیو کو

کچہ اک اوسمین سے اب یہی کہاتی تہی
کہ گرگین گیا سوے ایران مین
یہ راز نہان سر بسر کر عیان
پڑے جا بجا تہی بریدہ شجر
کیا دشت کو ہمنے خوکان سے پاک
پسندیدہ و خرم و خوب تر
خروشان و جوشندہ جون رود نیل
عقب اوسکے تہا بیژن پہلوان
نہ دیکہی کہین صورت پہلوان
کئی دن ہوا اون اتا گرگین ست
ہوا گیو بے اختیار اشکبار
کرے خنجر تیز سے سر جدا
تو جانیکے اے پور فرخ شعار
کہان گم کیا تونے اے کینہ جو
ملاؤن تری خاک مین آبرو
کرون مین جدا جسم سے تیری سر
کیا سخت گرگین کو آزردہ کین
بچشم پر آب و دل کینہ خواہ
کہ داد شاہ تہا جس سے شام و سحر
کہ سنکر اوڑا بس قرار و شکیب
کہ گرگین نے مجہکو کیا سوگوار
سناتہا جو اوسنے وہ شہ سے کہا
کیا پہر گرفتار بند گران
لگے کہنے پیش شہ نامور
کہ رکہ جمع خاطر تو اے نامجو

جہان آفرین و اور رود اوس پا
کہا گیو گودرز سے جا کے سب
یہ گرگین نے پاسخ دیا گیو کو
گرازان خونخوار آئے وہان
ہوئی دان سے پہر سوے ایران ان
طرف اوسکی دوڑا کے شبدیز کو
شتابی سی بیژن نے ڈالی کمند
نظر سے ہوا گور و بیژن نہان
وے توسن بیژن نامدار
غرض با غم و درد آیا یہان
یہ سمجہا کہ بیشک ہوا وہ جوان
کہا ایک گودرز نے پہر وہین
وہین گیو پہر با دل دردمند
کیا تو نے مجہکو تباہ و خراب
تجہے لیچلون پیش خسرو ابہی
پکڑ بال گرگین کے پہر بعد ازان
ہوا نیلگون سر بسر جسم زار
کیا عرض اے شاہ گیتی پناہ
اوسے کرکے گم آپ آیا یہان
بجز توسن بیژن پہلوان
یہ سنکر ہوا شاہ اندوہگین
پہر احوال گرگین سے پوچہا تمام
کیا شہ نے پہر موبدانکو طلب
کہ توران مین ہی زندہ وہ پہلوان
سو ملک توران مین کہینچون سپاہ

ہوا آخر کار فریاد رس
لگا پوچہنے گیو گرگین سے تب
کہ نزدیک ارمان ہم آئے نامجو
ہوئی اودن سے ہم گرم پیکار کین
طرب ساز و شادان و غمگنان
شتابان ہوا بیژن نامجو
کہ ہی گور کے سر کو تلوہ مین بند
شتابان ہوا مین نقش کنان
جو دیکہون تو صحرا مین ہے بے سوار
یہ توسن جو پایا سو لایا یہان
گرفتار رنج و بلا ناگہان
کہ اب کہینچ اسیر تو اب تیغ کین
یہ گرگین سے بولا بآنگ بلند
گیا چشم و دل سے مری صبر و خواب
اوسے اس حقیقت سے دونون کہی
اوسے پیچلے ان سے گردنکشان
ہوا بس وہ بیہوش انجام کار
مرے سر پہ آئی یکایک بلا
یہ گرگین بدکیش نکبت نشان
نہین اور بیژن کا ہرگز نشان
لگا گیو سے کہنے خسرو وہین
وہ بیہودہ کرنے لگا وان کلام
کہا دیکہو احوال بیژن کا اب
وہ ہی گرفتار بند گران
وہان جاکے ترکون سے ہون کینہ خواہ

پھر الادون بیژن کو اب جد سے | ملادون تجھے تیرے فرزند سے | یہ کہتا تو تہا خسرو پاک دین | ہوئے گیو کو تہا نہ ہرگز یقین

کیا ختم شاہ نے گفتار کا | اوسے کچہ بہی زنہار باور نہ تہا | کہا شاہ نے پہر کہ اے نامدار | پئے جستجو بہیج ہر سو سوار

نشان پاؤن اوسکا تو ہو المراد | خبر دین ہمین آنکر شاد شاد | سپاہ اونہو سے اگر آگہی | تو مت کیجیو مہر سے دل تہی

تو نوروز کا کیجیو انتظار | کہ جب آوے نوروز فصل بہار | نظارہ کرون جام گیتی نما | کرون دریافت احوال ہر گرد کا

ہوا گیو شادان یہ سنکر سخن | دعا دی کہ اے سرور انجمن | جہان بین تو رہ جبتلک ہے جہان | بصد حشمت و دولت زر فشان

یہ کہکر گیا پہلوان اپنے گہر | وہین پہر سواران پرخاش گر | روانہ گئے گیو نے چار سو | کرین جا کے بیژن کی وہ جستجو

ہوئے ہر طرف وہ تفحص کنان | ولیکن کہین کچہ نپایا نشان | جو نوروز فرخ ہوا جلوہ گر | تو پہر شب بخسرو نامور

گیا گیو با خاطر پر الم | دل زار بیتاب اور چشم نم | جو خسرو نے دیکہا اوسے بیقرار | پریشان دل و مضطر و اشکبار

طلب کرکے پہر جام گیتی نما | لگا دیکہنے شاہ کشورکشا | ستارے جو ہین سات افلاک پر | لگے دیکہنے وہ اوس جام مین سر بسر

بہت غور سے تہا نظارہ کنان | سو ہفت کشور شہ خسروان | نشان بیژن نامور کا کہین | پدیدار ہوتا تہا ہرگز نہین

سو کشور گرگساران نگاہ | پڑی جب تو کیا دیکہتا ہے وہ شاہ | کہ بیژن کنوئین مین نگونسار ہے | بصد رنج و خواری گرفتار ہے

اور اک دخت اوسکی ہے خدمتگذار | کہ اوس کنوئین پر ہے وہ گلعذار | کہا شاہ نے پہر گیو سے یہ بیان | ترا پور زندہ ہے اے پہلوان

مگر چاہ مین قید اور خستہ ہے | سلاسل سے سر بدست و پا بستہ ہے | نہ اندیشہ رکہہ اب اے منتظر | کہ آوے رہا ہوکے تیرا پسر

وہ بولا کہ اے خسرو نامجو | شتابی سے پروا نگی مجہکو ہو | کہ جا کر چہڑا لادن بیژن کو یان | لگا کہنے خسرو کہ اے پہلوان

تہمتن ہے پیل افگن و شیر جنگ | نبیگا نہ کام اوس بجز بے درنگ | روانہ ہو جا سوئے سیستان | کہ تا آوے یان رستم پہلوان

ہوا گیو لے نامہ شہریار | شتابان سوئے رستم نامدار | اوسے جا کے نامہ دیا شاہ کا | سب احوال بیژن مفصل کہا

زبان پر سخن اور آنکہون مین نم | فغان کہینچتا تہا بصد درد و غم | یہ سنکر تہمتن نے پاسخ دیا | کہ اے گیو میرا ارادہ یہ تہا

کہ آرام سے اب وطن مین رہون | بیابان سے نہ زنہار جنبش کرون | بہت مین نے کہینچے ہین رنج و محن | نہین چاہتا دل کہ چہوڑون وطن

ملے بیژن نامور کا یہ حال | ہوا سنکے اک گونہ غمگین کمال | مگر درد سے مین جگر خستہ ہون | لئے کار بیژن کمر بستہ ہون

مرا بیژن پہلوان پور ہے | مرا دیدہ زار کا نور ہے | تو رکہ جمع خاطر نکر اضطراب | کہ لادون رہا کرکے اوسکو شتاب

یہ کہکر بجہنگ و مے دلفروز | رہے محفل آرا بہم تا سہ روز | بروز چہارم بسامان و ساز | روانہ ہوا رستم سرفراز

جو نزدیک پہونچا پیل نامدار | تو دوڑین بحکم شہ کامدار | گئے اوسکے لانیکو سب پہلوان | وہ آیا تو خسرو ہوا شادمان

وہ رفعت و جواہر مہیا کیا | وہان تخت زر ایک برپا کیا | بٹہایا تہمتن کو اوس تخت پر | وہ بیٹہا تو بخسرو نامور

ہوا رستم گرد کا مدح خوان | کہا تو ہے پشت و پناہ کیان | مددگار گردان ایران دیار | بخصم افگنی تو ہے پیل و نہار

پئے بیژن پور گیو دلیر | گوارا تو کر رنج اے نرہ شیر | کہ تیرے سوا اے پیل نامدار | نہین چارہ گر یان کوئی زینہار

زمین بوس ہوکر وہ جنگ آزما · دعا و ثنا کر کے کہنے لگا
اگر سامنے آوے تیر و سنان · ترے حکم سے ہین مورد نشان
لگا کہنے خسرو کہ ای پہلوان · یلان تو ہی جنگ جتنے ہین یہان
تہمتن یہ بولا کہ اے تاجور · سپاہ گران لیکے جاؤن اگر
شتابان ہو اب مثل بازارگان · کرون جا کے تدبیر ایسی وہان
یہ سنکر ہوا شاد شاہ جہان · مہیا کیا رخت سوداگران
گرانمایہ ہشت ادہم باد پا · وہ اشتر پر از گوہر بے بہا
شتر ہا پر از پرنیان و حریر · تحایف ہر اقلیم کے بے نظیر
یلان نبرد آزما یک ہزار · گئے ہمرہ رستم نامدار
تہمتن نے جب عقد توران کیا · یہ گرگین نے اوسدم اوس سے کہا
تو گرگین کو رستم نے پاسخ دیا · کہ عاجز رہوی تجہسے ایسی خطا
کیا یہ سخن گرد نے جب بیان · ہوی پور گرگین کے زاری کنان
کہ گرگین کو اب شہ رہا کیجیے · مرے ساتہ رخصت اسے دیجیے
کہ بیژن رہا ہوکے آوی ادہر · تو جانبخشی اوسکی ہی ہو زودتر
ہو اخناس اسبات کا پہلوان · ہوا ساتہ رستم کے گرگین جوان
تہمتن غرض مثل بازارگان · جہان انکا ارادہ تہا پہونچا وہان
ولیکن ہوا رستم شاد بہر · اقامت گزین جاکے بیرون شہر
جو رستم نے دیکہا ادا یا شتاب · حضور اوسکے کچہ تحفہ لایا شتاب
کئے پیشکش اور کیا عجز دان · نہایت ہی پیران ہوا شادمان
لگا پوچہنے اے خجستہ جوان · تو ہی کون آیا کہان سے یہان
ہر کسون ہون مین اے سر دراجمن · متاع گرانمایہ و دلپسند
وہ بولا کہ تو شہر مین جا کے رہ · مری پاس اب شوق سے آکے رہ
ہوا جبکہ آگاہ پیر و جوان · کہ ایران سے آیا ہی اک کاروان
ہوا گرم بازار سوداگری · ہر اک جنس کے تہے وہان مشتری
سو رستم گرد آئی دوان · وو دیدہ گہر بار نالہ کنان

کہ اے شاہ شاہان روئے زمین · تراہون مین اک چاکر کمترین
مین اس کام پر چست باندہون کمر · چہڑا لاؤن بیژن کو اب زود تر
او نہین ساتہ لیجا جنہین چاہے تو · روان لیکے ہو سنکر جنگجو
تو ایسا انہو کہا کے وہ پیچ و تاب · کرے قتل بیژن کو افراسیاب
کر آسان ہو یہ کار مشکل شتاب · ملے دست افسوس افراسیاب
ہو تیار یکدست سامان ہوا · تو رستم روان سوئے توران ہوا
پر از جامہاے سیہ صد شتر · متاع گرانمایہ پاکیزہ تر
ہزار اشتر القصہ ہمراہ تہے · پر از تحفہ خوب و دلخواہ تہے
وہ پہنچے ہوے جا بہ کاروان · بنے سر بسر صورت ساربان
رہا کر کے اسے گرد خندہ خو · مجہے بیجا اب اپنے ہمراہ تو
کہ دنیا خطا ہی اب اسکو بخت · ترا نام پیش خداوند تخت
کیا عرض رستم نے پہر لاجرم · حضور شہنشاہ کیوان حشم
یہ رستم کو خسرو نے پاسخ دیا · کہ یہ عہد بیژن نے ہے دل مین کیا
کرون ورنہ گرگین کو بند کا · ملاؤن تن اوسکا خون و خاک
ولیکن ہوئے قید اوسکے پسر · بحکم شہنشہ بجائے پدر
کوئی شہر پیران لیسہ کا ست · مقام اوسجگہ پیلتن نے کیا
ہوا اوسکو جب میل نخچیر کا · سوئے دشت اک روز پیران گیا
وہ اسپ گرانمایہ اک جام نذر · کہ اوس جام مین بہاتے گہر
ولیکن نہ جانا یہ کچہ زینہار · کہ یہ شخص ہے رستم نامدار
یہ پیران کو رستم نے پاسخ دیا · کہ بازارگان ہون مین ایران کا
ہوا آکے وارد ترے شہر مین · کہ تو صاحب داد ہی دہر مین
نہین مال کا کچہ ہے تیار کچہہ · کسیکو نہین تجہسے بیکار کچہ
تب آئے حضور شہ نامور · خریدا رو پیادہ اسپ و گہر
منیژہ نے یہ جبکہ پائی خبر · ہوئی تب شتابان وہ زرین کمر
کہا یون کہ اے مرد عالی گہر · مجہے کچہ ہی کچہ تو ایران کی خبر

خبر بیژن نامور کی کہین
وہی نوجوان گیو کا پور ہے
نہین مجھکو دربار مین شہ کے بار
نہین گیو گودرز سے آگہی
لگی کہنے یون کہینچکر ایک آہ
کہ بیچارہ ہون اور ستمدیدہ ہون
بسر رحم سے پہر تہمتن وہین
بیان کر کہ تو کون ہی کیا ہی نام
منیژہ مین ہون دخت افراسیاب
پہرون ہون مین دردر بحال تباہ
وہ اک چاہ تاریک مین قید ہے
کنوئین کے دہن پر ہی سنگ گران
تو پہونچا سکیگی اوسی کچہ طعام
کہ بہیجا تو یہ مرغ بریان و نان
وہ خاتم جو رستم کے تہی نام کی
کہ ہر روز و شب کہینچتا تہا تو آہ
منیژہ یہ بولی کہ مین نے کیا
وہ بولا کہ اے گل رخ لالہ فام
طعام اوسنے تیرے لئے یہ دیا
یہ پوچھیو اوس سے اے مہر و آزما
شتابان ہوئی وان سے وہ دلربا
گئی نصف شب الغرض جب گذر
دہن پر کنوئین کے ہی راتہا جو سنگ
کنوئین مین جو تہا وہ گرفتار بند
وہ زنجیر توڑی وہین سربسر

نہ پہونچی مگر سوی ایران مین
پڑا قید مین سخت مجبور ہے
کسی سے بہی واقف نہین زینہار
نہ کر مغز سیر اتو ناحق تہی
کہ بیچارگی پر مری کر نگاہ
پریشان و دلریش و رنجیدہ ہون
یہ بولا کہ زیر سپہر برین
ہوا زرد کیون عارض لالہ فام
کیا گردش آسمان نے خراب
لکہا تہا قضا نے یہی سر پہ آہ
ستمدیدہ جس جرم پر قید ہے
کیا سنگ کا ماجرا سب بیان
وہ پہونچا دی تہی جسطرح سے مدام
رکہی اوسمین اپنی انگوٹہی نہان
یکایک ہاتھ اوس جوان کے لگی
سبب جو اس کا کیا قاہ قاہ
ترے عشق مین مال و جان کو فدا
کہان سے تو یہ آج لائی طعام
سنا جب یہ بیژن نے تب یون کہا
تو بیژن کو کینہ نکرے گا رہا
تہمتن سے پیغام بیژن کہا
تہمتن نے اوسوقت باندہی کمر
دیا پہینک اوسکو تو شاہ بید رنگ
نکالا اوسے ڈالکر پیچ کمند
لگا کہنے بیژن سے پہر نامور

کہ اب تک نہ کوئی ہوا چارہ گر
ہوا پر غضب رستم نامجو
کہ ہو نہین تو اک مرد بازارگان
منیژہ لگی رونے پہر زار زار
نہین چاہئے سرد مہری تجہے
یہ آئین ایران سے ہے دور تر
پڑا تجہپہ یکبارگی کیا غضب
منیژہ لگی کہنے کرکے فغان
محبت سے بیژن کی اے نامور
کہون کیا مین احوال بیژن کا اب
بندہی اوسکے زنجیر مین دست و پا
دلاسا بہت دیکے وہ پیلتن
وہ طور اوسنے رستم سے ظاہر کیا
منیژہ نے جاکر دیا جب طعام
کیا تہتہہ دیکہہ انگشتری
وہ بولا رکہے راز کو گر نہان
ولے آپکی ہی تو ہی بدگمان
کیا یہ منیژہ نے اوس سے بیان
یقین ہے کہ رستم ہی وہ کاردان
کہے تجہسے جو کچہ تو وہ کیجیو
یہ کہکر بہ بریان رستم و نان
لئے ہفت گردان جنگ آزما
پڑا سنگ جاکر سوی دشت چین
گرفتار زنجیر پایا اوسے
کہ کہینچے بہت تو نے رنج و تعب

کسی نے نہ بیچارہ کی لی خبر
کہا رو برو سے مرے دور رہو
نہ سرور ہون مین نہ کچہ پہلوان
ہوئی دیدۂ زار سے اشکبار
نہ کر دو درشت رو برو سے مجھے
کہ بیچارگان کی نہ پوچہین خبر
ہوئی جو گرفتار رنج و تعب
کرون حال اپنا مین اب کیا بیان
پڑی افسر و تخت سے دور تر
پڑا ناگہان اوسکے سر پر غضب
فغان دل سے کہینچے ہی صبح و مسا
لگا کہنے اوس سے کہ اے گلبدن
یہ سنکر تہمتن نے اوس سے کہا
ہوا بیژن پہلوان شادکام
لگی کہنے وہ وہین وہ زنگ پری
تو آگے ترے مین کہون کیا بیان
برا حیف ہے تجہسے اے پہلوان
کہ آیا ہی ایران سے اک کاردان
رہائی کو سیر ہی اب آیا یہان
تغافل کو تو راہ مت دیجیو
رہی وہ پری پیکر دلستان
سر چاہ پر وہ دلاور گیا
ہلی اوسکے صدمہ سے توران زمین
گلے سے شتابی لگایا اوسے
منیژہ تو نیک جہان سے ہے اب

کرون ایک شبخون مین اسدم تباہ
سب شبستان افراسیاب

کہ تا اوسکو معلوم ہو یہ سخن
کہ آکر یہان رستم پیلتن

اسیری سے بیژن کو کر کے رہا
دلیرانہ ساتھ اپنے اب لیگیا

مگر نہ کہین کے یہ تورانیان
کہ نامرد تہا رستم پہلوان

جو مانند دزدان سیان آنکر
تہا شب ہوا خوف سے رہ سپر

لگا کہنے یون بیژن نامدار
سنجاؤن تجہے چہوڑ کر زینہار

چلون ساتھ تیری مین اے شیر مرد
کرون چلکے تورانیان سی نبرد

کیا منع ہر چند رستم نے پر
گیا ساتھ رستم کے وہ نامور

غرض رستم و بیژن پہلوان
سوئے قلعہ باہفت جنگ آوران

ز روی دلیری شتابان ہوئے
مقابل وہان پاسبانان ہوئے

گیا پاسبانون کو یکسر ہلاک
گئے قلعہ مین پہر وہ بیخوف و باک

سپہ ساتھ اونکے گئی گرم کین
ولیکن ہوئے کشتہ یکسر وہین

ہوا پہر روان رستم نامدار
سو خانۂ شاہ توران دیار

یہ آواز دی جاکے دہلیز پر
کہ سن لے تو اے شاہ بیداد گر

کنوئین مین جو بیژن گرفتار تہا
ہوا بند سے آج بارے رہا

ذرا سوچ دلمین کہ جور اسقدر
روا کون رکہتا ہے داماد پر

تلافی کو بیژن کی آیا مین یہان
مرا نام ہے رستم پہلوان

یہ آواز سنکر بصد اضطراب
گریزان ہوا شاہ افراسیاب

پہونچکر تہمتن نے ازرہ کین
سر تخت اک گرز مارا وہین

پہر اک نازنین پریچہرہ کو
پہر اوس سے لیکر یل نامجو

پہر اک گرد اکدن سے جہال
شبستان سے لیکر گیا خوش کمال

سوا اسکے کتنی پریچہرگان
گئین آپ ہمراہ ایرانیان

یلان نے کیا جا کے آرام و خواب
ولیکن دم صبح افراسیاب

سپہ لیکے آیا بے کارزار
ہوا سنکے رستم بہی وونہی سوار

ہزار اوسکے ہمراہ تہے پہلوان
نبرد آزمایان جنگ آوران

سیاہ زر لگا کرنے رستم طلب
کہ ہو ہم نبرد آنکلے کوئی اب

مقابل نہ آیا کوئی زینہار
تہمتن نے کھینچا بہت انتظار

کہا پہر کہ اے شاہ افراسیاب
اگرچہ تری فوج ہے بیحساب

دے ساتھ پہر سے نہین تاب جنگ
مگر کچہ نہین ہی تجہے عار و ننگ

کئی بار دیکہا ہی تو نے مجہے
کہ دی مین نے تنہا ہزیمت تجہی

دلیری و مردی و جرات مری
بہت آزمائی سپہ نے تری

زبون سخت ہین مجہسے ہر سوار
تو آیا عبث یان پئے کارزار

ہوا سنکے شرمندہ افراسیاب
سوارون سے بولا یہ کرکے عتاب

کہ اے نامداران توران زمین
یہ ہی رزمگہ جای عشرت نہین

دلیرانہ تم گرم پیکار رہو
کہ یہ بیژن و رستم جنگ جو

نہ جانبر ہو ن میدان سے اب زینہار
نہ ایران کا زندہ رہی اک سوار

سنی جب سوارون نے گفتار شاہ
ہوئے حملہ آور سوئے رزمگاہ

سواران توران ایرانیان
ہوئے گرم پیکار آکر وہان

تہمتن نے لیکر وہین گرز و تیغ
کئے قتل ترکان بہت بیدریغ

ہوئے کشتہ تورانیان بیشتر
رہے غالب ایرانیان سربسر

ہوا جب نہ پیدا نہین کچہ کامیاب
گیا سوی چین و الشی افراسیاب

گیا اوسکے دنبال رستم دوان
دو فرسنگ مانند شیر ژیان

کئے کشتہ وخستہ صدہا ہزار
پہر آیا بفتح و ظفر نامدار

زر و مال اسباب افراسیاب
گیا لیکے پہر سوی ایران شتاب

ثنا جبکہ ہو خردہٗ دل نواز
ہوا شاد کیخسرو سرفراز

گئے پیشوا نامداران تمام
ہوئے دیکہکر اوسکو سب شاد کام

گیا جبکہ نزدیک درگاہ شاہ
تو آکر جہاندار گیتی پناہ

تہمتن کو باصد خوشی لیگیا
ثناخوان ہوا رستم گرد کا

دعا و ثنا کی تہمتن نے بہی
شہنشہ کی لایا بجا بندگی

منیژہ بہی اور بیژن پہلوان
گئے جب حضور شہ خسروان

ہوا شاد کیخسرو پاک دین ہوئے گیو و گودرز بھی خورسند ہین
ہوا دور خاطر سے اندوہ و غم لگے رہنے مسرور و خرم بہم
ہوئی ختم بیژن کی اب داستان سنو قصہ برزو پہلوان

جنگ کردن برزو با رستم و رسیدن افراسیاب ایران و رفتن کیخسرو بمقابلہ او با فوج گران و شکست خوردن افراسیاب و باز رفتن بطرف توران

جو ناکام ہو کر بصد اضطراب سوئے چین گیا شاہ افراسیاب
تو آیا نظر راہ مین اک جوان تنومند مانند پیل دمان
کہ ای پادشہ ہون مین دہقان پسر نہین جانتا لیک نام پدر
سنا ہے یہ مان سے کہ اک روز مان کہین اک سوار آ گیا ناگہان
ہوا آن کے وہ طلبگار آب پلایا اوسے پانی اوسنے شتاب
ہوئی اوسکے دلمین جو غالب ہوس جوان نے کیا اوسکو ہمخواب بس
روانہ ہوا وان سے پہر وہ سوار بحکم خدا یہ ہوئی باردار
خدا جانے تہا کون وہ پہلوان نہین اوسکا معلوم نام و نشان
جو پیدا ہوا مین تو شاہنشہا مرا نام مادر نے برزو رکہا
جو دیکہا اوسے شاہ نے بالیقین روان ساتھ اوسکے کیا یہ سخن
مرا ایک دشمن ہے رستم بنام دلیری و مردی مین مشہور عام
مجھے سخت اب اوسنے عاجز کیا پراگندہ خاطر ہون صبح و مسا
اگر یہ نہووے تو جرات نہین کہ ہو گرم کین فوج ایران مین
گمان ہے یہ مجھکو بہنگام جنگ نہ ٹھہرے ترے ہاتھ سے ہو کے تنگ
سنا جب یہ برزو نے تب یون کہا کہ افسوس صد حیف شاہنشہا
تو اک گرد سے ہے زبون اسقدر ترے ہاتھ کا دلمین ہے خوف و خطر
لگا کہنے سالار عالی تبار وہ یک تن ہے مانند یکصد ہزار
تو نانی اوسکی بیان کیا کرون بجا ہے اگر اوسکو اہرمن کہون
نہ اوسپر ہو گرز و سنان کارگر نہ ہرگز کرے تیغ آہن اثر
یہ سنکر ہوا خندہ زن وہ جوان کیا شاہ سے اوسنے پہر یون بیان
کہ میدان مین جسدم ستیزہ کرون تو صد کوہ آہن کو ریزہ کرون
سپہ تیری اور تو بہی نامرد ہے کہ دل یون نہین تن سی پر درد ہے
نہین ہے اگر رزم کی تجھکو تاب تو کہنا مرا کیون ہے شاہ افراسیاب
نہین تجھکو شایان ہے تاج شہی نہین تجھکو زیبا کلاہ مہی
یہ سنکر ہوا منفعل بادشاہ ہوا اوسلیے خواہان امداد شاد
کہا یون کہ گر گشتہ ہو اے جوان تری ہاتھ سے رستم پہلوان
تو دون تجھکو مین دختر بہ چین کرون تجھکو سالار اقلیم چین
قسم کہا کے برزو نے پیش شاہ کہا یون کہ اے شاہ خورشید جاہ
شہ چین کو اور شاہ ایران کو کرون بندمین ہو کے بیکار جو
لگا دون مین آگ ایران مین کرون خون کی نالیان ابلتا مین
ہوا شاد یہ سنکے افراسیاب سو خانہ برزو کو لایا شتاب
سراپردہ و خیل اسپان فوج مین دوصد نازنینان چین و چگل
ہزار افسر و گنج و لشکر دیا سرافراز برزو کو شہ نے کیا
ہوا شاد برزوی گردن فراز جہانمین ہوا [illegible] بے نیاز
دلے اوسکی مان جو رہی تہی وہان کیا آکے برزو کو سنے بیان
کہ ہے دیو زنجاہ وہ ہے کالبل اوسہا جاہ و دوستی کا جی خیال
تمہین ہے سمجھ ہو برائی نہین تجھے تاب جنگ آزمائی نہین
وہ قاتل ہے دیوان خونخوار کا نہ کر قصد تو اوس سے پیکار کا

گئی بار دیگر شہ کو اوسی شکست
وہ بولا کہ رستم سے ہون زورمند
تو ہے کودن محض اور بے ہنر
نہ لیکن ذرا لایق کار تھے
طلب کرکے مردان صاحب ہنر
اٹھارہ جوانان زور آزما
بہ نیروے سرپنجہ و نام جو
جو او شاہ مین سیر ہشردہ یلان
کہ ہی راستی کا کچھ اسمین فروغ
درشت و تنومند چست و دلیر
ہوا شاد یہ سنکے افراسیاب
کہ ہون مین شتابی بہاک روان
ہوا شادمان شاہ توران دیار
کہا نامدارون سے پھر یون کہ اب
ہوا شہ سے رخصت یل شیر مرد
عقب سے پیرن بہی بصد فرستان
گئے ہمرہ برزوے نامدار
گئی سوے ایران یہ جسدم خبر
تعجب کہ اب وہ ہی ایرانیان
کیا شہ نے رخصت بصد فرستان
عقب اونکے شہ بہی بصد کروفر
ہوئی اک شب روز جنگ کلان
فریبرز او رطوس میدان مین
ہوا شادمان شاہ توران دیار
ہوا یہ غضب رستم پہلوان

کیا نامداران توران کو پست
مری آگئے ہو سست یل بلند
نہ کہو مفت جان عزیز ای پسر
موافق نہ برزو کے زنہار تھی
یہ بولا کہ برزو کو اب زود تر
لگے کرنے تعلیم صبح و مسا
زبون زور کرتا تہا استاد کو
کہے تو اونہین باندہ لاوین یلان
یہ گفتار ہی یا سراپا دروغ
حضور اسکے اک پشہ ہی پیل و ببر
دیا گنج برزو کو پہر بے حساب
سوہی خسرو و رستم پہلوانا
طلب کرکے پہر تخت گوہر نگار
کرو اسکی فرمانبری روز و شب
بہت لیکے سامان جنگ و نبرد
پہونچتا ہون لیکر سپاہ گران
سواران جنگی لئے دہ ہزار
تو بولا یہ کیخسرو نامور
برای وغا سوی ایران ستان
روانہ سوی ہر دو نام آوران
جہاندار کیخسرو نامور
کہ جسکا نہین ہوسکی کچہ بیان
جو آ مقابل تو اک آن مین
ہوا غمزدہ خسرو نامدار
لگا کہنے اے خسرو خسروان

تو اون نامدارون کے ہمسر نہین
دیا پاسخ اوسنی کہ وہ شیر نو
یہ سنکر گیا پیش افراسیاب
نئے اور تیار انجام کار
ہنر پہلوانی سکہا لا دو سب
بتعلیم و ہنر وہ یگانہ ہوا
غرض برزو ہی پہلوان ایک روز
سنی شاہ توران نے یہ بات جب
وہ بولے شہا برزو کے پیلتن
نشیب و فراز برزو کو ہی سب رزم
لگا کہنے برزو کہ ای بادشاہ
یہ خسرو ہے اور نہ رستم بجا
یہ بولا کہ اے برزو ای نیکبخت
وہ بیٹھا جو بالاے زرین سریر
یہ بولا [illegible] توران دیار
وہ سردار جنگ آور و زود الکرام
شتابان ہوا آب بہی بعد ازان
کہ گردان ایران جو کرتی تہی رزم
فریبرز او رطوس کو پہر شتاب
سواران جنگی و مردان کار
فریبرز او رطوس کی فوج جب
ہوئی فوج ایران کو آخر شکست
اوٹھا زین سے برزو اونہین لیگیا
طلب رستم نامور کو کیا
تو رکہہ جمع خاطر کہ جاؤن شتاب

دلیری مین آدمی سے فزونتر نہین
ہنر پہلوانی کے رکہتا ہی یاد
سلاح و سلب سب کے لایا شتاب
مہیا کئے بعد ازان شہریار
کرو کوشش و جہد ہر روز و شب
سر سروران زمانہ ہوا
لگا کہنے اے شاہ گیتی فروز
لگا پوچھنے پہلوانون سے تب
نہین آدمی ایک ہے اہرمن
غرض رزم کو وہ سمجہتا ہے بزم
مری ساتھ کیجے تعین سپاہ
کردن جسکو ایران کا زمانہ تہا
تو با صد طرب بیٹھ بالاے تخت
تو کیخسرو سے کر دو فرمان پذیر
کہ رہتا ہے شب و روز او ہوشیار
کہ ہومان تہا اور بارمان جسکا نام
سپہدار بالشکر بیکران
نہوتی تہی انکو پہر تاب رزم
پے جنگ گردان افراسیاب
گئے ساتھ اونکے وہ دہ دہ ہزار
گئی سامنے فوج برزو کے تب
سواران ایران ہو چیرہ دست
یہ بندگران اونکو بستہ کیا
یہ احوال خسرو نے اوس سے کہا
سوی پہلوانان افراسیاب

فریبرز اور طوس کو کر رہا ۔ ترے پاس لاؤں بفضل خدا ۔ یہ کہکر گیا رستم جنگ جو ۔ دلے لیگیا ساتھ گستہم کو

گئی نصف شب تھی کہ پہونچا وہان ۔ اسیران بند بلا تھے جہان ۔ یہ سمجھا کہ برزو کی خرگاہ ہے ۔ جو دیکھا تو بیٹھا وہان شاہ ہی

سر تخت زرین سے افراسیاب ۔ خوشی سے ہے پیتا پیاپے شراب ۔ چھپے است باخاطر شادمان ۔ نشستہ ہین پیران و برزو وہان

فریبرز او طوس ہیں پیش تخت ۔ کھڑے ہیں بندھے دست بازوی سخت ۔ یہ کہتا ہی انکو وہ کمبخت شاہ ۔ کرون قتل مثل سیاوش پگاہ

اسیرون کو پہرے لگے مردمان ۔ کہ منظور رہتا جنکا رکھنا جہان ۔ نگہبان جو غافل ہوا تب ہین ۔ تہمتن نے کھینچا تیغ کین

اوٹھا ایک کو اپنی پہر پشت پر ۔ شتابان ہوا رستم نامور ۔ اوٹھا دوسرے کو وہ گستہم لیا ۔ سرا پردہ سے دو دہین اسکو کل

وہ بار گران زور سے سر بسر ・ شکستہ کیے یکطرف بیٹھ کر
سراپردہ مین شاہ توران کے ・ یہ چرچا ہوا کوئی گرز آن کے
کہ وہ گرگ ہوگا تہمتن مگر ・ اسیرون کو جو لیگیا آن کر
کہ لشکر سپہ جا سوی رزمگاہ ・ وہین انکو برزوی کینہ خواہ
سنا جبکہ خسرو نے شور و فغان ・ کہا تب کہ اے رستم پہلوان
نظر کرکے برزو کی ترکیب کو ・ قرین تجھ ہوا جنگ سے جو
ترے سر کو توڑون ابھی گرز سے ・ سمجھیو نہ کم مجھکو البرز سے
بجا ہے کہ سیکھو نہین تجھسے ہنر ・ مرے ساتھ بہت تند ہوا اسقدر
یہ کہکر وہین ہاتھ مین کی کمان ・ خدنگ ایک ڈالا سو پہلوان
بپا ایسے ہوئی بارش تیر پر ・ نہ اک تیر ہرگز ہوا کارگر
بہت دیر تک ضرب پر ضرب تھی ・ اسی قیامت تھی یا حرب تھی
کیا زور اتنا پکڑ کر کمر ・ کہ ٹوٹا نہ ڈالا کمربند پر
تہمتن نے جانا پڑا ایک کوہ ・ ہوا ضرب سے گرز کی بس ستوہ
دلے از رہ عقل و فہم و ذکا ・ تہمتن نے کچھ طور ایسا کیا
تہمتن سے برزو یہ کہنے لگا ・ تعجب ہے اے گرد جنگ آزما
ترے دست و سر کو نہ رنجہ کیا ・ یہ سنکر تہمتن نے اوس سے کہا
یہ برزو نے اندیشہ دلمین کیا ・ مبادا کہ یہ گرد زور آزما
پر اتنے مین آخر ہوا روز تب ・ لگا کہنے برزو سے رستم کہ اب
بہم جب پذیرا ہوا یہ سخن ・ تو پھر برزو و رستم پیلتن
جو برزو گیا پیش افراسیاب ・ تو بولا کہ اے شاہ عالیجناب
مقابل ہوا جسسے آج آن کر ・ کہ تھا سنگ و فولاد سے سخت تر
نہین اوسکو پیکار سے خوف و بیم ・ مرا دل ہے اس پہلوان سے دو نیم
جو گفتار کرتا تھا برزو دہر ・ کہ جسکا بیان اب ہوا سر بسر
مرے ہاتھ کو آج پہونچی شکست ・ نہ ہر گرز رہا زور رہا نہ وہ دست
نہین اور آتا نظر کوئی مرد ・ کہ ہو برزو گرد کا ہم نبرد

غرض بادل خرم و شادمان ・ گئے پیش خسرو وہ نام آوران
وہ بندی جو تھی پا اونہین لیگیا ・ سپہدار لشکر یہ کہنے لگا
دم صبح کہا کر بہت پیچ و تاب ・ لگا کہنے برزو سے افراسیاب
خروشان ہو سپہ انجمن گہتی تھا ・ کہ اے رستم اب آیا ہے پھر آ
تو برزو سے اجا کے ہو گرم جنگ ・ یہ سنکر گیا پیلتن بیدرنگ
کیا نعرہ زن ہوکے مانند شیر ・ کہا اے تہمتن مین آیا دلیر
لگا کہنے برزو کہ اے پہلوان ・ تو ہے پیر و برنہ مین ہون جوان
اگر تو ہے آتش تو مین بہی ہون آب ・ نہین آ سکے آگے آتش کو تاب
تہمتن نے اک تیر مارا وہین ・ ہوے اسطرح دیر تک گرم کین
بہم پہر ہوے یکے گرز گران ・ نبرد آزما پہر وہ جنگ آوران
ہوے گرز زخم مثال کمان ・ ہوا اسپ کشتی اونہین بعد ازان
طرح شیر غرندہ کے کرکے شور ・ پہر اک گرز برزو نے مارا بزور
ہوا دست بیکار ٹوٹی سپر ・ ہوا پر الم رستم نامور
نہ برزو پہ ہرگز ہوا آشکار ・ کہ خستہ ہوا دست جنگی سوار
کہ گر نامور گرز گر کوہ پہ ・ تو بس ریزہ کرتا اوسے سر بسر
مجھے رنج کیا ہو ترے گرز سے ・ کہ ہون سخت تر کوہ البرز سے
رہا اب کرے زخم گرز گران ・ خطا ہے اگر رہیے غافل یہان
ہوئی اسپ عاجز ہوا وقت تنگ ・ رکہو روز فردا پہ موقوف جنگ
گئے رزمگہ سے سو خیمہ گاہ ・ ہوئی جا کے آسودہ یکسر سپاہ
تکبر مجھے زور پر اپنے تہا ・ دلے طرفہ اک گرد زور آزما
تن سخت پر اوسکے ہنگام جنگ ・ ہوا کارگر کچھ نہ زور خدنگ
نہین مجکو معلوم یہ زینہار ・ ملے خاک مین کون انجام کار
ادہر پیش خسرو جو رستم گیا ・ تو با چشم تر اوس سے کہنے لگا
مجھے سخت برزو نے عاجز کیا ・ نہین مجکو مقدور پیکار کا
قرامرز سیر اولاد رستم ・ یہان اسے جاندار ہوتا اگر

تو برزو سے لڑتا بہ تیغ و سنان
روانہ کرون اوسکو سوے ہندوستان
یہ سنکر نگجہ شہ نے پاسخ دیا
جو تابان ہو خورشید وقت پگاہ
نہین مجھکو زنہار کچھ خوف جان
ہماری ہی خواب مین جنگ کہ جان
مقابل ہون باتیغ و گرز و خدنگ
سوا اوسکے جنگنے مین گردن فراز
دگرگون ہو رنگ زمانہ اگر
دے رستم گرد جنگ آزما
ہماری تو اسوقت تیار کر
بلاؤن مین دان جا کے سیمرغ کو
دلیران ایران یہ سنکر خبر
نہ ٹھہرے یہان گر تو اے پہلوان
تہمتن نے پھر باد دل دردمند
مجھے صبح میدان مین آن کر
ہوا زخم کاری سے بیکار مین
پھر اتنے مین پہونچی خبر یہ بیان
بغل مین لیا پیلتن نے وہین
تو پہونچی مجھے راہ مین یہ خبر
فرامرز سے جب سنا یہ سخن
دم صبح پھر برزوے کینہ ور
فرامرز سے رستم پیلتن
یہ برزو سے کہتا کہ ہونگین دو مرد
جو دیکھا تو گرگین ہے دامن گرم جنگ

ولیکن وہ ہی سوی ہندوستان
بلاؤن فرامرز کو اب یہان
تہمتن کو بس وہ نہین حیف کیا
تو برزو سی مین جا کے ہون رزمخواہ
نہ میدان سے موڑو نمین ہرگز عنان
سوی جنگ کیون شتابان آوے دستان
کرون غرق خون مین اوسے بیدرنگ
دلیرانہ ساتھ اوسکے ہون ہمعنان
تو جو دلمین آوے کرے یاسو ور
سراپردہ مین جبکہ اپنے گیا
کہ ہون صبح دم مین شتابان ادہر
شتابی ہون سیمرغ سے چارہ جو
دوان پیش رستم گئے سربسر
تو قایم رہے پھر نہ کوئی جوان
کہا یون کہ زیر سپہر بلند
کرے جب طلب پھر برزوے کینہ ور
سو خانہ جاتا ہون ناچار مین
لگا آیا فرامرز جنگی جوان
دے بوسے بازوے چشم و جبین
لگو برزو سے لیکے آیا ادہر
لگا کہنے تب رستم پیلتن
پکارا سوے زنگہ آن کر
یہ بولا کہ اے مرد لشکر شکن
ہوا تہا جو کل تجھ سے گرم نبرد
دسے وہ برزو اوسنا ہے خدنگ

وہ جیپال ہندی سے ہی گرم جنگ
نہ پہونچے فرامرز یہان جبتلک
گیا جبکہ رستم تو آشفتہ ہو
شبستان سے گردن سفتہ اوسکا جگر
کہا سنکے گودرز نے یہ سخن
مبارک ہو شہ شب و روز بزم
کرے جنگ برزو سے گیو دلیر
یقین ہے کہ گردان خواہان کین
کہا شہ نے گودرز سے اسطرح
زوارہ سے بولا کہ ای بہائی جان
پہونچکر وہان زال زر سی ملون
زوارہ نے سب سے کیا یون بیان
لگا کہنے ہر ایک اے پیلتن
ذرا بان سے جنبش نہ کر زینہار
بسر ہو گیا بس مرا وقت جنگ
کرون جنگ کیا دست شکستہ سے
یہ سنکر لگے رونے سب نامدار
ہوا دور دل سے الم سربسر
فرامرز بولا کہ اے پہلوان
یہ سنکر وہان سے ہوا پیش ران
تو آرام کر جا سوی خیمہ گاہ
کہ آئے ہے سامنے کوئی مرد
مرا سربسر لیکے ساز و یراق
دیا سب نشان جنگ دیروزہ کا
فرامرز پھر پیش خسرو گیا

یہ دلمین ہی اک گرد بیدرنگ
سہم جنگ سو توف ہوتب ملک
لگا کہنے یون خسرو نامجو
ملاؤن بہ خاک و خون سربسر
کہ اے خسرو خسروان زمن
کہ حاضر مین نبرد لے جنگ و رزم
ستیزندہ بیژن ہو مانند شیر
کرین جا ہی یہ برزو بزیر زمین
کہ مین نے کیا اب بیان جسطرح
ارادہ ہے میرا سوے سیستان
سر دوست کا اپنے در مان کرون
کہ ہی عزم رستم سوی سیستان
نہ ہی سبب سے جہے یہ انجمن
یہان رکھ تو پاے ثبات استوار
فلک نے کیا مجھکو اب جان سے تنگ
نے کام کیا زخمی و خستہ سے
تہمتن بھی اوس دم ہوا اشکبار
ہوا شاد رستم اوسے دیکھکر
ہوا مین جو ہندوستان سے روان
غرض کرکے یلغار پہونچا یہان
کہ نادور ہو سربسر رنج راہ
گیا سنکے گرگین بر آسے سپرد
تو جا سوے میدان بر اسحاق
سوارہ الغرض زخش پہ ہو گیا
خوشی سے زمین بوس حاصل کیا

کہا شاہ نے یون فرامرز کو
روان کرکے توسن پل نور سفند
فرامرز تہا بسکہ چون فیل و شیر
سوئے جنگ آیا تو با صد طرب
ترے ساتھ مین کرکے کل کا زنار
سنی اوسکی برزو نے آواز جب
دلیکن جو دیکھون جہین کرکے غور
ہوا کشتہ یا غستہ شاید وہ مرد
فرامرز بولا کہ دیوانہ ہے
یہ کہکر دے سب شبان نبرد
وہ بولا کہ ہون رستم پہلوان
سنا جسکا نام پل ارجمند
بیا پے خوشی ضرب بالای سر
ہوئی ریزہ ریزہ جو اوسکی سپر
اوسے کشتہ کرنا نہ دشوار تہا
ہوا اگرچہ برزو اسیر کمند
ہوئے حملہ آور جو تورانیان
بدست دگر گرز کہ بان تہا دان
تہمتن نے اندیشہ دل مین کیا
سوارون نے جب فراوان کیا
کہ پیچھے مین دو جیسے تہا اسیر
کمند اب مجھے دیکھے ہو گرم جنگ
ہوا دشت مین اسقدر کشت و خون
ہنگام شب جا کے از اسپ
ہوا شاد کیخسرو نامور

شتابی تو برزو سے ہو جنگجو
یہ برزو سے بولا بآہنگ بلند
درشت و تنومند و چست و دلیر
مگر سیر ہی جان سے اپنی تو اب
گیا جب ہوا رات کو بادہ خوار
لگا کہنے جی مین کہ ہی غضب
تو پایا ہون آواز رستم کی اب
کہ دیروز تہا جو مرا ہم نبرد
تمیز و خرد سے تو بیگانہ ہے
یہ سنکر ہوا غرق حیرت وہ مرد
مقابل نہین میرے شیر ژیان
تو برزو ہوا سخت اندیشہ مند
تو ہرگز نہ فرصت ملی اسقدر
پریشان ہوا زخم سے سخر سپر
دلے یہ نہ منظور زرہنا رہتا
دلے شاہ توران ہوا دردمند
تو پہونچا اودہر سے بہی پرنیان
چپ و راست چون تنگ آ ہنگر
کہ برزو سا و کہین ہو رہا
بہت حملہ برزو نے بہی وان کیا
کہ دونون تہے پیل افگن و شیر گیر
تو کرنا نہ تہا جلد کشتہ کو ننگ
کہ دامان صحرا ہوا لالہ گون
کہا جا کے پیران نے شاہ سے شتاب
لگے تہنیت دینے فتح و ظفر

مبادا کہ گرگین ہو کشتہ وہان
نہین ہم نبرد ایجوان یہ سوار
ہوا سست برزو اوسی دم بکمر
فرامرز بولا کہ اے کینہ خواہ
کیا تجکو با عیش و عشرت سحر
کہ اسپ و یراق و لباس جوان
نہین گرد دریوزہ ہے یہ مگر
وہ ہرگز نہین تو دلی تیری پاس
دہی ہون کہ تجکو کیا تہا زبون
لگا کہنے پہر یون فرامرز کو
مرا کام فیل افگنی ہے مدام
فرامرز نے لیکے گرز گران
کہ برزو کرے زخم اوسپر رہا
زمین پر گرا برزوی نامور
یہ چاہا کہ لیجا کر کے اسیر
سوارون سے بولا یہ افراسیاب
سنو زور دست پل ارجمند
پہر آتی مین پہونچا بمانند باد
رہا کر دہین دست و پا سے کمند
بہت سخت زور آزمائی ہوئی
زوارہ نے دہین فرامرز کو
کمند اوسکو دیکر وہ مرد دلیر
غرض مہر تابان ہوا جب نہان
تو اب یا نکے ملک توران کی راہ
سے یقین برزو ہوا حکم شاہ

یہ سنکر شتابان ہوا پہلوان
تو اب آنکر مجہسے کر کارزار
دلیکن یہ بولا کہ اے کینہ ور
دلیرونکو ہے رزمگہ بزمگاہ
سمجھی اوس خوشی کا ہی اتنک گزر
دہی ہی جو دریوزہ تہا بیگمان
تو بولا دہین برزو کینہ ور
مقرر اوسیکا ہی یہ سب لباس
کرونگا غرض آج مین غرق خون
ترا نام کیا ہے پل نامجو
بجز جنگ شیران نہین اور کام
کیا سخت برزو کو عاجز وہان
حفاظت مین اپنی وہ مصروف تہا
فرامرز نے پہر رہا کی کمند
حضور خداوند تاج و سریر
دلیرانہ ہو حملہ آور شتاب
کہ اک دست سے کہینچا تہا کمند
سو رزمگہ رستم شیر زاد
کیا اوسنے برزو کی گردن کو بند
نہ برزو کو لیکن رہائی ہوئی
کہا یون کہ اے گرد پیکار جو
ہوا گرم پیکار مانند شیر
گئے تب سوئے خیمہ جنگ آوران
یہ سنکر روانہ ہوئی سب سپاہ
دلے پہلوان رستم نیک خواہ

ہوا پیش خسرو شفاعت کنان
سو خانہ رستم اوسے لیگیا
رہا بند سے برزو اکرم کیا

سر خون بیگذر اے شاہ جہان
فرامرز سے پہر یہ کہنے لگا

لگا کہنے رستم سے پہر شہریار
کہ بہیجا اسے سوی زابلستان

کہ برزو کو بہیجا تو اے نامدار
وہ برزو کو لیکر ہوا الیس روان
گرفتار زنجیر اوسکو کہا

خبر یافتن شہرو مادر برزو از گرفتاری برزو و آمدن در ایران برای رہائی برزو و اظہار کردنش از رستم کہ برزو نبیرہ تست

جو برزو کی ماں نے سنی یہ خبر — تو ایران میں آئی وہ خستہ جگر
اوس آشفتہ خاطر کا شہرو نام — پسر کی جدائی سے غمگین مدام

کہ برزو کو پایا جو ایران میں — تو واں سے گئی زابلستان میں
زن مطرب خانۂ پیلتن — رہی تہی وہاں اوس سے با مکر و فن

ملی مادر برزو سے نامور — کیا اوسکو راضی بہت دیکے زر
ہوئی نسبت خواہری پہر بہم — وفور اوس محبت کا تہا دمبدم

یہ شہرو نے اوس سے کہا ایکروز — کہ اے مہرباں خواہر دلفروز
تو پہونچا سکے پیش برزو اگر — تو بہیجوں طعام آج تیار کر

وہ بولی کہ لا خواہر نیکنام — دیا اوسنے وہیں تیار طعام
رکہی اوسنے انگشتری بہی نہاں — کہ معلوم برزو کو ہووے نشان

وہ جب لیگئی پیش برزو طعام — ہوا دیکہہ انگشتری شادکام
لگا کہنے بہیجی ہے کسنے یہ چیز — وہ بولی کہ اے مرد صاحب تمیز

زن نیکبخت آئی اک چین سے — یہ سنکر لگا کہنے برزو اوسے
یہی میری ماں ہے میں اسکا پسر — مجہے دوست اپنا یقین جانکر

کیا میں نے یہ راز پنہاں عیاں — ولیکن تو سینے میں رکہیو نہاں
درون طعام ایک تہا ان تو لا — بریدہ کروں تاکہ زنجیر پا

تو پہر لا سے ہوار تازی سمند — بہنگام شب زیر کاخ بلند
مرا کہینچنا آن کر انتظار — کہ ہونگا روانہ میں ہوکر سوار

پہر آئی وہ زن وان الٹی بصد طرز — کہا آکے شہرو سے احوال سب
بہت مال شہرو نے لا کر دیا — بہت اوسکو ممنون احسان کیا

گئی لیکے سوہن وہ برزو کے پاس — نہ لائی ذرا دل میں بیم و ہراس
سو شب کو بہی سبکو لائی وہاں — کہ برزو نے اوسکو کہا تہا جہاں

جب آیا وہاں برزوی نامدار — تو اسپان رہوار پر ہو سوار
وہ شہرو وہ زن اور برزو وہیں — شتابان ہوے سوی توران زمین

سوی راہ بیرہ ہوے رو بسیر — کہ کم تہا ادہر سے وہاں کا گذر
ملا راہ میں رستم نامور — پڑی جبکہ برزو پہ اوسکی نظر

لگے کرنے اوس وقت جنگ و زرار — ہم برزو و رستم نامدار
کئے زخم باہم رہا بیشتر — نہ لیکن ہوا ایک بہی کارگر

رکہی جنگ موقوف انجام کار — لگا کہنے برزو سے وہ نامدار
کہ کیونکر ہوا بند سے تو رہا — سب احوال برزو نے اوس سے کہا

زن مطرب خانۂ پہلوان — وہ بولی گنہگار ہوں بیگمان
جو کچہہ چاہیے اوسکو دیجے سزا — کہ مجہ پر ہے ہر گونہ ایذا روا

پہر اوس وقت اے رستم نیکنام — گرسنہ ہوں مجہکو دیجے طعام
پذیرا کیا گرد نے یہ سخن — گیا ایک گوشہ میں پہر پیلتن

کیا طلب اوسنے دستار خوان — یہ بولے تہمتن سے ہمراہیان
سنا جو یہ برزو روان ہو شتاب — تو خسرو کو کیا دیگا جواب

تہمتن یہ بولا کہ میں کیا کروں — نہیں مجہسے ہوتا ہے برزو زبون
ملا کر وہیں زہر بہیجا طعام — دلے پیش برزو جو پہنچا طعام

تو شہرو نے اوسکو نہ کہانے دیا — نہ زنہار اپنی زبان پر کہا
زن مطرب خوبرو بدسیر — ہوئی کہانے کے سوی عازم وہ بسیر

وہ جب ملک مین پہونچے ایران کے
مسافر جو آتا تہا ہر صبح و شام
مہیا ہی میوہ و چنگ و رود
ذرا ماجرا سنئے اک روز کا
دلیران ایران مع ان سبہی تمام
بہم طوس و گودرز مین تہا عناد
لیا طوس نے خنجر از روی کین
رہام دلاور یہ غصہ ہوا
کہا پہر یہ رستم نے گودرز کو
لگا کہنے گیو یل نام جو
سنا سب نے یہ مین بہی جاؤن تہان
تہمتن سے پہر رستم نام جو
خطر پہر ہوا رستم گرد کو
تو ہونے نہ دیجو بہم کارزار
پسندیدہ ہی یہ کہ اب جاؤن مین
پہر آتا ہون اب سو آغاز کار
یہ دیکہا کہ خیمہ ہے افراختہ
کہ خیمہ یہ کسکا ہی تب مردمان
گذرتا ہی جو کوئی اس راہ سے
اوترا سپ سے با دل شادمان
لگا کہنے اوس سے کہ ای دوستان
کہ تہا مرد سوداگر خوش سیر
جہان سے جوان ہو گیا رخت جب
خطر سے مین اوسکے گریزان ہوئی
جوان دلاور نے دل مین کہا

تو رہتی مین پہیر زابلستان کے
تو سوسن کہلاتی تہی اوسکو مدام
سنار و کباب و رباب و سرود
کہ رستم کے گہر جشن شاہانہ تہا
مہیا سبہی وہی و دور جام
لگے کرنے وان گفتگوی فساد
رہام دلاور نے اوسکو دیا
یہ پہر بہ زدی پہلوان سے کہا
کہ طوس دلاور کو اے نامجو
کہ گودرز اور طوس ہین تندخو
کہ دونون کو سمجہا کے لاؤن یہان
برادر تہا طوس دلاور کا جو
مبادا کہ ہون پہلوان کینہ جو
یہ سنکر گیا وہ یل نامدار
ملکزادہ کو ساتہ لے آؤن مین
لکہون حال طوس یل نامدار
اور اک قلعہ محکم ہے نوخاستہ
لگے کہنے اوس سے کہ اے مردمان
تو یہ اوسکو آئین دلخواہ سے
گیا وہ دہین خرگاہ مین پہلوان
حقیقت تو اپنی ذرا کر بیان
رہون تہی مین آرام سے اوسکے گہر
یہ چاہا سپہدار توران نے تب
سوی ملک ایران شتابان ہوئی
کہ خسرو کے لائق ہی یہ دلربا

نہانی سرا ایک اور قلعہ ایک
مراتب مسافر نوازی کے جب
مسافر نوازی سے سرگرم تہی وان
دہان گیو گودرز جنگی سوار
تہی آراستہ محفل دوستان
زبان پر جو اوسوقت گفتار تہی
کف طوس سے کہینچ خنجر لیا
نہین جانتا کیا تو رستم یہان
تو اب جا کے لے آشتی پر یہان
مبادا کہ وان کہینچکر تیغ تیز
یہ کہکر گیا گیو زور آزما
روانہ ہوا لے اجازت اودہر
فرامرز سے رستم پہلوان
لگا کہنے یون زال زر بعد ازان
سوار اسپ پر ہوکے مانند باد
روان ہوکے پہر طوس پہنچا وہان
پکاتے ہین یاور جہان وان طعام
زن تاجرانی ہی توران سے ایک
کہلاتی ہی نقل و شراب و طعام
جو دیکہی تو تہی ہی اک نازنین
وہ بولی کہ ہون مین زن نغمہ گو
محبت مال و زر اوس جوانی دیا
کہ اپنی پرستار مجہکو کرے
پئے خسرو نامجو آئی یہان
اسے لیجلون پیش شاہ جہان

پسندیدہ خوب و دلچسپ و نیک
ادا کرتی تہی وہ زراہ طرب
کہ نیرنگ سازی تہی وہ بیگمان
یل بیژن و طوس عالی تبار
قرین مسرت تہی پیر و جوان
سو نالائق و سخت پیغوا تہی
وہان سے خفا ہوکے طوس اوٹہ گیا
کہ لازم ہے دلجوئی میہمان
ہوا سنکے گودرز فوراً روان
بہم ہو وین کینے سے گرم ستیز
ولے ہمرہ گیو بیژن گیا
کہ وان طوس تنہا ہی اور نامور
یہ بولا کہ اب تو بہی جا پہلوان
کہ شہزادہ اپنا ہی طوس گران
روانہ ہوا از ال فرخ نہاد
سہر آگہی زن ساحرہ کی جہان
لگا پوچہنے وہ یل نیکنام
کہ رکہے ہی وہ خصلت خوب و نیک
مہیا ہی یان بادہ و دور جام
صنوبر قد و گل رخ و مہ جبین
ہوا ایک عاشق تمام دنکو
محبت سے مجہکو سپہدار شادان کیا
مرا ملک لے خواہ مجہکو کرے
رہون اوسکی خدمت مین تا جاودان
کرون حسن مجرا ہو سپرا وہان

یہ ہنگام فرصت جو آیا نظر
سپہ راستے مین کیخسرو نامور
سواران ایران لئے وان آنکر
ہوا بیدل اوسوقت افراسیاب
کئی بار کہا ای ہی تو نے شکست
سرانیدہ زن لے تجھے جو کہا
سپہدار نے سنکے پاسخ دیا
لگا کہنے پیران سے یون شہریار
یہ لشکر دوان کرکے گہوڑا شتاب
مناسب ہے میدان مین آوی اگر
یہ سنکر وہ شاہنشہ نامدار
پکڑ کر عنان یون گذارش کیا
سپہ راستے مین ہے پہونچا تہمتن دہان
کہ ہے وہ نوسندہ چالاک و چست
بہت جد و کوشش سے روز وغا
بعیاری آخر وہ زور آزما
سپاہ اسکے ہوش مین نہ نہ زنہار
کہ باندہے کمر سوی پیکار و کین
نہ جانب ہون ترکان جنگ آزما
یہ کہکر کیا خامہ نے دو مین عزم
کہ پہلے مجھے قتل ہان کیجیے
سر اپنا رکہا شاہ کے پاون پہ
دلیران جنگی ہین یان جسقدر
مرد تن مین ہی جب تلک جان زار
کیا عجز برزو نے جب اسقدر

تو پہر قلعہ مین وہ زن حیلہ گر
سپہ لیکے پہونچا بعید کر و فر
لئے گہیر ترکان دہان سر بسر
کہ ترکون کو پیکار کی نہی نہ تاب
نہین پیش جاتا ہے کچھ زور دست
وہ افسوس تو نے پذیرا کیا
کہ ہونا تھا جو کچھ ہوا چارہ کیا
کہ اے مرد دانشور و ہوشیار
ہوا نعرہ زن شاہ افراسیاب
سپہدار کیخسرو نامور
اوتر فیل سے اسپ پر ہو سوار
کہ ای شاہ شاہان کشور کشا
تہمتن سے خسرو نے کیا یون بیان
فنون و ہنر مین نہایت درست
رہا غالب او سپر بفضل خدا
رہا میرے پیچہے سے ہوکر گیا
فرامرز برزو سے جنگی سوار
ہوا سنکے خسرو بہت خشمگین
نہو تیر پیچہے سے میرے رہا
کہ توسن کو کہینچے روان ہو زرزم
دوان اسپ کو بعد ازان کہینچے
لگا کہنے خنجر ہین کہینچکر
دکہاتا ہی سر ایک اپنا ہنر
نہ کر عزم پیکار تو زینہار
ہوا نرم تب خسرو نامور

گریزان ہو لشکر مین داخل ہوی
جب آیا جہاندار فرخ نہاد
برسنے لگے ہر طرف سے خدنگ
درشتی سے پیران دستہ مین
ترا ملک برباد یکسر ہوا
کیا جان کو اپنی برباد ہائے
وہ بولا نہین مجکو تاب ستیز
کہا تک مین جنگ گریزان کرون
کہ ضایع ہو کس واسطے آب سپاہ
مری ساتہ ہو آنکر زر تو خواہ
شتابان ہوا سوے افراسیاب
نہین مصلحت یہ جو میدان مین تو
کہ لیتا ہون اجداد کے خون بدر
کئی بار کی ہین نے ساتہ اسکی جنگ
دلے کر سکا مین نہ آباد شاہ
اگر اب وہ رکہتا ہی پہر عزم جنگ
یہ جنگی سواران ہین یان جنگ
یہ بولا سیاوش کا پور نہین سیر
اگر کوہ آہن ہو افراسیاب
تہمتن نے مضبوط پکڑی عنان
ہوا تند رستم یہ شاہ جہان
کہ سر کو کرون اپنی تن سے جدا
ذرا اب تماشا مرا دیکہیو تو
جو میدان مین ہوگا سیر اتمام
لگا کہنے تب خسرو پاکدین

رہائی اوسے ظلم سی حاصل ہوئی
ہوئی برزو و رستم و زال شاد
سواران ترکان کے ہو سخت تنگ
یہ بولا کہ ای شاہ توران مین
نہ میرا سخن کچھ موثر ہوا
ہوئی عقل برگشتہ یکدست دارے
مگر کیجیے ان سے جنگ گریز
یہ بہتر ہی میدان سے جان اپنی دہون
کرین خلق کو کسلئے ہم تباہ
خدا فتح دی جسکو ہو بادشاہ
دلے نامداران اکر شتاب
سپہدار توران کے ہو جنگجو
یہ سنکر لگا کہنے وہ نامور
مقابل ہو لیکے گرز و خدنگ
ادہر دور آیا بدمیدان مین گاہ
تو میدان نہین جاتا ہو نہین بیدرنگ
مناسب نہین شاہ کو تب ملک
دلیر و جوانمرد صاحب ہنر
کرون تیغ بران دریای آب
کیا عرض پہر ہوکے گریہ کنان
یہ راستے مین برزو بہی آیا دہان
مرا خون گردن پہ ہے تیرے شہا
کہ ہون شاہ توران کے مین جنگجو
تمنا ہی سے شہ ذوالاکرام
کہ ای نامداران ایران زمین

سنا یہ ہی خسرو نے بان جوان
لگا کہنے برزو سے یہ بادشاہ
شتابان ہوا سوئے افراسیاب
لگا کہنے برزو سے آکے پناہ
سکھا ہے ہنر پہلوانی کے سب
کہاں اب گیا خسرو نامدار
مجھی پر تری جنگ سے عار و ننگ
یہ برزو نے اوسوقت پاسخ دیا
سیاوش وہاں لیگیا تھا پناہ
نمکخوار تیرا رہا جب تلک
ترے ساتھ کیونکر ہنوں ترم خواہ
سپہدار افراسیاب دلیر
کہ اک زخم سے تیر نے نہار
کمان لیکے پیرشاہ نے بادرنگ
دلے وہیں پہونچا وہ جنگی جوان
پڑی جبکہ یکبار ہر ضرب گرز
وے شست سے جو نکلتا تھا تیر
مقابل ہوا لیکے گرز گران
سنوگا تو تھمدہ برا گرز سے
کہ ہر دشمن تازہ یہ پہلوان
مبادا اگر تجھسے پہونچے گزند
یہ لشکر کو شتہ نے کہا پھر کہ اب
ہوئے حملہ آور ہزاروں سوار
یہ احوال دیکھا تو آئے دوان
یہ آواز شمشیر و گرز گران

سخنگوی خوش سیر تسنو خوش بیان
کہ سالار توران سے ہو کینہ خواہ
خروشندہ مانند دریائے آب
نہیں ہے مگر تجھکو یہ بات یاد
نہیں شرم آتی تجھے ہے غضب
کہ آیا نہ اسدم پئے کارزار
تو پھر جا بیان سے مگر عزم جنگ
کہ ہوں گرچہ پروردہ سیر اشاہ
اوسے قتل تو نے کیا بیگناہ
ادا حق نمک کا کیا تب تلک
تو ہے دشمن خسرو دین پناہ
خروشندہ ہو مثل غرندہ شیر
رہیگا نہ میدان میں تو پایدار
رواں سوئے برزو کیا اک خدنگ
گرے تا رہا زخم گرز گران
تو برزو نے موقوف کی حرب گرز
سپر پر وہ لیتے تے دونوں دلیر
یہ دیکھا تو ہومان آکر وہاں
کہ برزو نہیں کم ہے البرز سے
کیا سنکے ہومان نے پھر بیان
خرابی ہو پھر اسسے اے ارجمند
دلیرانہ حملہ کنان ہو کے سب
لیا گھیر برزو کو انجام کار
فرامرز و رستم بفوج گران
ہوا دشت بازار آہنگران

ہوئی آتش خشم کی اوسنے سرد
بفرمان شاہنشہ نامدار
جو برزو کو دیکھا کہ ہے کینہ خواہ
کیا پرورش میں نے کینہ مگر تجھی
کہ اب یوں دلیرانہ میدان میں تو
مگر شیر مردوں سے وہ ڈر گیا
کہ تا خسرو اب آکے ہو گرم رزم
ولیکن تو سے شاہ بیدادگر
روا قتل ہے تجھسے بد عہد کا
اور اب ہوں نمکخوار دس شاہ کا
یہ کہکر ہوا وہ دلاور دوان
لگا کہنے جوں پیل مستی نکر
ہزار آفریں تجھسے اگر پہلوان
گذر کر گیا اوسکے جوشن سے تیر
سپہدار توران ہنرمند تھا
ہوئی رزم جو لیکے تیر و کمان
ہوا جبکہ ترکش تہی تب وہیں
کہا شاہ سے یوں کہ ہاں زینہار
وہ بولا کہ اب دل میں سے آنکر
کہ میدان میں گر گستہ ہو یہ سوار
جو کچھ گرد ہومان نے ظاہر کیا
اگر قتل بدخواہ کو یا اسیر
بیا پے کئے زخم اوس پر رہا
بہم گرم کیں ہر دو لشکر ہوئے
رواں ہر طرف اسقدر خون ہوا

نبیرہ ہے رستم کا بیشک یہ مرد
یہیں ہو سکے توبھی یہ برزہ سوا
تو سالار توران نے کھینچی اک آہ
کیا نامداروں سے برتر تجھے
ہوا آنکر مجھسے پیکار جو
ہوا غالب اوسکو خطر جان کا
نہیں خسروان لعین جویائے رزم
ستمگار پیمان شکن بد سیر
کہ پیمان شکن ہے عدو خدا
کہ ہے ہفت کشور کا فرمانروا
اوٹھا گرز مانند پیل دمان
مرے آگے تو شیر مستی نہ کر
کرون قتل اکدم میں سکو یہاں
ہوا خستہ پہلو سے مرد دلیر
ہنر سے وہ ضربیں بچانے لگا
وہ شاہ دلاور وہ جنگی جوان
دلیرانہ سالار توران وہیں
نہ یہ قصد کرے شہ نامدار
فزوں تر ہے خسرو سے برزو کا درد
تو نام آور ہے کچھ نہیں زینہار
یہی حرف پیران نے شہ سے کہا
رہائی نہ پاوے یہ گرد دلیر
اوسے زین پہ قایم دلاور رہا
رواں نیزہ و تیر و خنجر ہوئے
کہ دریائے خون جملہ ہاموں ہوا

بہار آئے ہیں کیخسرو شیر گیر
شہ نامور شہسوار دلیر

نکل ملک سے مثل شیر ژیان
گیا بہر امداد بر زود ہان

جہاندار پہونچا جو پیروز کے پاس
تو بگریست ترکان ہو بدحواس

گریزان ہوا دوڑ مین افراسیاب
ہوا خسرو نامور فتحیاب

یہ جا ہے تہا کیخسرو نامدار
کہ نہال سالار توران دیار

شتابان ہو پیر رستم پہلوان
لگا کہنے اے بادشاہ جہان

یہ ہے آرزو و تمنای دل
کہ زابلستان پاس ہے متصل

وہان آپ تشریف لیجئے
سرافراز بندون کو اپنے کرین

ہوا پیر روان سوی زابلستان
جہاندار خسرو بصد فر و شان

رہا جاکے یکمہینہ رستم کے گھر
ہوا شادمان رستم نامور

کیا پیشکش مال اسباب و گنج
تہمتن نے خسرو کو بیدرد و رنج

گذارش کیا پھر کہ ای بادشاہ
ہوا چار صد سالہ نیک خواہ

فرزوی عنایت ہو فرمان اگر
تو مین چند مدت رہون اپنے گھر

فرامرز و برزو رہین ہم رکاب
یہ سنکر جہاندار گردون جناب

یہ بولا کہ اب تو بھی رہ یہان
ولیکن نہ ہو دیر آنا دہان

بلطف و کرم برزو گرد کو
دیا شہ نے غور و ہری شاد ہو

کہا یون کہ ہان کیو آزردہ دل
تو ملک ہرات کو آباد و شاد

فرامرز کو دیکے ہندوستان
کیا خرم و خوشدل و شادمان

بجاہ و حشم پھر سوی تخت گاہ
روانہ ہوا زابلستان سے شاہ

بصد خرمی ... سی
ہوا رونق افزاے کاخ شہی

فرستادن کیخسرو گودرز را جانب توران بجنگ افراسیاب و آمدن پیران و ہومان با فوج گران بمقابل پہلوانان و کشتہ شدن پیران و ہومان و شکست یافتن فوج توران و فتحیاب شدن گودرز

طلب کرکے گودرز کو ایک روز
لگا کہنے کیخسرو نیک روز

کہ لیکر سپہ رستم نامدار
سو ملک توران گیا چند بار

کیا نامداران توران کو پست
پھر اب شاہ توران کو دیکر شکست

اور اب ہے تری نوبت اے پہلوان
سپاہ گران لیکے تو جا وہان

بد اندیش نے کی ہے جمعیت فوج
ہو پہنچکر شتابی سے مانند موج

پراگندہ کر لشکر انبوہ کو
کہ تا فتنہ کشور مین برپا نہو

فرامرز سے یون کہا بعد ازان
کہ تو جاکے اب سوی ہندوستان

تصرف مین لاتا ہوا ملک کو
رہ ہند سے سوی چین آئیو

کہ توران مین گودرز جب پہنچ پائے
بہم ہو کے ملحق دو فوج گران

بتدبیر شائستہ و دلپذیر
سپہدار توران کو کیجے اسیر

سپہ لیکے گودرز جنگی سوار
روانہ ہوا سوی توران دیار

یل بیژن و طوس و گیو جوان
گئے اوسکے ہمراہ با فر و شان

سنی شاہ توران نے جب یہ خبر
سپہ دیکے ہومان کو بھیجا ادہر

روان سوی گودرز جنگی گیا
عقب اوسکے پیران ویسہ گیا

دو لشکر مقابل ہوئے آکے جب
ہوا گرم بازار پیکار تب

گیا آپ ہومان سوی رزمگاہ
کہ گردان ایران نے ہو کینہ خواہ

مقابل ہوا بیژن نامدار
ہوئے گرم پیکار دونون سوار

ہوا آخرکار ہومان ہلاک
ملا ترک جنگی بخون و خاک

سواران ترکان پریشان ہوئے
سو فوج پیران گریزان ہوئے

ہوا شاد گودرز جنگ آزما
شہ نامور کو یہ اوسنے لکھا

کہ ہومان نے آخر جنگ ہے تو میدان مین کشتہ ہوا بند رنگ
ہوئی فوج اوسکی تباہ و خراب دلیران غازی ہوے فتحیاب
اب آتا ہی پیران بصد غرو شان لئے ساتھ جنگی سپاہ گران
تہمتن اگر پہ پہنچے امداد کو تو بہتر ہے اے خسرو نامجو
جہاندار خسرو نے پیران فوج روان ہوا مدد کی مثل موج
کہا تہمتن نے اے نامجو مددگار گودرز کا جاکے ہو
اودہر گرد گودرز پیران اودہر مقابل دو لشکر ہوئی آن کر
ہوئے گرم پرخاش از رہ کین دلیران ایران و توران مین
بہت جنگ واقع ہوئی تا دو سال ہوا سخت باہم جدال و قتال
بہت قتل ہوتے تھے پیہم دو سو نہ ہوتا تھا کم لشکر جنگ جو
کہ ایران و توران سے بھر مرد پہونچتا تھا وان لشکر بعدہ
ہوا کشتہ پیران بہ انجام کار ہوئے قتل وان اور بہی نامدار
گئی فوج توران بحال خراب حضور سپہدار افراسیاب
میسر ہوئی فتح گودرز کو ہوا شاد و خرم یل نامجو

باز لشکر کشیدن افراسیاب و رسیدن کیخسرو در توران و آمدن شیدہ پسر افراسیاب برسم رسالت و با خسرو تنہا درخواست جنگ کردن و کشتہ شدن از دست خسرو و بعد ازان باہر دو لشکر محاربہ عظیم میان آمدن و تباہ شدن و کشتہ شدن افراسیاب

سنی شاہ توران نے جب یہ خبر کہ پیران دلیر یل نامور
ہوا کشتہ میدان مین روز نبرد ہوا شاہ کے دل کو سخت درد
یہ سمجھا سپہدار شوریدہ حال کہ دولت کا میری اب آیا زوال
غمین دل ہوا چشم گریان ہوئی بہت غم سے خاطر پریشان ہوئی
دل زار سے کھینچکر آہ سرد لگا کہنے یون شاہ با رنج و درد
کہ پیران ہمارا تھا پشت و پناہ سپہدار سالار توران سپاہ
ہوا غم سے پیران کے مین سوگوار خوشی آتی نہین زندگی زینہار
نہین خواہش تاج و اورنگ ہے کلہ خود اور تخت بیرنگ ہے
مجھے کام دنیا سے چین سے کیا زرہ اور جوشن ہی جائے قبا
نہ ہون جب تلک شاہ ایران سے کین مجھے خواب آرام ہرگز نہین
غرض اپنی مجلس مین اس کلام قسم کہائی اور پیٹ باندہی کمر
نگر فوج کے جمع از نہین شاہ ہوا دل کو مصروف شام و پگاہ
سنا فرد وہ نصرت فتح جب ہوا خسرو نامور شاد تب
گذر آب جیحون سے شاہ جہان خوشی سے ہوا سو توران روان
سمرقند اور بخارا مین بہی تصرف کیا جاکے با صد خوشی
گئی اور بہی شہر توران کے ہوئے قبضے مین شاہ ایران کے
شہا نے تہمتن نے حاکم وہان ہوا ملک مین حکم شہ کا روان
سپاہ و حشم جنمر و کامیاب ہوا فوج پیشین سے ملحق شتاب
کیا شاہ توران نے پہر عزم جزم کہ خسرو سے کیجیے دلیرانہ رزم
بہت گنج کہتا تہا افراسیاب فراہم کیا لشکر بے حساب
جوانمرد شیدہ کہ تہا پور شاہ اوسے شاہ توران نے دیکر سپاہ
روانہ کیا سوئے خسرو شتاب عقب اوسکے پہر آپ افراسیاب
شتابان ہوا لیکے یکصد ہزار سواران شایستہ کارزار
شہنشاہ نے جب سنی یہ خبر سپاہ گران تب روان کی ادہر
ہنرمند شہزادہ لشکر ستیز اوسے نیز نے سالار لشکر کیا
شتابان ہوا آپ بہی بعد ازان پئے جنگ سالار تورانیان

تہمتن بہی زابل سے پہنچا وہین | ہوا شادمان خسرو پاکدین
اتالیق ہو جا کے اوسکا تو اب | خبردار رہ اوس سے ہر روز و شب
اگر تہی تو پیران کی طرف سے خطا | وے قتل پیران کو ناحق کیا
کیا پرورش اوسنے تجہکو تہا ہاے | نہ آیا تجہے رحم زنہار وائے
دلیران مرے شیر غرندہ ہین | پلنگان و شیران کے درندہ ہین
یہ بہتر ہے اب آشتی ہو بہم | کہ تا خلق آسودہ ہو یکقلم
تو اقلیم توران سی جو سرزمین | جو چاہی تجہے دونہین برنج و کین
دلیران و گردان توران دیار | کرین چاکری تیری لیل و نہار
رہی میری قالب مین جان جبتلک | نہین عہد سے پہرین تب تلک
اگر ہی گشتہ میدان مین تو مجہے | تو اقلیم توران مبارک تجہے
جو روز وغا مین نے مارا تجہے | تہجان آفرین کی قسم ہی تجہے
مری جنگ سے گر تجہے ہو خطر | کہ رکہتا ہو مین سخت زور و ہنر
اگر شیدا کشتہ ہو ہنگام جنگ | تو گوشہ نشین ہو نہین پہر بدرنگ
یہی جسقدر تجکو بیست و دو تن | نہ پہرین پسر یکار ہرگز کہون
کہ بہیجا تو اب پیش خسرو شتاب | دلیرانہ کہیجو سوال و جواب
جو فا بیطلا کہہ نہ تیرہ بخت | تو خسرو کی محفل مین بالائے تخت
یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب | دیا نامہ شیدا کو اوسنے شتاب
ہوا خندہ زن خسرو نامدار | بجا لا کے پہر شکر پروردگار
ہوا صلح جو ہو کے عاجز کمال | ولیکن ہی مکار وہ بدخصال
کرون جبتلک مین نہ اوسکو ہلاک | نہ کین سیاوش سے سینہ ہو پاک
تو لایا بجا آداب رسم و نیاز | بٹہایا اوسے شہ نے با امتیاز
سنی جبکہ گفتار شیدا تمام | لگا کہنے تب خسرو ذوالکرام
مکان اک تہا یار لیسے فرود | کیا شیدا پہر سوے جای فرود
ہوا مہربان تجہپہ دشمن مرا | زر و ملک گوہر کری سے عطا
وہ بیرحم مطلق تبہ کار ہے | ستمگار ہے مردم آزار ہے

لگا کہنے اے گرد فرخ خصال | سپہدار ایسا سب ہے خوش سال
دو لشکر مین جب فاصلہ کم ہوا | تو یہ شاہ توران نے نامہ لکہا
نہ یہ جور رہتا اوسے ہرگز روا | کہ پیران تہا دایہ ترا خسروا
خبردار مجہکو نہین کچہ ہے اس | کہ ہے لشکر بیکران اوسکے پاس
ولیکن نہین چاہتا مین یہان | کہ ناحق ہو خونریزی مردمان
جو باہم ہو قول و قسم استوار | کہ پیمان شکستہ ہو نہ زنہار
زر و گنج و دیہیم و اورنگ زر | تری واسطے بہیجون اے نامور
سوا اسکے دایم مرا ایک پور | رہے تیری خدمت مین با سر و بر
اگر صلح تجہکو نہ منظور ہو | تو ہو مجہسے تنہا مین پیکار جو
مری لیے ہوون پسر کے حکم سب | غلامی کرین تیری ہر روز و شب
کہ لہراسپ کو شاہ ایران کہن | نہ زنہار روان و غل مین کہبہ گردن
تو بیٹے پسر کہ شیدا ہی نام | ستیزندہ ہو اے شہ ذو الکرام
زر و گوہر و تخت و تاج و کلاہ | زر و تخت و گنج و ملک و سپاہ
ہوا نامہ شاہ تیار جب | کہا شاہ توران نے شیدا سے تب
یہ کی عرض شیدا نے اے نامدار | دل و جان سے ہو نہین تجہپر نثار
کرون قتل مین کہینچکر تیغ کین | کرین کشتہ گو مجکو مردم نہین
نہ لیکر روانہ ہوا پس اودہر | شہ نامور کو یہ پہونچی خبر
یہ بولا سپہدار افراسیاب | نہ لایا ستیزی کی زنہار تاب
دغا اوسکے سینے مین ہے پرسخن | مری دلمین ہی درد ہاے کہن
غرض یہ رسالہ توران دیار | جب آیا حضور شہ نامدار
دلیرانہ شیدا نے کہولی زبان | پیام پدر دان کیا سب بیان
کہ من آخر فرزند کا جواب | یہ کہکر کیا اوسکو رخصت شتاب
کیا نامدارونکو شہ نے طلب | لگا کہنے اون سے یہ خسرو کہ اب
ہے اوسکی اس مہربانی یہ چاک | کہ ہر گز نہین سینہ کینہ سے پاک
اوسی خواہش صلح تنہا نہین | یہ بہیجا پیام اوسنے از روی کین

کہ مجھسے کرو پا کہ شیدا سے رزم ولیکن معرکہ آرے کوئی عزم
جو مین اوسکو رخصت نکرتا وہین تو کرتا روان مجھپہ شمشیر کین
دلیران یہ بیسلے کیا وا اسباب ضرور ہے اے شاہ گردون جناب
لکھا نامہ مکرتا بہ بیدرنگ تو غیرت سے شیدا سے ہو گرم جنگ
کہ اک نامور نامدار دن سے گر ہوا کم تو ہرگز نہین کچھ خطر
تپہ ہو دین یکدست ایرانیان قیامت ہو پھر ایک برپا وہان
کہا پھر یہ رستم نے اے تاجور سحرگاہ شیدا کو رخصت تو کر
کہا شہ نے شیدا کو بیدادگر کہ رخصت کیا تجھکو اے نامور
وہ بولا کہ ہے دل مین یہ آرزو کہ اے شاہ تو مجھسے ہو رزم جو
یہ گفتار سنکر ہوا شادکام گیا شیدا پھر ان جہان تہا مقام
لکھا یون کہ اے آشتہ کینہ جو رہا کچھ نہین درجہ گفتگو
جہان آفرین گر مرا یار ہے اور اقبال و دولت مددگار ہے
تو ہے مثل شیر ژیان گر دلیر تو مین ہون ہزبر افگن و شیر گیر
تری شیدا نے مجھسے چاہی نبرد نہین مین ہون نامرد گر وہ ہے مرد
ہوا پاسخ نامہ تیار جب کہا شاہ نے گرد قارن سے تب
ولیکن یہ شیدا سے کہنا ضرور کہ اب باپ نے تیرے اے دشتور
وہین قارن گرد آیا وہان کہا تہا جو شہ نے کیا وہ بیان
کہا سنکے شیدا نے اے ہوشیار تو کل جا یہ دیکھکر کارزار
مرے ساتھ آکر تو کیجیو نبرد مدد کو نہ پہونچے کوئی اور مرد
سحرگاہ شیدا دلاور سوار جو میدان مین آیا لئے کارزار
لگا کہنے یون شیدا نامدار مجھے بس کشتی ہے اے نامدار
کیا زور ہر چند شیدا نے پر نہ ہرگز ہلا خسرو نامور
کیا چاک خنجر سے اوسکا جگر ہوا غرق خون شیدہ نامور
کرو پاک تم لیکے مشک و گلاب مرتب کرو مقبرہ ہی شتاب
جہاندار کا نامہ اوسکو دیا زبانی یہ احوال ظاہر کیا

غرض سنکے شیدا کی تہین سرد و خشم نمایان تہا چہرے سے آثار خشم
یہ خسرو نے کہکر ارادہ کیا کہ ہو ساتھ شیدا کے جنگ آزما
نہین مکر سے خالی اوسکا سخن جفا پیشہ ہے مثل چرخ کہن
اگر ہووے میدان مین شیدا ہلاک تو اوسکی بلا سے نہین اوسکا باک
مبادا جو خسرو کو پہونچے گزند خرابی ہو پہر زیر چرخ بلند
تو زنہار تو مثل آتش ہو تیز نہ کر ساتھ شیدا کے ہرگز ستیز
عقب اوسکی نامہ کا لکھکر جواب روان کیجیو سوے او اسباب
کہا تو نے جو کچھ سو اوسکا جواب عقب تیرے لاتا ہے قارن شتاب
کہا شہ نے اچھا تو رہ آج یان کرون تجھسے پیکار کل اے جوان
سپہدار توران نے پیغام کا شہنشہ نے پاسخ مہیا کیا
تو دیتا ہے جو گنج توران دیار نہین چاہیے کچھ مجھے زینہار
تو اورنگ و دیہیم و اقلیم و زر جو دیتا ہے تو میرا ہے سربسر
خدا کی قسم مین تجھے بیدرنگ کرون کشتہ میدان مین ہنگام جنگ
سحر وہ ہے اور مین ہون اور تیغ تیز کرون ساتھ اوسکے مین تنہا ستیز
کہ شیدا سے لیکر کسی شخص کو سو شاہ توران شتابان تو ہو
یہ بھیجا تجھے یان برای پیام یہ چاہا کہ ہو کام تیرا تمام
سحر دیکھنا تو تماشہ ذرا کہ تن ہو کہین اور کہین سر ترا
یہ پہونچا تو خسرو کو یہ پیام کہ وقت سحر اے شہ ذو الکرام
لگا کہنے قارن کہ ہنگام جنگ کمک سے شہنشہ کو ہے عار و ننگ
تو کیخسرو نامور ہی وہین گیا سامنے مثل شیر عرین
اتر اسپ سے پہر وہ دونون دلیر بہم گرم کشتی ہوئے مثل شیر
جہاندار نے اوسکو از روے کین پکڑ گردن و پشت پٹکا وہین
کیا حکم خسرو نے یہ بعد ازان کہ شیدا کے اب تن کو اے ہمرہان
روان ہو کے پہر قارن نامدار گیا پیش سالار توران دیار
گئے وہ وہین شیدا کے ہمراہیان کیا ماجرا جنگ کا سب بیان

سپہدار نے جب سنی یہ خبر ۔ گرفتہ ہوے سید نامور
جہان سے ہوا یکقلم نا امید ۔ سعادت نظر سے ہوئی ناپدید
نہ ہرگز لکھا نامہ کا کچھ جواب ۔ کیا گرد قارن کو رخصت شتاب
کیا ولیکن ہرگز نہ صبر و قرار ۔ کمر ہمت باندھی پے کارزار
سوی شاہ ایران پہر افراسیاب ۔ روانہ ہوا لیکے لشکر شتاب
ستینہ نہ لشکر سے لشکر ہوا ۔ نمایان دہا روز محشر ہوا
بہت جہد تورانیان نے کیا ۔ کہ دل مین بہرا کینہ شیدا کا تہا
لڑے ترک خونخوار دل کہولکر ۔ نہ ہرگز کیا جان کا کچھ خطر
ہوا بحر خون عرصہ رزمگاہ ۔ ہوا لشکر ترک آخر تباہ
نہ میدان میں اک گرد توران بچا ۔ جریدہ سپہدار توران رہا
یہ جاناکہ دیجیے دلیرانہ جان ۔ بزور اوسکی مردم نے توڑی عنان
گیا آخر کار افراسیاب ۔ سو رنگ آمو بحال خراب
مظفر ہوا خسرو نامجو ۔ لکھا مژدہ فتح کاؤس کو

گرفتار آوردن شہزادہ ہوم افراسیاب

رایش کیخسرو و کشتہ شدن افراسیاب و مراجعت کیخسرو از توران بایران

گیا رنگ آمو سے افراسیاب ۔ گریزان سوی لشکر چین شتاب
جوہا نیز یہی خسرو تعاقب کنان ۔ شتابی سے پہونچا بفوج گران
بصد عجز خاقان نے بہیجا وہین ۔ زر و گوہر و گنج و تاج و نگین
کہ شاہ وہ یہ پیشکش لیکے جب ۔ گیا پیش خسرو بفر و طرب
کہا تب یہ خسرو نے خاقان اگر ۔ کرے شاہ توران کو چین سے بدر
تو بہتر ہے ورنہ وہ ہوگا تباہ ۔ رہیگا نہ ملک و سریر و کلاہ
تو شاہ وہ پہر پیش خاقان گیا ۔ پیام شہنشہ مفصل کہا
یہ گفتار سنکر ہوا پرخطر ۔ کرے شاہ توران کو وہین بدر
کیا چین سے پہر سوی مکران زمین ۔ عقب اوسکی پہونچا شہ پاکدین
عمان سے بہی لی راہ دشت فرار ۔ کہ تا اب اقامت نہ تہی زینہار
جہان جا کے تہا شاہ افراسیاب ۔ وہ پہونچا تہا وان خسرو کامیاب
نہ پائی کہین اوسنے جاے قرار ۔ کہ تہا سب کو خوف شہنشاہ دار
تلف فوج ترکان ہوئی سربسر ۔ گرفتار آے بہت نامور
نہ مسکن رہا شاہ توران کے پاس ۔ نہ ہمدم رہا کوئی بجز بیم و یاس
نکل بہر نے تہا بصد اضطراب ۔ پریشان تہا بیخور و خواب
سو شہر برو کوئی غار تہا ۔ کہ تاریک مثل شب تار تہا
نہ رہا جا کہ اوس شاہ برگشتہ بخت ۔ نہ لشکر نہ کشور نہ افسر نہ تخت
ستم سے زمانے کے ناشاد تہا ۔ شب و روز سرگرم فریاد تہا
فریدون کی تہا نسل سے اک عزیز ۔ ملک زادہ ہوم صاحب تمیز
سر راہ اس کوہ نزدیک غار ۔ اقامت گزین تہا وہ لیل و نہار
سنی شب کو آواز افراسیاب ۔ اوتر کوہ سے ہوم آیا شتاب
جدہر سے کہ آتی تہی ہر دم صدا ۔ اودہر کو دیے کان سننے لگا
سنا یہ کہ کوئی بہ ترکی زبان ۔ یہ کہتا ہے با چشم تر ہر زمان
کہ اے شاہ توران و ماچین و چین ۔ کہان ہے ترا تخت و تاج و نگین
کہان وہ دلیری و جاہ و حشم ۔ فلک نے کیا تجہپہ جور و ستم
کہ تہا بیابان مین آیا تو آہ ۔ سو غار تاریک لایا پناہ
یقین اوسنے جانا کہ افراسیاب ۔ کرے ہے فغان با دو چشم پرآب
یہ تہا اوسکی بیداد سے دردمند ۔ کہ پہونچا تہا کچہ اوسکو ایسا گزند
لیے انتقام اوسنے باندہی کمر ۔ کیا صبر تا صبح ہو جلوہ گر
ہوئی صبح تابندہ جب آشکار ۔ تو آیا وہین ہوم نزدیک غار
پکارا کہ اے شاہ افراسیاب ۔ دعا تیری یکسر ہوئی مستجاب
خدا نے ترے پاس بہیجا مجہے ۔ کہ برلاؤں مقصد کرون خوش تجہے

جو تھا نام تاریک سے اسپر آب   یہ سنکر وہ نکلا بعیش و طرب
ہوا دوسرا سبب وہ بے الم   لگی ہونے کشتی وہان پھر بہم
تو پھر گر گیا بشن کے جیحون دست   کیا چرخ پر زور نے ہاے پست
زمانے کا ہرگز نہیں اعتبار   کسی کا نہیں چرخ گردندہ یار
تفرج کنان ہوکے بولا وہ یون   مری دست و پا کو کنی یہ کیون
جہاندار نوذر شہ نامدار   سیاوش سپہدار عالی تبار
ہوئے سب بزرگان فرخ نہاد   کہ تھے نامدار و فریدون نژاد
ترے جور سے مین گریزان ہوا   تجھکو وہ صحرا شتابان ہوا
رہا آکے بالا سے کوہ بلند   کہ تا مجھکو پہونچے نہ تجھسے گزند
رہے مجھسے تیرا نشان دہر مین   کہ تا جاکے آباد ہون شہر مین
ذرا کر حقیقت تو اپنی عیان   اگر کیونکر تہ ہوکے آیا یہان
شتابان ہوا ہوم فرخندہ خو   سمجھا جو رسیکے بدخواہ کو
پذیرانہ اوسنے کیا یہ سخن   کشان لیگیا پیش شاہ زمن
سراغ اسباب جفا پیشہ کا   کیا تیغ بران سے شہ نے جدا
کیا کشتہ خنجر آبدار   ادا پھر کیا شکر پروردگار
جو تسخیر سب ملک توران کیا   تو خسرو نے پھر قصد ایران کیا
عمل اپنا کر شوکت و شان سے   بد اندیش ہون دور توران سے
جہاندار کاؤس کشور کشا   ز روی مسرت گیا پیشوا
کہا یون با مداد لطف کریم   میسر ہوئی ہمکو فتح عظیم

کہ اوسسے ہوم نے خوب پہچانکر   لگایا زورا یک مشت آن کر
کیا شاہ توران نے گو زور سخت   ولے تھا گرفتار تیرہ ہی بخت
اوٹھا ہوم نے اوسکو پٹکا وہین   کیا پھر گرفتار از روے کین
کیے نامدارونکو دم مین تباہ   کیے سربلندونکو یون پست آہ
بھلا مجھسے کیا تجھکو پہنچا ضرر   کہا ہوم نے تو ہے بیدادگر
جو انمرد اغریرث بہلوان   سوا انکے تھے اور شہزادگان
انھین قتل تو نے کیا بیگناہ   نہ آیا تجھے رحم زنہار آہ
وگر نہ مجھے بھی تو کرتا ہلاک   کہ ہرگز خدا کا نہ تھا تجھکو باک
دعائین یہ کرتا تھا مین صبحدم   کہ برباد ہو تیرا جاہ و حشم
جو چاہا ہون تھا مجھکو خدا نے دیا   تجھے اب گرفتار میرا کیا
بیان ماجرا اوسنے یکسر کیا   نشان خسرو نامور کا دیا
وہ بولا کہ تو مجھکو یان قتل کر   نہ لیجا حضور شہ نامور
ہوا شاد کیخسرو ارجمند   کیا لطف سے ہوم کو سربلند
ستمگار کر سیوز کینہ ور   کہ تھا قید مین اوسکو بھی خود تر
کہ تیری عنایت سے اے ذوالکرم   لیا بدسگالون سے اب انتقام
ہوا حکم یون رستم گرد کو   کہ توران مین تو ای یل نامجو
بفتح و ظفر پھر شہ پاک دین   ہوا رونق افزای توران زمین
خوشی سے جہانگیر باہم ہوئے   برنگ گل تازہ خرم ہوئے
مخالف سے خون سیاوش لیا   ہوئی جمع خاطر بفضل خدا

رحلت نمودن کیکاوس از جہان فانی بملک جاودانی و بر تخت نشستن کیخسرو

جہان مین بجز ذات پروردگار   نہین ہے کسیکو بقا زینہار
جہاندار کاؤس انجم حشم   شتابان ہوا سوے ملک عدم
سر تخت شاہنشہی بعد ازان   ہوا شغل خورشید جلوہ کنان
ہوا ہفت اقلیم پر حکمران   ہوا اوسکی بخشش سے خرم جہان

گدا ہووے یا بادشاہ و وزیر   نہین ہے کسیکو قضا سے گزیر
چہل روز کیخسرو نامدار   رہا غم سے کاؤس کے سوگوار
کیا تازہ اورنگ پر جب جلوس   تو حاصل ملک سے کیا پابوس
رعیت نوازی جہان پروری   حقایق شناسی کرم گستری

ندی ہاتھ سے شاہ نے زینہار
پس از مرگ کاؤس تا ہفت سال
امور خلافت سے رکھا نہ کام
بزرگان ایران گئی پیش شاہ
کرو حق پرستی مین شب کو بسر
یہ ہے آرزو میری شام و سحر
دلیران و گردان ایران زمین
یہ سنکر وہ ایران مین آئے دوان
خدا جانے خسرو کو اب کیا ہوا
ہمین اوس مکان مین نہین بار ہے
شتابان ہوے سوے شاہ جہان
یہ پوچھا کہ کسطرح آئے یہان
کہا شہ نے یون کا ی یلان دلیر
غرض جب ہو کوشش ہی پہ بدم
تو خیرات ہر روز و شب کیجیے
وہ بولا کہ مردم ہی نفرت سے اب
نصیحت ہوئی جب نہ کچھ کارگر
یہی آرزو جی ہی یہ چاہتا
شہنشہ نے سنکر یہ پاسخ دیا
یہ سنکر وہ دونون یل نامور
یہ زاری و فریاد سنکر وہین
نہین چاہیے اسقدر درد و رنج
یہ کہکر وہین خیمہ برپا کیا

رکھا عدل سے کام بس زینہار
رہا حکمران شاہ فرخ خصال
کیا اہلکارون کو مالک تمام
یہ بولے کہ اے خسرو دین پناہ
کرو کار دنیا بوقت سحر
کہ دار الفنا سی کرو نہین سفر
ہوئے سنکے دلگیر و اندوہگین
گئے پیشوا جملہ نام آوران
کہ اورنگ شاہی سے تنہا ہوا
نہین اوسکو ہے سروکار ہے
کیا آکے بیرون پردہ فغان
وہ بولے کہ ای بادشاہ جہان
ہوا مین تو دنیا و دولت سے سیر
کرتا جمع ہو زاد راہ عدم
فقیران و مسکین کو زر دیجیے
سنی غیب سے یہ صدا مین نے جب
تو خاموش ہو رستم و زال زر
کہ زنہار ہو نہین تجھسے جدا
کہ چاہو جو گر مان سے مین جاؤنگا
برآمد ہو وان سے بہ چشم تر
برآمد ہوا خسرو پاک دین
کہ ہی فیتنی یہ سرای سپنج

میسر ہوئی خلق کو ایمنی
عبادت پہ مصروف پھر دل ہوا
ہوا جبکہ تنہا شہ نامدار
نہ یکبار ہو تخت شاہی سے دور
لگا کہنے خسرو ہوا اب مین پیر
کرون سلطنت کا مین کیا کاروبار
طلب رستم و زال زر کو کیا
بیان نامدارون نے پھر یون کیا
مقرر کیا ہی جدا اک مکان
ہوئے اس بہا حقیقت سے آگاہ جب
شہنشہ نے آوازہ سنکر شتاب
تری سنکے غفلت ہوا ہمکو غم
مجھے مقصد یزدان پرستی ہی اب
یہ پاسخ دیا پھر کہ اے بادشاہ
عبادت سے بہتر ہی شاہ جہان
کہ نزدیک تر آئے ایام مرگ
ولیکن یہ کہنے لگا زال گرد
تری ساتھ مین بھی ہون گوشہ نشین
کرو اب حق کو تفویض جان اسطرح
اونہین دیکھکر جملہ ایرانیان
ہر اک کی شہنشہ نے کی دلدہی
بھلا اب مین شاہان پیشین کہان

ہوئی شہ کی دولت سے مردم غنی
سوے حق پرستی وہ مائل ہوا
عبادت مین مشغول لیل و نہار
کیا چاہیے سلطنت کے امور
نہین کچھ تمنائے تاج و سریر
کہ مائل نہین دل اودھر زینہار
مفصل یہ احوال اونکو لکھا
کہ اے پہلوانان کشور کشا
شب و روز رہتا ہی خسرو وہان
ہوا رستم و زال کو رنج و تب
کیا اوس مکان مین اونہین باریاب
دوان آئے ہم ماجرا پر الم
عبادت مین مشغول ہون روز و شب
جو ہی خواہش توشہ زاد راہ
تو جی ہی لازم سوے مردمان
مہیا تو کر ساز ہنگام مرگ
کہ مین بھی ہون شاہا بہت سالخورد
کرون یاد ذکر جہان آفرین
ہوئی غیب سے شب ندا جسطرح
لگے کرنے فریاد و شور و فغان
کہا یون کہ غمسے کرو دل تہی
جہان سے وہ گئے ہم بھی جادین یہان
شبستان سے سوے بیابان گیا

ترک کردن کیخسرو دولت دنیا را و تاج و تخت شاہی بلہراسپ سپردن و خود در یک چشمہ رفتن و از انجا غایب شدن

جهاندار خسرو نے روز دگر
کئے جمع ایران کے سب نامور

فقیران مسکین جو تھے شہر مین
کیا اونکو شہ نے غنی دہر مین

کیا شہ نے پھر ترک جاہ و حشم
رہا کچھ نہ یاد دولت کا غم

ہوا گرد گودرز اوس کا وزیر
کہ تھا دانش آگاہ وہ مرد پیر

کیا ملک تقسیم پھر سر بسر
ہوا صاحب ملک ہر نامور

تمھارا ہی لہراسپ اب بادشاہ
اطاعت کرو اسکی شام و پگاہ

ہوئے یکسر آشفتہ ایرانیان
یہ گفتار لائے زبان پر یہ ہان

جو سودہی پور فرخندہ بخت
تو پہونچے نزد اوس کو تاج و تخت

کہ خسرو نے جسکو کیا بادشاہ
یہ لازم ہی ہمکو کہ شام و پگاہ

کہ گر خاک کو تو کرے شہریار
تو ہم سر جھکا وین ز روئے نیاز

شجاع و کریم و خلایق نواز
سزاوار شاہی ہی وہ سرفراز

کیا ہی سمجھکر اوسے سرفراز
کہ ہی باذل و عادل و ہوشیار

پرستار ہی شاہ عالی تبار
دلیران و گردان نے کی اختیار

مجھے خواب مین خجستہ آیا نظر
شناسیدہ ہونا ہون یان سے ادہر

جب آگے گیا خسرو نامجو
تو رخصت کیا رستم و زال کو

پے بیژن و گیو و گودرز بھی
وہ گستہم و طوس و فریبرز بھی

سر چشمہ جس دم کہ خسرو گیا
تو وان غسل شاہ جہان نے کیا

سو خانہ یان سے روان ہو شتاب
کہ ہوگی یہان بارش برف و آب

یہ کہکر گیا چشمۂ آب مین
نشان پھر نہ شہ کا ملا خواب مین

پھر ہو وے نے ناچار گریہ کنان
فریبرز نے پھر کہا یون کہ ہان

مگر گرد گودرز فرسنگ سیر
روان اوس مکان سے ہوا بیشتر

نمایان ہوا ابر تاریک تر
ہوئی بارش ابر پھر اسقدر

فریبرز و گستہم و طوس جوان
پل گئے اور بیژن پہلوان

تہ برف یکبارگی دب گئے
سبوے جہان عدم سب گئے

تو پھر اوسنے بھیجا کسی کو ادھر
کہ لیجائے نام آور و نکی خبر

عطا کی وونہین نعمت بیکران
پھر اک کو جہان مین کیا کامران

برادوہ ہش شاہ گیتی فروز
رہا دل سے مصروف تا ہفت روز

ہوا سب سے فارغ شہ نامجو
دیا تاج و اورنگ لہراسپ کو

کیا گیو کو شہ نے سالار فوج
کہ دیکھا اوسے لایق کار فوج

لگا کہنے پھر خسرو پاکدین
کہ اے سرفرازان ایران زمین

فریبرز سے بھی یہ شہ نے کہا
کہ فرمانبری تو بھی کیجو سدا

فریبرز ہے پور کاوس کے
سپہدار لہراسپ داماد ہے

سنی جب یہ گفتار ایرانیان
کیا یہ سخن زال نے تب بیان

کرین بندگی اسکی چون بندگان
یہ کہکر کیا بیش خسرو بیان

کہا شہ نے جو کوئی ہو دادگر
خردمند دانا و صاحب ہنر

یہ لہراسپ اولاد ہوشنگ ہے
جوانمرد و باداد و فرہنگ ہے

یہ تعریف لہراسپ فرخ نہاد
بزرگان ایران ہوئے سنکے شاد

لگا کہنے خسرو یہ لہراسپ کو
کہ جا اب سوئے شہر اے نامجو

دہان جا کے ذرگاہ مین جان حزین
یہ کہکر روانہ ہوا پس وہین

ہوئے وقت رخصت وہ گریہ کنان
ہوا بیشتر وان سے خسرو روان

نہ رخصت ہوے راہ سے زینہار
گئے ہمرہ خسرو نامدار

کہا سب سے وقت جدائی ہے اب
خدا سے مجھے آشنائی ہے اب

چلی باد صرصر بہت تند و سخت
ہوئی بیخ سے کندہ یکسر درخت

ہوا جبکہ خسرو وہان ناپدید
تو سب نامداران ہوے ناامید

توقف ذرا کرکے کہا دین طعام
فرود آئے پھر نامداران تمام

طعام الغرض سب نے کہایا دہان
گئی خواب مین پھر وہ گردنکشان

کہ یکسر ہوا کوہ و صحرا سفید
ہوا بلکہ پھر وہی زمین ناپدید

سوا انکے بھی اور وان نامور
گئے ہمراہ شاہ تھے جسقدر

کہین منتظر گرد گودرز تھا
نہ زندہ بچا کوئی وہان جب گیا

دہ آیا تو کیا دیکھتا ہی وہ اتفا
کہ مردہ ہین سب زیر برف گران

یہ ہی رسم و آئین چرخ بلند | کہ گاہی ہے گہی شاد گہ دردمند
کسیکو نہیں ہے جہان مین قرار | یہی ہے سدا گردش روزگار

جلوس لہراسپ شاہ بر تخت شاہی

اب آتا ہوں مین سوئی لہراسپ شاد
رکھا سر پہ لہراسپ نے تاج زر
ندی ہاتھ سے رسم کیخسرو ہی | رکھا خلق کو خوش بصد نیکوئی
جہاندار کے چار فرزند تھے | دلیر و شجاع و ہنرمند تھے
یہ دو نون تھے دختر سے کاؤس کے | کہ لہراسپ کے ساتھ منسوب تھی
ملکزادہ گشتاسپ مرد دلیر | دلاور جوان شاہزادہ زریر
وہ تہا لایق تاج و فرماندہی | نمایان تہی جس سے فر شہی
موافق نہ تہا شاہ سے زینہار | رکہی تہا اوسے شاہ ناچار جوان
زریر دلاور کو شہ نے کہا | کہ لیجا سواران جنگ آزما
جدہر کو شتابندہ گشتاسپ تہا | ادہر کو تفحص کنان یہ گیا
سمت ہے غربت کی پھیرو عنان | یہان سے ہوا اب سوی ایوان
کرے ہے وہ تو تیر کاؤ نشان | نہین جسکو لیا کچھ بھی مہربان
دگر نہ کہیں مین نکل جاونگا | نہ زنہار پیش پدر آونگا
پھری پھیر ہان سے وہ دونون جوان | خوشی سے سوی خانہ آئے دوان
جو آیا نظر شاہ نامہربان | تو ناچار گشتاسپ کی جستجو
زریر دلاور بفرمان شاہ | گیا اوسکے دنبال لشکر سپاہ
سوخانہ ناکام آیا زریر | سو روم ہو پہنچا وہ مرد دلیر
متاع و زر و مال جب ہو چکا | تو پہر سوئے دیوان قیصر گیا
کہا اہل دفتر نے یون ایجوان | نہین ہے تو نویسندہ کاریان
وہ ہر کتا نہ تہا قوت اک روز کا | سوئے خانہ ساربانان گیا
دہین مہتر ساربان نے طعام | کہلا کر کیا خرم و شادکام
ہوا جب گشتاسپ ازان کامیاب | گیا سوی آہنگران شتاب
کسی نے اوسے دو مین بہلا کر دان | حوالے کیا تیک آہنگران
سنو شناک آہنگر او سپہر ہوا | کہ نقصان اوسکا سراسر ہوا

کہ بیٹھا ہے جسکو تاج و کلاہ
سر پہ شہی پہ ہوا جلوہ گر
کیا سبکو لطف و کرم عدل و داد | بزرگان ایران ہوئے شاد شاد
ملکزادہ شیداسپ اور اردشیر | تہے سند و دانا شجاع و دلیر
دو فرزند تھے اور خاتون سے | خبردار آداب و قانون سے
ولیکن تہا ہشیار ہر کار مین | جوانمرد گشتاسپ ہر جا یہ مین
دلیر و زبردست مغرور تہا | دل شاہ سے اسلئے دور رہتا
خفا ہو کے اک روز مرد جوان | گریزان ہوا سوئے ہندوستان
تو گشتاسپ کو لا شتابی یہان | شتابان ہوا پہر زریر جوان
ملا اوسکو گشتاسپ انجام کار | زریر اوس سے بولا کہ اے نامدار
لگا کہنے گشتاسپ اے نامجو | نہین پہری پیش پدر آ پرو
وسعید اپنا کرے مجکو گر | تو جاوے کہ نہین جسکے پیش پدر
زریر دلاور نے پاسخ دیا | کہ ہو نہین کفیل اونکے کام کا
سنی تشنے گشتاسپ کی جب بات | نہ ہرگز کیا اوس سے کچھ التفات
سوئی روم تہا گریزان ہوا | شتابندہ طرف بیابان ہوا
گیا دور تک وہ تفحص کنان | ولیکن نہ پایا کہین کچھ نشان
نہ پایا تو گوشہ مین کرکے قیام | لگا صرف اوقات کرنے مدام
کہا مین دبیر و نویسندہ ہون | یہان جا کے ہی کام جو بندہ ہونا
کہے گر توقف تو پہر تیرے نام | سفر کوئی رفتہ رفتہ ہو کام
لیسان غریبان دبیچارگان | ارادہ کیا جا کر ہی کام وہان
کہا پہر یہ گشتاسپ نے ایجوان | ہمین ہے نہیں خواہش ساربان
کہا جا کے اون سے کہ مزدور ہون | ہر اک کام مین خوب محنت کرون
بزور اوسنے مارا وہ اسطرح تیک | کہ سندان شکستہ ہوئی اور تیک
بہت دیکے دشنام از رہ کین | کیا وہ رہ دکان سو اپنی وہین

غرض وان سے گشتاسب نالان گیا
کھلایا طعام اوسنے لیجا کے سیر
کہ نسل فریدون سے ہی یہ جوان
لگا کہنے یہ سرور ارجمند
یہ کہکر لگا رہنے دہقان کے گھر
یہی رسم تھی قیصر روم کی
فراہم وہان ہوتے تھے شاد شاد
کتابون تھی اک دختر شہریار
بلاے جوانان عالی گہر
اوسے خواب آیا تھا شب کو نظر
نصیبون مین ہے اوسکے ایران کا تخت
نہ دیکھا جوان کوئی اوس شکل کا
اوسے دخت نے دستہ گل دیا
وہ دہقان وہ گشتاسپ فرخ جوان
کہ مجلس مین قیصر کی آؤ چلو
گئی الغرض ان وہ دونون جوان
لگی کہنے دایہ سے وہ ماہرو
اوسے دستہ گل جو اے کیا
خدا جانے کیا اس جوان کی ہے ذات
کہا یون کہ رکھی خدا پر نظر
لگا کہنے پھر قیصر نامجو
گئی پیش گشتاسپ فرخ خصال
یہ احوال سنکر گئے مردمان
کیا عرض پھر مرزبان نے یہی
نہ ہرگز دیا شہ نے کچھ مال زر

سوی دشت با چشم گریان گیا
لگا کہنے دہقان سے مرد دلیر
اقامت گزین ہون تمہین چند دون
تو اوسمین ہون بیکجہتی اے ہوشمند
وہان اوسنے کی ایک مدت بسر
کہ دختر شہ کشور روم کی
جوانان خوشرو فرخ نہاد
ہوئی جبکہ بالغ بت گلعذار
ملکزادگان خجستہ سیر
کہ یکسر جو خوشرو ہے باکروفر
تراجفت ہوگا وہ فرخندہ بخت
کہ جسکا تصور کتابون کو تہا
سحرگاہ پھر یہ منادی کیا
کہ وہ بزم آراستہ تھی جہان
کہ شاید نصیب اپنے آئے وہ دخت ہو
کہ وہ بزم آراستہ تھی جہان
کہ تھی اوس جوان کی اوسے جستجو
گئی پھر شبستان مین وہ دلربا
نہین ہمکو معلوم ذات و صفات
جو چاہے کرے داور دادگر
کر خوب تحقیق اسبات کو
ہوئی جاکے اوس سے وہ پرسان حال
کیا پیش قیصر مفصل بیان
عیان اوسکے رخ سے ہے فر شہی
کیا ملکہ دونون کو گھر سے بدر

کیا رحم دہقان نے یہ دیکھکر
کہ تو کون ہے کیا ہے تیری نژاد
کیا کار دہقانیان اختیار
کہ ہوشنگ کی نسل سے مین ہی جوان
پھری آخرش گردش روزگار
جو ہوتی تھی بالغ بصد لطف بت
جسے چاہتی دختر نازنین
شہ روم نے تب بصد انبساط
جو دیکھے کتابون نے سب ایکبار
غریبانہ آیا ترے شہر مین
شہ روم نے پھر یہی رسم کر
دگر بار رات کو وقت خواب
کہ ہان جشن مین آج اوس کی ہی
شادی کی دہقان نے سنکر صدا
رخ شاہد دولت آوے نظر
سو شاہ گشتاسب فرخ سیر
یہ کہکر دہن دختر دلستان
غضبناک سنکر ہوا بادشاہ
یہ چاہا کہ دختر کو کیجے ہلاک
مناسب نہین عہد کا توڑنا
کہ یہ کون ہے ذات سے اسکی کیا
وہ بولا کہ لہراسپ کا ہون پسر
نہ زنہار قیصر نے باور کیا
نہ کچھ عذر یان پیش ہرگز گیا
کتابون و گشتاسپ فرخ ہمم

وہ گشتاسپ کو لیگیا اپنے گھر
یہ بولا وہ دہقان فرخ نہاد
نہین کچھ بھی غم گردش روزگار
ولیکن ستم دیدہ چرخ دون
ہوا پایہ اقبال انجام کار
مہیا وہ کرتا تھا جشن طرب
اوسے شوہر اپنا وہ کرتی تھی
مہیا کیا ایک جشن نشاط
نہ آیا پسند اوسکو اک نامدار
نہین اوسکے رتبے کوئی ہمسرین
دکھائی کتابون کو سب نامور
نظر اوسکو آیا وہ عالیجناب
بسان پری اور مردم شہر بھی
جوانمرد گشتاسپ سے یون کہا
میسر ہے جمعیت کر و فر
پڑی جبکہ اوس نازنین کی نظر
ہوئی پیش گشتاسپ وہ مین روان
لگا کہنے یون کھینچکر غم سے آہ
ولیکن اسیری سے بیخوف و باک
نہین خوب آئین سے منہ موڑنا
تفحص وہین مردمان نے کیا
خفا باپ سے ہوکے آیا ادھر
کہا قصہ دختر نے پھر خواب کا
سنا جب تعہد گشتاسپ سے دخت کا
لگے رہنے ویرانے مین لاجرم

گذر کر کے دریا سی گشتاسپ شاہ
غرض قوت ہر روزہ نخچیر تہا
ہوئی وہ جوان اونکے بہی خواستگار
کہ بیشے مین اک گرگ خونخوار ہے
ہوا اوس سے ہرگز نہ عہدہ برا
گیا سنکے حیرت مین وہ نامجو
کہ تنہا دلیرانہ ہر صبح و شام
گر اوس سے تو خواہان امداد ہو
گذربان بہی ہمراہ اوسکے گیا
تدبرا کیا مرد نے یہ سخن
گذربان و مریت بہی ہمرہ گئے
طرح شیر کی گرگ نے دوڑ کر
گذربان و مریت ثنا خوان ہوے
وہ کہنے لگا کسقدر تہا یہ کام
ادا مین نے کی شرط ای بادشاہ
وہان گرگ کشتہ جو آیا نظر
کہا شہ نے اہرن سے یون بعد ازان
ہوا دلمین اپنے وہ اندیشہ ناک
کہ تنہا دلیرانہ ہو جنگ جو
یہ سنکر حضور اوسکے اہرن گیا
تو لا کر کے تیار اب ایجوان
ہوا نعرہ زن مرد کشور کشا
کئے جب چہل تیر اوسنے رہا
دہن مین کیا اژدہے کے روان
وہ دندان تیز اوسکے ٹٹ کر گئے

شکار ایک گورخر کا بیگاہ
پراگندہ خاطر تہا دلگیر تہا
کہ تہے اقربا ے شہ نامدار
رسانندہ رنج و آزار ہے
تلافی نہ کچھ کر سکا مین ذرا
کہ کیونکر کرون قتل اوس گرگ کو
سو دشت جاتا ہی بہر نج و غم
ملا دی تہ خاک خون گرگ کو
یہ گشتاسپ سے جاکر اوسنے کہا
دلیرانہ روز دگر پیلتن
دلے راہ مین خوف سے رہ گئی
وہین پہنچہ یارا جو انمرد یہ
میت دلمین مسرور و شادان ہوئے
کہ اپنا کرون آشکارا مین نام
مجہی دیجیے اب دختر رشک ماہ
تو حیران رہا قیصر نامور
کہ ہی کوہ مین اژدہا ے دمان
کہ کیونکر کرون اژدہے کو ہلاک
کہا کشتہ گشتاسپ نے گرگ کو
بیان اوس سے اپنا کیا مدعا
کہ تا قتل ہو اژدہا ے دمان
مقابل ہوا آن کر اژدہا
ہوا اژدہا خستہ سر تا بہ پا
وہین لیکے پہر ایک سنگ گران
خوشی سے وہ اہرن کو لا کر دیے

گذربان کو اک حصہ دیکر مدام
وہ دو دختر شہ روم کی اور تہین
جوانون کا مریت و اہرن تہا نام
کیا ملک کو اوسنے یکسر تباہ
کرے تو اوسے قتل گر ایجوان
گذربان نے اک روز اوس سے کہا
کرے ہی شکار اک گور کلان
ہوا شاد مریت یہ سنکر سخن
کہ اے نامور گر مرا ہو تو یار
سو گرگ جنگی ثنا خوان ہوا
گیا سامنے گرگ کے وہ جوان
دلاور جوان نے بیک ضرب تیغ
کہا پہر یہ مریت نے اے نامدار
حضور شہ روم مریت گیا
نہ باور کیا شاہ نے زنہار
پہر ایفای وعدہ کیا باخوشی
اگر کشتہ ہو تجہسے وہ اژدہا
گذربان نے احوال گشتاسپ کا
یقین ہے کہ گشتاسپ نے خوف و یا
لگا کہنے گشتاسپ عالی تبار
گیا اور لایا وہ خنجر وہین
دہن سے وہ ہر دم تہا آتش فشان
وہین خنجر تیز پہر زور تر
کیا خستہ مغز سر اژدہا
وہ پیش شہ روم آیا دوان

سوی خانہ لاتا تہا وہ ذوالکرام
پری چہرہ خورشید رو مہ جبین
یہ مریت سے بولا شہ ذوالکرام
گیا مین کئی بار لیکر سپاہ
تو پہر دون تجہے دختر دلستان
کہ گشتاسپ داماد سلطان کا
دلیر و تنومند ہے وہ جوان
گیا پیش نام آور پیلتن
تو ہوتا ہے مدعا ہمکنار
نہ زنہار دلمین ہراسان ہوا
تو دیکہا کہ ہی شیر سی بہی کلان
دو پارا کیا گرگ کو بیدریغ
تو نام اپنا مت کیجیو آشکار
کہا گرگ کو قتل مین نے کیا
گیا سوے صحرا شہ نامدار
وہ دخت پریچہرہ مریت کو دی
تو حاصل ہو دلکا ترے مدعا
بیان پیش اہرن مفصل کیا
کرے اژدہے کو بہی دم مین ہلاک
کہ اک خنجر تیز دندانہ دار
یہ کہکر گیا سوے کوہ برین
خدنگ فگنان تہا یہ مرد جوان
سر نیزہ گشتاسپ نے باندہکر
نشان اژدہے کا نہ ہرگز رہا
کیا ماجرا اژدہے کا بیان

وہ وندان دے قیصر روم کو
جو وہ اژدہا کشتہ آیا نظر
کہ جنّے یہ کار نمایان کیا

تعجب مین آیا شہ نامجو
تو اہرن سے کہنے لگا تاجور
تو ہرگز نہین قاتل اژدہا

نہ باور کیا یہ سخن زینہار
کہ یہ کام ہے دیو کا بیگمان
وہ بولا کہ اے سرور انجمن

گیا جانب کوہ ہو کر سوار
گزند کیان سے ہوا کوئی یان
نہ زنہار تو اب ہو پیمان شکن

کرے تھی شتا جو کچھ ہوئی وہ ادا
غرض ہمرہ اہرن نامجو
کہ تھا قاتل گرگ مار سیاہ
وہ گشتاسپ داماد تیرا کلان

شتابی سے کر تو بھی وعدہ وفا
کیا کتخدا دختر خسرو کو
ملکزادہ گشتاسپ باعز و جاہ
شجاع و دلاور بہادر جوان

بیان کی یہ گفتار اہرن نے جب
کتایون کی استاد تھی ایک زن
گئی وہ کتایون کے حضور
جو مرین و اہرن کا یا ہوا

ہوا قیصر روم ناچار تب
یہ اوس سے لگی کہنے وہ سیمتن
لگی کہنے یون وہ فرادان سرور
تو پھر مدعا تجکا یکسر ہوا

غرض لوس لادر نے بخوف و باک
کیا گرگ و اژدہی کو ہلاک

کتابون کی مان نے یہ قصہ تمام
کیا عرض پیش شہ ذو الکرام

یہ سنکر شہ روم کہنے لگا
مجھے روز اول یہ معلوم تھا

کہ زیر سپہر برین خرگیان
نہین کوئی ہرگز دلاور جوان

نہون جیکے غلغل سے گاہی رہا
پلنگان و شیران و گرگ اژدہا

کیا شہ نے گشتاسپ کو پہر طلب
بصد جاہ و شوکت ز روی ادب

سپہدار سالار لشکر کیا
فزون مرتبہ پایہ برتر کیا

جنگ کردن گشتاسپ با الیاس والی خزر و گرفتار کردہ آوردن الیاس را از میدان پیش قیصر روم

ہوا جبکہ گشتاسپ سالار فوج
ہوئی تابع حکم سردار فوج

نہ محکوم تہا تہی اوسکی سپاہ
شہ روم سمجھے تہا پشت پناہ

لکھا پھر یہ نامہ شہ خزر کو
کہ اب خزر سے دست بردار ہو

مہیا تو کر ورنہ سامان جنگ
جو منظور خاطر ہو کر بیدرنگ

شہ کشور خزر الیاس شاہ
کہ رکھتا تھا ساتھ اپنے جنگی سپاہ

حقیقت یہ سنکر ہوا خشمگین
کیا قصد یکبار از روی کین

سپہ لیکے آیا سوی ملک روم
سپہ وہ کہ فولاد ہو جسسے موم

ادہر سے بہی گشتاسپ کر یا
بفرمان قیصر ہوا کینہ خواہ

سو لشکر خزر آیا دوران
ہوئی گرم یکبار جنگ آوران

سر و بیلہ و سنہا و نفت و تفنگ
تبر و عمود و سنان و خدنگ

ہوا کشت و خون سخت دین سقار
کہ صحرا ہوا بحر خون سربسر

سپہدار گشتاسپ مرد دلیر
دوان کر کے گہوڑے کو مانند شیر

پکارا یہ میدان مین آن کر
کہ الیاس رکھتا ہی ہمت اگر

تو ہو ساتھ میرے میان گرم جنگ
نہ ہرگز کری جنگ مین کچھ درنگ

دلیرانہ الیاس آیا وہین
ہوا ساتھ گشتاسپ کے گرم کین

جو گشتاسپ نے تیز کی زور کے
کمر مین کیا بند الیاس کے

تو الیاس ہرگز نہ قایم رہا
زمین پہ گرا زین سے ہوکر جدا

گرفتار کر کے وہ جنگی جوان
اوسے لیگیا پیش قیصر کشان

ہوا قید میدان مین الیاس جب
گریزان ہوا لشکر خزر سب

گیا مرز تک پہر تعاقب کنان
شہ روم با شوکت و فر و شان

تو ملک تسخیر یکسر کیا
بہت گنج قیصر نے وان سے لیا

پہر اخزر سے پہر بفتح و ظفر
سو روم آیا بصد کر و فر

وہان آکے ازروی لطف و عطا
زیادہ کیا رتبہ گشتاسپ کا

کیا ملک مختار یکسر اوسو
جوانمرد کو با نشاط و سرور

سپہدار گشتاسپ نے ایک روز
کہا شاہ سے اے شہ نیک روز

لگے ساز اب سوی ایران کو
نبرد آزما شاہ ایران سے ہو

یہ سنکر وہین پیش سلطان روم
لگے کہنے یون نامداران روم

کہ لہراسپ ہی بادشاہ عظیم
وہ رکہتا ہی گنج و سپاہ عظیم

نہین خوب لہراسپ کے ساتھ رزم
مناسب نہین ملک ایران کا عزم

جوان دلاور ہوا خشمگین
شہ روم سے پہر یہ بولا وہین

کہ ہے شاہ لہراسپ پیر امیر
عیان اوسکا احوال ہی سربسر

مری جنگ کی تاب اوسکو نہین
کہان ہی یہ طاقت جو ہو گرم کین

دلیران ایران کو یارا کہان
کہ ہون ساتھ میرے ستیزہ کنان

ہراسان ہین گر روم کے نامدار
تو ارشاد ہو مجہکو اے شہریار

کہ تسخیر ایران مین جا کر کرون
تجہے صاحب تخت و افسر کرون

کہا جبکہ گشتاسپ نے یہ سخن
تو شادان ہوا خسرو انجمن

سو شاہ لہراسپ نامہ لکہا
یہ مضمون رقم اوسمین شہ نے کیا

کہ ہی ساتھ تیرے مجہی عزم جنگ
نہین جنگجوئی مین ہرگز درنگ

اگر نصف ایران تو تاج و کلاہ مجھے دی تو ہو صلح ای بادشاہ
کرون ورنہ ایران کو یکسر خراب تو ہووے گرفتار رنج و عذاب
ہوا لیکے قابوس نامہ روان گیا جبکہ وہ پیش شاہ جہان
بجا لا کے آداب نامہ دیا ہنسا پڑھ کے لہراسپ کشور کشا
یہ کہنے لگا پھر شہ نام جو کہ تسخیر کر کے فقط خزر کو
ہوا قیصر روم مست و غرور ہوا فہم و دانش سے یکبار دور
کہا یون فرستادہ سی بعد ازان حقیقت ذرا جنگ کی کر بیان
کہ الیاس کا ملک کیونکر لیا اوسے قید قیصر نے کیونکر کیا
یہ سنکر کیا نامہ بر نے بیان کہ قیصر کا داماد ہے اک جوان
دلیر و تنومند گشتاسپ نام نبا ہا خدے اوسکے پہلے یہ کام
کہ بیشے مین اک گرگ خونخوار تہا اور اک کوہ پر تہا وہان اژدہا
دلیرانہ دونون کو بیخوف و باک کیا اوس دلاور نے جا کر ہلاک
پھر الیاس خزر کو ہنگام جنگ اوٹہا زین سے لایا جوان نہنگ
یہ پوچھا جہاندار نے پھر کہ ہان یہ بیشے ہین جتنے یلان جوان
شنا یہ ہی کیسے وہ جنگ آزما کہ جسنے یہ کار نمایان کیا
تنفر کر کے اوسنے بسوی زریر کہا اسکے ہمشکل ہی وہ دلیر
یہ جانا جہاندار لہراسپ نے کہ برپا کیا فتنہ گشتاسپ نے
شہ روم کو نامہ کا پھر جواب لکہا یون کہ ای شاہ والا خطاب
مگر آشنا اک پہلوان پرغرور کہ یہ بات ہے عقل و دانش سے دور
ہزارون ہین یان گرد شمشیر زن نبرد آزمایان لشکر شکن
نہین خزر ایران نہ الیاس ہم تو اندازہ سے رکہنہ باہر قدم
بدستور پہونچی شتابی خراج رہی ورنہ تیرا یہ اورنگ و تاج
یہ نامہ تو لینہ رہ جب لکہہ چکا تو قابوس کو شہ نے رخصت کیا

طلبیدن لہراسپ گشتاسپ را از روم و تفویض نمودن تخت و تاج بہ گشتاسپ و خود بیاد خدا مصروف بودن

برادر جو گشتاسپ کا تہا زریر کہا اوس سے لہراسپ نے ای دلیر
تو جا پیش قیصر فرستادہ وار یہ کہہ جا کے اوس سے کہ ای شہریار
تو کر صلح ہم سے نہ ہو کینہ خواہ کہ نکلیے نہ ہم خواہش تاجگاہ
تو پہر پاس گشتاسپ کے آیو بخوبی یہ پیغام پہونچایو
کہ مین نے تری قدر جانی نہ آہ ولے ہوے ہین اب جا نمو عذر خواہ
تری یاد مین کیا پریشان ہون مین بہت اپنے دل مین پشیمان ہون مین
خطا بیری اب سر بسر کر معاف کدورت سے کر آئینہ دل کا صاف
روانہ ہو اب سوی ایران دیار کہ ہی شوق دیدار لیل و نہار
ہوا سیر مین افسر و تخت سے تو فیروز ہو یاوری بخت سے
ارادہ یہ ہی معتکف ہو کے اب کرون یاد یزدان مین ہر روز و شب
رکہون سر پہ تیرے کلاہ مہی مبارک تجہے تخت و تاج شہی
بحکم شہنشاہ آفاق گیر سوی روم ایران سے آیا زریر
کہا جبکہ قیصر سے پیغام شاہ لگا کہنے تب قیصر کینہ خواہ
مجہے شاہ دی نصف ایران اگر تو پہر صلح البتہ ہو ہمدگر
وگرنہ مصمم ہے پرخاش جنگ مہیا ہے تیغ و سنان و خدنگ
شہ روم نے جب یہ پاسخ دیا وہ رخصت ہوا اپنے مسکن گیا
گیا پیش گشتاسپ پہر وقت کہا اوس سے پیغام لہراسپ
پیام پدر سنکے ہو شاد و شاد ملکزادہ گشتاسپ فرخ نہاد
کتابون کو لیکر شتابان ہوا رسان سوی اقلیم ایران ہوا
جو نزدیک پہونچا وہ سالار دہر گئے پیشوا نام داران شہر
گیا جبکہ لہراسپ کے رو برو اوٹہا تخت سے وہ شہ نام جو
لپٹ اوس سے رو کے پہر یکبار ہوئی مثل ابر بہار اشکبار

وہان پہر جہاندار فیروز بخت / بچہا ایک تخت اپنی سا کے تخت
لگا کہنے گشتاسپ سے ای پسر / تو اس تخت زرین پہ ہو جلوہ گر
وہ بیٹہا وہان جب تو سب نامدار / بحکم شہنشاہ عالی تبار
ہوئی اوسکے محکوم فرمان پذیر / دلیران و گردان امیر و وزیر
جہاندار لہراسپ فرخ خصال / جہانبین تہا یکصد و بست سال
کہا شہ نے تخت اپنے بعد ازان / کیا مین نے اب ترک کار جہان
مجہے کام کچہ سلطنت سے نہین / تو ہی مالک تخت و تاج و نگین
یہ کہکر قبای شہی دور کر / لباس فقیری کیا زیب بر
نہ زر تہا دل مین رہی حب جاہ / گیا پہر سوی بلخ لہراسپ شاہ
کہین اندنون بلخ مین اک مکان / پرستشگہ خلق تہا کعبہ سان
کسی حجرہ مین وان شہ شاد دل / یہ یزدان پرستی ہوا مشتغل
ہوا معتکف جبکہ لہراسپ شاہ / تو بیٹہا سر تخت گشتاسپ شاہ

نشستن گشتاسپ بہ تخت و پیدا شدن اسفندیار

شہنشہ بفضل خدای کریم / جہانبین ہوا پادشاہ عظیم
تہان جہان بہیجتے تہے خراج / حضور خداوند اورنگ و تاج
ز بس چین ماچین کا فرمان روا / کہ ارجاسپ نام اوس شاہ کا
نہ کرتا تہا زنہار فرمانبری / کہ محکوم تہے اوسکے دیو و پری
نو من فوج پر اپنی مغرور تہا / بہت اپنی نزدیک سے دور تہا
سوا اسکے سب تا بدار جہان / ہمیشہ تہے محکوم شاہ جہان
جہاندار گشتاسپ تہا دادگر / تہا کام جز داد و شام و سحر
لگا نہ بعدل و کرم گستری / شب و روز مصروف دین پروری
کتابون سے پیدا ہوے دو پسر / تتو سند پر زور رشک قمر
رکہا نام اسفندیار اک کا / دگر طفل کا نام پشوتن رکہا
ہوئے وہ جوان شہزادے پر زور جب / سکہائی ہنر شاہ نے اونکو سب
جو جاماسپ تہ اوس شہ کا دستور تہا / وہ علم سما ہی مین مشہور تہا
منگا کر گیاہ بیابان زہوش / اوسی دیگ مین ڈال اور کرکے جوش
نہایا پہر اسفندیار اسمین لا / کہ جس سے وہ روئین بدن ہو گیا
رہی گرد روئین تن اسفندیار / نہین پور شاہنشہ نامدار
بہت زور مند و جوانمرد تہا / جہان مین بمردانگی فرد تہا
یہ لکہتا ہے فردوسی نامدار / کہے مین نے اشعار اسی ہزار
ہوا ختم رستم کا احوال رزم / بس اب دلکو ہی رزم دیگر کا عزم
لکہون جنگ اسفندیار جوان / کرون کارنامہ جوان کا بیان
کوئی گرد تہا ایک زردشت نام / خبردار علم فلک سے تمام

رسیدن زردشت آتش پرست در حضور گشتاسپ شاہ و خود را بہ پیغمبری آشکار کردن و آمدن گشتاسپ شاہ در دین او و لشکر کشیدن ارجاسپ شاہ ماچین و چین بر ایران و محاربہ عظیم رو دادن و از دست اسفندیار کار نمایان بظہور رسیدن و فتح یافتن گشتاسپ و رواج دادن اسفندیار

دین زردشت براد عالم

زدہ آیا حضور شہ دین پناہ
بیان شہ سی کی اپنی آئین راہ

کیا راز آتش پرستی عیان
ہوا معتقد اوسکا شاہ جہان

کیا ایکدن یہ عمل آن کے
کہ گشتاسپ کے ایوان کے

ہوا ایک پیدا درخت بلند
ثمر دار سطبوع خاطر پسند

خواص اوس ثمر کا بیان بہی کیا
کہ برگ ثمر اوسکا جو کہاتے تہا

نصیب اوسکے ہووے تہا علم فلک
فزون عقل ہوتی تہی بے شبہ و شک

ہوا شاد گشتاسپ فرخ نہاد
زیادہ ہوا اور بہی اعتقاد

پہر آئی خبر پیش گشتاسپ شاہ
کہ تہی سخت بیمار لہراسپ شاہ

یہ زردشت بولا کہ اندیشہ کیا
کرون جا کے مین چارہ لہراسپ کا

بعرض بلخ سی آیا جب پیش شاہ
تو پہر وہ شہنشاہ کیوان کلاہ

ہوا خواہش دل سے اوسکا مرید
معتقد تبسے ہر روز زردشت تہا مرید

کہا شہ نے زردشت سے ایکروز
رسول خدا ہو نہیں ای نیک روز

دکہاؤن تجہے معجزہ اب یہان
عیان جسمیں ہی راز ہفت آسمان

جسے چاہو نہیں اوسکو بہیجون وہین
سو گلستان بہشت برین

اگر مین کسی پر ہون نامہربان
مری پاس ہن آتے ہین اکثر ملک
تو گر اوسکے آئین کریں اختیار
کیا تھا جو زردشت نے آشکار
گیا یان سے بالاے تہ آسمان
کہا ایک روز اوسنے ای تاجدار
لکھا شاہ نے نامہ ارجاسپ کو
پڑھا شاہ گشتاسپ نے نامہ جب
سنا ہی یہ شاہا تو بدین ہوا
تجھے اوسنے گمراہ اگر کیا
ترا باپ وندا روزیزدان پرست
کہ بد مذہبی اب تو نے لی اختیار
سپہ ورنہ کھینچون پس یکدو ماہ
ذرا اپنے نامہ کو پڑھ غور سے
پڑھا جبکہ مضمون نامہ تمام
سمجھا ہی کیا کیجیے عزم جنگ
زریر دلاور نے تب یون کہا
ہوا شادمان شاہ کشورکشا
کرو مین تجھے کشتہ تیغ کین
یہ نامہ جو پہونچا تو سالار چین
جہان لشکر چین پہونچا تھا وان
سنی جب خبر شاہ گشتاسپ نے
سواران جنگی تنے شصد ہزار
خردمند جاماسپ شہ کا وزیر
کہ ہی فتح کسکی بر و فرو انسا

تو دوزخ نصیب اوسکے ہونگے یان
عیان معجزہ کرتے ہین از فلک
تو مقبول ہو پیش پروردگار
وہی اوسکا مذہب کیا اختیار
خدا کو بہی مین دیکھ آیا وہان
ترا ہی مددگار پروردگار
کہ چین سے تو اب دست بردار ہو
سپہدار ارجاسپ کا یہ تب
پذیرندہ تازہ آئین ہوا
تبہ کار تیرا سراسر کیا
اور افسوس تو ہوگئے شیطان پرست
نہ گمرہ ہو بہر خدا زینہار
کرون ملک ایران کو یکسر تباہ
تو آیا زبس برہم و بدطور سے
تو دستور گشتاسپ جاماسپ نام
نہین چاہیے اسمین ہرگز درنگ
کہ جنگ آزمودہ نہین یہ شہا
لکھا پاسخ ارجاسپ کے نامہ کا
تو تو ہو نہ لشکر نہ ماچین و چین
ہوا اوسکے مضمون بہت خشمگین
رہا تھا نہ برگ و شجر کا نشان
کہ کھینچی اودہر فوج ارجاسپ نے
تبرد آزمایان خنجر گذار
صطرلاب دانی مین تہا بے نظیر
دہین دیکھکر اوسنے ظاہر کیا

جہان بادشاہا بالطاف رب
مری واسطے زند و استا کتاب
توقف شہ نے سن قول زردشت کا
کئی دن کے بعد اوسنے پہر یہ کہا
کبہی شاہ گشتاسپ عالی گہر
کر اب شوق سے عزم تسخیر چین
دگرنہ ملاؤن تہ خون و خاک
کہ زردشت نے شہ کو گمرہ کیا
تری پاس پہونچا ہی زردشت بدبخت
کیا کیش و دین تو نے اپنا تباہ
ہی باہر دین تجہسے ہون کینہ خواہ
ترا ہے جو پیغمبر بد سیر
لکھا دوستانہ یہ نامہ تجہے
روانہ ہوئی لیکے وہ نامہ نیو
یہ بولا کہ لکھیے سمجھکر جواب
لگا شاہ سے کہنے اسفندیار
تعینات ہو ساتہ میری سپاہ
اوٹہا دیجیو اوسکی بیخ راہ
غرض نامہ طیار جب ہو چکا
سپہ لیکے دوڑین پے کارزار
نکرتا تہا غارت فقط کینہ جو
تب آیا سپاہ گران لیکے شاہ
پے لشکر چین بتیغ و تبر
لگا اوس سے کہنے شہ نامدار
کہ خویش و برادر ترے روز جنگ

منظر مین مری عرش و کرسی ہے سب
ہوئی نازل اے شاہ گردون جناب
تو بس ترک دین اپنا یکسر کیا
ہوئی اوسکو معراج حاصل شہا
نہ پہیری تہا فرمان سے اوسکے سر
تو ہو ساتھ ارجاسپ کے گر کہین
کرون تیغ کین سے تجہے مین ہلاک
دہین پاسخ نامہ پہر یہ لکھا
کہ ہی سخت بدکیش و بدبخت سخت
تو پس پیش زنہار دیکھا نہ آہ
سنا ہے نہ تجہکو کہ ای بادشاہ
اوسے اپنی اقلیم سے کر بدر
کہ حاصل ہو تا دین و دنیا تجہے
شتابی گئی پیش گیہان خدیو
کہا سنکے زردشت نے یون شتاب
مجہے کیجیے رخصت سوئے کارزار
کہ ہون ساتہ ارجاسپ کے کینہ خواہ
شتابی سے پہونچو نہین لیکر سپاہ
تو پہر شہ نے دیونکو رخصت کیا
روانہ ہوا سوئے ایران دیار
جلاتا تہا ہر کاخ و ہر قصر کو
دلیران جنگ آور و کینہ خواہ
سواران ایران سے تہا بیشتر
صطرلاب مین دیکہہ ای ہوشیار
بہت کشتہ ہون زیر تیغ و خدنگ

دلیران ایران بہت ہوں ہلاک ۔ پہر آخر بالطاف یزدان پاک ۔ میسر تجہے ہووے فتح و ظفر ۔ گریزندہ ہو فوج چین سربسر

صف آراستہ بعد ازان جو ہوئی ۔ ہیم رزم جنگی نمایان ہوئی ۔ دلیران ایران و گردان چین ۔ ہوئی گرم پیکار از روی کین

پسر شاہ لہراسپ کا اردشیر ۔ کہ تہا دخت کاوس کا وہ دلیر ۔ دلیرانہ آیا سوئے رزمگاہ ۔ سواران چین سے ہوا رزمخواہ

کئے قتل اوسنے کئی نامدار ۔ ہوا کشتہ پہر آپ انجام کار ۔ برادر جو اوسکا وہ شیدسپ تہا ۔ سو رزمگہ بعد اوس کے گیا

ہوا جبکہ وہ کشتۂ تیغ تیز ۔ گیا پور جاماسپ بہر ستیز ۔ کئے اوس نے ترکان خونخوار قتل ۔ ہوا آپ بہی آخر کار قتل

گیا پہر وہین جنگجوئے دلیر ۔ جوانمرد نیشتوہ پور زریر ۔ کئے غرق خون مرد خنجر گذار ۔ نہ جانبر ہوا آپ بہی زینہار

ہوا جبکہ نیشتوہ جنگی ہلاک ۔ زریر دلاور ہوا خشمناک ۔ روان کرکے گہوڑا ہوئے رزمگاہ ۔ ہوا گرم کین قتل بار سیاہ

کئی پہلوان اور کئی دیوزاد ۔ مقابل ہوئے آکے مانند باد ۔ جوانمرد نے کہینچکر تیغ کین ۔ کئے قتل دیوان و ترکان چین

شتابان ہوا پہر سوار دلیر ۔ سوئے شاہ ارجاسپ مانند شیر ۔ صف فوج کو چیر کر بے خطر ۔ گیا جبکہ نزدیک وہ نامور

ہوا تب خروشندہ سلطان چین ۔ کہ اے نامداران ترکان چین ۔ دلیرانہ اب گرم پیکار ہو ۔ کرے جو کوئی قتل اوس گرد کو

اوسے عطا حسب شوکت و شان کرون ۔ بہت گنج و زر دیکے شادان کرون ۔ وہین بیدرنگ ایک مرد دلیر ۔ ہوا آن کر ہم نبرد زریر

گیا دیو نے زخم دون ہی رہا ۔ ہوا قتل وہ مرد جنگ آزما ۔ زریر دلاور ہوا کشتہ جب ۔ ہوا پر الم شاہ گشتاسپ تب

دلیران ایران سے کہنے لگا ۔ کہ ہے کوئی مرد نبرد آزما ۔ جو اس دیو سے آکے ہو جنگجو ۔ ملادے تہ خاک و خون دیو کو

وہین سنکے بولا یہ اسفندیار ۔ کرون جاکے میں دیو کا زار زار ۔ جہانگیر گشتاسپ نے ہوکے شاد ۔ کہا یون کہ اے پور فرخ نہاد

اگر دیو خونخوار کو کرکے پست ۔ تو دے لشکر چین کو تو شکست ۔ تو سر پر ترے افسر زر رکہون ۔ تجہے تخت شاہی حوالے کرون

پہر استے میں لشکر میں غوغا اوٹہا ۔ کہ اس دیو نے حشر برپا کیا ۔ ہزاروں ہوئے کشتہ ایرانیان ۔ نہین ہے کسے تاب آفات جہان

یہ سنکر ملک زادہ اسفندیار ۔ وہین اسپ بہزاد پر ہو سوار ۔ دلیرانہ آیا دوان سوے دیو ۔ زبان پر تہا یہ ان کے غریو

کہا ہوشمن روئین تن اسفندیار ۔ نہین تاب دیوونکو زینہار ۔ جو ہون ساتہ میرے نبرد آزما ۔ کشندہ ہون دیوان خونخوار کا

روان کی وہین دیو سرکش نے تیغ ۔ سو نامدار جہان بیدریغ ۔ دلیران سے وہ تیغ ہنگام جنگ ۔ بیکدل دلاور نے اور بیدرنگ

گیا زخم نیزہ رہا دیو پر ۔ سنان ہے گیا بس جگر سے گذر ۔ ہوا کارگر نیزہ آبگون ۔ گرا خاک پر دیو سرکش نگون

جدا کرکے سر جسم ناپاک سے ۔ جوان نے کیا بستہ فتراک سے ۔ شتابان ہوا تیغ میں پور زریر ۔ اور اک گرد سید مرد دلیر

مدد کو گئے سوی اسفندیار ۔ یہ کہنے لگا اون سے ای نامدار ۔ کہ آؤ چلو سوئے ارجاسپ شاہ ۔ کرو اوسکے لشکر کو یکسر تباہ

یہ کہکر سپہدار اسفندیار ۔ عقب اوسکے ہولئے وہ جنگی سوار ۔ شتابان ہوئے سمت سالار چین ۔ جہاندار گشتاسپ بہی زیر زین

ہوا حملہ آور بہ فوج گران ۔ زد و کشت باہم ہوئی خون دوان ۔ کیا قافیہ لشکر چین کا تنگ ۔ رہی پہر نہ ارجاسپ کو تاب جنگ

گریزان ہوا اون سے سلطان چین ۔ ہوئے سب پراگندہ ترکان چین ۔ گرفتار آئے بہت سرکشان ۔ یہ کہنے لگے ہوکے زاری کنان

کہ جان بخشی اسے شہ کرے تو اگر ۔ تو آتش پرستی کرین سر بسر
پڑا تھا جہان کشتہ جنگی زریر ۔ اور اسپ شاہ آفاق گیر
ہوئی تلخ اب زندگانی مجھے ۔ دریغا کہ یون دیکھنا تھی تجھی
لگا کہنے دستور سے شہریار ۔ کہ میدان مین کشتگان کا شمار
ہوے کشتہ ایرانیان سی ہزار ۔ ازان جملہ تھے ہشت صد نامدار
ہوئی قتل میدان مین یکصد ہزار ۔ ہزار و صد و شصت و سہ نامدار
دیا دین زردشت کو پہر رواج ۔ جہاندار نے از سر ابتہاج
اوسے شاہ نے تخت و افسر دیا ۔ خوشی سے ولیعہد اپنا کیا
جہان مین با آئین طرز نکو ۔ مروج تو کر دین زردشت کو
شہ روم محکوم دوہین کیا ۔ پہر زندہ دین و آئین ہوا
گیا پہر سوے ہند اسفندیار ۔ وہان بہی یہ آئین ہوا آشکار
گیا جس ولایت مین اسفندیار ۔ گیا جسطرف نامہ نامدار
گئی ہر طرف زند و استا کتاب ۔ نہ آئی کسیکو یہ زنہار تاب
سپہدار نے پہر یہ نامہ لکھا ۔ سو شاہ گشتاسپ کشور کشا
ہر اک ملک مین مردم خاص و عام ۔ ہوے گرم آتش پرستی تمام

کیا رحم گشتاسپ نے ذہن مین ۔ پہر آیا وہین شاہ روے زمین
ہوا نعش پر اوسکی نوحہ کنان ۔ کہا یون کہ ای سرفراز کیان
اوسے رکہکے تابوت مین بعد ازان ۔ شہنشہ ہوا سوے خیمہ روان
شمار اوسنے جب کشتگان کا کیا ۔ ہوا آشکارا کہ وقت وغا
جب آیا سو نعش ترکان چین ۔ تو ظاہر ہوا یہ کہ گردان چین
میسر ہوئی جبکہ فتح و ظفر ۔ ہوا شاد شاہنشہ نامور
دلیری و مردی اسفندیار ۔ ہوا دیکھکر شادمان شہریار
کہا پہر کہ اسے پور عالی گہر ۔ لیے ملک گیری تو باندہ اب کمر
ہوا شاہ سے رخصت اسفندیار ۔ سوے روم پہلے گیا نامدار
رکہا زند و استا کو بالای سر ۔ اطاعت مین بہبود آئی نظر
پہر آیا سبہوے یمن پہلوان ۔ ہوئے لوگ واں کے پرستش کنان
ہوئے سب وہان جان سے فرمان پذیر ۔ رعایا و شاہ و امیر و وزیر
کرے حکم سے اوسکے جو انحراف ۔ کسی نے نہ ہرگز کیا پر خلاف
کہ خرد و کلان نے ز روی طرب ۔ پذیرا کیا دین زردشت سب
یہ سنکر ہوا شاہ گشتاسپ شاد ۔ کہ حاصل ہوئی جان و دل کی مراد

قید کردن گشتاسپ اسفندیار را باغوای گرزم پہلوان و تشریف آوردن در سیستان

جہاندار نے ایک کی انجمن ۔ ہوے آکے حاضر سران زمن
دلے تہا وہ بدخواہ اسفندیار ۔ لگا کہنے شہ سے کہ ای شہریار
غرور اوسکو ہے زور سرپنجہ پر ۔ کہ ہم پنجہ اوسکا نہین شیر نر
کہ تجھکو کرے آنکہ یان اسیر ۔ ترا چھین لے ملک و تاج و سریر
ہوا سنکے آزردہ گشتاسپ شاہ ۔ نہ مایل ہوا پہر سوے بزمگاہ
طلب کرکے پہر اپنے دستور کو ۔ لگا کہنے شاہنشہ نامجو
وہ جاماسپ دستور شاہ جہان ۔ گیا پیش اسفندیار جوان
مجھے کل کی شب خواب آیا نظر ۔ کہ ہے خشمگین مجھسے میرا پسر

کوئی ایک تہا گرزم پہلوان ۔ ندیم شہنشاہ گیتی ستان
سنا ہے کہ اسفندیار جوان ۔ رکہے ساتھ اپنی فوج گران
رکہے ہے وہ دل مین خیال تباہ ۔ ارادہ یہ ہے اوسکا شام و پگاہ
سنا تہا جو مین نے وہ ظاہر کیا ۔ جو بہتر سمجہئے وہ کیجیے شہا
گیا یکقلم صبر و آرام و خواب ۔ رہا تا سحر در شب اضطراب
کہ جلدی تو جا پیش اسفندیار ۔ بیان کر شتاب اوسکو اے نامدار
دیا پہر پیام شہ نامدار ۔ لگا کہنے پہر وہ وہین اسفندیار
وہ بولا کہ ہے راست تیرا یہ خواب ۔ جوانمرد نے تب کہا یون شتاب

کہ کیا واسطے میری تقصیر کیا ۔ ہوا غضب شاہ کشور کشا
کیا بہمن نے ہر اک کو آتش پرست ۔ کیا سربلندان عالم کو پست

ہوئے میری شمشیر کے کشتگان ۔ پرستندہ بادشاہ جہان
نہ کی میری خدمت پہ ہرگز نظر ۔ ہوا خشمگین آہ یون تاجور

سمجھتا ہون اپنا تجھے دوستدار ۔ جو کچھ مصلحت ہو سو کر آشکار
وہ بولا یہ بہتر ہے ای نامور ۔ کہ حاضر ہو چلکر حضور پدر

لگا کہنے یہ سنکے اسفندیار ۔ کہ آزار دیگا مجھے شہریار
وہ بولا کہ بہتر ہے جو رہ پدر ۔ نہ پھیرا دے کے فرمان سے زینہار

ملکزادہ رکھتا تھا فرزند چار ۔ بزرگ اونمین تھا بہمن نامدار
دوم اونمین تھا مہر نوش نامور ۔ سوم آذر گرد فرخ سیر

چہارم تھا نوش آذر نامجو ۔ ہنرمند دانا و فرخندہ خو
غرض گرد بہمن کو اسفندیار ۔ بجاہ و حشم کرکے مختار کار

روانہ ہوا سوی گشتاسپ شاہ ۔ سہ فرزند کو ساتھ لے اور سپاہ
گیا جب حضور شہ نامدار ۔ ہوا تب گرفتار اسفندیار

اوسے قید کرکے کیا بہر وان ۔ شہنشہ نے سوی دژ گنبدان
ستونہای سخت آہنی لاکے چار ۔ ستونون سے باندھا اوسے استوار

سنا جبکہ بہمن نے یہ ماجرا ۔ بصد رنج و غم بلخ مین تب گیا
وہان بھیجے دژ گنبدان ۔ ہوا بہائیون کو وہ لیکر روان

گیا الغرض پیش اسفندیار ۔ ہوا باپ کا مونس و غمگسار
گذر جب گیا روزگار دراز ۔ تو گشتاسپ شاہنشہ سرفراز

ہوا بلخ مین عازم سیستان ۔ کہ آئین تازہ کری وان روان
جو نزدیک پہونچا وہ فرمانروا ۔ تو آیا تہمتن وہان پیشوا

کیا اختیار اوسنے آئین شاہ ۔ مروج کیا ملک مین دین شاہ
رکھا زندہ استا کو بالائی سر ۔ کیا اوسکو رایج وہان زودتر

کیا بعد ازان شاہ کو میہمان ۔ رہا شاہ گشتاسپ دو سال وان
سنی شاہ ارجاسپ نے یہ خبر ۔ کہ اسفندیار یل نامور

رسیدن کہرم پسر ارجاسپ با فوج سنگین بر بلخ و لہراسپ را کشتن و بلخ را فتح کردن و آمدن گشتاسپ از سیستان و آمدن ارجاسپ بر اکیسر و شکست خوردن گشتاسپ

بفرمان گشتاسپ آفاق گیر ۔ میان دژ گنبدان ہے اسیر
گیا ہے سو سیستان بادشاہ ۔ نہین بلخ کے شہر مین کچھ سپاہ

یہ سنکر ہوا شادمان شاہ چین ۔ کیا پھر وہان عزم پرخاش و کین
سپہدار کہرم تھا اسکا پسر ۔ اوسے باسپاہ گران آن کر

سو بلخ اوسنے روانہ کیا ۔ وہان اسقدر کوئی ہرگز نہ تھا
کہ کہرم ہوا آنکہ کینہ خواہ ۔ لگے مرزبان پیش لہراسپ شاہ

کہا یون کہ اے بادشاہ جہان ۔ نہین کوئی سردار لشکر یہان
سنا ہے اب کیجیے سروری ۔ کہ زیبندہ ہے تمکو اب سرلشکری

یہ کہنے لگا وہ شہ نیکنام ۔ کہ مجھکو ہے یزدان پرستی سے کام
سروکار کچھ سروری سے نہین ۔ مجھے کام سرلشکری سے نہین

بہت عذر لایا وہ فرخندہ کیش ۔ دلے عذر ہرگز گیا کچھ نہ پیش
سکان عبادت سے لہراسپ شاہ ۔ گیا لاجرم جانب رزمگاہ

سپہ شاہ کے ساتھ تھی دس ہزار ۔ فزون اس سے ہرگز نہ تھا اک سوار
مقابل ہوئین فوج کہرم ہوئی ۔ دلیرانہ پھر جنگ باہم ہوئی

جو لہراسپ آیا سوے کارزار ۔ کیے کشتہ ترکان چین بیشمار
سواران بلخی نے دفعت بڑھا ۔ کیا قافیہ تنگ بدخواہ کا

سپہدار کہرم ہوا خشمگین ۔ لگا کہنے اے نامداران چین
سہم کینہ آور مین جنگی سوار ۔ لکہو ہر یک ہزار او را صد ہزار
ولیکن نہایت تعجب ہے یان ۔ کہ پڑتے ہین غالب نظر اینیان
یہ سنکر ہوئی حملہ آور سپاہ ۔ نسو ہی ہوا ران لہراسپ شاہ
کیا گہیر لہراسپ کو بس ہے ہین ۔ ہوا گرم بازار پرخاش و کین
ہوا زخمی و خستہ لہراسپ شاہ ۔ زمین پر گرا خسرو دین پناہ
ہوا جبکہ لہراسپ زین سے جدا ۔ تو پہر چینیون نے دو بارا کیا
ہوا بلخ مین چینیون کا جو دخل ۔ کیا بلخیون کو اسیر اور قتل
شکستہ کیے یکسر آتشکدہ ۔ کیا زندواستا کو آتش زدہ
زنان شبستان گشتاسپ شاہ ۔ ہوئین تہیں یکسر بحال تباہ
دلے بہاگ کر اک زن کستان ۔ شتابان ہوئی جانب سیستان
گئی پیش گشتاسپ با چشم تر ۔ کہا ماجرا بلخ کا سر بسر
ہوا سنکے غمناک شاہ جہان ۔ یہ رستم سے بولا کہ ای پہلوان
یہی وقت یاری و امداد کا ۔ شہنشہ کو رستم نے پاسخ دیا
کہا بفعل شاہا تو کر عزم جنگ ۔ عقب سے سیر پہونچو نگامین بدرنگ
ہوا شاہ گشتاسپ دو ہین رزدا ۔ سو بلخ پہونچا وہان سے دوان
سپہدار ارجاسپ بہی لیکے فوج ۔ روانہ ہوا چین سے تا نار موج
ہوا ملتمس کہ رستم نامور ۔ ہوا یعنی آکر معین بسیر
جو ارجاسپ آیا بفوج گران ۔ ہراسان ہوئی فوج ایرانیان
سو اسکے رستم نے نامہ لکہا ۔ کہ کچہہ کام درپیش ہے یان شہا
مقصر ہون خدمت سے مین لاجرم ۔ مجہے رکہئے معذور با صد کرم
ہوا خشمگین خسرو ارجمند ۔ نہ آیا اوسے عذر بہیجا پسند
سپہ سے لگا کہنے پہر تاجور ۔ بلا سے نہ آیا تہمتن اگر
جہان آفرینا الٰہی بار ۔ یہ کہکر ہوا شاہ ایران سوار
سپہ لیکے آیا سوے رزمگاہ ۔ کہ تا لشکر چین سے ہو کینہ خواہ
شہ چین بہی لیکر سواران چین ۔ مقابل ہوا آن کر بس ہین
ہوئی پہر صف آراستہ ہر دو سو ۔ دلیران جنگی ہوے ہر دو سو
خروشان ہوا کوس گردن کشان ۔ کہ لرزہ جس سے ہوا کوہ قاف
ہوا گرم صحرا مین بازار جنگ ۔ ہزارون ہوے سر جدا بیدرنگ
ہوا دامن دشت دریای خون ۔ درفش سواران ایران نگون
ہوا لشکر چینیان چیرہ دست ۔ دلیران ایران کو پہونچی شکست
گریزان ہوے جبکہ ایرانیان ۔ تعاقب کو اونکے گئی چینیان
غرض شاہ گشتاسپ عالی تبار ۔ ہوا جا کے قایم سر کوہسار
وہ جاماسپ شاہ کا جو دستور ۔ لگا کہنے اوس سے شہ بے نظیر
صطرلاب مین دیکہہ کے نامور ۔ کہ ہو کس طرح سے میسر ظفر
گذارش کیا اوس نے ای شہریار ۔ جو ہو گرم پیکار اسفندیار
تو حاصل ہے فتح و ظفر پہر ہمین ۔ تبہ ہو دین تا یدست ترکان چین
یہ ظاہر کیا جبکہ جاماسپ نے ۔ کہا تب اوسے شاہ گشتاسپ نے
کہ اسفندیار جہان گیر کو ۔ مرا نامہ بہیجا کے اے نامجو
دژ گنبدان سے یہان لا شتاب ۔ توقف کو مت راہ دو جا شتاب
بحکم جہاندار و آفاق گیر ۔ روانہ ہوا لیکے نامہ وزیر
گیا جب وزیر شہ نامدار ۔ حضور ملک زادہ اسفندیار

رہائی یافتن اسفندیار از بند گران بحکم گشتاسپ شاہ و آمدن ہمراہ جاماسپ از دژ گنبدان بجنویہ و بعنایات شاہی کامران بودن و فرستادن گشتاسپ اسفندیار را بجنگ ارجاسپ و فتحیاب بودن اسفندیار و گریختہ رفتن ارجاسپ

گیا جب وزیر شہ نامدار حضور ملک زادہ اسفندیار
دیا نامہ شاہ شہزادے کو لگا کہنے شہزادۂ جنگجو

دواخل شدن گشتاسپ در بلخ

کہ ہے گرزم پہلوان پور شاہ کہ کہنے سے جسکے ہمی بیگناہ
گرفتار زنجیر کرکے گیا رکہا مجھسے بیداد و ناحق روا
دیا سنکے جاماسپ نے یہ جواب کہ اے نامدار ثریا جناب
تو اب اس سے بس دور کر بغض و کین یہ زنہار وقت شکایت نہین
غرض کی جاماسپ نے اوسکو بند کئے دو رگ دست آہن بہ بند
وہ پا تنگ گرفتار آہن مین تہا دم مخلصی اوسکو غش آگیا
جب آیا وہ پہر ہوش مین دلفگار اور اوسکے ہوا دلکو یکدم قرار
تو جاماسپ نے اوسکو با کر و فر معہ چار فرزند والا گہر
دیا لا کے گشتاسپ شہ سے ملا بہت مہربان شاہ اوسپر ہوا
پہر اپنے جرائم کا ہو عذر خواہ لگا کہنے اے پور با عز و جاہ
مرے ملک سے خصم کو دور کر الم سے چہڑا مجھکو سرور کر
تجہے سونپ دون تخت ایران زمین کرون پہر مین طاعت جان آفرین
یہ فرما کے او رکر کے گرزم طلب کیا قتل اوسکو بخشم و غضب
پہر اسفندیار جوان کو روان گیا سوئے اعدا یہ فوج گران
تو ارجاسپ نے جب سنی یہ خبر روانہ کیا کہرم اپنا پسر
پے جنگ جمجاہ اسفندیار اور اک پہلوان نام تہا گرگسار
مقابل ہوئی وصف کارزار پے جنگ آیا نکل گرگسار
ہوا سامنے اوسکے مرد دلیر وہ روئین بدن مثل غرندہ شیر
کئی گرگسار دلاور کے تیر ہوئی بار جوشن کی یک لخت چیر
ولے جسم اوسکا سلامت رہا کہ روئین بدن وہ جوانمرد تہا
شتاب اوسنے آراستہ کر کمند کیا گردن خصم کو اوسمین بند
گرا پشت سے اسپ کے گرگسار اوسے کہینچکر زود اسفندیار
کیا اپنے لشکر مین لاکر اسیر پہر آیا پے جنگ با تیغ و تیر
بسوئی مین یکصد و بست تن ہوئے کشتہ از بازوی صف شکن
گیا وان سے کہرم بوقت ستیز بنزدیک ارجاسپ کرکے گریز
پہر اوسجا سے کہرم اسفندیار لگا کاٹنے سر بسمت یسار
کئے تیغ سے یکصد و شصت و پنج جدا سر دلیرون کے بیدرد و رنج
ہوئی جنگ سے گرد ترکان زبون وہ میدان بس ہو گیا بحر خون
ہوئی فوج ارجاسپ شہ کی تباہ گریزان ہوئی چھوڑ کر رزمگاہ
ظفریاب گردان ایران ہوئے گریزان سواران ترکان ہوئے
گئے اپنے کشتون کو وہ چھوڑ کر ژرائی سے یکلخت منہ موڑ کر
رہی جب نہ تاب ثبات و قرار شہ چین ہوا رہ نورد فرار
بفرمان اسفندیار جوان ہوئی گرد ایران تعاقب کنان
بہت ترک کہینچے تہ تیغ کین ہوئی لالہ گون خون سے وانکی زمین
لیا منہ مین ترکون نے پہر رگ کاہ حضور جوانمرد لائے پناہ
ہوا مہربان اوسپہ اسفندیار پہر آیا حضور شہ نامدار
بصد شوکت و حشمت و عز و جاہ ہوا داخل بلخ گشتاسپ شاہ
لگا کہنے پہر شاہ فرخ تبار کہ اے مرد روئین تن اسفندیار
رہی بہنونکو لیگیا شاہ چین تو پہر اوس سے ہو جا اب گرم کین
چہوڑا کر اونہین قید سے لاسیان نہ تاخیر کر ہو شتابی روان
قسم ایزد پاک کی اے پسر کہ آوے تو یکدم بفتح و ظفر
کرون ترک دنیا و دولت و دین عبادت کرون ہو کے گوشہ نشین
ہوں سے کرون تجھکو تخت شہی زر و گنج و دیہیم و فرماندہی
یہ سنکر دلاور نے پاسخ دیا مبارک تجہے تخت و افسر شہا
ہوں مین اک بندۂ جان نثار نہ خواہندۂ افسر زرنگار
بفرمان شاہنشہ دین پناہ شتابی ہون ارجاسپ سے کینہ خواہ

نہ توران میں چھوڑوں نہ چین میں بنا ۔ کرون جا کے ارجاسپ کو سخت خوار
بجا لاؤن میں خواہش کو شتاب ۔ باقبال شاہ ثریا جناب

کہا شاہ نے آفرین مرحبا ۔ شب و روز یاور ہو تیرا خدا
لگا کہنے شہ سے پھر اسفندیار ۔ کہ یون عرض کرتا ہی اب گرگسار

کہ ہو مخلصی قید سے مجھکو گر ۔ تو خدمت کرون خوش شام و سحر
جہان مقصد کبھی میں ہون بنما ۔ بجا لاؤنگین بشرط خدمت سدا

جہاندار نے اوسکو کرکے طلب ۔ کہا یون زر روئی نشاط و طرب
کیا قید سے تجھکو ہمنے رہا ۔ ادا کیجیو تو بھی رسم وفا

حضور جوانمرد اسفندیار ۔ تو رہیو شب و روز خدمتگذار
پھر آتا ہون اب تھام کی عنان ۔ اودر آتا ہون اب برسر ہفتخوان

رفتن اسفندیار جانب دژ روئین براہ ہفتخوان برای رہائی ہمشیرہای خود

رہا جب ہوا قید سے گرگسار ۔ تو پھر مرد روئین تن اسفندیار
اوسے لیکے اپنی مکان میں گیا ۔ رہا اوسپہ مصروف لطف و عطا

کہا یون کہ صدق ارادت سے گر ۔ رہی تجھکو پاس شام و سحر
کرے راستگوئی یہان اختیار ۔ تو پھر دم فزون ہووے عز و وقار

تجھے ملک ترکان کا مالک کرون ۔ تری جان ہے ورنہ جدا سر کرون
وہ بولا کہ جز راستی زینہار ۔ نہین کچھ مجھے کام ہے زینہار

کرون صدق دل سے پرستندگی ۔ بجا لاؤن رسم و رہ بندگی
لگا کہنے اوس سے یہ اسفندیار ۔ کہ ہوے دژ روئین کو اے گرگسار

بتا کونسی راہ سے ہوں روان ۔ کہ ہو پہنچون بن آرام جلد وان
وہ بولا کہ اک راہ سے خوبتر ۔ کہ ہی بیکسر آباد اے نامور

سہ ماہہ مسافت رکھی ہے وہ راہ ۔ بخوبی گذر جاوے اوس سے سپاہ
کم آب و دانہ ہی اوسکی راہ دگر ۔ دلے میوہ و آب ہی بیشتر

دو ماہہ مسافت ہے اے نامدار ۔ نہین کچھ بھی خوف و خطر زینہار
سوم ہفت روزہ ہے اے ارجمند ۔ ولے سخت وہ راہ ہی پُر گزند

اور اوس راہ کا نام ہے ہفتخوان ۔ کسے ہی یہ قدرت کہ جاوے وہان
ہر اک منزل اوسکی ہے پرخوف و بیم ۔ جہان جادوان ہیں بلائی عظیم

کہین شیر و گرگ اور کہین اژدہا ۔ نہو جنگ سے جسکے کوئی رہا
زن ساحرہ پیر و شوربخت ۔ بیابان بے برگ و سرما سخت

گذر اوس بیابان میں دشوار ہے ۔ کہ ہر گام پر رنج و آزار ہے
یہ بولا جوانمرد اسفندیار ۔ کہ مجھکو نہین کچھ خطر زینہار

شتابیدہ ہونین سوئے ہفتخوان ۔ کرون دفع ہر اک بلا کو وہان
یہ کہکر بلائی مئے خوشگوار ۔ ہوا مست و مخمور جب گرگسار

یہ کہنے لگا یون کہ اے پہلوان ۔ رہ ہفتخوان سے تو مت ہو روان
دلیر و قوی زور ہے گو ہزار ۔ تو جانبر نہوگا دلے زینہار

یہ گفتار ہرگز خوش آئی نہین ۔ کئے بستہ پھر دست و بازو یہان
وہ کہنے لگا ہوکے گریہ کنان ۔ کہ میری خطا کیا ہے اے پہلوان

کہا مین نے جو کچھ ہو باطل نہین ۔ مجھے قید کر جسسے حاصل نہین
وہ بولا نہین تجھپہ خشم و غضب ۔ تجھے ایسکے مین باندھا ہے اب

کہ تا راہ سے تو گریزان نہو ۔ مری دیکھئے تک قوت و زور کو
کہا کیا دلیری ہو مجھپہ عیان ۔ بخوبی کرون طے رہ ہفتخوان

یہ کہکر گیا پیش شاہ زمین ۔ ہوا شہ سے رخصت بدل مطمئن
سواران جنگی لئے دس ہزار ۔ خزانہ بھی شہ نے دیا بیشمار

غرض کرکے پشتون کو سالار جنگ ۔ روانہ ہوا وان سے وہ بیدرنگ
کف دست بستہ جو تھا گرگسار ۔ رکھا ساتھ اوسکو اسپ پر کر سوار

گئے اپنی سرحد سے جسدم گذر ۔ تو اک دشت پر جب ہوا آیا نظر
وہ تھی اولین منزل ہفتخوان ۔ کرون مین حقیقت اب اوسکی بیان

وہ صحرا جو دیکھا تو اسفندیار
بلا آوے گی آج در پیش کیا
وہ گرگان جنگی ستمگار ہین
سوا اونکے ہے رزم تن اسفندیار
یہ کہکر زرہ دے دلیری ہ مرد
لگے اسقدر زخم پیکان تیز
دلیرانہ آکر مقابل ہوئے
جوان مرد نے پھر یہ ایسے کہا
نہین آج کچھہ اور خوف خطر
ہوئے بعد ازان مائل خواب
ہوا مہر رخشان جو وقت سحر
دلاور نے یون راہبر سے کہا
کہ ہین پیل سے بھی سطبر و بلند
پشوتن لگا کہنے ہم تم بہم
دلیرانہ پھر کھینچکر تیغ کین
دے اس دلاور نے بیخوف و بیم
اقامت گزین ہوکے با عقد شتی
وہ بولا کہ اک اژدہا ہے وہان
ہوا سنکے یہ بات اندیشہ سنار
نہ تاخیر کو دخل ہرگز دیا
کئے بستہ اسپان تازی نژاد
دم صبح گردون پہ ہوکر سوار
کیا درکو صندوق کے وہ ہین نبد
پہ گردون صندوق و اسپان بہم
زبون ہوکے گردونکو دکھلا دیا ہین

احوال منزل اول راہ ہفتخوان

تو وہ ہیکل سخت خونخوار ہین
یہ بولا کہ جب گرگ ہون آن شکار
ہوا دشت پر خوف مین نوزر
کہ خستہ ہوے گرگ وقت ستیز
ہوئے جنگ پیکار مائل ہوے
کہ باقی کوئی اب رہی ہے بلا
بعیش و طرب کیجئی شب بسر

کہ ہنگام پیکار بیخوف و باک
تو پھر بارش تیر تم بھیجیو
نمایان ہوے گرگ خونخوار جب
وہین کھینچکر تیغ زہر آبدار
کیا قتل گرگون کو انجام کار
وہ بولا کہ بس ہے یہی گرگ دو
غرض وان فرود آئے ہنگام شام

احوال منزل دوم راہ ہفتخوان

کہ ہے راہ مین آج کیا کیا بلا
سبا دا پہنچے اوسے پہونچی گزند
کرین حملہ شمشیر کرکے علم
دو پارہ کیا شیر نرکو وہین
کیا تیغ بران سے اوسکو دو نیم
مے خوشگوار اوسنے وان نوش کی
مقابل ترے آئیگا ایجوان
لگا کہنے پھر سرور ارجمند
شبا شب وہ گردون مرتب کیا

وہ بولا وہان گرگسار ایجوان
نمایان ہوے جب وہ شیر عرین
ولیکن ہوا اوسکو مانع جوان
ہوا کشتہ جب تو پھر مادہ شیر
مظفر ہوا جبکہ اسفندیار
طلب کرکے پھر راہبر کو کہا
دراز و سطبر و درشت و دژم
کرو ایک طیار گردون یہان
کئے تعبیہ تیر و تیغ و سنان

احوال منزل سوم از راہ ہفتخوان

روانہ ہوا گرد اسفندیار
کہ تا اژدہے سے نہ پہنچے گزند
لیا کھینچ اوس اژدہے نے بدم
رہی پھر نہ طاقت جو ہوگرم کین

دلے تھا وہ صندوق مین جلوہ گر
وہ آیا جو مانند ابر سیاہ
ہوئی کارگر جبکہ تیغ و سنان
نکل وہین صندوق سے وہ دلیر

لگا پوچھنے یون کہ ای گرگسار
وہ بولا کہ اے مرد زور آزما
کرین پہلوی پیل دانتوں سے چاک
نہ زنہار فرصت ذرا دیجیو
کیا تیر باران سوارون نے تب
پشوتن جوان اور اسفندیار
ہوا دیکھ حیرت زدہ گرگسار
سو تو نے کئے قتل ای جنگجو
لگے پینے صہبائے گلگون تمام
بسر کی بخوبی نے آرام شب
تو وان سے روانہ ہوئے پیشتر
دو شیران خونخوار رہتے ہین یہان
تب اسفندیار جوان سے وہین
گیا آپ سو کے ہژبران دوان
ہوئی ہم نبرد جوان دلیر
تو لایا بجا شکر پروردگار
کہ فردا مجھے پیش آئیگا کیا
وہین ہے ہی آتش فشان دو سہم
کہ ہو وے ازان بعد ارابہ روان
رکھا ایک صندوق ہی بعد ازان
کہ تیغے تیز رفتار مانند باد
پڑا اژدہائے دژم جب منظر
تو ماہی سے تیرہ ہوا تا بماہ
تو عاجز ہوا اژدہائے دمان
خروشان ہوا مثل نعرہ شیر

کیا زخم شمشیر بران رہا
دو پارہ ہوا وہ سیہ اژدہا

ہوا ایک بیہوش خنگی جوان
تو کی نوشدارو دہن نوشجان

بفضل الہی ہوا تندرست
توانا و خرم دل و چاق و چست

سپاس خداوند جان آفرین
وہ لایا بجا خرمی سے وہین

سہی لعل گون نوش کی بعد ازان
لگا کہنے یون راہبر کو کہ ہان

تو کیفیت منزل چارمین
بیان کر تو اوسکی کہا پہلوین

زن سحر ساز ایک تہی ہمدان
اور اک غول ساتھ اوسکی ہے نوجوان

لگا کہنے ہنسکر یہ اسفندیار
علاج اوسکا آسان ہے اے دوستدار

احوال منزل چہارم از راہ ہفتخوان

ہوا پیشتر روز چہارم روان
وہ اسفندیار جوان پہلوان

کہین راہ مین ایک تہا سبزہ زار و
اقامت گزین وان ہوا نامدار

بغرض کرکے ترتیب بزم خوشی
خوشی سے ہوا گرم بادہ کشی

زن خوبرو ایک آئی وہان
کیا آکے یون سحر جس نے بیان

کہ ہون دختر اک شخص کی اے نامدار
بیابان مین لایا مجہی دیوسار

تو اب غول کے نیند سے کر رہا
حضور اپنے رکہ مجہکو صبح و مسا

یہ گفتار سنکر دلاور جوان
یہ بولا کہ وہ غول اب ہے کہان

وہ بولی گیا ہی برائے شکار
دلے آتا ہی جلد وہ نابکار

یہ سمجہا یقین وہ جوان پہلوان
کہ ہی ساحرہ یہ زن نوجوان

وہین کرکے اوسکو اسیر کمند
کیا بستہ محکم بزنجیر و بند

وہ جادو سے پہر بنگئی پیرزن
ہوا پر غضب مرد شمشیر زن

کیا کہینچکر تیغ اوسکو دو نیم
نمایان ہوا پہر غبار عظیم

جہان جس سے تاریک سارا ہوا
سیہ غول پہر آشکارا ہوا

کہ نخچیر اسفندیار جوان
دہن سے ہوا وہین آتش فشان

نمایان ہوا کہینچکر وہ مرد
ہوا غول بدکیش سے ہم نبرد

کیا غول نے زور ہر چند پر
نہ غالب ہوا اوس تنومند پر

وہ غول سیہ کار انجام کار
ہوا کشتہ از تیغ زہر آبدار

مظفر جوان دلاور ہوا
معین بخت اقبال یاور ہوا

دلاور نے پہر راہبر سے کہا
کہ دیکہا تماشا مری جنگ کا

کیا غول کو مین لے کیونکر ہلاک
زمین کو کیا جسم سے مین نے پاک

وہ بولا کہ اے آفرین مرحبا
دلے پیش آویگی کل وہ بلا

کہ جس سے رہائی ہو دشوار تر
نہ جانبر ہو ہرگز تو اے نامور

بغرض ایک سیمرغ خونخوار ہے
مکان اوسکا بالائے کہسار ہے

وہ بچے بہی ہین اوسکے بس زورمند
درخت قوی بازو و سربلند

بچے اور تیری ہے جتنی سپاہ
کریگا وہ سیمرغ سبکو تباہ

احوال منزل پنجم از راہ ہفتخوان

وہ بولا بتائید یزدان پاک
کرون تیغ بران سے ان کو ہلاک

روانہ ہوا صبح اسفندیار
دلیرانہ گردون پہ ہوکر سوار

وہان جبکہ پہونچا دلاور جوان
کہ سیمرغ مسکن گزین تہا جہان

تب آیا وہ سیمرغ گردن فراز
کیا اوسنے چنگال وہین پر دراز

کہ گردون کو پہنچا از روئے کین
سر قلعہ کوہسار برین

وے اوسمین رکہے تہے تیغ و سنان
ہوا اوسکے چنگال سے خون روان

ہوا خستہ چنگل جو منقار سے
تو پکڑا اوسے اوسنے منقار سے

ہوئی کارگر جبکہ تیغ و سنان
ہوئی پارہ منقار حلق و زبان

ہوا اوسکے تن سے روان بحر خون
زمین پر گرا ہوکے پست و زبون

نکل وہین صندوق سے مثل شیر
ہوا نعرہ زن پہلوان دلیر

کئے زخم شمشیر یہان تک رہا
کہ سیمرغ کو بس دو پارہ کیا

جو دیکہا تو بچے ہراسان ہوئے
وہین آشیان کو گریزان ہوئے

جوانمرد کے بازو و دست پر
ہوئی آفرین جوان سے سر بسر

لگا کہنے یون بعد ازان کرگسار
ششم منزل اے سرور نامدار

کہون کیا کہ یہ پنج ہی اسفندیار
کہ ہے راہ وہان سے ہی دشوار تر

بہت بارش برف و باران سے وان
چلے باد تند اور جوان پہلوان

تب ہو سپہ سخت پہونچے گزند
یہ سنکر ہوئی فوج اندیشہ مند

لگے کہنے مردم کہ ای نامدار
خدا سے نہین کر سکے کارزار

مناسب یہی ہے کہ بس پھر چلو
تن و جان و سر یان نہ برباد ہو

وہ کہنے لگا مین نہ ہرگز یہ دن
رہ ہفتخوان طے یہ ہیبت کردن

مگر یان سے پھر جاؤ تم شوق سے
شتابان سوے خانہ ہو ذوق سے

نہین فوج درکار کچھ زینہار
مددگار میرا ہے پروردگار

یہ سنکر سران سپاہ دلیر
لگے کہنے ای شاہ آفاق گیر

نہو دین جدا تجھسے ہم زینہار
کرین جان و تن تجھپہ یکسر نثار

وہ بولا ہیون گر بفتح و ظفر
تو بخشون تمہین ملک و گنج و گہر

احوال منزل ششم راه ہفتخوان

بروز ششم سرور نامور
دہان سے ہوا عازم پیشتر

ہوا روز جب رفته تمام
کیا متصل کوہ کے تب مقام

لگی چلنے تب تند باد اسقدر
کہ عاجز وہ لشکر ہوا سربسر

ہوئی بارش برف بھی بعد ازان
رہی تین دن ایک منت وہان

نہان زیر کہسار لشکر ہوا
تردد سے ناچار لشکر ہوا

سپاہ سپہ دار اسفندیار
رہ عجز سے ہو کے وان اشکبار

لگے مانگنے یہ دعا سب وہین
کہ اے خالق آسمان و زمین

شتاب اپنی بندون پہ تو رحم کر
کہ ہو یہ بلا دفع اب سربسر

کیا لطف سے یکو یزدان نے شاد
ہوئی یکقلم دور وان برف و باد

بجالاکے پھر شکر پروردگار
سپہدار بولا کہ اے گرگسار

بفضل خدائے جہان آفرین
رہی باقی اب منزل ہفتمین

میان بیش آویگی اب کیا بلا
دہین راہبر نے یہ پاسخ دیا

کہ ہے راہ مین ریگ تفته تمام
ہوا گرم جون شعلہ ہے صبح و شام

زمین گرم ہے جون تف آفتاب
نہین ہے کہین پانی کا یکقطرہ آب

نہ ہرگز اگے خاک پر سبزہ جا
نہ طایر اڑے ہے وان پر دو ہوا

غرض یہ خرابی ہے تا سی کرده
سوا اسکے اے شاہ گردون شکوه

ذرا رو دتن آنا ہے محکم کہ بس
کرین جہد و کوشش اگر سو برس

نہ منصور و فیروز ہون زینہار
دلیران ایران و توران دیار

میسر نہو غلہ و علف و کاه
سپاہ گران ہووے آخر تباه

احوال منزل ہفتم از راه ہفتخوان

تو ہرگز نہ رکھ اب قدم پیشتر
سو خانہ عطف عنان یان سے کر

دلیر و جوانمرد اسفندیار
نظر کرکے سوے خداوندگار

ہوا عازم منزل ہفتمین
ہر اک گام پر سردیائی زمین

دہین راہبر سے یہ بولا جوان
نہین ریگ تفته کا یان کچھ نشان

سراسر تھی باطل تری گفتگو
یہ سنکر وہ بولا کہ اے نامجو

ترا بخت فرخنده یاور ہوا
اثر برف کا اس زمین پر ہوا

دہان سے جو لشکر گیا پیشتر
تو اک بحر ذخار آیا نظر

ہوا پر غضب دیکھکر نامدار
کہا راہبر سے کہ اے نابکار

تو کہتا تھا ہرگز نہین قطرہ آب
ہلادیگی سب کو تف آفتاب

عبث تو نے پہونچائے یہ گزند
کیا فوج کو میری اندیشہ مند

خجل ہو کے کہنے لگا گرگسار
کہ ہون تجھسے آزردہ اے نامدار

کہ با وصف پیمان زرو نے جفا
اگر تھا از نجیبہ مجھکو کیا

سخن آگے تیرے دروغ ایکبار
کیا مین نے اسواسطے آشکار

کرے تاکہ عطف عنان یان سے تو
بر آوے مری دل کی پھر آرزو

رہائی ہو یعنی مری بند سے
غرض فضل و لطف خداوند سے

توقع تو یہ ہے کہ میری خطا
معاف اب ہو یکسر تری ہے خطا

ہنسا پھر سپہدار عالیجناب
اوسے بند سے دی رہائی نشان

گذر بحر ذخار سے بعد ازان
کہ خیمہ با شوکت و فر و شان

دہان سے وہ ذرا ایک فرسنگ تھا
کہ تسخیر کا جسکے آہنگ تھا

سپہدار جنگی یہ بولا وہین
کہ تدبیر تسخیر حصن متین
اگر تم دو صد سال کوشش کرو
نہ ہرگز وہ حصن متین فتح ہو
گرون سر جدا شاہ ارجاسپ کا
دلیرانہ یون کینہ لہراسپ کا
یکایک ہوا تند وہ شور بخت
کہی اوسنے شوخی سے گفتار سخت
بیک زخم شمشیر زہر آبدار
قلم کی وہین گردن گرگسار
بنایا وہ روئین دژ آہن سے تھا
نہین نام تھا وان گل و خشت کا
کوئی چارہ دیکھا نہ تسخیر کا
بنایا وہان کام تدبیر کا
اوٹھا کر بہت رنج آیا یہان
دریغا کہ محنت گئی رائگان
غرض ہو کے مایوس وان سے پھرا
نہین خاطر زدل پراگندہ تھا
کہ کیفیت دژ ذرا کر بیان
وہ دژ روئیش بولا کہ اے پہلوان
سدا غلہ پیدا ہو وان بیحساب
روان ہین بہت چشمہ و جوے آب
گذر مردم غیر کا وان نہین
دلے حکم یون ہی سپہدار چین
یہ سنکر ہوا شاد اسفندیار
کیا آفرین اوس سے یون تشکار
تو رہنا خبردار ہر شام و گاہ
کہ تیرے حوالے ہی یکسر سپاہ
تو اس وقت لیکر سپہ بیخطر
دلیرانہ آنا در قلعہ پر

بتا زور تم مجھکو اے گرگسار
تو بولا وہ سنکے پاسخ کہ اے نامدار
یہ بولا کرون فتح اک آن مین
مین گھوڑے کو دوڑا کے میدان مین
کرون دختر خواہر شاہ چین
کرون مین گرفتار از روے کین
ہوا پر غضب سنکے سالار دہر
ہوئی شعلہ خیز آتش خشم و قہر
گیا شب کو لیکر کئی پہلوان
سوے قلعہ اسفندیار جوان
سنہ و سنگ بالا و پہنا چہل
ہوا دیکھہ حیران جوانمرد یل
یہ بولا کہ کہتا ہے سچ گرگسار
کہ یہ دژ نہ تسخیر ہو زینہار
میسر ہوئی کچہ نہ راحت مجہے
ہوئی حاصل آخر ندامت مجہے
ہوا ایک دژ روئین وہین جا بجا
یہ کہنے لگا اوس سے اسفندیار
سپاہ گران ہے درون حصار
نبرد آزمایان خنجر گذار
نہین وان کوئی چیز مطلوب سے
مہیا ہے اس فوج مین ہر ایک شے
کہ آتے ہین جسمین سے جو بازرگان
تو آنے دو اسکو سپاہ بیگمان
کہ جاتا ہون مین بنکے بازرگان
درون دژ روئین آ پہلوان
نہو نا تو تم زار اندیشہ مند
دلے جب کہ ہو دژ مین آتش بلند
زہ و گشت آگے دہان کھیچیو
جدا تن سے ترکون کے سر کیجیو

رفتن اسفندیار بلباس سوداگران در دژ روئین و کشتن ارجاسپ و کہرم پسرش را و فتح یافتن

مہیا وہین کر کے یکصد شتر
کیا جامہ کاروان زیب بر
دہ ہشتاد اشتر کہ باقی رہے
سو ہر اک پہ صندوق دو دو دہرے
ہوئے ساربان صد یل نامجو
نبرد آزمایان پرخاش جو
سنا شاہ ارجاسپ نے ناگہان
کہ آیا ہے ایران سے اک کاروان
جو پہونچا در قلعہ پر کاروان
نہ ہرگز مزاحم ہوئے پاسبان
یہ ارجاسپ کو جا کے بہیجا پیام
کہ اے شاہ نام آور ذو الکرام
یہی خواہش بندۂ خاکسار
کہ آوے حضور شہ نامدار
متاع گران پیشکش کی وہین
ہوا خرم و شاد سالار چین

وہ اشتر تھے دیبائے رومی سے پر
وہ اشتر پر از لعل و یاقوت و در
صد و شصت گردان جنگ آزما
کئے مرد جنگی نے اونمین نہان
غرض اسطرح سے بر حصار
گیا مرد روئین تن اسفندیار
کہا جا بجا ہر گذربان کو
کہ زنہار اس سے مزاحم نہو
گیا پہر وہ سوداگر ارجمند
خوشی سے درون حصار بلند
رہ دور سے با متاع گران
مسافت کو طے کر کے آیا یہان
دیا شاہ نے حکم آوے یہان
گیا پیش ارجاسپ بازارگان
کہا نام کیا اوسنے پاسخ دیا
کہ خراد ہے نام میرا شہا

یہ پوچھا کہ اے مرد بازارگان
ہیں گرگساران نبرد آزما
کہ ایران سے عازم ہوا مین ادہر
کہ آوے رہ ہفتخوان سے ادہر
رہ جو ادر خصت ہوا بعد ازان
غرض لیکے بازار مین اک سکان
دلاور کی وو خواہر مہروش

تو ایران کی ہے خبر کر بیان
سلامت ہے یا قتل اوسکو کیا
نہین ہے وہان کی مجھکو کچھ خبر
ہمنا شاہ ترکان یہ سنکر خبر
کیا تسنے ہنگام رخصت بیان
لگائی دکان پر متاع گران
نشتہ چین کے سطنج مین جیلکن تکشب

اگر کس سعلت مین ہین لیل و نہار
دیا اوسنے پاسخ کہ ای بادشاہ
ولیکن یہ تہا راہ مین اشتہار
کہا یہ کہ کیا آب اسفندیار
کہ یان آمیچا ہی جسوقت تو
لگے آنے ہر جنس کے مشتری
سنی یہ خبر جبکہ دونون نے وان

جہاندار گشتاسپ و اسفندیار
ہوئی منقضی مدت پنج ماہ
کہ یہ عزم رکھتا ہے اسفندیار
رہ ہفتخوان سے کرے جو گذار
مزاحم نہو ویگا دربان کبھو
ہوا گرم بازار سوداگری
کہ آیا ہے ایران سے بازارگان

سوگکار وان وہ شتابان ہوئین
وہ بولا کہ ہون مرد بازارگان
ولے وہ ہین واقف ہین راز سے
لگین اوس سے کہنے کہ ای نامور
تمھاری رہائی کو مین آیا یان
گیا ایکدن وہ جوان پیش شاہ
کہ کشتی تباہی سے نکلے اگر
یہ جی مین ہی اب نذر کیجیے ادا
کہا شہ سے جراو نے بعد ازان
بلندی پہ ہون قلعہ کہ خیمہ زنان
وہان پھر سراپردہ کر کے بلند
ہوا رونق افزائے بزم طرب
شہ چین و کیہ مست ترکان شتاب
پشوتن نے دیکھا تو لشکر سپاہ
ہوئے تشنہ پھر ہو کے مانند شیر
وہ مجلس مین تہا لشکر مست سر
کہ لشکر سواران پنجاہ ہزار
سواران چین اور پنجاہ ہزار
تو لشکر صد و شصت مردان کار
بہت کشتہ و خستہ ترکان ہوئے
یہ کہکر گئین پھر وہ لالہ عذار
لگے خنجر آبگون گاہ تیغ
ہین وہ دختر خواہر شاہ چین
کئے قتل گردان چین بیشمار
تہا کہرم پسر شاہ ارجاسپ کا

یہ جراو سے آ کے پرسان ہوئین
نہین واقف احوال شاہ دلان
لیا اوسکو پہچان آواز سے
اگرین کچھ عیان راز خلوت ہو گر
کسی سے نہ یہ راز کیجیو عیان
لگا کہنے اے شاہ گیتی پناہ
اگر دن جشن ترتیب مین زود تر
غرض شہ نے مجلس مین رونق فزا
کہ مسکن گزین ہو جہان بیکران
کردن ایک ترتیب وان انجمن
خوشی سے وہ سوداگر ارجمند
لگی نامداران ہی ساتھ اوسکے سب
ہوئے مست یکسر پیکر شراب
در قلعہ اگر ہوا کینہ خواہ
کہا مین ہون اسفندیار دلیر
یہ سنکر گیا سوی خانہ شتاب
کہ اب جا کے بدخواہ کا کارزار
نہان جابجا تھے درون حصار
جو انبوہ روئین تن اسفندیار
جو باقی رہے سو گریزان ہوئے
سو نزل گرد اسفندیار
رہا زخم باہم کئے بیدریغ
گرفتار ساتھ اوسکے وہ دشمن
یکایک وہان یہ ہوا آشکار
پشوتن کے تہا ساتھ جنگ آزما

اگر حال گشتاسپ و اسفندیار
یہ لشکر ہوا شاد از خشمگین
بہنگام شب پیش اسفندیار
جوان نے بھی پہچان اوسکو لیا
وہ بیچاریان شاد و خرم ہین
تباہی مین آیا تہا سیر جہاز
عنایت سے پھر ایزد پاک کی
یہ سنکر لگا کہنے ارجاسپ شاہ
تمہا تیرے ہم سنگ اے شہ نامدار
شہ چین نے یہ زنگی اوسکو دی
ہوا محفل آرائے عیش و نشاط
طعام لطیف و مئی وہ دور جام
ہوئی روشن آتش وہان بعد ازان
دہان جسکو پایا اوسے بیدریغ
ہوا شاہ ارجاسپ کو آشکار
سپہدار کہرم کہ فرزند تہا
سپاہ گران لیکے کہرم گیا
سپہ پیش ارجاسپ کمتر رہی
گیا وقت شب سوئے ایوان شاہ
گئین جمع وہین پیش جوان خواہران
لگے کرنے باہم وہین کارزار
ہوا کشتہ ارجاسپ انجام کار
پہر اوس سے پہرہ دلاور جوان
کیا کشتہ اب شاہ ارجاسپ کو
سنی جب یہ آواز حیران ہوا

مجھے گر ہی معلوم کر آشکار
وہ بیچاریان روتی سر گہر گئین
گئین پہر وہ سیمین بر و گلعذار
طلب کرکے خلوت مین اونکو کہا
گئین پہر وہ در مطبخ شاہ چین
قبول اونسے سگہری کی تہی مین نیاز
کنارے پہ کشتی مقصد ملی
کہ محفل مین آئینگے ہم صبحگاہ
یہ لطف شہی سے ہون امیدوار
کرون روشن آتش بفرط خوشی
دم صبح شہ از سر انبساط
مہیا تہا سامان عشرت تمام
کہ زرنگہا جسکا پہونچا دہوان
گیا کہینچکر زیر برندہ تیغ
کہ آیا در قلعہ پہ اسفندیار
اوسے شاہ ارجاسپ نے یون کہا
ہوا جا پشوتن سی جنگ آزما
ہوئی جب دلاور کو یہ آگہی
دلیرانہ چلنے ہوا رزم خواہ
دیا اوسکو شکوہی شہ کا نشان
سپہدار ارجاسپ و اسفندیار
مظفر ہوا گرد اسفندیار
سبوئے در قلعہ آیا دوان
کہ بدخواہ نے ہوکے رقصان جم
وہین جانب در شتابان ہوا

گیا جبکہ گہرم درون حصار
ہوا گرم جنگ اوس سے اسفندیار
دلیران توران و گردان چین
ہوئی بسکہ وان کشت تیغ کین
زبون آخر کار گردان ہوئے
سراسیمہ النسو گریزان ہوئے
لگا کہنے گہرم سے اسفندیار
کہڑا کیا ہی اے گہرم نامدار
وہ مرد توانا و چست و دلیر
ہوئے گرم پیکار مانند شیر
کیا تیغ سے پہر سر اوسکا جدا
خوشی سے وہان حکم پہر یہ دیا
حضور اوسکے حاضر جو گردان ہوئے
تو وہ ہو مورد لطف و احسان ہوئے
سران نواحی توران دیار
ہوئے آکے محکوم اسفندیار
نہ کوئی رہا چین مین اک نامدار
نہ توران مین کوئی رہا شہریار
زبان پر پہا ارجاسپ شاہ
گزین اہل شکوہ مین با عز و جاہ
لکہا نامہ فتح گشتاسپ کو
ہوا شاد وہ شاہ فرخندہ خو
تو با فضل یزدان ہوا کامگار
تصرف مین لا ملک ماچین و چین
مسخر کیا ملک توران و چین
بیان بیم و اندیشہ ہرگز نہین

پشوتن بہی دنبال گہرم گیا
ہوا گرم بازار پرخاش کا
دردژ ہوا غرق خون سربسر
پڑہی بخش پرخش آیہ ہرادو ہر
ولیکن نہ زنہار گہرم ہٹا
دلیرانہ میدان مین قایم رہا
مری ساتہ ہو آکے گرم نبرد
یہ سنکر مقابل ہوا شیر مرد
پکڑ کر اسے بند گہرم وہین
دلاور نے پٹکا بروی زمین
کہ جو کوئی حاضر ہو یان آن کر
کرون اوس پہ لطف و کرم بیشتر
بہت دن رہا قلعہ مین نامور
مسخر ہوا ملک چین سربسر
ہوا دان جو کوئی نہ فرمان پذیر
تو بس قتل اوسکو کیا یا اسیر
سپہ کو بصد لطف و جود و عطا
دلاور نے گنج فراوان دیا
دلے دختر و خواہر شاہ چین
ہر اک پہر کسی کی حوالے ہین
یہ اسفندیار جوان کو لکہا
کہ اے نامدار نبرد آزما
سپہدار نے پہر لکہا یہ جواب
کرے تاجدار ثریا جناب
بس اب آرزو ہی قدمبوس شاہ
مجہے ہے شب و روز در شام و پگاہ

آمدن اسفندیار در ایران و ملازمت کردن با پدر

دگر بارہ جب نامہ پہلوان
پڑہا شاہ نے تب لکہا آسمان
رہ ہفتخوان سے پہر اسفندیار
روانہ ہوا سوی ایران دیار
وہان جبکہ پہونچا وہ فرخ نہاد
ہوئی تہی جہان بارش فتح باد
تو بس جو وہین پایا تمام و کمال
تلے برف کے دیکہا تہا جو مال
گیا جبکہ نزدیک شہر یار
تو وہ وہین بحکم شہ نامور
بزرگان ایران گئے پیشوا
وہان سب جو نزدیک ایوان گیا
تو آیا جہاندار گشتاسپ بہی
تبلگیر ہو کر بلطف و خوشی
کیا آفرین اوسکی یہ دعا
کہ عالم ستان رہو صبح و مسا
کیا ایک ترتیب جشن نشاط
پئے جام مے از رہ انبساط
اوسے ہاتہ سے اپنے پہر کر دئے
کئی آپ ہی بادشہ نے پئے
کہا شاہ نے پہر کہ ای پہلوان
بیان کر ذرا قصہ ہفتخوان
کیا کشتہ جس طرح ارجاسپ کو
تو کہہ مجہسے تا دل مرا شاد ہو
وہ بولا کہ اس دم ہون مست شراب
کہون کیا مین اے شاہ گردون جناب
کہ گفتار سان ہے بے اعتبار
سحر گہ مفصل کردون آشکار
جہاندار گشتاسپ روز دگر
سر تخت زرین ہوا جلوہ گر
برابر تہا کرسی پہ اسفندیار
جوان نے حضور شہ نامدار
مفصل کہا قصہ ہفتخوان
کیا ماجرا جنگ کا سب بیان
بظاہر ہوا خوش شہ ارجمند
ولیکن ہوا دل مین اندیشہ مند
نہ ہرگز دیا اوسکو بیم و تخت
کہ تہا شاہ کو اوس سے وسواس سخت
جو دیکہی یہ بیہری شہریار
ہوا سخت آزردہ اسفندیار
گیا یون جو تہی مادر مہربان
حضور اوسکے جا کر یہ بولا جوان
کہ مین نے کیا قتل ارجاسپ کو
الغرض ان شاہنشہ نام جو
گرفتار تہین اوسکی ان خواہران
رہا کرکے لایا مین اونکو یہان

اوٹھائی بہت محنت و رنج سخت
کتابوں نے پینکے از ردی بند
مبادا کرے پھر گرفتار بند
کہ محکوم ہین تیری سردار گنج
کرےگا تو شاہی پس مرگ شاہ
کہا ایک دن وقت مستی مے
جو کچھ کام اس جانفشان نے کیا
بظاہر بہ دلجوئی پہلوان
طلب کرکے جاماسپ کو نیک پاس
کہ ہے کسطرح مرگ اسفندیار
زبردست ہے مرد اسفندیار
ولے پہلوان رستم نامدار
بہت کرکے تعریف اسفندیار
یکہکر نسوئی سران سپاہ
کہا مین سنے یہ رستم گرد کو
اطاعت سی پہیرا ہی اپنے سر
تہمتن ہے القصہ پیل و مہار
مرے دلمین کینہ ہی اس بات کا
جوان ہے کہا شاہ نے بعد ازان
وہ بولا کہ مین پہلے ای بادشاہ
عوض اسکے کر زم کے کینہ سے آہ
کہون قصہ ہفتخوان یاد کر
زن پیر جادو وہ غول سیاہ
وہ سختی سرما وہ باران برف
گذرتا جہان سخت ہین ان دنوں

کرےگا شاہ بخشے تجھے تاج و تخت
کہا یون کہ اے سرور ارجمند
روا رکھے پھر شاہ تجھپر گزند
تو ہے صاحب لشکر و سالار فوج
کہ ہے وارث تخت و تاج و کلاہ
کہ شاہی خدائی کو معلوم ہے
نہ ہرگز کسی پہلوان نے کیا
ہوا وہ ہین بہر دف شاہ جہان
کہا یون کہ ای مرد اختر شناس
یہ سنکر خردمند نے ایک بار
کسیکو نہین طاقت کارزار
کریگا اوسے کشتہ انجام کار
لگا کہنے اوس سے کہ ای نامدار
تگ کرکے بولا شہ دین پناہ
کہ اب چلکے پھر امدگار ہو
یہ کہتا ہی نخوت سے ایک روز شب
ثنا گو ہے کیخسرو نامدار
نہایت نمود ہی صبح و مسا
کہ جا لیکے لشکر سوئی سیستان
ہوا شاہ ارجاسپ کینہ خواہ
کیا قید مجھکو بحال تباہ
تو پھر راست ہوئے موتی نیسر
کئے کشتہ مین نے بفضل آلہ
وہ طغیانی و جوش دریائے ژرف
شہنشاہ کا حکم لایا عجب

پر ایفائی وعدہ مین یان تک قصور
تو یہ بات ہرگز زبان پہ نہ لا
نہ دیر کرکے ہی تارک یہ تاج مہی
مگر اضطراب ای یل منبطیر
خوش آئی نہ یہ پند اوسے زنہار
کیا قتل دشمن کو ای بادشاہ
مگر حیف ایفائے وعدہ ہنوز
ولے دلمین ناخوش ہوا شہریار
ذرا دیکھ احوال اسفندیار
نظر کرکے سوئی گردش مہر و ماہ
جہانمین ظفرمند و فیروز ہو
ہوا شاہ شادان یہ سنکر سخن
مبارک تجھے تخت و تاج شہی
کہ کشتہ ہوا شاہ لہراسپ جب
نہ آیا مرے ساتھ ہرگز اوہر
کہ ہے کابل و زابل و نیمروز
براہ اطاعت وہ آتا نہین
مناسب ہے اب یہ کہ اسفندیار
تہمتن کو یا کشتہ کر یا اسیر
شہ چین کو وقت دی تھی شکست
کیا کشتہ اب شاہ ارجاسپ کو
وہ گرگان جنگی و شیر ژیان
وہ سیمرغ آیا جو پھر ستیز
گردن گریبان مین تو ہے بدرنگ
بہانیکو ست کام فرمانتاب

تو کرتا ہے انصاف سے ہی دور
کہ موبد گمان شاہ کشور کشا
ولے فی الحقیقت ہے تجھکو شہی
کہ آخر ہوا شاہ گشتاسپ پیر
اوٹھا ہو کے دلگیر اسفندیار
کہا مین نے ناموس تیرا نگاہ
نہ تو نے کیا ای شہ نیک روز
یہ گفتار آئی بہت ناگوار
تو کر مجھسے راز فلک آشکار
کہا یون کہ ای شاہ گیتی پناہ
مسخر کری ہفت اقلیم کو
دہین ایک ترتیب کی انجمن
کہ زیبا ہے تجھکو کلاہ مہی
ہوئین دختران زنان نیک
نہ لی اتنی مدت مین میری خبر
عطا کردہ خسرو خصم سوز
مجھے کچھ بھی خاطر مین لاتا نہین
کرے رستم گرد سے کارزار
تو پھر آکے لے مجھسے تاج و سریر
لیا ملک یکسر لہو سی کرکے لپت
کہ شادان ہو شاہ نشستہ ناجو
وہ کافر بلا اژدہا سے دہان
تو کہنچا اوسے بھی تہ تیغ تیز
روان مثل دریا دل خارہ رنگ
رہ لطف سے کر مجھے کامیاب

کہ ایمان سے پھرتے نہین زینہار
سوائے کیا پھر مجھے تخت و تاج
اگر مین کرون فخر شایستہ ہے
شہنشاہ نے پھر یہ پاسخ دیا
کمر بستہ حاضر تھے جو بندگان
بڑا حیف ہے سخت ہے عار و ننگ
تصرف مین اب ضعیف ایمان کہین
شرمندہ ہون پھر سوئے سیستان
شتابان ہو تو لیکے گنج و سپاہ
نہ دارہ فرامرز کو بھی نہ چھوڑ
نہین جائے اندیشہ کچھ زینہار
کیا قتل ارجاسپ کو روز جنگ
مر گیا تو اک دم مین اوسکو اسیر
دلاور جوان نے دیا یہ جواب
جہان کا وسے تربیت کردہ ہے
بہت اوسنے کار نمایان کئے
زبون تر ہے نزدیک تیرے وان باپ
اگر تجھکو اندیشہ کچھ اور ہے
نہین خوب شاہون سے پیمان شکست
بزرگون کی خدمتمین حاضر رہا
رو سیستان لے بفوج گران
کہ عبرت ہو اورونکو پھر زینہار
یہ مقصد ہے تیرا کہ ہو یان سے دور
یہ کہکر جوان ہو کے چین جبین
خبر لا کہ اوسکا ارادہ ہے کیا

تہمتن فلک قدر عالی وقار
پدر نے ترے از سر ابتہاج
بزرگی مجھے آج بایستہ ہے
کہ گفتار تیری ہے یکسر بجا
یل زال اور رستم پہلوان
کہ ہونا ہو تو فیروز رنگ
سر خلافت کا دعوی کرین
کرون جنگ رستم سے بیگان
تہمتن سے ہو جا ب رزمخواہ
بد اندیش کے سر کو جلدی سے توڑ
کہ تو ہے جہان مین یل نامدار
وزیر دین آخر سیاہ بدرنگ
تجھے پھر مین دونگا یہ تاج و سریر
کہ رستم کو ہرگز نہین ہے یہ تاب
ہماری بزرگون کا پروردہ ہے
زبون نامداران توران کئے
کہ ایسے دلاور کو کیجے ہلاک
بھلا یہ بھی شاہا کوئی طور ہے
یہ بہتر کہ شہ قول کا ہو درست
نکوئی مرے ساتھ اوسنے کیا
گرفتار رستم کو کرجائے وان
نہ کوئی کرے سرکشی اختیار
رہو تم نہین نہ زنہار تیرے حضور
شتابان ہوا سوے خانہ وہین
یہ سنکر وہ دستور دانا گیا

بھلا رزم مین تو نے شاہنشہا
کئی مین نے اب کارہائے کلان
مناسب ہے یہ اور لایق تجھے
ولے سخت ظلم ہے کہ ہر صبح و شام
او رہاب سرکشی ہمسے کی اختیار
ترے آگے اسطرح شام و سحر
لگا کہنے یون گرد آفاق گیر
وہ بولا کہ تیرا ہی دیہیم و تخت
گرفتار کر رستم و زال کو
نہ رکھ بدسگالان کا نام و نشان
کیا ہفتخوان فتح تو نے تمام
نہین تاب رستم جو ہو ہم نبرد
قسم زند و استا کی اے پیلتن
جو مجھسے کرے آکے میدان جنگ
سنا ہے کہ رستم یل نامدار
نہ ایرانیان دیکھتے رہتے تخت
مخالف ترا تھا اگر لو زال
مجھے بھیجتا ہے سوے سیستان
یہ گشتاسپ بولا کہ سن اے جوان
نہ لا درمیان عذر اے نامور
پیادہ اوسے لا یہان کرکے بند
وہ بولا کہ اے پادشاہ جہان
مبارک یہ اورنگ و افسر تجھے
لگا کہنے جاتا ہے شہریار
ہوا جاکے جب اوسکے سانحا

کیا کشتہ اک گرگ اک اژدہا
ملائے تہ خاک و خون دشمنان
کہ اورنگ و دیہیم اب دے مجھے
کہ کاوس و خسرو کے آگے مدام
نہین حکم لائے بجا زینہار
کرین سرکشی رستم زال زر
کہ دیجے مجھے اب یہ تاج و سریر
نہ بیدل ہوا ہے سر و زر و تخت
تصرف مین لا ملک کے زال کو
کہ ہو پھر کوئی کینہ آور دہان
بلند اس جہان مین ہوا تیرا نام
تو ہی شیر گش گردہ ہی شیر مرد
کہ ہو تم نہین نہ زنہار پیمان شکن
کرو تم نہین زبون اوسکو بس بد رنگ
رہا ہان شب و روز خدمتگذار
تہمتن نہ کرتا اگر کار سخت
تو مہمان ہوا کیون تو اوسکا درسیال
مری حق مین ہی بدسگال سیان
بلا سے اگر رستم پہلوان
تمنائے اورنگ و افسر ہے گر
یہی ہو وے گردن مین اوسکی کمند
بہانہ تو کرتا ہے بس بیگمان
جہان سے ہے بس ایک گوشہ مجھے
کہ جا زود تو پیش اسفندیار
وہ بولا کہ اے مرد فرخ خصال

جو کچھ مصلحت ہو وہ مجھ سے بتا
خردمند نے تب یہ پاسخ دیا

بجا لا اطاعت سے حکم پدر
نہ سر پھیر زنہار اے نامور

وہ بولا کہ بہتر بفرمان شاہ
سوے سیستان ہو روانہ پگاہ

حضور شہنشاہ کشورستان
کیا جا کے جاماسپ نے یہ بیان

کہ راضی ہے رویین تن اسفندیار
بجنگ یل رستم نامدار

ہوا شادمان شاہ گردون جناب
گیا پھر وہ پیش کتابون شتاب

کتابون سے بولا شہ نامجو
کہ اسفندیار جہان گرد کو

کرون ہون مین رخصت سوے سیستان
لیے جنگ رستم بفوج گران

رضامند ہے گرچہ وہ نامور
ولیکن تسلی ذرا تو بھی کر

کہ رستم کو جب لاوے کرکے اسیر
تو بخشو نہین پھر وہی تاج و سریر

کتابون ہوئی سنکے اندوہگین
جوان سے کہا جا کی اونسے وہین

زبردست ہے رستم نامدار
مگر قصد رزم اوس سے تو زنہار

نہ جا اوسطرف ہرگز اے ہوشمند
ذرا گوش جان سے تو سن میری پند

کتابون سے بولا یہ اسفندیار
کہ رستم سے ڈرتا نہین زینہار

دلے مقصد بیکار اوس سے نہ تھا
کہ ہے وہ نمکخواہ سرکار کا

کرون کیا کہ اب یون ہے فرمان شاہ
کہ ہون رستم گرد سے کینہ خواہ

پذیرا کیا جس نے اس بات کو
اگر بعد اقرار انکار ہو

تو پھر مردمی سے نہایت ہو دور
بجا لاؤن ناچار حکم حضور

رفتن اسفندیار طرف سیستان بعزم قید کردن رستم و بیان سوال و جواب

سحرگاہ اسفندیار جوان
ہوا شہ سے رخصت سوے سیستان

دیا شاہ نے لشکر و گنج و زر
ہوا وہ شتابان بصد کر و فر

وہ اشتر رواں تھا جو پیش قطار
گیا بیٹھ وان اور پھر زینہار

نہ وان سے اوٹھا اوسکو کاٹے ذرتب
کیا قتل اوسکو ز روی غضب

لگے کہنے مردم ہوئی فال بد
مبادا کہ پیش آوے کچھ حال بد

مناسب یہی ہے کہ اب ایکبار
سو خانہ پھر چلیے اے نامدار

وہ بولا یہ موقع ہے اور ہے بجا
ولیکن جہاندار کشورکشا

کہیگا کہ لایا بہانہ جوان
یہ کہکر روانہ ہوا پہلوان

گیا متصل سیستان کے وہ جب
روانہ کیا اوسنے بہمن کو تب

کہ لے آوے پاس رستم گرد کو
گیا جبکہ وان بہمن نام جو

تو پھر زال نے با فراوان سرور
ادب سے جھکایا سر اوسکے حضور

لگا کہنے یون بہمن نامدار
کہ آیا ہے رویین تن اسفندیار

کیا ہے طلب رستم گرد کو
یہ بہمن سے سنکر یل نامجو

گیا پیش رستم کہا ماجرا
لگا کہنے وہ مصلحت آپ سے کیا

وہ بولا کہ پیوستہ اے پہلوان
رہے ہم کمربستہ پیش کیان

تو جا شوق سے پیش اسفندیار
بجا لاکے رسم و رہ انکسار

اوسے شہ گشتاسپ لاوے نہ گھر
تکلف سے مہمانی اوسکی تو کر

کیا جبکہ یہ زال زر نے بیان
گیا ساتھ بہمن کے وہ پہلوان

وہ پہونچے کنارے پہ دریا کے جب
لگا کہنے بہمن تہمتن سے تب

توقف کنان ہو تو اے نامور
کرون باپ سے اپنے جا کر خبر

یہ کہکر گیا بہمن نامدار
کہا جا کے یون پیش اسفندیار

کہ رستم دلیر و جوانمرد ہے
مروت مین اور خلق مین فرد ہے

خبر سنکے آنے کی تیری جوان
مرے ساتھ آیا ہے وہ پہلوان

گیا پیر سپہدار اسفندیار
جو یہ سنکے رستم نامدار

اوتر رخش سے رستم پہلوان
جھکا کر سر عجز جون بندگان

جو کچھ شرط خدمت تھی لایا بجا
پھر آغاز کی یہ دعا و ثنا

کہ اے وارث تخت و تاج کیان
سر سرفرازان گیتی ستان

ترے قد پہ زیبا قبائے شہی
ترے سر پہ شایان کلاہ مہی

وہ ہے نیک طالع جو پیش حضور
پرستش کنان ہو بفرط سرور
ہمیشہ جہان مین تو فیروز ہو
طرح مہر کے عالم افروز ہو
فرود آکے گھوڑے سے اسفندیار
ہوا رستم گرد سے ہمکنار
سزاوار تحسین و صد آفرین
جہان مین تو اوسکا ہوا بر دین
وہ بولا کہ مجھکو سرافراز کر
تو رونق فزا چلکے ہو میرے گھر
وہین رستم گرد کو لے گیا
وہان جاکے رستم سے کہنے لگا
بس اب تو بھی راضی ہو اس بات پر
کہ دان پیچلون تجھکو پابند کر
نہ اکدم رکھے شہ گرفتار بند
نہ پہونچا وے ہرگز تجھے کچھ گزند
کہ راضی نہین ہے اگر بند پہ
تو بس ہوکے رخصت تو جا اپنے گھر
بسان شہنشاہ فرخندہ خو
مرے گھر تو مہمان فرما چلکے ہو
وہ بولا کہ آیا تھا یان شہریار
بطور دگر اے ستودہ شعار
اگر میرے فرمان سے پھر جائے تو
سر جنگ از روی کین آئے تو
تجھے بند کرکے نہ لیجاؤن گر
تو کیا قدر پاؤن حضور پدر
سپہدار نے پھر دیا یہ جواب
کہ پی اور دیکھ کہ صہبای ناب
تہمتن یہ بولا کہ رخصت ہون اب
کہون زال سے جاکے احوال اب
جوان نے کہا یون کہ آنا شتاب
یہان بھیجیا صاف دیرنہ جواب
کہا اے سپہدار آفاق گیر
کہا کیون نہ رستم کو تو نے اسیر
لگا کہنے اوس سے یہ اسفندیار
کہ پھر آویگا رستم نامدار
کہ اب مصلحت ہے کہ اے نامدار
نہ ساتھ اوسکے ہو تو بجز زینہار
ہوا اس سخن سے وہ اندیشہ مند
گیا سوچ مین سرور ارجمند
کہا زال نے یون کہ اے نامدار
ملکزادہ اپنا ہے اسفندیار
بجوئے سپہدار عالی گہر
شتابان ہوا گرد و زیر دگر
وہ بولا کہ ہے منتظر زال زر
قدم رنجہ فرما تو اے نامور
مرے ساتھ پیش آشنہ ارجمند
مردان ہو تو ہو کر اسیر کمند
کہین کام تیرے بہت آونگا
سدا تیری خدمت بجا لاؤنگا

کرے سرکشی تجھسے جو شور بخت
شتابی گرفتار خواری ہو بخت
یہ آئین و رسم ادب دیکھکر
ہوا شادمان سرور نامور
لگا کرنے رستم کی پھر یون ثنا
کہ اے نامور گرد زور آزما
تو ہی اوسکی ہو پشت لیل و نہار
نہووے اوسی کچھ بھی غم روزگار
پذیرا نہ اوسنے کیا زینہار
دو لے اپنے لشکر مین اسفندیار
یہی حکم گشتاسپ شہ دلیر
کہ رستم کو لے آؤ کرکے اسیر
پہونچکر حضور شہ کامگار
گرو نہین رہا تجھکو اے نامدار
رہا سنکے خاموش وہ پہلوان
کیا پھر سپہدار نے یون بیان
یہ لایا زبان پر پس بلتین
کہ کیا اے سرور انجمن
جو کچھ مجھسے فرماوے تو بعد ازان
بجا لاؤن فرمان ترا اے جوان
ولیکن مین آیا بعزم دگر
بھلا کیونکہ مہمان ہون اب تیرے گھر
تو مین کس طرح کہا کے نان و نمک
کرون تجھسے پیکار زیر فلک
وہ بولا کہ زنہار مین بھی یہان
نہ کہاؤنگا اب اے سپہدار نان
طلب کرکے پھر جام و مینا وہین
کئے نوش باہم کئی ساتگین
جو کچھ مصلحت دے مجھے زال زر
گزارش کرون مین یہان آنکر
سوی خانہ رستم جو رخصت ہوا
تو پشوتن نے اندیشہ اوسدم کیا
نہایت زبون سخت بیجا کیا
کہ دشمن کو یون ہاتھ جانے دیا
لگا کہنے پشوتن کہ اے شیر گیر
زبردست ہے وہ سوار دلیر
مبادا کہ پھر کار دشوار ہو
نہووے دگر دور آزار ہو
گیا رستم گرد جب اپنے گھر
یہ قصہ کہا زال سے سر بسر
سحر اوسکی خدمت مین پھر جائیو
نہ وسواس دل مین ذرا لائیو
اوسے لیگیا آکے اسفندیار
کیا خوب رستم کا عز و وقار
کیا اوسنے انکار اور یون کہا
کہ اے پہلوان تو بھی یکتن سے بجا
کہا اوسنے اے گرد فرخ شیم
تو رکھ مجھپہ مصروف لطف و کرم
کئے مین نے کارنمایان مدام
کئے سیف گردان توران تمام

جہان مین سرافراز گردن ہو تمہین
مروت سے کرتا ہون اک بار
یہ چاہا زروئے غضب بیدریغ
شفقت بہت تونے کی پیشتر
سو راستے بیٹے ہین پیوستہ ہم
سنا ہین نے اے رستم نامور
رکہا زال کو بیٹہ ایوان مین
جو ناپاک بدشکل دیکہا اوسے
وہ مردار کہا کر ہوا جب کلان
بزرگون کی یہ ری جو کی چاکری
یہ سنکر ہوا تند وہ پیلتن
نہین ہی یہ گفتار اے نامور
بزرگان تہی واقف تری سربسر
بزرگان جنگی تہا ہوشنگ سے
مری مان بہی تہی دخت مہراب شاہ
دلیران ایران زمین چندبار
بہ یزدانہ زنہار مین نے کیا
دلیری یہ اپنی نہ مغرور ہو
کئی شاہ کہینچے تہ تیغ تیز
وہ دیو سفید اور اکوان دیو
چہوڑا یا شہنشاہ کاؤس کو
کئی بار ہی مین نے اوسکو شکست
نہ کر جنگجوئی جو کچھ ہے تمیز
کیا چاہی تہا اوسنے مرگ دان بیدریغ
ستمگر ستمگار کہنے میمان پر

نگہدار شاہان ایران ہو تمہین
نہین ورنہ تجہسے خطر زینہار
تہمتن یہ کیجیے رہا زخم تیغ
بس آرام سے بیٹہہ مے نوش کر
یہ کہکر گیا بیٹہ بے رنج و غم
کہ ہی نسل سے دیوکے زال زر
یہین چہوڑ آیا بیابان مین
تو سیمرغ نے ہی نہ کہایا اوسے
تب آیا وہ پہر جانب سیستان
تو حاصل ہوا رتبہ سروری
زبان پر یہ تندی سی لایا سخن
سزاوار شاہان عالی گہر
اور آگاہ ہے خوب تیرا پدر
زبون شیر نر جسکی تہا جنگ سے
خداوند تمکین و اعزاز و جاہ
کیا چاہتے تہے مجہی شہریار
نہ خواہان ہوا افسر و تخت کا
کیا تونے بس کشتہ ارجاسپ کو
کیا قتل دیوونکو وقت ستیز
کہ تہا گرد عالم مین جسکا غریو
یل گیو گستہم اور طوس کو
کیا بیش اوسکا نہ کچہہ زور دست
نہ کہو رائگان اپنی جان عزیز
تہمتن کو اب کہینچنے زیر تیغ
تو لطف و مروت کی ہی بیحدتر

کیا دشمنون سے جہان جس نے پاک
یل پیلتن سی یہ سنکر سخن
ولیکن تحمل کیا اور ہنسا
کہا پہر سوی دست جب بیٹہہ تو
ہوا پہر سپہدار چین بر جبین
سیہ جعد و چہرہ ہوسے سفید
کہ کہا جائین اوسکو کہین جانور
یہین پاس بچپن کے وہ پلگیا
پسر ایک ہی سام رکہتا تہا
تو پیدا ہوا زال سی لعلزان
کہ حرف پراگندہ و ناسزا
تو ہی طفل بیعقل نادان ابہی
کہ ہی پشت سے سام کی گرد زال
سمجہہ اے سپہدار انجم حشم
کہ ضحاک تہا اوسکا پنجم پسر
یہ کہتی تہی رکہہ سر پہ تاج بہی
دگرنہ پہونچتی تمہین کب شہی
تو باتدبیر سے دلاور نہین
شکستہ کیا مین نے وہ ہفتخوان
ملانے وہ دم مین تہ خون و خاک
سپہدار توران تہا افراسیاب
کیا مین نے خاقان چین کو اسیر
سپہدار جنگ آور و کینہ جو
ولیکن یہ سوچا کہ ہی میہمان
یہ بولا کہ مین نے کہے حرف نرم

کیا سرکشان جہان کو ہلاک
ہوا خشمگین سرور انجمن
یہ ہنسکر تہمتن سے کہنے لگا
یہ ہنسکر لگا کہنے اے نامجو
خفا ہو کے رستم سی بولا وہین
ہوا دیکہکر سام اوس سے ناامید
ہوا ایک سیمرغ کا وان گزند
کہلاتا تہا مردار صبح و مسا
اوسے لاجرم پہر پذیرا کیا
کہ اب فخر کرتا ہے اتنا یہان
تو زنہار اپنی زبان پر نہ لا
نہین تجہکو زنہار کچہہ آگہی
نریمان سے تہا سام فرخ خصال
کہ ہین یعنی یکجد ہی تہم اور ہم
جہانگیر شاہنشہ نامور
تو کر ملک ایران مین شاہنشہی
میسر نہ آتی یہ فرمان دہی
دلیری و گردی مین ہمسر نہین
نگندر سے جہان فیل و شیر ژیان
کیا شاہ مازندران کو ہلاک
کسیکو نہ تہی جنگ کی جسکی تاب
مری تیغ بران ہے آفاق گیر
ہوا پر غضب سنکے اس بات کو
نہ گر آپ سے یعنی آیا یہان
تو کیون مشتعل آتش کے تہوا ہی گرم

فلک رتبہ ہو گرچہ تو سیاست ہے
تو کرتا رہا روز و شب چاکری
کیا ایک عالم کو آتش پرست
مغضب پر بلا تھا مرا ہفتخوان
مرا دان نہ کوئی مددگار تھا
ترے ساتھ تھے اگر دہ ہزار
کرون کیا مین اپنی زبان سے بیان
دلیران نہ ہرگز رضامند تھے
وہین بین نے معقول سکو کیا
تو مت ناز کر باج لہراسپ پر
یہ سعدو رہ ہرگز کسی کا نہین
کسی سے سنے مین نے ہرگز نہین
سخنہائے دو تسوار کہکر ادہٹھا
مری کرکے دلجوئی انجام کار
سپہدار نے سن دیا یہ جواب
مجھے جبتقدر قوت و زور ہے
جو دیکھا یہ نیروے اسفندیار
سپہدار نے یہ کہا بعد ازان
ہوا زور معلوم تیرا مجھے
کہون جاکے شہ سی یہی پیچ تھا
تو ہے گرچہ زور آور و شیر مرد
تو کل دیکھنا کوشش کا زار
کرون تخت زر کا پر جلوہ گر
چلون پہر تری ساتھ نزدیک شاہ
سخن پہر زبان پر یہ لایا جوان

پرستندہ بادشاہان کے
سنہی مین نے کی ملکہ بیخبری
کیا مین نے گردن فراز کو پست
کہان سقدر تہا تراہفتخوان
فقط رخش و گرز گران یار تہا
دلیران جنگی و مردان کار
کہ ہو اس حقیقت سے واقف جہان
بزرگان ایران نہ خرسند تھے
نہ زنہار پر خاش چاہے دیا
نکر فخر آئین گشتاسپ پر
کہ میری طرف دیکھی از رو کین
قیامت ہو گرچہ ہین چین جبین
ہوا یہ نہ سقدر راک گردنکا
فزوتر کیا سیر انتہے ذتار
کہ اے رستم اتنا نہ کہا پیچ و تاب
رکہے تہا کہان شاہ کاوس کے
تو حیران رہا رستم نامدار
کہ ای گرد تو آج مہمان ہی یان
پکڑ لاؤنگا کل ایکدم مین تجہی
کر دنمین تجہی بند سے پہر رہا
دسے مجہسے ہرگز نہو ہم نبرد
کہ آؤن جو میدانمین ہوکر سوار
رکہونمین ترے سر پہ دیہیم زر
دلاؤن تجہی تخت و تاج و کلاہ
الہانتک یہ گفتار ای پہلوان

جو کی بندگی تو نے شام و پگاہ
کہ ایران سے تا روم و توران چین
لسیان ذرو رو ہین آسمان مدار
دہ بولا سوسی ہفتخوان دہ ہزار
دہ دیوان خونخوار و جنگ آزما
نہ ساتھ ادہکے ہوئی تجہو تاب جنگ
کہ کیخسرو عدل گستر نے جب
یہی تہی تمنائے خرد و کلان
ہوئے جبکہ ہم یاور ای نامدار
کہے نیند مجہکو یہ چاہیے ہے تو
ہوا کو دکی ہی مین دنیا مین سیر
ہوا اتنا زمین پیش کاوس شاہ
کہ مجلس مین کوئی کری مجہکو شیر
نوعض ساتہی سے نہو کینہ جو
سنواب ثنا خوان کاوس شاہ
یہ کہکر دہین ہو کے خندہ کنان
یہ ہنسکر کہا ہی یہ ترک ادب
خوشی سے میری لالہ گون نوش کر
سو شاہ بیجاؤن مین کرکے بند
مری مرضی تجہکو معلوم ہو
کہان تو نے دیکہی دلیرونکی جنگ
تو بس پشت زین سے اوشاؤن تجہے
رکہون پیشکش گنج تیری حضور
جو مین گرد ہون اور تو شہریار
کہ یہ اب کہانی تاکہ آؤن حواس

تو حاصل ہو تجہکو یہ عز و جاہ
مروج کیا تازہ آئین و دین
تہا حصن بازندران استوار
گئے تہے ترے ساتہہ جنگی سوار
کہ مین نے کئے کشتہ تہا دہان
گر زندہ ہوتا تو بس بدرنگ
رکہا سر پہ لہراسپ نے تاج سب
فریبرز ہو بادشاہ جہان
ہوا شاہ لہراسپ تب شہریار
یہی ہے ترے باپ کی آرزو
ولیکن سخنہائے تا دلپذیر
کلہ گوشہ تہا جبکا تا اوج ماہ
اگرچہ وہان تہی بہت زور مند
یہ تندی و تیزی نکر مجہسے تو
مرے زور و سرپنجہ پر کر نگاہ
فشردہ کیا پنجہ پہلوان
کہ زور آزمائی کرون تجہسے اب
شتابان ہو پہر شوق سے اپنی گہر
نہ پہونچاؤن جانپر تری کچہ گزند
وہ بولا کہ اے مرد بیکار جو
نہ پہونچے تجہے تا گزند و گزند
سوئی زال زر دہ ہین لاؤن تجہے
بجا لاؤن خدمت بفرط سرور
نہ دنیا مین کوئی رہے تاجدار
کہ اب رزم سی یعنی گذرد دو پاس

طلب کرکے خوان جبکہ آگے کہا
کہ اس جام سے سیر ہوتا نہین
ہوے دام حیرت مین مرد اسیر
جو ہو بند پر راضی اے ہوشمند
مصاحب جو تیرے ہین اونکی ذرا
چلون مین ترے ساتھ بے بند پا
وہ بولا کہ جس طرح کہتا ہے تو
بھلا کسلیئے کام ایسا کرون
یہ سنکر لگا کہنے جنگی سوار
تری رزم سے کچھ نہین خوف جان
سمجھ دل مین اے فرخ اسفندیار
ترا دشمن جان ہے تاجور
بہو کار غربا جوانی کو تو
وہ بولا کہ دیتا ہے تو کیا فریب
پسر کو برادر کو اور باب کو
لگا کہنے رستم کہ اب کیجیے کیا
یہ کہکر سوخانہ رستم گیا
کہے زال نے پھر سخنہاے پند
نہین صبر کی تاب اب زینہار
کئے کس لئے تو نے دیکھے پر آپ
جو کشتہ ہوا اسفندیار جوان
تو کر اپنی خاطر سے اندیشہ دور
لگا کہنے ہنسکر وہ مرد کہن
زبون جسکے آگے ہے فغفور چین
یہ ہے عقل سے دور اے مرد گرد

تو رستم نے اک دم مین خالی کیا
رکھا لا کے تاس کلان پھر وہین
مرخص ہوا پھر وہ گرد دلیر
تو جا نیر تری کچھ نہ آوے گزند
سہم ملکے اب تو بھی کر مشورا
حضور جہاندار کیہ ان نوا
نہ پرامین کرتا پرا اے نامجو
کہ اس رہ مین جس سے بدنام ہون
کہ دیوان خونخوار و مردان کار
ولیکن یہ اندیشہ ہے سر زمان
کہ اب صلح بہتر ہے یا کارزار
تجھے کسلیے اوسنے بھیجا ادھر
نہ کر میل وانی مرے روبرو
تنظر مین ہے سیری فراز و نشیب
تو آسکے سیدان مین آگینہ جو
نہین چارہ گر آئی تیری قضا
حضور پدر یون گزارش کیا
لگا کہنے تب رستم ارجمند
کرون جنگ ساتھ اوسکے اے نامدار
جو ہاذان نے تب اوسے یہ جواب
تجھے نام ہے بیش اہل جہان
کہ جیتا پکڑ لاؤن تیرے حضور
کہ ہرگز زبان پر نہ لا یہ سخن
جہان مین کوئی اوسکا ہمسر نہین

پلانے تھے جسدم کہ جام شراب
کہ آتی تھی جسمین شراب ایکمن
لگا کہنے یہ سرور نامجو
وگرنہ ہوا آمادہ کارزار
نہ پذیرا کرے مہمانی اگر
وگرنہ کرون صبحدم آکے جنگ
یہ فرمانگاشتہ کہ بس ڈر گیا
نہین جنگ سے تیری مجھکو خطر
جو جن نے کیے کشتہ ہنگام کین
کہ ہو کشتہ گر وقت پیکار تو
ہوا سالخوردہ اب تو گشتاسپ شاہ
کہ ہو کشتہ ہو دی مری ہاتھ سے
گزند اپنی جان پر تو مت کر روا
حضور پدر بھیجیون باندھکر
کہ آنکھون سے دیکھین برا حال زار
بوقت وغا آ نگاہ نظر
کہ ہے پر سر کینہ اسفندیار
کہ نالایق و بدبخت کہکر مجھے
یہ سنکر کہا جستم کو اوسنے تر
کہ گر کشتہ ہو تو بہنگام جنگ
زمین پھر کہان ہے کینہ سا
کرون پیشکش اوسکی پھر گنج و زر
وہ اسفندیار جہان پہلوان
تو کہتا ہے سیدا ہمین جب جاؤ مین

تو دیتا تھا رستم یہ اوسدم جواب
پیا پے لگا پینے وہ پیل تن
کہ کر نصیحت زال سے جا کے تو
دیا اوسنے پاسخ کہ اے نامدار
قدم رنجہ فرماوے تو میرے گھر
نہ لاؤن تری جنگ مین کچھ درنگ
نہ پابند رستم کو یہ کرسکا
کہ ہے پابندہ لینا ترا سہل تر
تو زنہار اوسکے برابر نہین
تو ہو بیش شاہان مرا زور زر
تو ہے وارث تخت و تاج و کلاہ
نہین آگہی تجھکو اس بات سے
نہ بدنام کر مجھکو بہر خدا
کرون یا تجھے قتل وقت سحر
کرین غم سے ماتم وہ پیل دمنار
کہ ہون نوحہ گر سکے پور و پدر
نہین اور چارہ بجز کارزار
کہا بچہ دیو اوسنے تجھے
لگا پوچھنے تب پیل نامور
تو خانہ خرابی ہو پھر بیدرنگ
تہمتن نے سنکر یہ پاسخ دیا
اطاعت سے پھیرون نہ زنہار سر
دلیر و جہانگیر و کشورستان
اوسے پشت زین سے اوٹھا لاؤن مین
سمجھ دل مین اپنے تو اے سالخوردہ

جنگ رستم و اسفندیار و کشتہ شدن اسفندیار

کیا صبحدم رستم پہلوان   پئے جنگ اسفندیار جوان
زوارہ کو سالار لشکر کیا   زوارہ سے یون زال زر نے کہا
نشان ہوا جبکہ وہ پیلتن   لگا جانب دعا کرنے مرد کہن
زوارہ سے بولا یل نامور   کہ تو ساتھ لشکر کے رہ زود تر
یہ لشکر ہین لیجانا اوسے دیکھکر   کہ آتا ہے پہر صلح نامور
سوئے شہ بعد گونہ لطف و عطا   تو بیجا تہمتن کو بے بند یا
کہا اوسنے تجھکو ہی عزم ستیز   مرا دل ستیزہ کو ہے ریز ریز
ہوا اسکے پرورد دل مرد کا   دلے کچھ نہ زنہار پاسخ دیا
مرے ساتھ کر تجھکو ہی عزم جنگ   تو ہو کر سوار اب تو آ بیدرنگ
مجھے بھی ہے لازم اب اے شیر مرد   کہ جاؤن مین تنہا برائے نبرد
دلے دیکھنا چاہیے وقت تنگ   کرو تمہین اشارہ تو پہر بیدرنگ
دلیرانہ شبرنگ پر ہو سوار   گیا جانب رستم اسفندیار
بہت ہین سواران ایران دیار   دلے چاہتا ہو تمہین یون ایکبار
کہ جو ہیر ہو ہر ایک کا آشکار   یہ رستم سے بولا پہر اسفندیار
مدد کو نہ آوے کوئی زینہار   ہوا عہد و پیمان بہم استوار
شکستہ ہوئی نیزے پہر بیدریغ   لگے کرنے باہم رہا زخم تیغ
لیا پہر دلیرون نے گرز گران   ہوئے زرہ جبہ مثل پل دمان
پکڑ کر دوال کمر بعد ازان   لگے زور کرنے وہ جنگ آوران
پراگندہ دل شیر مردان ہوے   زبون سخت اسپان گردان ہوے
جدا ہو کے دونون نے پہر دم لیا   نہ کچھ نوردان پیش ہرگز گیا
بسوئے دلیران ایران گیا   دہان جا کے کہنے لگا ناسزا
یہ سنکر وہین پور اسفندیار   جوانمرد نوشاذر نامدار
کہ ہے جو کوئی مرد جنگی سوار   وہ مجھسے کرے آنکر کارزار
دلیرانہ اوس سے ہوا گرم جنگ   دلے خاک و خون مین ملا بیدرنگ
نہ الوام ہرگز سمجھنا مجھے   کرون غرق خون ایکدم مین تجھے

تہمتن نے جس دم کہ پہنی زرہ   تو پہر زال نے اوسکی باندہی گرہ
کہ ہر وقت تو یاوری کیجیو   تغافل کو وان راہ مت دیجیو
کہ یارب تو اسکا مددگار ہے   سوا تیرے کون اسکا اب یار ہے
یہ کہکر اکیلا وہ جنگی سوار   روانہ ہوا سوئے اسفندیار
لگا کہنے یون پیش اسفندیار   کہ رستم سے کر صلح اے نامدار
وہ بولا کہ لا جوشن اے نیکمرد   کہ ہے ساتھ رستم کے عزم نبرد
وہ مرد دلاور جو ہون رزمجو   خدا جانے پہر غرق خون کون ہو
تہمتن نے پہر پس جوانمرد کو   یہ بہیجا پیام اے یل نامجو
یہ پشوتن سے بولا وہ اسفندیار   کہ تنہا ہی اب رستم نامدار
تو استادہ ہو تو رہیکر سپاہ   کہ رستم سے مین جا کے ہون رزمخواہ
مدد میری تم کیجیو آن کر   یہ کہکر زرہ اوسکے پہر زیب بر
تہمتن نے اوس سے کیا یہ بیان   کہ کہتا ہے میری سپہ اے جوان
کہ ایرانی اور سیستانی بہم   کرین جنگ گردانہ بیرنج و غم
کہ ہون کشتہ کیون لشکر ہر دو سو   فقط ہو دین ہم تم بہم رزمجو
ہوئے گرم کین ہر دو شیر ژیان   ہوا کار خنجر سے تیغ و سنان
شکستہ ہوئین تیغ بہی سربسر   نہ اک زخم ہرگز ہوا کارگر
گرے گرز بہی ہاتھ سے ایکبار   رہے کام سے دست مردان کار
کیا زور گرچہ رہ کین سے   ولیکن نہ کوئی ہلا زین سے
زرہ پارہ اور چاک برگستوان   ہوئی سست گردان جنگ آوران
زوارہ کو تہا جنگ مین کچھ نہ صبر   خروشان ہوا مثل غرندہ ابر
کہ اے نامدارو اگر مرد ہو   تو ہو فوج زابل سے پیکار جو
لیے کینہ خواہی شتابان ہوا   طرح شیر نر کے خروشان ہوا
وہین گرد الوام زور آزما   کہ شاگرد تہا رستم گرد کا
زوارہ پہر اتنے مین آیا روان   لگا کہنے سید انین کرکے فغان
پہر اک گرز مارا جو بالائے سر   ہوا کشتہ نوشاذر نامور

کشتہ شدن اسفندیار از تیر دو پیکان رستم کہ ہر دو چشمانش انداختہ

جوانمرد مہرنوش پہلواں	دگر پور اسفندیار جواں	دواں کر کے شبدیز کو بیدرنگ	شتاباں ہوا سو میدان جنگ
فرامرز اوس کے مقابل ہوا	فرامرز نے قتل اوسکو کیا	نہ کشتہ ہوئے صرف دو نامدار	ہوئے قتل ایرانیاں بیشمار
وہیں پیش اسفندیار جواں	گیا جا کے بہمن نے یکسر ملیں	کہ لشکر نے زابل کے بے خوف و باک	گیا آگے ایرانیوں کو ہلاک

دو فرزند تیرے ہوئے کامیاب / سپہدار سنکر ہوا پر غضب
تہمتن سے بولا کہ اے بدنشاں / نہیں ہے یہ آئین گردنکشاں

بشوتن و نیک نام ایران زمین / سزاوار نفرین ہے پیماں شکن
ہوا اسکے غمگین و شرمندہ سخت / لگا کہنے پہر رستم نیک بخت

کہ سوگند جان و سر شہریار / نہیں ہے مجھے اگلی زینہار
یہ جنگ میں نے نہیں کچھ کہا / نہیں پہر یہ خواہش ہے میری رضا

گیا جنہے اب جنگ میں انتخاب / کروں انکو قتل اور اسیر خراب
برادر کو اور پور کو باندھ کر / حوالے کروں تیرے اے نامور

او نہیں شوق سے قتل کر تو یہاں / کہ تیرے گنہگار ہیں بیگماں
وہ بولا کہ فرمان یزدان پاک / کرونگا عوض انکے تجکو ہلاک

یہ کہکر ہوئے پہر وہ مشغول جنگ / دلیرانہ لیکر کمان و خدنگ
خدنگ یل رستم نامدار / سوتا تہا کچہ کارگر زینہار

وے تیر اسفندیار جواں / کہ آئے پیاپے تہ پہلواں
ہوا اوس سے مجروح و ریش و فگار / تن رخش و جسم دلاور سوار

لگے زخم کاری جو اوس رخش پر / سوار دلاور تب آیا اوتر
ہوا رخش پہر سوئے خانہ رواں / پیادہ رہا رستم پہلواں

زوارہ ہوا دیکہکر دردمند / گیا وہیں پیش یل ارجمند
یہ دیکہا کہ بس خستہ ہے پہلواں / بدن سے تہمتن کے خوں ہے رواں

سو تکندہی گیا نامدار / لگا کہنے تب اوسکے اسفندیار
کہ افسوس اے گرد جنگ آزما / زبوں ہو کے پیلاں سے تو ہٹ گیا

جہاں میں ہے تیرے زور کا تہا غریو / تری تیغ براں کا نہ ہے تہا دیو
کہاں ہے تری تیغ زہر آبدار / کہاں ہے ترا تیر پہلو گزار

ترا زور بازو گیا اب کہاں / کہاں ہے ترا اب وہ گرز گراں
زوارہ گہوڑے پہ انجام کار / گیا رستم نامور کو سوار

پیادہ ہوا آپ مانند شیر / گیا پہر جنگ آزمائی دلیر
کہا یوں کہ اے گرد اسفندیار / ترے ساتہ کرتا ہوں میں کارزار

ہو چاہے تہا اسفندیار جواں / زوارہ سے ہو وے ستیزہ کناں
کہ لڑنے میں رستم نہ اس سے کما / زوارہ سے مت ہو نبرد آزما

کہ در کہتا ہوں پہر عزم پیکار میں / نہیں تجہسے کچہ دستبردار میں
مجہے کیا تصور کیا تو نے اب / تہمتن سے بولا سپہدار تب

کہ احوال معلوم ہے سب ترا / سراپا ہے زخمی بدن اب ترا
اگر اب بہی راضی ہو تو بند پر / تو بہتر ہے اے رستم نامور

وہ بولا کہ جاری ہے گو تن سے خوں / ولیکن نہیں تن ہوا کچہ زبوں
ہوا روز آخر اب اے نامور / کروں جنگ میں تجہسے وقت سحر

غرض روز گہ سے دو جنگ آوراں / ہوئے شام کو سوئے خانہ رواں
ہوا غم سے بیٹوں کے اسفندیار / نہایت پریشان دل بیقرار

گیا او نکے تابوت کو بہر داں / سو شاہ گشتاسپ کو وان نشاں
لکہا یوں کہ اے خسرو پاکدیں / ترے حکم سے تجکو چارہ نہیں

ولیکن یہ تہا ماجرا آج کا / خدا جانے کل پیش کیا آئیگا
پشوتن سے کہنے لگا بعد ازاں / کہ آدم نہیں رستم پہلواں

تن و شست اوسکی ہے آہن و سنگ سے / مجھے اوسکی اندیشہ ہے جنگ سے
ولیکن نہ کوئی ہوا کارگر / کسی سے نہ عاجز ہوا نامور
یقیں ہے کہ جانبر نہو وقت شب / مبادا رہے زندہ گر ہے غضب
گیا جبکہ ایواں میں نزدیک زال / اور اوس نے تہمتن کا دیکھا یہ حال
کہا یہ کہ ہنگام پیری یہ غم / ہمارے نصیبوں میں تھا یہ ستم
کیا بستہ زخموں کو مرہم لگا / تہمتن نے پھر زال سے یوں کہا
قوی بازو و سخت ہے زورمند / تنومند مانند نخل بلند
مرا تیر سنداں سے کرتا گذر / نہ ہرگز ہوا اوس پہ کچھ کارگر
اگر گرز در گرتا میں کہسار پر / تو برکندہ کرتا اوسے اے پدر
نہ وہ جنگ سے جو پشت زیں سے ہلا / کہوں کیا میں اس قوت و نعد کا
ہوئی جنگ موقوف ہنگام شام / وگرنہ مرا کام کرتا تمام
کہ پھر ہاتھ آوے نہ میرا نشاں / کرے جستجو گرچہ جنگی جواں
تو پھر آکے ایواں میں اسفندیار / کرے ہمکو یکسر گرفتار و خوار
جو ہوتا یہاں آج وہ شیر مرد / تو بدخواہ کے ساتھ کرتا نبرد
بلاؤں میں ناچار سیمرغ کو / ترے واسطے اوس سے ہو چارہ جو
تو پر کو مرے تو جلا نا ضرور / کہ فی الفور پہنچونگا تیرے حضور
تو سیمرغ حاضر ہوا آن کر / گزارش کیا یوں کہ اے زال زر
ستمگار کمبخت اسفندیار / ہوا آکے پرخاش کا خواستگار
رہوے گرم پیکار انجام کار / بہم رستم گرد و اسفندیار
یہ سیمرغ بولا کہ ہے کیا خطر / کروں چارہ اسکا میں [illegible]

بہت زخم شمشیر و گرز گراں / دیا میں نے اوسپر کئے ایکواں
گیا تیر سے اوسکو آخر زبوں / ہوا جوشن کالبد غرق خوں
ادھر تھا تردد میں اسفندیار / ادھر پہلواں رستم نامدار
کہ مجروح و خستہ ہے سرتا بپا / جراحت پہ اوسکے تاسف کیا
برادر پدر مادر و پور زن / لگے رونے سب مردم انجمن
کہ رویین تن اسفندیار دلیر / مقابل نہیں جسکے عفریت شیر
مری تیغ براں تھی خارا شگاف / سنا تو رُتی تھی دل کوہ قاف
نہ مغلوب آیا بد اندیش ہاے / نہ کچھ زور بازو گیا پیش ہائے
پکڑ کر کمربند اسفندیار / کیا زور ہر چند پر زینہار
کوئی دیو اور کوئی جنگی سوار / کہیں میں نے دیکھا نہیں زینہار
بس اب تاب پیکار مجکو نہیں / نکل جاؤں ناچار یاں سے کہیں
کہا زال زر نے یہ سنکر سخن / کہ گر تو نکلجاے اے پیلتن
کروں کیا کہ ہے [illegible] / یل نامور [illegible]
نہیں [illegible] / کہ اوس پہلوانکو [illegible] طلب
کیا اوسنے وعدہ یہ مجھسے کہ ہاں / جو پیش آوے مشکل کوئی ناگہاں
بلندی پہ کر آتش افروختہ / جو سیمرغ کا پر کیا سوختہ
مجھے کس لئے اب کیا تونے یاد / وہ بولا کہ اے مرغ فرخ نہاد
نیاز اوس سے ہمنے کیا بیشتر / نہ آیا سر رستم وہ کینہ ور
ہوا رستم و رخش مجروح ریش / بلا وقت پیری یہ آئی ہے پیش
طلب رخش مع رستم کو کرکے واں / جو دیکھا تو ہے خون بدن سے رواں

پیا خون کو اوس نے اپنے پر   ہر ہوئے زخم اچھے وہیں سربسر
لگا کہنے سیمرغ سے نابجو   کہا اے شاہ مرغاں مددگار ہو
وہ بولا کہ ہے تو دل ارجمند   توانا و گردنکش و زور مند
سو ہفت خواں یہ جواں جب گیا   مرا جفت واں ایک سیمرغ تھا
تو گر اوس جواں سے رہے دور تر   تو بہتر ہے اے رستم نامور
کہیں زور جاوے تو اسفندیار   کریگا ہمیں باندھکر سخت خوار
وہ بولا کہ اے رستم نامدار   مرے ساتھ چل رخش پر ہو سوار
غرض نخل گز اک نیستان میں تھا   تہمتن سے سیمرغ نے یوں کہا
بنا اسکا تو اک دوشاخہ خدنگ   سحر جا کے میدان میں ہو گرم جنگ
کرے جو کوئی کشتہ اوس مرد کو   وہ رنج و بلا سے رہا پھر نہو
ہوے کور کرنے سے اوسکے ضرر   نہ پہونچے ذرا شوق سے کور کر
تو ہاں تیر بیٹھے بحکم خدا   یہ سنکر ہوا خوش وہ زور آزما
وہ سیمرغ رخصت ہوا بعد ازاں   گیا سیستاں سے سوئے آشیاں
لگا سے دو پیکان زہر آبدار   ہوا فتح و نصرت کا امیدوار
کہ میداں میں آیا سوار دلیر   یل نامور رستم شیر گیر
ذرا خواب نخشیں سے بیدار ہو   کہ آیا پھر اب رستم جنگجو
مرے دل میں تھا وقت شب بیگماں   کہ جانبر نہووےگا یہ پہلواں
ندا دی کہ احوال اسکا ہے کیا   مگر اوس نے زخموں کو اچھا کیا
بسوی تہمتن بشوتن گیا   تو رستم یہ بولا کہ دیکھے ہے کیا
سوا اسکے کہ زخم کاری نہ تھا   بشوتن نے آکر جواں سے کہا

ہوا رستم و رخش پھر تندرست   توانا و زور آور و چاق چست
یقیں ہے اگر تو مرا ہووے یار   تو ہووے زبوں گرد اسفندیار
مجھے اور تجھے ہے یہ قدرت کہاں   کہ ہوں ساتھ اوسکے ستیزہ کناں
مقابل جو ساتھ اوسکے آکر ہوا   تو سیمرغ ہرگز نہ حاضر ہوا
یہ سنکر ہوا زال گریہ کناں   کہا یوں کہ گر رستم پہلواں
بتا کوئی تدبیر بہر خدا   تو دام غم و رنج سے ہو جدا
گذر کرکے دریا سے بیرنج و غم   گئے اک نیستاں میں دونوں بہم
کہ اک شاخ لیجیو تو اب توڑ کر   اسے راست کر رکھیو تو آگ پر
پھر اوس تیر کو اے یل نامدار   رہا کر سوئے چشم اسفندیار
نہیں خوب ہے قتل اسفندیار   خرابی ہے قاتل کی انجام کار
یہ خاصیت اوس چوب کی ہے کہاں   تمنا ہوا اک فگن کی جہاں
پھر آئے وہ دونوں ہیں پیش زال   ہوا زال مسرور و شاداں کمال
جو امر رستم نے پھر بیدرنگ   مرتب کیا اک دوشاخہ خدنگ
نہ تاباں ہوا تھا ہنوز آفتاب   حریف جفا کیش تھا گرم خواب
ہوا نعرہ زن مثل پیل دماں   کہ اے مرد اسفندیار جواں
اوٹھا سنکے آواز اسفندیار   بشوتن سے بولا کہ اے نامدار
کہوں کیا میں کاری تھا ہر زخم تیر   تعجب کہ ہے ہوشمند و دلیر
وہی رخش ہے یا کہ رخش دگر   شتابی سے اب جلد لا یہ خبر
[illegible] جانواز   کہ ہر زخم کے یل میں ہے چارہ ساز
کہ دیروز سے چاق ہے پہلواں   ہوا تھا تو کل خستہ و ناتواں

دلیری سے اسکے مجھے ہی حذر
نشا ہو پشوتن یہ اسفندیار
نہین زخم کا اب اثر زینہار
تجھے آج خستہ کرون اسقدر
مرے جسم پر اے یل نامور
کرمت زرمجو ہو سے صلح آ
قسم ہے نہ پھر غدر ہرگز کرون
وہ بولا کہ اب آشتی دور ہے
مرے قید کرنے سے اب درگذر
تجھے پیشکش دون زر و گنج نیاز
خدا کے بہی فرمان سے ہی حکم شا
وہ بولا کہ اے گرد آفاق گیر
تو ہو گرم پیکار اے پہلوان
تہمتن نے اوسدم یہ مانگی دعا
بد برا یہ کرتا نہین زینہار
عقوبت نہ کچھ پہر تو مجہپر روا
رکھا مرد نے سر کو زین پر نگون
ولیکن نہ ہرگز گرا وہ جوان
یہ دیکھا تو پستون بہمن وہین
کیا چارہ چشم اسفندیار
نہ تنہا ہوا زال زر شاد کام
کہ دنیا مین خونریز اسفندیار
جہان آفرین سے زبان بار ہے
یہ ذروہ گر مثل اسفندیار
لکھا تہا یہی کلک تقدیر کا

نشانے ہے اب یون کا ہنگام
گیا دوہین سید انجمن ہوکر سوار
ترا باپ شاید کہ ہی سحرکار
کہ ہو نوحہ گر زال زر دیکھکر
نہ ہرگز کرے تیر تیرا اثر
تو بخش از سر لطف میری خطا
ترے ساتھ پیش شہنشہ چلون
اگر زندگی تجھکو منظور ہے
عوض اسکے لے مجھسے تو گنج زر
تو کر رحم اے سرور سرفراز
زیادہ ترا اے رستم کینہ خواہ
ترے جان با سے تاج و سریر
یہ کہکر دہین لیکے تیر و کمان
کہ کرتا ہے تمکین عاجزی یا خدا
گیا چاہتا ہی مجھے سخت خوار
مگر مجہپہ ثابت گناہ و خطا
روان اوسکی آنکھون سے تھی جوئے خون
ہوا مین نہ زمین نا زمان کمان
ہوئے سخت غمناک دانہ رنگین
ہوا کچھ نہین فایدہ زینہار
ہوئے خرم و شاد مردم تمام
نہ زندہ رہی دیر تک زینہار
نشیب و فراز تیرا مددگار ہے
گیا زال اور رستم نامدار
سنے کیونکہ نوحہ چین کا لکھا

تو پرخاش کو اوسسے کر اینچ دور
تہمتن سے بولا کہ اے پہلوان
کیا اوسنے جادو سے پہر تندرست
وہ بولا کہ جی مین نہ رکھہ یہ ہوس
کرونگا تجھے کشتہ انجام کار
مرے گھر ذرا چلکے مہمان ہو
کرے لطف یا قتل یا مجھکو بند
تو پابند ہو کر مرے پاس آ
در بے بہا تاج گوہر نگار
کہا اوسنے بیہودہ گوئی نکر
تجھے لیچلون دست و پا بند کر
ہوا پر غضب سرور کینہ جو
کیا سوئے رستم روان ایک تیر
زر و گوہر و تاج و گنج و کنیز
تو یاد رہو میرا کہ ہون ہمدرنگ
یہ کہکر کیا تیر گز کو روان
پکارا تہمتن کہ ہنگام جنگ
تو اک تیر کہا کر ہوا درد مند
گیا اپنی آنکہہ کو غمسے پر آب
تہمتن گیا پہر حضور پدر
کہے زال بولا کہ اے نامور
تری جان کا ہی خطر اب مجھے
وہ بولا کہ سیری نہین کچھہ خطا
ہوئے دونون جا کر دہلان غمخوار
مرا ہو رہے بہمن نوجوان

تہمتن کہ تہا آشتی سے نفور
ہوا تہا تو کل خستہ ای ناتوان
کہ آیا تو میدان مین پہر چابک و چست
اوٹھا یہ خیال اپنے دل سے تو بس
گذارش یہ کرتا ہون تمسے بار بار
کہ ایوان مرا زابلستان ہو
جو چاہے کرے خسرو ارجمند
تہمتن نے اوسکو یہ پاسخ دیا
کنیزان پر طلعت و گلعذار
نہین چاہیئے مجھکو یہ گنج و زر
کہ بخشے تجھے تخت و افسر پدر
کہا یون نکر اور رکھیہ گفتگو
بطرز پسندیدہ و دلپذیر
خوشی سے مین دیتا ہون ہر ایک چیز
مخالف کی آنکہین تہا یان خدنگ
سوئے چشم اسفندیار جوان
صد افسوس کہایا تہی ہینے خدنگ
رکہا زین پر سر تو ای ارجمند
اوسے لیگئے پہر بخیمہ شتاب
یہ دی زال زر کو نوید ظفر
یہ اختر شناسون نے دی تہی خبر
رکہی رنج سے دور ایزد مجھے
کیا جو کچہہ اوس کینہ جو نے کیا
وہ بولا نہین سمجہا اے کمنگاہ
اوسے اب تو ای رستم پہلوان

سکھا پہلوانی کے سارے ہنر
تبا رستم دولت اوسی سربسر

رکھوں اسکے مارک پہ تاج کلاہ
کرون شہ اوسی بعد گشتاسپ شاہ

روانہ ہوا تو سوے گشتاسپ شاہ
یہ کہہ جا کے اے خسرو دین پناہ

ہوئی بارور اب تیری حاصل مراد
تو کر سلطنت شوق سے شاد شاد

مری ماں سے کیونکر کہ ہو وہ صبور
کرے دل سے اپنے غم و رنج دور

کہا پہر وہیں کھینچکر سرد دم
کہ گشتاسپ سے مجھکو پہونچا ستم

لگے رونے تسوین و بہمن وہان
ہوئے رستم و زال گرم فغان

اودہر آئے بہمن کو لے اپنے گہر
یہان ما ہور رستم و زال زر

کیا باپ کو اسکے تو نے ہلاک
دل اسکا نہو دیگا کینہ سے پاک

مناسب نہیں تربیت اسکی یان
کہ بد خواہ اپنا ہے یہ بیگمان

جو تسوین حضور شہ نامدار
گیا لیگئے تابوت اسفندیار

نہ رستم نہ سیمرغ و زال زر
کشندہ ہے تو پور کا اے پدر

خجالت سے تہا بادشہ سر فرو
کہ نفرین تہی ہر سمت سے شاہ کو

لکہا نامہ رستم نے پہر شاہ کو
کہ ہوں بیخطا اے شہ نامجو

بہت اوسکو دیتا تہا مین گنج و زر
یہ کہتا تہا ہر دم کہ ای نامور

نہیں چارہ تقدیر سے زینہار
ہوا وہ جو ہونا تہا انجام کار

جو کچھ حکم ہو اوسکو لاؤن بجا
کہ ہون بندہ شاہ کشور کشا

کہے تا جرا کر مفصل بیان
وہ بولا کہ اے بادشاہ جہان

اوسے پند کی مین نے بہی چند بار
اثر کچھ نہ ہرگز ہوا زینہار

اجل نے اوسے سخت جاہل کیا
یہ کہکر تہمتن کو نامہ لکہا

یہان آئیو جب کرون مین طلب
روان کر تو بہمن کو بالفعل اب

ہوا دیکھکر شاد فرمان روا
ولیعہد بہمن کو شہ نے کیا

تہمتن نے وہ بہمن پذیرا کیا
زروے نشاط و مسرت کہا

یہ تسوین سے بولا پہر اسفندیار
کہ گو ہون کفن کا ہوا خواستگار

مجھے تو نے بھیجا ہی قتل یان
ہوئی تیری تیغ سے برباد جان

ولیکن بروز جزا بیگمان
کرے داوری حق اور داور وہان

نہیں فائدہ گریہ سے زینہار
قضا پر کسی کا نہیں اختیار

کیا طائر جان نے پرواز پہر
ہوا نالہ و گریہ آغاز پہر

اودہر لیکے تابوت اسفندیار
وہ تسوین گیا سوئی ایران دیار

زوارہ یہ بولا کہ اے نامدار
یہ بہمن ہے فرزند اسفندیار

برادر یہی اسکے ہوئی قتل مرد
عجب کیا جو وہ تجھسے ہو ہم نبرد

زوارہ کو رستم نے پاسخ دیا
کہ لاوین مصیبت نہ کیونکر بجا

ہوا شاہ گشتاسپ نالہ کنان
لگین کہنے رو رو کے یون خواہران

روا رکھکے جان پسر پر ستم
عبث ہے یہ پہر تجھکو اندوہ و غم

پشیمان ہوا شاہ عالی تبار
کیا نعش کو دفن انجام کار

حضور سپہدار اسفندیار
کیا مین نے جون بندگان خاکسار

چلون پیش سلطان کشور کشا
نہ ہرگز جوان نے پذیرا کیا

کیا تربیت پور کو اوسکے اب
ہنر اور آداب سکہلاؤن سب

جو نامہ پڑہا شاہ نے سربسر
تو تسوین سے کہنے لگا تاجور

تہمتن ہے اس امر مین بیخطا
درست و بجا ہے جو اسنے لکہا

نہ آیا وہ ہرگز جہالت سے باز
لگا کہنے پہر شاہ گردن فراز

کہ رکھ جمع خاطر تو اے نامدار
نہیں تیری تقصیر کچھ زینہار

تہمتن نے بہمن کو با صد وقار
روانہ کیا سوئی ایران دیار

یہ قصہ تو اب کر چکا مین بیان
شغاد لعین کی کہون داستان

تولد شدن شغاد پسر زال از بطن کنیزک و کشتہ شدن رستم از دست او و خرابی خانمان

لکہے ہے یہ فردوسی بے نظیر
کہ آزاد سرو ایک تہا مرد پیر

یہ کہتا تہا وہ پیر مرد سترگ
کہ سام و نریمان تہے میرے بزرگ

اوسے قصہ خسروان یاد تہا
کہی بعد ازان داستان شغاد
کہ زال ایک کنیزک پہ مایل ہوا
یہ طفل نگون بخت جب ہو جوان
بدی اسکی طینت سے ہو دور تر
وہان کا جو تہا شاہ نیکو سیر
اوسے ایک دی دختر دلستان
سپہدار کابل سے بولا شغاد
قرابت یہ سب ری نکی کچہ نظر
یہ بولا کہ مجہکو ذرا اب بتا
کرون جا کے رستم سے تیر اگلا
وہان رکہکے تیغ و سنان و تبر
غرض شاہ کابل سے وہ شوربخت
سپہدار کابل ہوا تند و گرم
کہے ہی یہی رستم شیر زاد
برادر جو تیرے ہین از خشم
کہا یون کہ نالایق و ناسزا
چلو شہر کابل مین لے کر سپاہ
سو شہر کابل تباہ یان ہوا
برہنہ سر و پا ہو گریہ کنان
سر رحم آیا یل نامدار
شغاد نگون بخت نے بعد ازان
لگا کرنے تعریف نخچیر گاہ
زواره کو ساتھ اپنے لیکر گیا
سو چپ گیا رستم نامور

کہا اوسنے مجہسے یہی ماجرا
کہ تہی مرد آزاد کو خوب یاد
اوسی رنگ اوس سے فرزند حاصل ہوا
کہی خانمان سب تبہ بیگمان
سبوئے نکوئی تو ہو راہبر
قرابت وہ رکہتا تہا بازال زر
کیا تحفہ اوسکو با عز و شان
کہ اے بادشاہ خجستہ نہاد
لحاظ اوسنے بس کم کیا سر بسر
کہ ہی قتل کی اسکے تدبیر کیا
غضبناک ہو کر یہان آئیگا
سر چاہ خس پوش کر سر بسر
لگا کرنے اک روز گفتار سخت
وہ بولا کہ آتی نہین تجہکو شرم
کہ میرا برادر نہین ہے شغاد
تجہے چاکرون سے سمجہتے ہین کم
سپہدار کابل نے مجہکو کیا
کرون قتل اوسکو بحال تباہ
سپہدار کابل ہراسان ہوا
یہ بولا کہ اے نامدار جہان
کیا شاہ کابل کا از دون و خوار
کہا یون کہ ہین چاہ کندہ جہان
کہا پہر کہاں گرد باعز و جاہ
شغاد و سپہدار بہی ساتھ تہا
کہ خس پوش تہی چاہ کندہ جدہر

کہ رستم سے اسفندیار جوان
پہر اوس قصہ کو نظم بیچ کیا
رکہا زال نے نام اوسکا شغاد
مناجات کی زال زر نے وہین
ہوا جبکہ القصہ جب وہ جوان
ہوا جبکہ کابل مین داخل شغاد
حضور یل رستم کینہ خواہ
ہوا مین تہمتن سے ناشاد اب
یہ چاہین ہے رستم سے ہون کینہ خواہ
کہا اوسنے یون ہے آشفتہ نگر وزر
تو یان ایک تیار کر صید گاہ
نگون بخت نے جسطرح سے کہا
کہ مین ہون سپہدار عالی گہر
نہین یاد کرتا تجہے زال زر
نہین نسل سے سام یل کی ہی تو
ہوا سنکے دلگیر و پر غم شغاد
دیا اوسنے بوسہ سر و چشم پر
کرون تجہکو کابل کا پہر شہریار
ہوا آکے حاضر ز روی نیاز
ہوئی مجہسے مستی مین صادر خطا
اوسے شاہ کابل نے مہمان کیا
وہان بہیجو رستم گرد کو
کہ مشغول صید افگنی چاہئے ہو
ہوئے حیلہ سازی سے لیکر روان
غرض شاہ کے پاس جس دم گیا

ہوا اسطرح سے تہی گریہ کنان
غرض اسطرح سے ہے یہ ماجرا
نجومی یہ بولا کہ ای خوش نہاد
کیا کردگار جہان آفرین
کہا زال نے سوی کابل روان
تو اوس شاہ نے تب بصد مراد
سدا باج بہیجے تہا کابل کا شاہ
شتابی اوسے شرم ہے نے غضب
کرون قتل اوسکو بحال تباہ
دل آزردہ ہوتے سمجہتے مین اکر ونہ
اور اوس راہ مین کندہ کر چند چاہ
سپہدار نے اوسطرح سے کیا
تری ذات مجہسے نہین خوب تر
نہین پوچہتا گاہ تیری خبر
نہین کچہ تری رہنے آبرو
حضور تہمتن گیا بد نہاد
کہا اوسنے اندیشہ کو دور کر
یہ کہکر وہین رستم نامدار
پیادہ حضور یل سرفراز
تو کر لطف از راہ لطف و عطا
بجا بندگی لا کے شادان کیا
غرض ایکدن وہ شہ کینہ جو
یہ سنکر وہین رستم نامجو
سوار ہوکے دونون شغاد تک مین
تو پہر رخش نے وان توقف کیا

نہ خاک کی وہاں جو کچھ پائی بو
ہوا شیفتہ رخش صبا گام کو

ہوا گرم پھر رخش جون شیر مست
ولیکن گرا چاہ مین کر کی جست

دو بارا کہ آیا جو پھر باد پا
تو پھر دو کے سر چاہ مین جا پڑا

دے رخش تہمت کی انتی
نہ آیا نظر پھر بھی رہ کبھی

ہوا پارہ پارہ سراپا بدن
ہوا سخت درماندہ وہ پیلتن

ہوئے دشمن جان تیرے جفا
دغا سے یہان قتل مجھکو کیا

ترے کام کی خاطر آیا یہان
کہ ہووے کے گردن تیری تیغ زنان

ہوا رستم پہلوان شرمگین
جو اس رخش پر تازیانہ دہین

ہوا خستہ ورپس رخش و سوار
کہ تھے چاہ مین خنجر آبدار

وہان بھی لگے زخم تیغ و تبر
ہوا چاک وخستہ بدن سر بسر

کنوئین سات اسطرح سے تھی وہان
گیا گردہ آخر ہوا ناتوان

یہ سمجھا تہمتن کہ ہے اشتباہ
ستمگر شغاد اور کابل کا شاہ

لگا کہنے منہ کرکے سوئی شغاد
ارے تھا بھائی تیرا مین اے بد نہاد

مرے ساتھ کین تونے کی یہ دغا
مجھے کس لیے ہاے ضایع کیا

وہ بولا کہ تیری سزا تھی یہی
بہت تو نے خونریزی خلق کی
سپہدار کابل نے پھر یون کہا
کہ اے نوشزاد تجھ دو دن جیا

تہمتن یہ بولا کہ اے حیلہ گر
تباہ کی نوشزاد کو تو اپنی سپر
سدا کون قایم ہے زیر فلک
جہان مین رہو عین ہلاک تلک

کہ کاؤس و کیخسرو و کیقباد
گئے بادشاہان فرخ نہاد
دلیران و گردنکش و نامجو
گئے اس جہان سے گزر سب بدیرہ

جو پوچھو تو مین یان بہت دن رہا
بس اب یان سے جاتا ہون ملک بقا
فرامرز جنگی دلاور جوان
مرا کینہ لے تجھسے آکر یہان

شغاد نگون بخت سی پھر کہا
ہوا وہ کہ چاہی تھی جو کچھ قضا
دیے تاب جنبش نہین اب مجھے
درندون نے چھوڑا بھلا کب تجھے

تو پھر خدا دے خدنگ کمان
کہ امین رہو مین درندون سے یان
دیا اوسنے ہنسکر کمان و خدنگ
وہین اوسنے مارا اوسی بے درنگ

پس نخل گرچہ چھپا یہ شغاد
ہوا سفتہ لیکن درخت و شغاد
کیا وہین رستم نے شکر خدا
کہ بدخواہ سے اپنا کینہ لیا

تہمتن سے پھر جان رخصت ہوئی
توقف کی اکدم نہ فرصت ہوئی
زوارہ بھی اور سارے ہمراہیان
ہوئے چاہ مین کشتہ خرد و کلان

ولیکن سوار ایک باقی رہا
سو وہ سیستان مین شتابی گیا
کہا اوسنے یہ ماجرا سر بسر
یہ سنکر ہوا زال زار نوحہ گر

لگی رونے رستم کی مان زار زار
یہ بولی کہ دنیا سے انجام کار
ہزار و صد و سیزدہ سالہ مرد
گیا اور باقی رہا رنج و درد

فرامرز نے سخت ماتم کیا
غرض زال نے اوس سے پھر یون کہا
کہ جا سوے کابل تو لیکر سپاہ
سپہدار کابل سے ہو کینہ خواہ

فرامرز جنگی ہوا پھر روان
سو شہر کابل لیکر فوج گران
لیے شاہ کابل ہراسان ہوا
سو کوہ و دمن مین گریزان ہوا

فرامرز کو جب ہوئی آگہی
کہ بھی شاہ سے شہر کابل تہی
گیا لاجرم جانب صیدگاہ
جہان پہلوانان ہوئے تھے تباہ

بیان کیجیے کیا ہوئے کشتگان
نہ تہا نام کو گوشت جز استخوان
وہ دوام کہانے تھے ہر صبح و شام
بیابان مین گوشت اونکا تمام

زوارہ کے اور رستم گرد کے
وہ لیکر گیا استخوان گوشت سی
کئی دفن زابل مین جا کر وہین
پھر آیا وہ کابل مین از روی کین

ہوا گرم پیکار کابل کا شاہ
ہوئی فوج کابل سراسر تباہ
گرفتار پھر شاہ کابل ہوا
مظفر سپہدار زابل ہوا

فرامرز نے اوسکو از درد کین
گیا تا تہد سی قتل اپنی وہین
سو شاہ گشتاسپ آیا ہون پھر
خبر شاہ ایران کی لاتا ہون پھر

رحلت شاہ گشتاسپ بملک جاودانی و جلوس بہمن پسر اسفندیار بر تخت سلطنت ایران و لشکر کشیدن طرف سیستان و بعد جنگ بسیار فرامرز را قتل نمودن

کہا شاہ گشتاسپ نے ایک روز
کہ پوتا مرا بہمن نیک روز
کلاہ و مہی کے سزاوار ہے
سوا اسکے شاہی کا حقدار ہے

ہوا کشتہ اوسکا پدر بیگناہ
اوسے چاہیے تخت و تاج و کلاہ
یہ کہکر بٹھایا اوسے تخت پر
رکھا سر پہ بہمن کے دیہیم زر

کیا پھر پشوتن کو اوسکا وزیر
کہ تھا دانش و فہم مین بے نظیر
ہوا پھر روان سوے ملک عدم
شہنشاہ گشتاسپ کیوان علم

جہان مین شہنشاہ ہمایون جلال
رہا حکمران یکصد و بیست سال
جہاندار بہمن ہوا نامور
ہوا تخت شاہی پہ جلوہ گر

لگا کرنے داد و دہش صبح و شام
ہوئے خرم و شادمان خاص و عام
ارادہ کیا پھر ز روی غضب
کہ زال و فرامرز سے لیجے اب

دیا جاہے کہیں اسفندیار
سواران غرض لیکے کچھ ہزار

پیغام بھیجا سوی زال زر
کہ آیا ہون مین بہر کین پدر

ہوا عازم سیستان بادشاہ
جو نزدیک دریا کے پہنچی سپاہ

بیابا مین اب لیکے تیغ و سنان
کرون بحر خون از سر کین روان

فرستادہ نے جاکے جب پیش زال
کہا یہ تو سنکر ہوا پر ملال

ہوا اب جو دولت فزا تاجور
کرون پیشکش اسکے گنج و گہر

کہا زال نے پھر عبث ہی یہ کین
کہ رستم کی تقصیر مطلق نہین

مرا قتل منظور ہے اب اگر
تو حاضر ہون پھیرون نہ منہ اے

یہ کہکر بہت مال اوس کو دیا
فرستادہ پھر ہوکے رخصت گیا

کہ جز طاعت خسرو تاجدار
نہین کچھ ارادہ اوسے زینہار

ہوا پیش بہمن ثنا خوان زال
مفصل کیا شاہ سے عرض حال

ہوئی آتش قہر شاہی فرو
کہ سرکش نپایا ذرا زال کو

ہوا جانب شہر بہمن روان
وہین پیشوا زال آیا دوان

یہ پوچھا فرامرز ہے اب کہان
وہ بولا کہ اے بادشاہ جہان

گیا زال کے گھر شہ نامدار
زر و گنج واسنے لیا بے شمار

گیا ہے فرامرز بہر شکار
ہوا پر غضب سنکے یہ شہریار

کیا پھر وہین زال زر کو اسیر
لگا عاجزی کرنے وہ مرد پیر

نہین زندہ اب رستم نامدار
کہ تو جس سے ہے کین اسفندیار

کہ اے شاہ میری ہی تقصیر کیا
اگر ہے تو رستم کی کچھ ہے خطا

برائے خدا مجھپہ اب رحم کر
مری عاجزی پر ذرا کر نظر

کہ مین آج ہون کمترین بندگان
پیادہ ہوا تیرے آگے دوان

ہوا بہمن اس بات سے خشمگین
رکھا زال کو بند از روئے کین

روا رکھ نہ بیداد انصاف کر
کہ رستم نے تجھکو سکھائے ہنر

یہ سنکر فرامرز جنگی سوار
سپہ لیکے آیا لیے کارزار

تو فاران ایران و زابلستان
ہوئے از سر کین ستیزہ کنان

بروز چہارم چلی باد سخت
ہوئے تیرہ گردان زابل کی بخت

رہا تین دن گرم بازار جنگ
بشمشیر گرز و سنان و خدنگ

ہوئی چشم تیرہ پڑی منہ پہ خاک
ہوئے پہلوانان جنگی ہلاک

دلیران ایران تھے فیروز و شاد
کہ اونکے پس پشت تھی تند باد

ولیکن فرامرز جنگ آزما
دلیرانہ میدان مین قائم رہا

ہوئے حملہ آور جو ایرانیان
گریزان ہوئی فوج زابلستان

ہوا شیر جنگی نہ روبہ مزاج
یہ سمجھا کہ بس روز آخر ہے آج

ادھر آیا بھگا در سوئے خیابگاہ
کہ تا شاہ بہمن سی ہو کینہ خواہ

لیا لے کے سو سوار دلیر
دلیران ایران نے برسائے تیر

شٹے پہلوان کی نہ تھی بخت یار
دلیری نہ کام آئی کچھ زینہار

ہوا خستہ توسن فرامرز کا
پیادہ ہوا وہ نبرد آزما

دلیرانہ پھر کھینچکر تیغ کین
کئے قتل گردان ایران زمین

رہا ہوش اوس کو نہ کچھ زینہار
ہوا پھر گرفتار انجام کار

فرامرز خستہ ہوا بعد ازان
یہانتک ہوا خون بدن سے روان

سر دار کھینچا اوسے پھر وہین
شہنشاہ بہمن نے از روئے کین

کیا حکم پھر یون ز روئے غضب
کہ [illegible]دم شہر کو قتل اب

نہین مردم سیستان کی خطا
روا رکھ نہ زنہار اون پر جفا

وہ پشوتن کہ دستور تھا شاہ کا
شہ نامور سے یہ کہنے لگا

رہا زال کو بھی تو کر بند سے
کہ کینہ تھا رستم کے فرزند سے

بجا لائیے شکر پروردگار
کہ حاصل ہوئی فتح ای شہریار

بدستور پھر اوس کو با عز و شان
کیا شاد نے حاکم سیستان

یہ گفتار سنکر زر دی عطا
رہا بند سے زال زر کو کیا

بفتح و ظفر خسرو دین پناہ
گیا سیستان سی سوئے تختگاہ

رحلت بہمن از جہان فانی بملک جاودانی

شبستان مین اکدن رات کو
گیا تھا شہ بہمن نامجو

بڑا تھا کہین راہ مین اژدہا
شہنشہ کو ناگاہ اوسنے ڈسا
فسون نے نہ ہرگز کیا کچھ اثر
نہ زنہار چارہ ہوا کارگر
یہ سمجھا وہین بہمن نامدار
کہ اپنا اب آخر ہوا روزگار
ہما اوسکی دخت خردمند تھی
دیا اوس کو افسر و تاج شہی
وہ تھی حسن مین رشک شمس و قمر
تصرف مین لایا تھا اوس کو پدر
مگر رسم آتش پرستی یہ تھی
کہ سمجھا سب کرتے تھے دختر کو بی
غرض اوس پر بچہ کو حمل تھا
جہاندار بہمن نے اوس کو کہا
کہ جب اوس سے پیدا ہو کوئی پسر
کلاہ شہی اوسکے ہو زیب سر
وصیت یہ کرکے بسوی عدم
خشایان ہوا شاہ انجم حشم
جہانمین بعد عز و جاہ و جلال
شہی شاہ بہمن نے کی ہفت سال

بر تخت نشستن ہما دخت شاہ بہمن

ہما دخت بہمن بجائے پدر
سریر شہی پر ہوئی جلوہ گر
کیا اوسنے آغاز جود و سخا
فقیرون کو یکسر تونگر کیا
سپہ کو دیا گنج و زر بے شمار
کیا خلق مین عدل لیل و نہار
ہما بعد نہ ماہ پیدا پسر
حوالہ کیا دایہ کو زود تر
کمایون کہ بھیجا کہین اسکو دور
تو کر پرورش بالنشاط و سرور
ٹلے پیش مردم یہ ظاہر کیا
کہ ہوتے ہی پیدا پسر مر گیا
ہوا العرض ہفت ماہہ وہ جب
کیا پھر اوسے اوسنے اکدن طلب
یہ سوچی ہما اپنے دلمین کہ گر
رہے شہر مین یہ ہمایون پسر
مبادا کہ واقف ہون مردمان
خلل میری شاہی مین ہو بیگمان
اوسے ایک صندوق مین بند کر
گئی رکھکے یاقوت و لعل و گہر
کہا محرمان سے یہ ہنگام شب
بہا دو اسے جا کے دریا مین سب
بجا مردمان لائے حکم ہما
دیا جا کے صندوق کو پھر بہا
وہ صندوق دریا مین وقت سحر
کہین ایک گاذر کو آیا نظر
نکال اوسکو گاذر وہین لیگیا
کنارے پہ لا کے اوسے وا کیا
وہ مال اور وہ طفل فرخ نہاد
جو دیکھا تو گاذر ہوا شاد شاد
خوشی سے اوسے پیش زن لیگیا
کیا اوسکو لا شکر ایزد بجا
ہوا فوت دیروز تیرا پسر
عوض اوسکے یہ طفل رشک قمر
دیا غیب سے ہمکو ایزد نے آج
تو ہو مائل بہت وہ اوتھا ج
یہ دولت جو اوسکو میسر ہوئی
تو پھر زوجہ مسرور و خوشتر ہوئی
رکھا طفل کا اوسنے دارا بنام
کیا دلمین اندیشہ خاص و عام
کہ واقف ہو اسبات سے کوئی گر
مبادا کہ کچھ مجھکو پہنچے ضرر
تو اس شہر سے جا کے دیگر گیا
زن و کودک و مال لیکر گیا
وہ داراب تو شہرہ خوش شکل تھا
دلیر و جوانمرد نہ ور آرما
زبون تھے تمام اوس سے خرد و کلان
نہ تھا اوسکے ہمسر کوئی نوجوان
ذرا گاذری کا نہ کرتا تھا کام
گریزندہ اوس کام سے تھا مدام
نچہ تا تھا اک پارچہ ہاتھ سے
وہ گاذر تھا دلگیر اس بات سے
کہے تھا کہ مجکو خدا نے دیا
عجب طفل نالائق و ناسزا
کہ پیدا نہین کرتا ہے ایکدام
پھرے ہے یہ بازی کنان صبح و شام
ملے تھی اوسے یہ خبر کچھ نہین
کہ ہووےگا یہ شاہ روے زمین
بٹھایا جو مکتب مین استاد پاس
کہ تا سیکھ کر علم شائستہ ہو
اوسے فہم و ادراک تھا اسقدر
کہ اوستاد حیران رہا دیکھکر
جو کچھ علم تھا یاد استاد کو
شتابی سے سیکھا وہ فرخندہ خو
بفرط خوشی آن کر ایک روز
لگا کہنے گاذر سے وہ نیکو ز
خدا نے کیا علم مین مجکو طاق
ولے اب ہے مطلب ساز و یراق
وہ بولا کہ ہون مفلس و مستمند
کہان سے مین لاؤن یراق و سمند
ہوا اسکے دلگیر وہ ذوالکرام
نہ پھر اوسنے دو روز کھایا طعام
زن گاذر اوسدم ہوئی بیقرار
دیا ایک یاقوت انجام کار
اوسے بیچکر ایک گھوڑا لیا
جو کچھ چاہیے تھا مہیا کیا

مشقت لگا کرنے وہ صبح و شام
ہنر پہلوان کے سیکھے تمام

زن گازر اک روز بیٹھی تھی شاد
وہان آکے داراب فرخ نہاد

حقیقت وہ صندوق اور لعل کی
سنی جب ہوئی اوسکو دلکو خوشی

وہ لعل جو کچھ تھا اوسنے لیا
تصرف مین سب مال اپنے کیا

کہین قیصر روم ازروئے کین
شتابان ہوئے ایران زمین

ہما نے کیا حکم اوس کو کہ ہان
فراہم کرو لشکر بیکران

ارادہ جنھین چاکری کا ہو ہان
تو حاضر شتابی سے ہون بیگمان

وہان جبکہ داراب فرخ گیا
تو وہ لیگیا اوس کو پیش ہما

تو کہنے لگی دل مین اپنے ہما
کہ ہے یہ عجب شخص کس شان کا

لکھا یون کہ اوس کی مقرر رکھو
ہوا جب بھی اس کا زیادہ کرو

شتابان پئے جنگ قیصر ہوا
فرود اک بیابان مین لشکر ہوا

جو داراب کے پاس خیمہ تھا
تو یہ زیر طاق شکستہ گیا

کہ اے طاق رہیو ذرا ہوشیار
کہ خفتہ ہے یان شاہ ایران دیار

سہ بار آئی آواز یان سے یہی
سنی رشنواد دلاور نے ہی

ہما کے پھر اون کا ہو تاجدار
تلے طاق کے خفتہ ہے ایک آ

نہ تہار تھی مردمان کی صدا
یقین ہے کہ تھی غیب سے یہ ندا

جو داراب اوٹھ کر وہان سے گیا
تو وہ طاق ٹوٹا ہوا گر پڑا

کہ دریا مین گازر کے ہاتھ اک روز
لگا ایک صندوق ای نیک زن

صندوق مین جو کچھ بھی تھا
کئی لعل و یاقوت تھے بے بہا

سے خلعت واسپ و خیمہ دیا
کیا اوسپہ صرف لطف و عطا

سپہدار نے قصہ داراب کا
جو پوچھا تو اوسنے مفصل کہا

ما اپنے دلمین کہ ہے بیگمان
پسر شاہ بہمن کا یہ نوجوان

روز دگر قیصر کینہ خواہ
سپہ لیکے آیا سو رزمگاہ

قیصر سے اب جا کے ہو گرم جنگ
یہ سنکر گیا وہ جوان بیدرنگ

ہر شام میدان سے وہ تاجور
سو خیمہ آیا بالفتح و ظفر

نہ ٹھہرے تھا گھر میں غرض وہ جوان
بیابانین پھرتا تھا صید افگنان

یہ بولا امرا ماجرا کر بیان
کیا اوسنے راز نہفتہ عیان

یہ سمجھا جوانمرد فرخ نہاد
کہ ہون مین پسر وہ عالی نژاد

مصمم کیا دلمین عزم سفر
کہ حاصل ہو جمعیت کروفر

حضور ہما سے خجستہ نہاد
سپہدار نامی تھا اک رشنواد

یہ بھیجا پیام اوسنے پھر ہما
کہ مردان جنگی و جنگ آزما

ہوا اسکے داراب مسعود شاد
روانہ ہوا پھر سوئے رشنواد

کہ رکھتی تھی چاکر ہما دیکھکر
پڑی جبکہ اوسپر ہما کی نظر

عیان اسکے رخ سے ہے فر کیان
نژاد کیان سے ہے یہ نوجوان

ہوا جبکہ لشکر فراہم وہان
تو پھر رشنواد دلاور جوان

ہوا نازل اوس دشت باران وہان
گیا ہر کوئی خیمے کے درمیان

گیا خواب مین جبکہ داراب وان
تو آئی ندا غیب سے ناگمان

نگہدار اسکی تو رہیو یہان
کہ بہمن کا فرزند ہے یہ جوان

یہ مردم سے بولا کہ لاؤ خبر
گئے مردمان بس وہین دوڑکر

کہ وہ طاق شکستہ ہے بے سپر
جبکہ دیکھکر دلمین گذرے خطر

وہ بولا کہ لاؤ جوان کو یہان
اوسے آکے تب لیگئے مردمان

حقیقت لگا پوچھنے رشنواد
لگا کہنے داراب فرخ نہاد

جو کھولا تو اوسمین سے پایا مجھے
خوشی سے وہ گھر اپنے لایا مجھے

کیا ماجرا سب مفصل بیان
سپہدار سنکر ہوا مہربان

کہا پھر کہ گازر کو لاؤ یہان
اوسے جا کے لے آئے پھر مردمان

رکھے پھر وہ یاقوت پیش نظر
سپہدار نے اوس کو بھیجا نگر

فزونتر کیا رتبہ داراب کا
وہ رتبہ کہ شایان داراب تھا

تو بولا یہ داراب سے رشنواد
کہ لیکر سپہ اے خجستہ نہاد

ہوا رومیون سے نبرد آزما
بہت فوج کو قتل اوسنے کیا

دلیری یہ داراب کی رشنواد
ہوا دیکھکر دل مین مسرور و شاد

بہت آفرین کی جوانمرد پر
رہا پھر بہم گرم بازار کین
گیا نیزہ لیکر جوان جس طرف
ہراسان ہوئے سر بسر رومیان
جدھر حملہ آور ہوا کینہ جو
گئے روم پھر چلئے ناچار اب
بفضل خدا فتح پاوینگے ہم
ہوئے آکے میدان مین گرم ستیز
ہزاران دلیران کئے غرق خون
کہ یان آن سکین پشیمان ہوا
غرض صلح کرکے وہین پھر گیا
ہما کو لکھا قصہ داراب کا
کیا پھر طلب اوسنے داراب کو

ہوا جلوہ گر جبکہ روز دگر
گلستان ہوا خون سے روز کین
بسان مژہ اوٹھگی صف بصف
لگے کہنے باہم یہ پیر و جوان
پریشان کیا لشکر روم کو
کہ ہرگز نہین تاب پیکار اب
تصرف مین یہ ملک لاوینگے ہم
ہوئی ایک برپا دوان رستخیز
ہوا لشکر روم آخر زبون
پریشان ہوا سخت حیران ہوا
گئے روم فرمانروا روم کا
وہ یاقوت بھیجا حضور ہما
حضور اوسکے آیا جو وہ ناجو

تو لیکر سپاہ گران پھر گیا
جوانمرد داراب ہر چار سو
سر شام تک وان رہی کارزار
عجب نوجوان آج تھا ہم نبرد
وہ ہی سمجھ فیل یا شیر نر
لگا کہنے قیصر کہ بیدل نہ ہو
ہوا جب سحر مہر جلوہ کنان
جہانگیر داراب مرد دلیر
تھینا رومیون کا نہ زنہار کام
جو کچھ چاہیئے مجھسے اب لیجئے
مظفر ہو داراب فرخ نہاد
ہمانے یہ سمجھا کہ ہان ہمگیان
تو وہ دین ہمانے بصد ابتہاج

سو زنگہ مرد جنگ آزما
طرح شیر نر کے ہوا رزم جو
گئے پھر سوے خیمہ انجام کار
مقابل نہین جسکے یان کوئی مرد
کہا پھر یہ قیصر سے اے تاجور
سحر حملہ یکبارگی تم کرو
تو پھر رومیان اور ایرانیان
ستیزندہ میدان تھا مثل شیر
یہ ناچار قیصر نے بھیجا پیام
نہ پرخاش بہر خدا کیجئے
جب آیا تو شادان ہوا رشکو
مرا نور دیدہ ہے یہ نوجوان
حوالے کیا تخت زرین و تاج

جلوس داراب پسر بہمن بر تخت ایران

جہانین بصد جاہ و حشمت ہما
ہوا بعد ازان جلوہ گر تخت پر
بہت خلق پر لطف و احسان کیا
کہا پھر یہ اوسنے بلطف ہنر
شعیب دلاور سپہدار تھا
ہوا دو ہین لیکر سپاہ گران
رہی جنگ قایم سہ روز و شب
ہوا لشکر تازیان سب خراب
سپہ لیکے آیا شہ فیلقوس
دلیران ایران ہوئے سخت کوش
نہ تنہا ہوئے کشتہ تیغ و تیر
پذیرا کیا اوسنے دینا خراج

سپاہ و رعیت کو شادان کیا
تو کر مجھیہ گاندی ترک اب
سپاہ عرب کا وہ سالار تھا
شتابان ہو لشکر سیستان
بروز چہارم شعیب عرب
دلیران ایران ہوئے فتحیاب
خروشان ہوئے ہر دو کوہ و دشت
کئے رومیون کے پراگندہ ہوش
زن و بچہ بھی اونکے کئے اسیر
کہ قایم رہے ملک اور تاج

طلب کرکے گاذر کو پھر زود تر
یکایک سپاہ گران پھر کمین
سواران تازی تو یکصد ہزار
ستیزندہ پھر ہر دو لشکر ہوئے
ہوا کشتہ میدان مین وقت وغا
شہنشاہ داراب نے بعد ازان
بہم ہر دو لشکر ہوئے کینہ خواہ
شہ فیلقوس اور یکسر سپاہ
ہوا فیلقوس آسکے قلعہ بند
دیا شاہ داراب کو بیشمار

رہی ہی دو سال فرمان رو
جہان دار داراب فرخ سیر
عنایت کیا خلعت و اسپ و
شتابان ہوئے سوے ایران زمین
یہ سنکر جہاندار گردون وقار
شتا روم تیغ و خنجر ہو
سب اسباب لشکر کا غارت کیا
کیا جانب روم لشکر روان
ہوئی پھر خون ایک قلزم رزم گاہ
گریزان ہوئی بے قبا و کلاہ
کہ میدان مین تھا اوسکو
زر و گنج و در از رہ انک

کسی نے کہا اے شہ ذوالکرام
شہ روم کی دخت ناہید نام
پری چہرہ اور غیرت ماہ ہے
ہنر اور ہم بزمی شاہ سے

گیا دہن پیغام شاہ جہان
کہ دیجے مجھے دختر دلستان
شہ روم نے با دل پر صفا
کیا دخت کو شاہ سے کتخدا

جہاندار گیتی ستان بود آن
ہوا روم سے تک ایران روان

آزردہ شدن داراب شاہ از بوی دہن ناہید دختر والی روم و فرستادن بخانۂ پدرش و پیدا شدن اسکندر

ہوا شہ جو ناہید سے ہمکنار
تو آئی نہ بوئے دہن خوشگوار
ہوئے چارہ گر اوسکے دانشوران
ہوئی دو لیکن نہ بوئی دہان

ہوا اوس سے ناشاد داراب شاہ
ہوا پھر تو بیزار ہمخواب شاہ
شبستان مین اپنی نہ ہرگز گیا
سوئے فیلقوس اوسکو رخصت کیا

غرض حاملہ تھی وہ رشک قمر
ولیکن نہ داراب کو تھی خبر
شہ روم فرزند رکھتا نہ تھا
عیان حمل اوس کا نہ ہرگز کیا

ہوا جبکہ دختر سے پیدا پسر
کیا اوسکو قیصر نے اپنا پسر
سپاس خداوند لایا بجا
سکندر رکھا نام اوس طفل کا

سکندر رہتا مانند رستم دلیر
جوامرد زور آور آفاق گیر
حکیمون کا وہ تربیت کردہ تھا
کوئی علم باقی نہ اوس سے رہا

ہنر اوسکو از بسکہ تھے خوب یاد
وہ علم و ہنر مین ہوا اوستاد
ارسطوی دانائے فرخ سیر
نقوماخس نامور کا پسر

کہ تھا عقل و دانش مین مشہور عام
سکندر کا ہمدوش تھا صبح و شام
یہ قصہ بیان کا بیان چھوڑیے
سمند قلم کی عنان موڑیے

بس اب آئیے پاستے بار دگر
سوئے شاہ داراب فرخ سیر

رحلت داراب شاہ از جہان و جلوس دارا بر تخت سلطنت

کیا شاہ نے جبکہ ناہید کو
غرض سوئے قیصر نام جو

کیا اک اور چاہے زن گلعذار
ہوئی وہ جہاندار سے باردار
غرض نو مہینے گئے جب گذر
ہوا بطن سے اوسکے پیدا پسر

ہوا شاد دل شاہ داراب کا
ملکزادہ کا نام دارا رکھا
دلیر و خردمند دارا ہوا
ہوئے جب وہ بارہ برس کا ہوا

تو پھر شاہ داراب کشور کشا
روانہ ہوا سوئے دار البقا
رہا چار دہ سال اور چار ماہ
نگہبان عالم شد دین پناہ

رکھا سر پہ دارا نے پھر تاج زر
سر تخت بیٹھا بجائے پدر
فزون جاہ تھا چہرا وہ ماہ سے
بدستور داراب ہر شاہ سے

لیا خسرو نامور نے خراج
دیا اوسکو ہر تاجور نے خراج
دسو شاہ اسکندر آتا نہین
اوسے تخت پر اب بٹھاتا نہین

نشستن اسکندر بر تخت روم بجای فیلقوس و لشکر کشیدن سوی ایران بجنگ دارا

گیا فیلقوس اس جہان سے گذر
سکندر نے سر پہ رکھا تاج زر
فقط روم مین کچھ نہ تھا حکمران
سکندر ہوا بادشاہ جہان

ارسطوی دانشور بے نظیر
ہوا شاہ کشورستان کا وزیر
ارسطو فلاطون کا شاگرد تھا
خردمند دانا و صاحب ذکا

بافزونی لشکر و ملک و مال
سکندر جہان مین تھا فرخندہ حال
فرستادہ دارا کے ایران گیا
یہ پیغام لایا کہ باعث ہی کیا

جواب تک نہین تو نے بھیجا خراج — مناسب ہے یہ جلد بھیجا خراج
ندے ہاتھ سے راہ و رسم پدر — ہماری اطاعت سے مت پھیر سر

سکندر نے شکر یہ پاسخ دیا — شہ فیلقوس اب جہان سے گیا
جو دیتا تہا ہر سال تجکو خراج — ولے مجسے مت ہو تو خواہان ہیچ

خدا نے دیا مجکو جاہ و حشم — سے چرخ پہونچا دن گا مین علم
مرے پاس ہے لشکر بیکران — زر و زور و شمشیر گیتی ستان

مجھے عزم یہ ہے کہ ای نامجو — مسخر کرون ہفت اقلیم کو
یہ لازم ہی تجکو تو بھیجے خراج — رہے ورنہ تیرا نہ اورنگ و تاج

خبردار کرتا ہون تجکو خبر — سپہ لیکے آیا بعد کر و فر
ہوا ایلچی لیکے نامہ روان — سکندر ادہر سے سپاہ گران

چلا لیکے اقصای ایران کی سمت — چلے شیر جیسے نیستان کی سمت
یہ دارا کو جس وقت پہونچی خبر — وہ ہمجاہ بھی فوج کو جمع کر

سکندر جہاندار گیتی ستان — پہنکے لباس فرستادگان
گیا پیش دارا کے فرخ تبار — کہا جا کے دارا سے اے شہریار

سکندر نے بھیجا ہے تجکو پیام — کہ مجکو نہین ملک سے تیرے کام
ارادہ یہ ہے سیر دنیا کرون — مہ و مہر سان گرد عالم پھرون

تو آیا ہی کیون کر کے سامان بزم — نہین ہے نہین مجھے تجسے توان رزم
ذرا ملک سے دیکے کردو تو مجکو رہا — کہ گذرون شتابی سے لیکر سپاہ

اگر خواہ ناخواہ ہی عزم جنگ — تو یان بھی ہی موجود تیغ و تفنگ
جو شوخی سے پیغام اوسنے کہا — تو حیرت مین دارای ایران گیا

لگا کہنے دارای فرخ نہاد — ترا نام کیا اور کیا ہے نژاد
یہ چہرہ یہ قامت یہ شوکت یہ شان — ہما نہین یہ کہے کون ہی جز کیان

مگر ہے تو اسکندر نامور — کہ آیا ہی یان بنکے پیغامبر
وہ بولا کہ میرا وہان کیا شمار — بہت مجسے ہین جا کر شہریار

سکندر نہین ہے یہ خرد اسقدر — کہ اس طرح آئے مخالف کے گھر
طلب شہ نے پہر جام و مینا کیا — فرستادہ کو بہر کے ساغر دیا

پیا اوسنے صہبای گلفام کو — ولے پاس اپنے رکہا جام کو
یہ دارا نے پوچھا کہ باعث ہی کیا — تہی کر کے ساغر جو تو نے رکہا

وہ بولا کہ اے خسرو نیکنام — یہ ہے ملک مین اپنے آئین عام
کہ پہر بار ایسا دسکو کرتے نہین — فرستادہ کو دیکے پہر ساتگین

لگا کہنے ہنسکر شہ نامجو — کہ اک جام تم لاکے اب اور دو
غرض اوسنے دانسنے لی جام بہ — ہر اک جام زر تہا جواہر نگار

رکہا لا کے خوان جب بوقت شام — سکندر بہی کہانے لگا وان طعام
کسی نے سکندر کو پہچان کر — جہکایا طرف گوش دارا کے سر

ولے دو دین اسکندر نامدار — یہ سمجہا کہ راز اب ہوا آشکار
شتابی سے اوٹھکر ہوا بس روان — طرف اپنے لشکر کے آیا دوان

عقب اوسکے دارا نے بھیجے سوار — دلیران پرخاش جو کینہ زار
شب تیرہ تہی راہ گم کر گئے — وہ ناکام ناچار یکسر گئے

سکندر نے چار روز جام طلا — ندیمون کو دکھلا کے اوس نے کہا
کہ حق مین ہی میرے مبارک یہ فال — یقین ہی کہ دارا سے لون ملک و مال

کیا مینے معلوم یہ جا کے وان — کہ دارا کے ہی پاس فوج گران
ولے ساتھ میرے نہین تاب جنگ — میسر مجھے فتح ہو بے درنگ

کہ میرا نگہبان آفرین یار ہے — شب و روز میرا مددگار ہے
غرض جنگ پیکار پائی قرار — نہ ٹھہری بہم آشتی زینہار

جنگ کردن دارا با سکندر سہ مرتبہ و شکست خوردن ہر سہ بار و ظفر یافتن سکندر

ہوا مہر رخشان جو روز دگر — دو لشکر مقابل ہوے آن کر
ادہر تو سکندر صف آرا ہوا — ادہر گرم پیکار دارا ہوا

خروشان ہوئی نای ترکی وہان ۔ گیا برق کا آسمان پر فغان
نکلے رجو کینہ خواہان ہسیم ۔ گئے تیغ بر بندونے قلم
ہوئے سینے وقف خدنگ کمان ۔ ہوئے غرق خون مرد جنگ آزمان
رہا سات دن گرم بازار کین ۔ گئی بہہ خون تا چرخ برین
ہوا آٹھوین روز دارا تباہ ۔ پریشان ہوئی اوسکی یکسر سپاہ
گریزان وہ دارا کی فوج صفات ۔ گیا تالب رود بار فرات
گئے رومیان بھی تعاقب کنان ۔ ہزاروں ہوئے کشتہ ایرانیان
میسر جو یہ فتح نصرت ہوئی ۔ تو حاصل سکندر کو فرحت ہوئی
دگر بار کر کے فراہم سپاہ ۔ سکندر سے دارا ہوا کینہ خواہ
سپہ لیکے آیا سوم بار پھر ۔ ہوا آن کے گرم پیکار پھر
ولیکن نہ اقبال یاور ہوا ۔ تباہ و پراگندہ لشکر ہوا
ہوا آکے ہر بار دارا خراب ۔ سکندر تو اترا ہوا فتحیاب

رواج دادن سکندر سکہ خود در ایران و رسیدن دارا مرتبہ چہارم برای جنگ و باز تباہ شدن

ہوا جب مظفر بفضل خدا ۔ سکندر جہاندار کشور کشا
ہوا مالک تخت و تاج کیان ۔ کیا سکہ ایران میں اپنا رواں
کیا شہ نے ایرانیوں کو تمام ۔ بصد گونہ لطف و کرم شاد کام
تکرتا تھا دارا یہ لطف و عطا ۔ سکندر نے ساتھ اونکے جو کیا
سکندر یہ کہتا تھا ہر ایک سے ۔ کہ بیگانہ تم مت سمجھنا مجھے
تمہارا ہوں شہزادہ ای مردمان ۔ کہ ہوں پشت دارا سے بیگمان
نہیں غیر میں وارث تخت ہوں ۔ جوانمرد ہوں اور جوان بخت ہوں
رہو شاد تم جمع خاطر رکھو ۔ اطاعت مری جان و دل سے کرو
تمہیں لطف و شفقت سے شاداں کرون ۔ شب و روز مرہون احسان کرون
یہ سنکر حضور جہانگیر شاہ ۔ ہوئے آکے حاضر سران سپاہ
جو دارا کے ایران نے دیکھا وہان ۔ لگے جانے ہر روز ایرانیان
یہ بولا کہ ای مرزبان بیشتر ۔ زبون تم سے ہو کر رومیان سربسر
اوراب یون ہوئے ہاے یکسو دلیر ۔ نہیں گردش چرخ سے کچھ گزیر
تو مکر سے یہ نہیں گفتگو ۔ جو کرتا ہے اسکندر کینہ جو
فریب اوسکے مت کھائیو زینہار ۔ وگرنہ کریگا تمہیں سخت خوار
زن و بچہ ہونگے گرفتار بند ۔ بہت تمکو پہونچیگا اوس سے گزند
وہ ہر دم موافق جو دارا سے تھے ۔ یہ دارا سے اسوقت کہنے لگے
کہ ہم رومیوں سے ہیں پھر رزمخواہ ۔ کریں جہد ای شاہ گیتی پناہ
جہاندار دارا پھر آیا ادھر ۔ لے جنگ اسکندر نامور
سکندر بھی آیا بہ فوج گران ۔ ہوئے گرم پیکار جنگ آوران
ہوئی تیغ رانی وہاں اسقدر ۔ کہ صحرا ہوا بحر خون سربسر
بشمشیر و خنجر سر وکار تھا ۔ قیامت کا دان گرم بازار تھا
سواران ایران نے وقت وغا ۔ دلیرانہ جہد فراوان کیا
ولیکن تھی دارا کی برگشتہ بخت ۔ ہوا وہ پراگندہ و خوار سخت
نصیب اونکے پھر بھی ہزیمت ہوئی ۔ قرین فوج ایرا کی شامت ہوئی
گریزندہ ہوکر بحال خراب ۔ گیا سوئے اصطخر دارا شتاب
سکندر جو دنبال اوسکے گیا ۔ تو وان بھی تہ زنہار دارا ہوا
زن و بچہ و طفل ایرانیان ۔ ہوئے قید سر پنجۂ رومیان
جو آتا تھا پیش شہ دادرس ۔ زن و بچہ ملتی تھی پھر اسکو بس
سکندر نے بڑھکر یہ پیغام دیا ۔ کہ گر تو مرے پاس آوے شہا
تو دونوں ملک ایران سراسر تجھے ۔ مبارک ترا تخت و افسر تجھے
جہان سے میں جاؤن قرین ظفر ۔ کروں ملک گیری کو سوئے دگر
بزرگان و گردان ایران دیار ۔ یہ دارا سے بولے کہ ای شہریار
سکندر سے جا کر ملاقات کر ۔ کہ پھر ملک قائم رہے سربسر

وہ بولا نہیں لائق سروری / کہ دن ہو سکندر کی فرمانبری

غم جان نہیں مجکو زنہار ہی / وے طاعت رہیان عار ہی

لکھا تو رہنمی کو یون بعد ازان / کہ ہون مین ستم دیدہ آسمان

کہئی یار میرا جہان مین نہین / تو بہر خدا ہو ممد و معین

کشتہ شدن دارا از دست وزیران و نکاح دخت دارا با سکندر

یہ دارا کو اسنے لکھا پہر جواب / کہ پہونچا یہان آپکو تو شتاب

جو پہونچی خبر پیش شاہ جہان / کہ دارا کو ہے عزم ہندوستان

کئے بند پہر چار سو رہگذر / سواران جنگ آتا پہچکر

سپہدار دارا کے تہے دو دگر / ستم پرور و بد نہاد و شریر

کہ نام ایک ظالم کا تہا ماہیار / اور اس دوسرےکا تہا جانوسپار

لگے کہنے باہم کہ اقبال شاہ / گیا اور لشکر ہوا سب تباہ

کوئی دن کو ہوگا گرفتار بند / کہ اب پہر گیا اس سے چرخ بلند

یہی مصلحت ہے کہ بس بیدریغ / شہنشاہ کو کیجئے زیر تیغ

کہ ہو شاد اسکندر نامدار / فزونتر ہمارا ہو عز و وقار

دکھا الغرض ظالمین نے روا / خداوند نعمت پہ جور و جفا

کہین راہ مین رات کو ایکبار / جدا اپنے لشکر سے تہا شہریار

نتہا پاس دارا کے کوئی سوا / فقط تہے وہی دو لعین نابکار

یہ ہنگام فرصت جو آیا نظر / تو پہر ایک نے شاہ کے سینے پر

روان تیز خنجر کیا بیدریغ / رہا دوسرے نے کیا زخم تیغ

لگے زخم کاری تو پہر تاجور / گرا پشت زین سے وہین خاک پر

خبر کی سکندر کو یہ بعد ازان / کہ دارا کو ہمنے کیا قتل یان

گیا پہر شہنشاہ با پیچ و تاب / سو مقتل شاہ دارا شتاب

ہنوز اوسکے قالب مین باقی تہی جان / کہ پہونچا جہاندار گیتی ستان

سکندر نے گھوڑے سے وہین اوتر
رکھا اپنے زانو پہ دارا کا سر

کئے چشم سے اپنی آنسو روان
ہوا اور دست سے اوسکے نالہ کنان

سکندر کو دیکھا جو بالین پر
تو سینے سے کی آہ دارا نے سر

سکندر یہ بولا کہ ای تاجدار
نتھی یہ تمنا مجھے زینہار

کہ دیکھون تجھے اسطرح سرنگون
تنی خستہ سرتاپا غرق خون

یہان سے مین لیجاؤن اب اپنے گھر
تجھے مہد زرین مین کر جلوہ گر

کرون چارہ سازی تری زخم کی
جو حاصل شفا ہو تو باصد خوشی

بٹھا تجکو ایران کی پھر تخت پر
شتابان یہان سے ہون سوے دگر

سنا مینے مان سے کہ یعنی بہم
پسر اک پدر کے ہین تم اور ہم

مجھے اسلئے درد و غم ہی بڑا
کہ تو ہے حقیقی برادر مرا

کشندونکو تیرے کرونمین ہلاک
ملاؤن ہر اک کو تہ خون و خاک

یہ کہکر لگا رونے پھر زار زار
ہوا درد و غم سے بہت بیقرار

سکندر سے دارا یہ کہنے لگا
کہ زاری و گریہ سے کیا فائدہ

گذر اب گیا چارہ سازی کا کام
مرا کام یعنی ہوا بس تمام

خدا نے کیا تجکو شاہ جہان
تو کر بادشاہی بصد فر و شان

شہا تیری گفتار شیرین سے اب
غم و درد دم سے ہوا دور اب

بآرام جاتا ہون سوے عدم
تو رہ اس جہان مین بجاہ و حشم

وصیت کرون مین تجھے کچھ اگر
پذیرندہ ہووے تو اے تاجور

سکندر یہ بولا بروے صفا
کہ لاؤن ترا حکم یکسر بجا

لگا کہنے دارا کہ اے بادشاہ
مرا ننگ و ناموس رکھنا نگاہ

مری دختر اک روشنک نام ہے
پری چہرہ مہوش گل اندام ہے

اوسے عقد مین اپنے لانا ضرور
اگر بطن سے اوسکے پیدا ہو پور

تو اسفندیار اوسکا رکھیو تو نام
مری روح کو کیجیو شاد کام

نہ برہم کوئی رسم ہو زینہار
یہ ملحوظ رکھنا تو لیل و نہار

کہ قایم رہے دین لہراسپ ہ
رہ و رسم و آئین گشتاسپ شاہ

سکندر سے دارا نے جو کچھ کہا
سکندر نے یکسر پذیرا کیا

رکھا اپنے دہن پر سکندر کا ہاتھ
لگا کہنے دارا کہ فرخ صفات

کہ رخصت ہوئی تجسے جان حزین
نگہدار تیرا ہو جان آفرین

ہوئی چشم دارا کی جب قت بند
لگا رونے اسکندر ارجمند

کیا چاک جامہ ہوا نوحہ گر
اوسے مہد زرین مین پھر ڈالکر

پیادہ ہوا پیش تابوت شاہ
کیا لاکے مدفون سو دفنگاہ

سر دار کھینچا پھر از روے کین
کشندون کو دارا کے شہ نے وہین

بزرگان ایران ثناخوان ہوئے
دل و جان سے محکوم سلطان ہوئے

سکندر نے مرہون احسان کیا
بلطف و کرم سبکو شادان کیا

سوے مادر روشنک بعد ازان
کیا نامہ بر دیکے نامہ روان

لکھا روشنک کو یہان بھیجدو
کہ جون شمع روشن کرے بزم کو

روان اوسنے اوس ماہوش کو کیا
حضور جہاندار کشور کشا

پرستار ساتھ اوسکے تھین گلعذار
زر و گوہر و لعل تھے بے شمار

جہاندار بر طبق آئین و دین
ہوا کتخدا ساتھ اوسکے وہین

رہا شہر ایران مین تکچند شاہ
سوے ہند پھر وانسے کھینچی سپاہ

رفتن اسکندر طرف ہندوستان و حاضر شدن کید ہندی

شہ ہند تہا کید اک نامور
اوسے خواب پر ہول آیا نظر

حکیمون سے پوچھی جو تعبیر خواب
کسی سے نہ کچھ راست آیا جواب

کہا مردمان نے کہ درویش ایک
خردمند و صاحبدل و مرد نیک

بیابان مین رہتا ہے مہران ہے نام
کہیگا وہ تعبیر شاہا تمام

حضور اوسکے پھر کید ہندی شتاب
کہ ایوان بلند اور سدہی کلان
دوم شب یہ دیکھا کہ ہی جلوہ گر
اوسے کھینچتے ہین ہم مرد جابجا
تو پھر ایک ماہی ہوئی جلوہ گر
شب پنجم اک شہر آیا نظر
ششم روز سویا جو ہنگام شب
سو آزردہ جان سے ہین پیل و تہلب
شب ہفتم اے پیر مرد کہن
سر خم ہشتمین شب کو آئے نظر
نہ کم آب ہوتا ہے ان کا ذرا
وہ کہاتی ہی تسپر بھی لاغر ہی تن
بیان کیجئے مجھسے تعبیر خواب
تو زنہار مت ہو جیو گرم جنگ
خردمند دانا و عاقل طبیب
ندی گرمی آتش آفتاب
تو دنیا سکندر کو یہ ہر چہار
دیا مرد درویش نے یہ جواب
وہ ہاتھی ہے اسکندر نامدار
یہان سفلہ اک بادشہ آئیگا
اوسے کھینچتے ہین جو دو مرد جابجا
جو وہ ایک آئیگا یان بعد ازان
حکیمون کا مذہب کرے آشکار
وہ تشنہ جو آیا نظر پھر تجھے
گریزندہ خلق اوسسے یان ہوویگی

گیا اور کہا اپنا یکدست خواب
اور اک خرد سو راہ بھی ہی دہان
کوئی نوجوان جیسے اورنگ پر
وے پارہ ہوتا نہین زنہار
گریزان ہوا اوس کو وہ دیکھکر
کہ ہین کور دان مردمان سر بسر
نظر ایک آیا مجھے شہر تب
شب و روز پر غم ہین رنجور دار
نظر اسپ آیا کہ ہین دو دہن
دو پر آب ہین اک تہی سر بسر
نہم شب نظر مجکو پھر یہ پڑا
وے فربہ گوسالہ کا ہی بدن
کہ دیسے مرے دور ہو اضطراب
غرض آشتی کیجیو بید رنگ
قدح ایک تحفہ عجیب و غریب
رہے سرد ہرگز نہو گرم آب
تجھے ملک بخشیگا وہ تاجدار
کہ سب سے پہلے ونکی یہ تعبیر خواب
ترے شہر سے جو کریگا گذار
خرابی ترے ملک مین لائیگا
کردن اوسکی تعبیر مین آشکار
کریگا وہ آئین موسی روان
کرین اوسکا آئین سب اختیار
گریزندہ ماہی ہی اور آب سے
یہ خواب چہارم کی تعبیر تھی

کہا یون کہ اے پیر فرخ سیر
اور اک پیل مست آکی اوس کا ہی یان
سوم شب مجھے خواب آیا نظر
شب چارم اک شخص ہی تشنہ لب
عقب اوس گریزندہ کی ہی شتاب
بسان بصیران ہین مصروف کار
کہ رنجور ہین یک قلم ساکنان
اونہین دیکھکر کسلمند اون اوداس
وہ کہاتا ہی دو دہن سی آب گیاہ
تہی کو وہ بہرتے ہین ہر چند پر
کہ اک گاو مادہ ہی گوسالہ دار
دہم شب کو اک چشمہ آیا نظر
وہ بولا کہ اسکندر نامدار
وہ دختر پری چہرہ اور اک وزیر
کہ گر اوس کو کرکے لیا لب بہو
غرض تیرے پاس ہر چار چیز
کہا کید ہندی نے یہ بعد ازان
کہ وہ خانہ دنیا ہی اے نامور
یہ پھر تو نے دیکھا جو رو نہ دگر
سوم شب جو کریاس آیا نظر
کہ دہقان آتش پرست آئیگا
پھر اوس ملک مین آویگا مرد نیک
پھر اوس ملک مین اہل دین آئیگا
رسول خدا ایک آئیگا یان
شب پنجم آسے جو کوران نظر

شب اول آیا یہ مجکو نظر
گیا پھر نکل ہو کے سوراخ مین
کہ گر یاس ہی اے خجستہ سیر
وہ آیا کنارے پہ دریا کے جب
روانہ ہوئی واں سے ماہی سوے آب
نہین غم ہی کوری سی کچھ زنہار
اور اچھے بھلے ہین جو بعضے کسان
خبر لینے آتے ہین ہر اک کی پاس
ولیکن نہین اوسکے سرگین کی راہ
نہین ہوتے اوسکے کناری بھی تر
کہ گوسالہ کا شیر لیل و نہار
کہ لب اوسکے ہین خشک و اطراف تر
ترے ملک مین آئیگا ایکبار
کہ اختر شناسی مین ہی بی نظیر
تو زنہار آب قدح کم ہو
کہ ہین طرفہ اے شاہ والا تمیز
کہ تعبیر ہر خواب کیجیے عیان
اور اوسمین وہ سوراخ ہی تیر لکھر
کہ اک مرد بیگانہ سے تخت پر
سمجھ تو خدا اوس کو اے نامور
رواج اوسکا دین پہلی یان پائیگا
حکیم خردمند یونانی ایک
رہ حق پرستی وہ پھیلائے گا
کریگا ہدایت بلب تشنگان
کہ محفوظ کوری سے ہین سر بسر

زمانہ اک آویگا سکہ سو دو زیان
نہ رنہار سمجھین ذرا مردمان

کرے کور چشم کسان ازنگار
نہ فہمید ہو کچھ او نہین زینہار

ششم شب جو تجکو آئے نظر
کہ پوچھے تے آچھے بہلو کی خبر

زمانہ اک آوے کہ دانشوران
سراسر ہون محتاج بیدانشان

زمانہ او نہین سخت حیران کرے
تمسخر ہنرور سے نادان کرے

جو دیکھا شب ہفتم اسپ دو سر
یہ تعبیر اوسکی ہے اے نامور

کہ آوے زمانہ اب اس طور کا
کہ لطف و مدارا نہووے ذرا

دو چندان ہو ہر ایک حرص و امل
یہ چاہے کہ سب ست کر کی دغل

وہان مین ہر اک چیز کو لیجیے
نہ اک حبہ محتاج کو دیجیے

جو دیکھا شب ہشتم ابر نیک
کہ برسین وہ خم اور خالی ہر ایک

زمانہ کوئی آوے اسطرح کا
دو حصہ تو آنگر ہو لینے شہا

تہیدست اک حصہ ہووے جہان
زر و سیم برسائے گر آسمان

تہیدست کو تو بھی سیری نہو
فزون تر ہو خواہش تہیدست کو

نہم شب کو دیکھا جو تونے شہا
کہ کھاتی ہے وہ شیر گوسالہ کا

حریص اتنے دنیا مین ہووین عیان
کہ مسکین سے خواہش رکھین ہر زمان

دہم شب جو آیا نظر تجکو خواب
کہ اک چشمہ ہے خشک گرد اسکے آب

جو اوس چشمہ سے آب چشمہ کو لین
تو آئے نہ پیمانہ دست مین

زمانہ جو بعد اوسکے ہوگا عیان
اوسی عصر مین ہوگا اک حکمران

بڑھی عقل و فرہنگ سے سربسر
رہیگا وہ سلطان عالی گہر

رعایا نپائیگی اوس سے پناہ
جہان ظلم سے اوسکے ہوگا تباہ

کبھی فیض اوسکا نہ ہوگا عیان
نہوئیگا نیکی کا اوسمین نشان

زمانہ کریگا یونہین انقلاب
رہیگا اسی طرح عالم خراب

یونہین تازہ اک عہد پھر آئیگا
کہ ہوگی نئی فتح افسر نیا

مآل اوسکا ہوگا یہ اے نوجوان
نہ لشکر نہ سلطان کا ہوگا نشان

سکندر ہے اس عہد کا بادشاہ
کہ ہے وہ شہنشاہ عالم پناہ

سکندر کا نامہ یہ پہونچا وہین
کہ ہو آسکے سو ردآفرین

کیا مینے ہندوستان مین گذر
ملاقات بہتر ہے اے تاجور

لکھا کید ہندی نے پھر یہ جواب
کہ اے بادشاہ ثریا جناب

ارادہ نہین اور جز جاکری
کرون نہین دل و جان سے فرمانبری

کرون پیشکش تیرے اب چار چیز
تو رکھنا او نہین جان و دل سے عزیز

کہ ہر ایک دنیا مین ہے بیمثال
نہین دوسری ایسی خوشخصال

ترے پاس آوین تیرے ذی نیاز
تمہے لطف سے تا کہ ہون سرفراز

غرض چار چیزین کہ تہین بینظیر
قدح اور دختر طبیب و وزیر

سو شاہ بہیجین خوشی سے شتاب
ہوا شادمان شاہ عالیجناب

سکندر نے دیکھی جو وہ دلربا
کیا ساتھ اپنے اوسے کتخدا

پیا ہاتھ سے دلربا کے دہ جام
ہوا اوجل سے اوسکے دل شادکام

گیا کید پھر تاجور کے حضور
شتر بار ور لیکے با صد سرور

دیا جب سکندر کو گنج و گہر
سکندر نے بخشا اوسے سربسر

سکندر سے پھر کید رخصت ہوا
قرین نشاط و مسرت ہوا

سو فور ہندی ہوا بہر روان
سکندر رہا نزد گیتی ستان

رفتن اسکندر در قنوج و لشکر کشیدن فور بادشاہ قنوج بجنگ سکندر و کشتہ شدن او و فتحیاب شدن اسکندر

سکندر نے نامہ لکھا فور کو
کہ تو آ کے حاضر مرے پاس ہو

لکھا اوسنے پاسخ کہ اے تاجور
گیا کشتہ دارا کو تو تے اگر

لکھا کیا ہوا کیا ہے اتنا غرور
نہین تجھسے مجکو خطر زینہار
دلیرانہ میدان مین آن رزمخواہ
سواران جنگی تھے اسی ہزار
سکندر کے ہمراہ تھے چل ہزار
غرض تھے حضور شہ نامدار
سواران جنگی تھے ستر ہزار
نہ ہمراہ تھے صرف جنگی سوار
سکندر سے مردم یہ بیجے وہین
ارسطو کو کرکے طلب زود تر
شکم اوس کا یکدست خالی رکھا
وہ اسپ سوار اوسپہ قایم کیا
تو اب خوب سی اسمین آتش لگا
بسوی سپہر برین ایکبار
بنائے پھر اوس طرحکے یکہزار
جو دیکھا وہ گردون وہ اسپ سوا
وہین مردمان نے کیا آشکار
حقیقت سی اوسکی ذرا زینہار
اودہر سے جو اون کی یکبارگی
سواران ہندی و پیلان مست
رہا شام تک گرم بازار جنگ
سحرگاہ پھر دو رجنگی سوار
اودہر تھی جنگ آے دو پہلوان
جو پھر فوج ہو گرم بازار کین
ہوا سب یہ ہواے شہ سرفراز

تو مت آگکو اسقدر کھینچ دو
مرے پاس ہے لشکر بیشمار
کرون لشکر دمیان کو تباہ
از انجملہ ایرانیان سی ہزار
نبرد آزمایان خنجر گذار
سواران ہندوستان دہ ہزار
جوانان جنگی و مردان کار
کہ پیلان جنگی بھی تھے نہ ہزار
کہ پیلان سرکار جنگی نہین
ہوا چارہ جو خسرو نامور
سراسر اوسے نفط سے پر کیا
کئے بستہ گردن سی پھر بادپا
ارسطو کا وہ حکم لایا بجا
اڑا دو ہین گردون و اسپ و سوار
نہ تاخیر کی جنگ مین زینہار
ہوا بس وہین فوجیان کار زار
کہ یہ توپخانہ ہے اے نامدار
نہ واقف تھے از بسکہ سپاہ ہندی
عقب سے جو گردون کے دامان لگی
گریزان ہوئے کہا کے یکبار شکست
سر و سینہ تھا وقف تیغ و خنجر
سپہ لیکے آیا لب کارزار
ادہر بہت ہون مرد لشکر جوان
تو ہووے ہلاک ایک عالم جوان
کہ ہم تم ہون تنہا بہم رزم ساز

نہ رکھتا تھا مردی و مردانگی
نہو مجسے خواہان فرمانبری
یہ سنکر ہوا پر غضب بادشاہ
دلیران مصر و سامان رزم
سوا اسکے تھی ہند کی فوج بھی
نکل فور ہندی بھی قنوج سے
پے کینہ خواہی تھی ایکدل تمام
یہ پیلان جنگی جو آئے نظر
مخالف کے ہاتھی ہین جنگ آزما
ہنر دو ہین اوسنے کیا آشکار
وزیر خردمند نے بعد ازان
ہوا جبکہ میدان مین گردون روان
وہ آتش لگی اوسمین جسم ہاتیان
ہوا تیرہ رو جب سپہر بلند
ہوا گرم بازار پیکار وان
خبر لانیوالون سے پوچھا کہ ہان
حکیمون نے اوس کو مہیا کیا
ہوئے سبکے گردون وہ حملہ کنان
جو پھر سر بسر نفط روشن ہوئی
فراہم وہ لے کرکے پھر فوج کو
ہوئی جنگ موقوف ہنگام شب
سکندر نے اوس کو یہ بھیجا پیام
ہزارون سواران پیکار جو
بس اب سوچ اپنے دلمین ذرا
کرے جسکو امید انھین فیروز بخت

اطاعت تری کید ہندی نے کی
کہ رکھتا ہو نہین عزم جنگ آوری
گیا ہے قنوج لیکر سپاہ
کہ فولاد ہو جنکی ہیبت سے موم
شہنشاہ عالم نے جا کر جبھی
مقابل ہوا شاہ کی فوج سے
نبرد آزمایان جویائے نام
تو فوج سکندر ہوئی پر خطر
بہلا کس طرح جنگ کیجے شہا
بنایا اک آہن کا اسپ سوار
کیا ایک طیار گردون کلان
ارسطو یہ بولا جہان سی کہ ہان
حرارت عظیم اک اوٹھا ناگہان
ہوا دیکھکر خوش شہ ارجمند
لگے کشتہ و خستہ ہونے بجان
یہ کیا ہے کرو مجھسے آگے بیان
یہ اسباب ہی رزم و پیکار کا
نہ ہرگز کیا دلمین کچھ خوف جان
زمین یک قلم مثل گلخن ہوئی
سپہدار ہندی ہوا رزم جو
دلیران گئے پھر سوے خیمہ سب
کہ تو ہے شجاعت مین مشہور عام
ہوئے کشتہ و خستہ کل ہر دو سو
کہ ضایع ہون کیون یہ بندگان خدا
وہ ہو مالک کشور و تاج و تخت

سپہدار ہندی نے بہیجا جواب / کہ بہتر ہے اے شاہ عالیجناب
جدا ہو کے لشکر سے میدان میں آ / کہ تنہا ہوں میں تجھ سے جنگ آزما
اودہر سے سکندر غرض مثل شیر / اودہر سے گیا فور ہندی دلیر
وہیں کہینچکر فور ہندی نے تیغ / رواں کی سوئے شہ بیدریغ
نہ لیکن ہوئی کارگر زینہار / نگہدار تہا شاہ کا کردگار
کیا شاہ نے جبکہ وقت ستیز / رہا فور پر زخم شمشیر تیز
دوپارہ ہوا کتف سے تا کمر / گرا فور ہندی نگوں خاک پر
مظفر ہوا خسرو ارجمند / کہ تہا یار اقبال و بخت بلند
جو تھے نامداران ہندوستان / طلب شہ نے اون کو کیا بعد ازان
دلاسا بہت دیکے اونسے کہا / کہ اندیشہ مت کیجیو تم ذرا
کرون فور ہندی سے میں بیشتر / مراعات و الطاف ہر ایک پر
حوالے تمہیں کرکے ہندوستان / بسوئے دگر ہوں میں یانسے رواں
یہ سنکر ہوئے سر بسر نامدار / ثناخوان شاہنشہ کامگار
سخنہائے شیریں سے مسرور ہو / وہیں لیگئے قلعے میں شاہ کو
در گنج و لعل و گہر وا کیا / نشان خسرو دادگر کو دیا
ز روئے کرم شاہ نے سر بسر / عنایت کیا اون کو وہ گنج و زر
سدرک ایک سردار کا نام تہا / کہ سالار تہا فور کی فوج کا
بٹہایا اوسے تخت زرکار پر / کیا یعنی قنوج کا تاجور

رفتن سکندر بزیارت مکہ معظمہ و آمدن در مصر و از مصر طرف ملک اندلس رفتن

سکندر جہاندار عالم پناہ / سنا شہر قنوج میں تین ماہ
کسی نے کیا شاہ سے یوں بیان / بنایا خلیل اللہ نے اسکا ن
کہ کعبہ ہی نام اوسکا مشہور عام / پرستشگہ خلق بیت الحرام
زیارت کی سنکر ہوئی آرزو / روانہ ہوا خسرو نامجو
سماعیل مرد خجستہ سیر / کہ گذرا ہے پیغمبر نامور
نبیرہ تہا اوسکا جو نصر قتیب / شریف اوس مکانکا تہا وہ حق نصیب
سکندر جو پہونچا تو با صد سرور / وہ نصر قتیب اوسکے آیا حضور
سکندر نے نذر و نیاز اوسکو دی / بہت اوسکی تعظیم و تکریم کی
زیارت کو پہر ساتہ اوسکے گیا / پیادہ جہاندار کشورکشا
سماعیلیان پہر ہوئے دادخواہ / کہ نسل جراعہ سے اے بادشاہ
لیا ہمیں ہمسے حجاز و یمن / تو ہو دادرس زیر چرخ کہن
شہنشاہ عالم نے پہر زود تر / جراعہ کی اولاد کو قتل کر
سماعیلیان کو حجاز و یمن / دیا اور وہیں بادشاہ زمن
سو کشور مصر داں سے گیا / ملا آن کے بادشہ مصر کا
سکندر رہا مصر میں ایک سال / ہوا لشکر شاہ آسودہ حال
روانہ ہوا مصر سے بعد ازان / سو ملک اندلس آیا دواں
زن ہوشمند ایک قیدافہ نام / پری چہرہ و رشک ماہ تمام
سپہدار اقلیم اندلس تہی / رکہے سر پہ تہی تاج فرماندہی
فراوان تہا اوسکا حشم اور جلو / گیا ایلچی بنکے واں بادشاہ
گیا جبکہ اسکندر نامجو / تو پہچان اوسنے لیا شاہ کو
سکندر سے بولی زن ہوشیار / تو ہی شاہ اسکندر نامدار
مری جنگ سے اب رہائی نہیں / شہنشاہ پاسخ یہ بولا وہیں
کہ میں بندۂ شاہ آزادہ ہوں / سکندر نہیں ہوں فرستادہ ہوں
شبیہ جہاندار کرکے طلب / سکندر کے دی ہاتہ میں اوسنے تب
سکندر ہوا دیکہکر سہمگیں / ہوا رنگ چہرہ کا پران وہیں
دلاسا بہت دیکے وہ نازنین / یہ بولی کہ اے بادشاہ زمین

کہین اور اس طرح مت جائیو
مگر خاطر اپنی تو رکھ جمع یان
اگر کینہ ہو کچھ تو کر دے سے دور
لگا کہنے پھر شاہ کیوان علم
نہ من ہاتھ سے رسم و راہ وفا
سکندر رہوا اوس سے رخصت طلب
وہان سے غرض بادشاہ زمان

بلا سر پہ اپنے تو مت لائیو
نہ ہرگز کرون راز تیرا عیان
تو سوگند کر یاد میرے حضور
کہ دین اور ایمان کی مجکو قسم
کرون تجکو مرہون لطف و عطا
رہا وان نہ زنہار ہنگام شب

کہ پنہان نہ ہرگز ہوا آفتاب
نہ آسیب پہونچا نہین کچھ تجھے
کہ ہرگز نہ مجھسے کرے کچھ بدی
ترا مین بد اندیش ہرگز نہین
یہ قیدافہ بولی کہ اے تاجور
بہت تحفے اوس پاس بوغش نے

رچے بادشاہان عالیجناب
تو فرمانبر اپنا سمجھ اب مجھے
نہ چھوڑے تو رسم و رہ نیکوی
تو رکھ جمع خاطر کو اے نازنین
مے گھر تو کر جمع شبکو سحر
سکندر نے یکسر پذیرا کئے
پھر آیا سوے خیمہ شاہ جہان

داستان قصد نمودن سکندر برای

سیر جہان و رفتہ رفتہ رسیدن در ظلمات و محروم برگردیدن از آنجا

و طیار نمودن سد سکندری

یہ تہا لبک قصد شہ نامور
کیا خوب شاہ سکندر نے گشت
گیا جس طرف شاہ کشور کشا
ملاقات مجھسے کرو آن کر
بہت قطع کی راہ پست و بلند
پھرا ہفت اقلیم مین بادشاہ
کنارہ تہا عالم کا یعنے جہان
کرے جو کوئی نوش چشمہ کا آب
سپاہ عدد و سو نر سے دو ہزار
خضر سے یہی ظلمات تہا رہنما
عیان گر کرون دوسرے لعل کو
رکہا دوسرے لعل کو اپنی پاس
دو روز و دو شب تہے ہیم رہ سپر
سنی پہ کسی نے نہ ہرگز صدا
اندہیرے مین سرگشتہ تہا شہریار

بہت دیکھے معمورہ و کوہ و دشت
یہی وانکے فرمانروا کو لکہا
کہ مطلق کسیکو نہ پہونچے ضرر
کئی جا ہوئی شہ کو بیم و گزند
کہ تہا یاور اقبال و فضل آلہ
کیا مردمان نے یہ آکر بیان
تو عمر ابد سے ہو وہ کامیاب
لئے ساتھ اپنے دلاور سوار
خضر سے شہ نامور نے کہا
تو پھر بار دو کر دم گر زندہ ہو
ہوا کر یہ دم وار سے بے ہراس
سوم روز آیا دو راہا نظر
خضر پھر کے سوے چشمہ تنہا گیا
یکایک ہوئی روشنی آشکار

ہر اک ملک و تغو مین ہر شہر مین
کہ ہرگز نہین مجکو آہنگ رزم
بہت شاہ حاضر ہوئے پیش شاہ
تبہ شہ کا لشکر ہوا بیشتر
جو طے کرچکا سب بہ خشک و تر
پس کوہ ظلمات ہی بے بسر
شہ نامور نے سنی جب یہ بات
سرانجام چل روز کا توشہ کر
مرے پاس دو لعل ہین اے خضر
دیا خضر کو لعل انجام کار
خضر رہنمائی کنان پیش پیش
جدا ہو گئے خضر سے ناگہان
وہان جا کے آب بقا نوش کر
پھر اس تنہ مین ظلمت نمایان ہوئی

کہ سیر جہان کیجئے سر بسر
کیا سکہ اپنا روان دہر مین
ہر اک سے کئے صلح صلاح کا عزم
جو کوئی نہ آیا ہوا وہ تباہ
عجائب غرائب بہی آئے نظر
تو پہونچا وہان خسرو نامور
وہان چشمہ ہے اے شہ نامور
کیا پھر وہین قصد آب حیات
روانہ ہوا خسرو نامور
کہ ہو ایک سے روشنی جلوہ گر
کہ اک نور جس سے ہوا آشکار
عقب اوسکے تہا شاہ فرخندہ کیش
پکارا بہت خضر نے گرچہ وان
پھر آیا سو لشکر مین شہ خضر بی
بہت خاطر شہ پریشان ہوئی

کہین راہ مین اک سیہ کوہ تھا
سیہ کوہ سے وان یہ آئی صدا
کہ افتادہ ہین سنگریزے جو یان
نہ لیوین تو پچتاوین پھر مو ہان

اور اون کو اوٹھا دیوی کوئی اگر
تو وہ بھی پشیمان ہو بیشتر
کسینے لئے سنگریزے اوٹھا
کسینے کہا دل مین کیا فائدہ

پھر آآٹھ دن شاہ لیکن کہین
ملا چشمۂ آب حیوان نہین
ہوا سخت حیران وعاجز کمال
لگا کہنے تب شاہ فرخ خصال

نہین چاہیے مجکو اب بیٹھنا
رہائی ہو ظلمت سے اب یا خدا
نوین دن ہوئی روشنائی عیان
ہوئے شاد وخرم دل مردمان

سو سنگریزہ پڑی جب نظر
تو یاقوت وگوہر تھے وہ سربسر
لگے کہنے ہوکر پشیمان بہم
کہ افسوس ہمنے اوٹھائے یہ کم

رہے تھے جو محروم بولے وہ یون
کہ ایوائے ہمنے اوٹھائے نہ کیون
جب اوس روشنی مین گئی بیشتر
تب اک شہر آباد آیا نظر

ہوئے ساکن شہر حیران تمام
لگے کہنے یون مردم خاص وعام
کہ ابتک یارب ہوا نہ نہار
کبھی فوج بیگانہ کا یان گزار

یہان آئی کس راہ سے یہ سپاہ
یہ کہکر بزرگان گئے پیش شاہ
غرض شرط خدمت کی لا کر بجا
لگے کرنے یکسر دعا و ثنا

کہ رونق ہوئی تیرے آنیسے یہان
جہان مین تو رہ جبتلک ہے جہان
لگا کہنے یون شاہ کشورکشا
عجائب ہے اس شہر مین چیز کیا

وہ بولے کہا اے شاہ فیروز بخت
عجائب ہین اس شہر مین دو درخت
کہین عالم غیب کی سب خبر
اور احوال آئندہ کا سربسر

سمجھتا نہین کوئی اونکی زبان
وے جو خردمند عالم ہین یہان
وہ سمجھین درختون کی آواز کو
کرین آشکارا وہین راز کو

وہ دونون جو ہین برگزیدہ شجر
ہے اونمین سے ایک مادہ اور ایک نر
سخنور سحر سے ہو تا لب شام
جو مادہ ہے کرتا ہے شب کو کلام

یہ سنکر طلب کرکے دانائے شہر
گیا وان سکندر شہنشاہ دہر
درختون سے جاکر سنی یہ صدا
سکندر نے دانا سے پھر یون کہا

تو اس راز کو مجھسے کر آشکار
وہ بولا کہ کہتے ہین ای باصفا
کہ ہے یہ سکندر شہ نامور
پھرا گرد عالم بصد کر و فر

وے چاردہ سال با تاج و تخت
رہا اس جہان مین یہ فیروز بخت
کرے پھر سفر سوی ملک بقا
ہوا پر الم سنکے فرمان روا

لگا کہنے دلمین کہ زیر فلک
ہوئے منقضی دس برس آجتک
کہ مجکو میسر ہے تخت شہی
کرون چار سال اور فرمانبری

ہوا شاہ حیرت سے گریہ کنان
یہ عالم سے کہنے لگا بعد ازان
کہ پوچھ ان درختون سے اور یہین
کہ پہونچون گا لشکر مین اب یا نہین

جو پوچھا تو وان سے یہ آیا جواب
فلان راہ سے جاکے پہونچے شتاب
وے میل سیر جہان اب نکر
بس اک گوشے مین زندگی کر بسر

کہ باقی رہی عمر کمتر شہا
شب و روز کر دل سے یاد خدا
سنا تھا جو عالم نے وہ سربسر
کیا عرض پیش شہ نامور

سکندر یہ بولا کہ اے ہوشیار
یہ دل مین تمنا ہے اب ایکبار
کہ اقلیم مین روم کی جائیے
غرض جاکے وان ماںکو دیکھ آئیے

خردمند نے مدعا شاہ کا
درختون سے یکدست ظاہر کیا
یہ آواز آئی کہ اے شہریار
نہووے گذر روم مین زینہار

نہ خویشون کو دیکھے نہ مادر کو تو
بر آوے نہ زنہار یہ آرزو
کہان کے تو کشور مین پاوے وفات
ہوا سنکے غمگین شہ نیکذات

بتائی جو تھی اون درختون نے راہ
روانہ ہوا اسطرف کو وہ شاہ
جو اک شہر مین جاکے پہونچا وہان
تو باشندۂ شہر آئے وہان

حضور سکندر ہوے دادخواہ
لگے کہنے اے شاہ گیتی پناہ
وہ دیوان ہین یاجوج ماجوج نام
کہ سخت اونسی عاجز ہین مردم تمام

وہ ہر سال لاتی ہین لشکر ادہر
بہت اونسی پہونچے ہے ہم کو ضرر
بزرگ و گدا مردم ہین انکی خوراک
غرض اک جہان کو کرین ہین ہلاک

سکندر نے پوچھا کہ صورت ہے کیا | بیان مردمان نے یہ قصے سے کیا
زبان تیز دندان مثل گراز | قد اون کا ہے جون پل مینی دراز
جو سووین تو اک گوش بستر کرین | وہ گوش دگر سر پہ چادر کرین
یہ کہکر لگے کہنے اے بادشاہ | تو شاہِ جہان ہے بفضلِ الٰہ
کہ تا پاوین ہم اس بلا سے نجات | ہماری رہائی ہے اب تیری ذات
یہ سنکر ہوا وان اقامت پذیر | سکندر جہاندار آفاق گیر
بنا ایک دیوار کھینچے بلند | کہ ہو راہ یاجوج ماجوج بند
بنے ہر دو سو سد اک استوار | فراہم تھے کاریگران دیار
وہ سدِ سکندر بنا جب ہوئی | خلائق کو آسودگی تب ہوئی
شتابی سی خاقان کیا پیشوا | زر و مال و نعمت بہت لیگیا
جو یونان مین پہونچا شہ ملک گیر | کئی دن ہوا وان اقامت پذیر
حکومت تھی اک شخص کی سند مین | کہ تھا فور کا جانشین ہند مین
نہ ہرگز ہوا وان توقف کنان | یمن سے ہوا سوے بابل روان
بیابان مین تھا اک کوہ بلند | وہان جب گیا وہ شہ ارجمند
سوا اسکے تھے کان دو نون کلان | پکڑ لائے اوسکو وہین مردمان
لگا کہنے وہ پیشِ شاہ جہان | کہ اک شہر کہنہ ہے نزدیک یان
شہنشاہ کیخسرو خوش سیر | وہ افراسیاب شہ نامور
کھینچی اونکی صورت ہے دیوار پر | یہ سنکر لگا پوچھنے تاجور
کہ ہین مردم آبی آتے یہان | دولاتے ہین ہر صبحدم ماہیان
وہ رہتی ہین پانی مین لیل و نہار | ولے روز آتے ہین یان ایک بار
حضور شہنشاہ گیتی نورد | گرفتار آئے وہ ہوشیار مرد
سکندر نے کی مہربانی کمال | دیا اون کو از روے افضال مال
یہ کیخسرو نامور کا ہے شہر | کہ محکوم تھے جسکے شاہان دہر
عمارت کو مسمار نہ کیا | در و لعل و گنجینہ زر لیا
وہ جمجاہ پہر واں سے آگے چلا | وہان اوسکو گم کردہ لشکر ملا

کہ جون چہرہ ماہ تابان ہے وہ | دراز اون کے یکسر نکیلے ہین مو
دو چشم اونکی ہین [illegible] | سراپا ہے جیسے کہ جام خون
کرے کوئی کس طرح اون کا شمار | کہ جتنی ہے ہر مادہ بچے ہزار
تو بیچارگان کا ہوا اب چارہ گر | بتاے خدا کوئی تدبیر کر
وگرنہ ہم اس شہر کو چھوڑ کر | چلین ہمرہ خسرو نامور
حکیمون سے تدبیر پوچھی ذہین | وہ بولے کہ اے شاہ روے زمین
بیان کچھ آہنگران سخت کوش | کرین صرف آلات سب سخت جوش
دیا بیچ تک پھر کوہ کو ... | ہوئی بند یاجوج کی رہگذر
پھر اوس شہر مین شاہِ روے زمین | روان ہوکے پہونچا سو ملک چین
کئی دن رکھا شاہ کو اپنے گھر | روانہ ہوا واں سے وہ تاجور
پھر آیا سو سندھ شاہِ جہان | گیا پیشوا سندھ کا حکمران
بہت پیشکش مال اوس نے کیا | لب جوے یمن پھر سکندر گیا
ہوا دشتِ بابل سے پھر خیمہ زن | وہان بھی نہ ٹھہرا وہ شاہ زمن
کوئی مرد اک پیر آیا نظر | سفید اونکے تھے تن پہ سب موے سر
سکندر نے اوس شخص سے یون کہا | بیان کر حقیقت یہانکی ذرا
عجائب ہین الوان رنگ بہا | کہ ہر ایک مکان مین ہے نقش و نگار
ولایت ستان رستم پہلوان | سوا انکے کیا ہے جو نام آوران
کہ وہ شہر آباد ہے یا نہین | یہ پاسخ وہ لایا زبان پر نہین
بچاتے ہین اس شہر مین آنکر | اوسے کہاکے جاتے ہین بس نعرہ تر
سکندر نے بھیجے سوار دلیر | کرین تا کسیطرح انکو اسیر
وہ تھے سالخوردہ و ہشیار تھے | حقیقت سے وانکی خبردار تھے
کہا یہ کہ ماجرا اس شہر کا | وہ بولے کہ اے شاہ کشورکشا
کہ ہر مکان گنج زر ہے نہان | یہ سنکر شہنشاہ نے جاکے وان
لگا اس قدر ہاتھ اسباب مال | کہ تھا برتر از وہم و فہم و خیال
سکندر نے دست کرم وا کیا | کیا گنج لشکر کو یکسر عطا

وفات یافتن سکندر بادشاہ

سکندر جہانگیر گیتی فروز
کہ پیش درختاں گیا تھا جو صبح
کروں بعد ازاں سے جہاں سے گذر
ہاں زیست ہیں باقی اب یکسال
شہنشاہ فرزند رکھتا نہ تھا
دیے کیجیے اونسبکو ہلاک
ارسطو نے پڑھکر لکھا یہ جواب
تو ہر ایک کو ملک تقسیم کر
ارادہ نہ کوئی کرے رزم کا
جداگانہ ہر اک کو سلطان کیا
نہ باہم کریں قصد کین و فساد
ہوا بعد ازاں ناگہاں کسلمند
وزیروں کو اپنے دم واپسیں
بٹھانا اوسی روم کے تخت پر
کیانی ملکزادے کو دیکھو
سپاہ و حکیم و امیر و وزیر
نہیں چارہ والی سرای سپنج

یہ آئی تھی مجکو ندا دانسی تب
کہ ہووے خلل بزم سے دور تر
قرین ہے دولت کا میری زوال
یہ ناچار شہ نے ارادہ کیا
کہ فتنے سے عالم رہے صاف و پاک
کرائے تاجدار ثریا جناب
کہ تا ملک میں اپنے شام و سحر
رہے بے خلل روم ہیچ بسا
پھر اک عہدنامہ رقم واں کیا
رہیں ملک میں اپنے آباد و شاد
جہاندار اسکندر ارجمند
یہ بولا شہنشاہ روئے زمیں
اجل آئی ہے مت جھیڑنا اودم
اوسے بادشہ روم کا کیجیو
ہوئے نوحہ گر سب صغیر و کبیر
نہیں ہے وفادار اورنگ گنج
سکندر کی آخر ہوئی داستان

اگر شاہی کروں چار صد سال میں
گئے سینتروہ سال ابتک گذر
حضور شہنشاہ عالم نشان
کہ قبضے میں ہیں شہزادہ ہائے کیان
سکندر کو جو تھی کہ مرگ و زہتا
مناسب نہیں قتل شہزادگان
رہے ہر سپہدار مشغول کار
کیا ملک تقسیم شہ نے تمام
کہ جسکو ملا ملک اب جسقدر
ہوئے بادشہ نامداران تمام
ہوا جبکہ بیمار شاہ جہاں
کہ ہے حاملہ اندنوں روشنک
تولد ہو گر دختر نازنین
یہ کہکر ہوا رہ نورد عدم
بہت گریہ و شور و نالہ کیا
گدا یا شہنشاہ عالی تبار
اب آتا ہوں میں سوئے اشکانیاں

لگا کہنے اس طرح ابکروز
رہوں شاد باجاہ و اقبال میں
رہا دہر میں خوش بگنج و گہر
بہت تھی ملکزادہ ہائے کیان
کریں آپکو بادشاہ جہاں
ارسطوی دانا کو یکسر لکھا
اونھیں لطف و شفقت سے کر شادماں
نہ ہنگامہ برپا رہے ز نہار
دیا لکھ کے فرمان ہر اک کے نام
رہے ہر ولایت کا تابع ہر اک نامور
ملوک طوائف رکھا اونکا نام
ارسطوی دانا ہی آیا وہاں
جو پیدا پسر ہو تو بے شبہ و شک
تو پھر اوسکو بطریق آئین و دین
سکندر جہاندار انجم حشم
چہل روز ماتم رہا شاہ کا
جہاں میں دائم رہے ز نہار

ذکر سلطنت اشکانیاں

ملکزادہ ہائے خجستہ نہاد
سکندر نے اونکو دیا ملک جسے
کہیں اونکو اشکانیاں خاص و عام
لکھے ہیں کہ جو تمام اشکانیاں
کہ یعنی دو صد سال یا تاج و تخت
کیا اونکو ساسانیوں نے تباہ

لگے رہنے واں بادشاہان
ملوک طوائف یہی ہے اونکا نام
نہیں ہے تواریخ میں کچھ بیان
رہے اس جہاں میں وہ فیروز بخت
لیا چھین اورنگ و تاج و کلاہ

رکھا سر پہ ہر اک نے تاج شہی
وے پیر مرد خجستہ نہاد
سنا احوال ہرگز سنا جنگ کا
پھر اقبال کا اونکے آیا زوال
ہوئے مالک ملک ساسانیاں

کہ تخم کیان سے تھی جنکی نژاد
ہوئے جلوہ گر وہ یہ تخت شہی
سخن سنج فردوسی پاکزاد
بس اتنا ہی شہنامے میں ہے لکھا
نہ ہرگز ہوا تخت ملک مال
کرو آگے احوال اونکا بیاں

داستان بیان احوال ساسانیان و ولادت اردشیر بابکان فرزند ساسان

کوئی پور دارا تھا ساسان نام / پرستارزادہ تھا ساسان نام
سکندر ہوا گرم پیکار جب / جہاندار دارا ہوا کشتہ جب
گریزاں سوے ہندوستاں ہوا / بہت غل میں اپنے ہراساں ہوا
وہانسے بھاگے سوئے کابل رواں / گیا شہر کابل میں پیش شبان
وہ از بسکہ مسکین و بیچارہ تھا / شبان نے اوسے در پہ چاکر رکھا
چرانے لگا بکریاں ہر سحر / لگا کرنے اوقات ساسان بسر
سپہدار کابل شہ نامدار / جوانمرد بابک خجستہ شعار
بہنگام شب دیکھتا کیا ہے خواب / کہ اک مرد ذیشان عالی جناب
خوشی سے ہی پیلوں پہ ہے سوار / یہ کہتا ہے شب کو کہ اے شہریار
مبارک ہو اورنگ شاہنشہی / ہمایوں تجھے تاج فرماندہی
لگا پوچھنے بابک ہوشیار / یہ کہتا ہے کیا نام اے نامدار
اوسے مرد مانے یہ پاسخ دیا / کہ ساسان ہے نام اس جوانمرد کا
دگر روز پھر خواب آیا نظر / کہ آتش ہے افروختہ سربسر
وہی شخص کہتا ہے سب سے کہ ہاں / کرو آکے آتش پرستی یہاں
کہ یہ سب بزرگوں کا آئین ہے / یہی اپنی رسم رہ و دین ہے
یہ سنکر زردی نشاط و طرب / ہوئے گرم آتش پرستی وہ سب
سپہدار بابک نے پھر یہ کہا / کہ ہے اس جوانمرد کا نام کیا
لگے کہنے مردم کہ ساسان ہے نام / لگا پوچھنے پھر شہ ذوالکرام
کہ سکتا کوئی یہ جواں ہے کہاں / وہ بولے کہ کابل میں پیش شبان
ہوا قصہ کوتاہ بیدار جب / کیا شاہ بابک نے اوسکو طلب
شبان کے جو ہمراہ ساسان گیا / تو ساسان کو پہچان شہ نے لیا
یہ خلوت میں بولا شہ ذوالکرام / تری ذات کیا ہے ترا کیا ہے نام
خطر سے نہ ساسان نے پاسخ دیا / لبوں کو نہ ہرگز دہاں وا کیا
لگا کہنے بابک کہ تو نہ ڈر یہاں / نہ اندیشہ کو راہ دے اے جواں
نکوئی گزند نہیں ترے ساتھ اب / تو اظہار کر مجھ سے احوال سب
وہ بولا کہ دارا کا ہوں میں پسر / مرا نام ساسان ہے اے نامور
جو نام و نژاد آشکارا کیا / تو بابک نے لطف و مدارا کیا
اوسے اپنی دخت بہ بہرہ دی / کیا کتخدا اوسکو با صد خوشی
ہوئی حاملہ دختر سیمبر / ہوا اوس سے پیدا پریوش پسر
ہوا شاہ بابک بہت شادکام / رکھا بابکان اردشیر اوسکا نام
قضا آئی ساسان کی ناگہاں / ہوا سوئے ملک عدم وہ رواں
جوان طفل پاکیزہ پیکر ہوا / خردمند دانا و دلاور ہوا
سپہدار بابک نے با صد طرب / ہنرہائے شاہانہ سکھلائے سب
شہ ملک رے ایک تھا اردوان / خبر اوسکو پہونچی کہ اک ہے جوان
دلیر و قوی نام ہے اردشیر / کہ دارا کی ہے نسل سے وہ دلیر
اقامت گزیں شہر کابل میں ہے / ہوا اسکے مشتاق سلطان رے
سپہدار بابک کو اوسنے لکھا / کہ ہوں اشتیاق اوسکے دیدار کا
یہاں بھیجدے تو جوان نامور / کروں تربیت اوسکی [illegible]
خداوند غفار ہے درمیان / کہ میں دوست انکو رکھوں شادمان
جو بابک نے یہ نامہ اوسکا پڑھا / سوئے رے جواں کو روانہ کیا
لکھا یوں کہ اے نامدار جہاں / وہ بھیجو کہ ہو لائق خسرواں
تو رکھا اوسے شہ نے دل ارجمند / کسی طرح اوسکو نہ پہونچے گزند
گیا جب وہاں اردشیر جوان / تو شاداں ہوا دیکھکر اردوان
رکھا اوسکو ممتاز مثل پسر / لگا کرنے الطاف شام و سحر
شہ اردوان کے پسر تھے چار / وہ جاتا تھا ساتھ انکے بہر شکار
شکار ایک مارا جوان نے وہاں / تو بس دوہیں پہنچا شہ اردوان

یہ بولا کہ میں نے یہ ملا آشکار
خیانت لگا کرنے وہ آشکار

تو حامی ہوا اپنے فرزند کا
ہوا اوس جوان پر نہایت خفا

بصد رنج و اندوہ و غم ناگزیر
طویلے میں رہنی لگا اردشیر

گل گلشن حسن گلنار نام
حوالے تھا اوسکے خزانہ تمام

گئی وقت شب پیش مرد جوان
کیا ماجرا عشق کا سب بیاں

بہت احتراز اوس جوان نے کیا
دے باز آئی نہ وہ دلربا

ہوا اوس سے ہمخواب انجام کار
برآئی مراد دل بیقرار

لگی کہنے اک دن کہ ای نامجو
مجھے یانسے لیکر گریزندہ ہو

ہوا دیکھکر شاد وہ نامدار
وہ اسپ صبا گام پر ہو سوار

سحر اردوان نے سنی جب خبر
ہوا دلمیں اندوہگیں بیشتر

شتابندہ ہو مثل باد سحر
گریزندہ پہونچے تھی اک چشمہ پر

نمایاں ہوئی غیب سے مرد دو
یہ بولے توقف نہ یاں تم کرو

یہ سنکر ہوئے جلد وانسے رواں
گئے سوی اصطخر پارس دواں

کہ ٹھہری تہی یاں مع سوار آنکر
رواں اس مکاں سے ہوئے بیشتر

فرود آئے ناچار اوس چشمہ پر
باندوہ و غم آگئی واں بسر

ہوا اردوان سخت اندوہگین
یہ اختر شناسوں سے پوچھا وہیں

شہنشاہ عالم ہوا کرو فر
تجھے ہاتھ سے اوسکی پہونچیگی خطر

سپہدار بہمن تھا یوز کلاں
کیا سوے اصطخر اوسکو روا

سپہدار اصطخر کو ناگہاں
ہوئی خواب میں بشارت سحر

جوانمرد کا نام ہے اردشیر
سزاوار دیہیم و زرین سپر

تو لا شتر خدمت بجا ہر سحر
بہت اوسکی تعظیم و تکریم کر

کہ اس نام کا اک دلاور جواں
غریبانہ آیا ہے رے سے یہاں

خدا نے دیا اوسکو نیروی بخت
نصیب اوسکی ایرانکا ہے تاج و تخت

مرا مہرا اقامت گزیں تھا جواب
بتایا تھا ہر اک کو نام و نشاں

منادی جو القصہ پہونچا وان
بتایا ہر اک نے نشان جواں

غرض صحبت باہم ہوئی بیشتر
کہیں اردوان نے یہ پائی خبر

کیا میر آخور اسپاں اوسے
کیا سخت بیحد و حیران اوسکو

پرستار رکھتا تھا اک اردواں
بہت نازنین تھی پسر نوجواں

نظر اوسکو آیا کہیں اردشیر
ہوئی دام الفت میں اوسکی اسیر

بصد شوق وہ رشک حور و پری
ہوئی اوس سے خواہاں ہمبستری

سکھنہای مکر و فریب اسقدر
وہ لائی زباں پر کہ وہ نامور

وہ گلنار اس طرح سے چند شب
حضور اوسکے آئی بعیش و طرب

یہ کہکر زر و سیم و لعل و گہر
خزانے سے لائی وہ رشک قمر

وہاں سے وہ دونوں گریزاں ہوئے
غرض مثل صرصر شتاباں ہوئے

کئی پہلوانان جنگی جوان
گئے اوسکے دنبال وہ ہیں رواں

یہ جا ہیں تھی یاں اب فرود آئے
ذرا دوپہر میں ٹھہر جائیے

سو شہر اصطخر اب جاؤ تم
وہاں آپکو جلد پہونچاؤ تم

سر چشمہ جب اردوان کے سوار
گئے تب یہ اونکو ہوا آشکار

ہوئے تھی جو درماندہ وہ پہلوان
نہ طاقت تھی اونکو کہ ہوویں دواں

گئے صبحدم پھر سوار دواں
کیا جاکے احوال یکسر بیاں

کرے ہیں کس طرح طالع اردشیر
وہ بولے کہ شاید یہ مرد دلیر

اگر منقطع ہے تری نسل کو
ہوا سنکے غمگیں بہت نامجو

کہ ہونے نہ پاوے قوی اردشیر
شتاب اوسکو لے آؤ کرکے اسیر

ہوا اوروا اک مرد فرخ نہاد
دلیر و جوانمرد دارا نژاد

اگر ہو ملک ایران میں فرماندہی
نصیب اوسکے ہے تخت و تاج شہی

ہوا خواب سے صبح بیدار جب
منادی یہ کی شہر میں اسقدر

خبر اوسکی پہونچاؤ ہمکو شتاب
کہ اوترا کہاں ہے وہ عالیجناب

کریں اوسکی توقیر و تعظیم ہم
اطاعت گزیں خلق ہو یکقلم

وہاں جسقدر تھے صغیر و کبیر
ہوئے تھے تمام اوسکے فرماں پذیر

خبر سے کہی جاکے حاکم سے جب
وہ آیا حضور اوسکے باصد طرب

جوانمرد کو اپنے گھر لے گیا ۔ بہت عز و اکرام اوسکا کیا
بزرگان اصطخ کو کر طلب ۔ کہا یوں کہ طاعت کرو اسکی [illegible]

وہ بولے دل و جان سے حاضر ہیں ہم ۔ کریں اسکی فرمابرق
پھر اردشیر جوان سے کہا ۔ کہ جاکر ہیں ہم تجھے فرمانروا

جدہر چاہے عالم ہوا بادشاہ ۔ پئے جانفشانی ہے حاضر سپاہ
[illegible] ۔ بہت اوسنے شاداں ہوا اردشیر

جلوس اردشیر بابکان بن ساسان بر تخت سلطنت اصطخر

ہوے جب رضامند سب وہاں ۔ کہ ہو بادشہ اردشیر جواں
مہیا کیا ایک زرین سریر ۔ کہ اوس پر ہوا جلوہ گر اردشیر

رکھا سر پہ دیہیم گوہر نگار ۔ کمر بستہ حاضر تھے سب نامدار
ہوا خطبہ و سکہ شہ رواں ۔ یہ ٹھہرا وہاں مشورہ بعد ازاں

سو ملک ری کھینچے اب سپاہ ۔ وہاں کیجیے اردواں کو تباہ
شہ اردواں کو جو پہونچی شکست ۔ تو فرمانروایاں ہر جا ہوں پست

نہ لائے کوئی پھر ذرا تاب جنگ ۔ تصرف ہو سب ملک میں بیدرنگ
پھراتے میں پہونچی یہ اوسکو خبر ۔ کہ بہمن شہ اردواں کا پسر

ادہر لیکے آتا ہے فوج گراں ۔ ارادہ ہے فاسد سے بیگماں
یہ سنکر وہیں لیکے جنگی سپاہ ۔ رواں سوے بہمن ہوا بادشاہ

ادہر سے تباک ایک گرد دلیر ۔ سپہ لیکے آیا سوے اردشیر
اوسے عہدنامہ دیا شاہ کا ۔ ادہر دل سے وہ پہلواں ملگیا

صف آرا ہوئی جب سپہ دو بدو ۔ نہ کوئی ہوا شاہ سے رزم جو
دلاور تباک اور یکسر سپاہ ۔ ہوئی شامل لشکر بادشاہ

یہ بہمن کو جسوقت پہونچی خبر ۔ تو غمگین ہوا بہت نامور
لکھا اردواں کو یہ احوال سب ۔ کیا پہر امداد لشکر طلب

شتاباں ہوا بہر پیکار زار ۔ سو لشکر شاہ عالی وقار
تباک دلاور بفرمان شاہ ۔ مقابل ہوا اوسکے لیکر سپاہ

ہوئی گرم کین جبکہ فوج تباک ۔ ہوئی بیشتر فوج بہمن ہلاک
خدنگ ایک ناگاہ آکر لگا ۔ کہ بہمن کو میدان میں زخمی کیا

پھرا اوسکی سپہ اور سران سپاہ ۔ ہوے چاکر شاہ گیتی پناہ
اوٹھیں خیمے مع اموال سامان کیا ۔ زر و سیم و گنج و جواہر دیا

جہاندار عازم ہوا بعد ازاں ۔ سوے شہر ری با سپاہ گراں
شہ اردواں جمع کرکے سپاہ ۔ ہوا لشکر شاہ سے کینہ خواہ

جوانان جنگی و مردان مرد ۔ رہے تا چہل روز گرم نبرد
لگی چلنے پھر باد صرصر وہاں ۔ بسوی رخ لشکر اردواں

ہوا یار بخت شہ ارجمند ۔ غرض جنگجویان فیروزمند
ہوے حملہ آور سواران وہاں ۔ کئے قتل گرداں جنگ آوراں

سپہ اردوانکی گریزاں ہوئی ۔ خراب و تباہ و پریشاں ہوئی
شہ اردواں زندہ آیا اسیر ۔ نہ لشکر رہا اور نہ تاج و سریر

ولیکن بحکم شہ کامگار ۔ ہوا کشتۂ تیغ زہر آبدار
پسر چار اوسکے کہ تھے نامجو ۔ سپہدار و جنگ آور و کینہ جو

ہوے وہ گرفتار آور وہ واں ۔ گریزاں ہوے سوے ہندوستاں
مظفر ہوا خسرو ذو الکرام ۔ مسخر کیا ملک ایران تمام

بیان نام ساسانیاں و بالاجمال ذکر سلطنت آنہا

جہاں میں نصیب ہوا اردشیر ۔ چہل سال تھا تاج زرین سریر
ہوا ملک ایران کا پھر تاجور ۔ سپہدار شاپور اوس کا پسر

رہا سی دو سال فرمانروا
پسر تھا وہ سلطان شاپور کا
پسر شاہ بہرام کا بعد ازاں
ازاں بعد بہرام فرخ جواں
ہوا بعد ازاں نرسی اوسکا پسر
پھر اوسکا پسر اورمزد دلیر
ازاں بعد شاپور اورمزد نام
پھر اک بھائی سلطان شاپور کا
پسر شاہ شاپور کا بعد ازاں
ہوا پور شاپور پھر بادشاہ
پھر اوسکا پسر یزدگرد جواں
ہوا بادشہ پھر جو بہرام گور
پھر اوسکا پسر یزدگرد جواں
دو سال اوسنے کی سلطنت بعد ازاں
رہا یازدہ سال وہ حکمراں
ہوا مسند آرائے شاہنشہی
بصد عشرت و عیش و جاہ و جلال
ہوا ملک ایران کا بادشاہ
ہوا جلوہ فرما سی تخت شہی
دلے شاہ شیرویہ کو ہفت ماہ
گرا تیکو اختر ظلم سوز
سپس دخت آزرم تا چار ماہ
ہوا مسند آرائے فرماندہی
یہ پرویز خسرو کا فرزند تھا
کیا میں نے ختم سخن اب یہاں

سیاہ وہ رعیت کو راضی رکھا
کہ یکسال و نہ ماہ حاکم رہا
ہوا مالک تخت با فر و شاں
کہ تھا یعنی وہ ابن بہرامیاں
خداوند اورنگ با کر و فر
ہوا مالک ملک تاج و سریر
جہاں جسکی انصاف سے شاد کام
شمار دشیر نکوکار تھا
کہ شاپور تھا نام مرد جواں
جہاندار بہرام با عز و جاہ
ہوا مسند آرا بصد فر و شاں
خداوند تخت خداوند زور
اٹھارہ برس تک رہا حکمراں
برادر ہوا شاہ کا حکمراں
ہوا بادشہ پھر بلاش جواں
چہل سال کی اوسنے فرماندہی
رہا مسند آرا چہل و ہشت سال
ولیکن رہا حکمراں چند ماہ
سی و ہشت سال اوسنے کی خسروی
میسر رہا تاج و تخت و کلاہ
رہا حکمراں تا بہ پنجاہ روز
میسر رہا تاج و تخت و کلاہ
نصیب اوسکے یکماہ شاہی رہی
جہاندار سلطان کشورکشا
کہ بس لکھے جنکے نام ساسانیاں

شہ اورمزد نوجواں بعد ازاں
پھر اوسکا پسر تھا جو بہرام شاہ
دلے نام اوسکا بھی بہرام شاہ
با حساب دو مہ ہوا بادشاہ
نصیب اوسکے سی نہ سال فرماندہی
بہ نہ سال حاکم رہا بعد ازاں
سر تخت بیٹھا بجاہ و جلال
ہوا زینت افزائے تخت شہی
ہوا مالک افسر و ملک و مال
جہانگیر جاندار فرخندہ بخت
سریر خلافت بجاہ و جلال
رہا شصت و سہ سال فرمانروا
ہوا بعد ازاں جانشین پدر
سپہدار سلطان فیروز نام
نصیب اوسکے تھی سلطنت چار سال
ازاں بعد کسری شہ دادگر
ازاں بعد نوشیرواں کا پسر
پھر اوسکا پسر شہ ہرمز ذوالکرام
ہوا بعد ازاں جلوہ گر تخت پر
ہوا بادشہ آخرش اردشیر
ہوا بعد سلطان توران دخت
ازاں بعد فرزند نوشیرواں
ہوا مالک مملکت بعد ازاں
غرض یزدگرد خجستہ خصال
جو شمشیرخانی میں بے نظیر تھا

ہوا رونق افزائے تخت کیاں
رہا حکمراں تا سہ سال و دو ماہ
رہا نوزدہ سال فرمانروا
دلے سلطنت اوسنے کی چار ماہ
یہ پیروی اقبال دولت کی تھی
جہاندار شاپور خورشید شاں
رہا زیب اورنگ ہفتاد سال
رکھا سر پہ دہ سال تاج شہی
نصیب اوسکی شاہی تھی پنج سال
رہا چار دہ سال با تاج و تخت
یہ سر پر رہا اوسکو بست و دو سال
رکھا نام عدل و کرم سے سدا
دلیر و جواں ہرمز نامور
جوانمرد فرخندہ خو ذوالکرام
قباد جواں پھر بجاہ و جلال
سر تخت بیٹھا بجائے پدر
سپہدار ہرمز والا گہر
جہاندار پرویز خسرو بنام
سپہدار شیرویہ آسا پسر
رہا تخت پر چھ مہینے دلیر
وہ شش مہ رہی زیب اورنگ و تخت
شہ فرخ زاد خجستہ جواں
شہ نامور یزدگرد جواں
رہا وہ بہ ہر میں حکمراں بست سال
سو وہ سب کم و کاست میں نے لکھا

خاتمۂ کتاب

سپاس خدائے جہاں آفریں
کہ نخل تمنا ہوا بارور
مراد دل منشی مستمند
غرض نظم دلکش نے پایا نظام
الٰہی شہنشاہ والا گہر
سر تاجداراں گردن فراز

ہوا گلشن آرزو تازہ تر
برآئی بزیر سپہر بلند
بخوبی ہوا شاہنامہ تمام
کہ یہ نامہ جسکے ہوا نام پر
جہاندار عادل رعیت نواز

ہوئی مشکل آسان ہوا شاد دل
ہوا گوہر کامرانی نصیب
نہیں ہے کسیکو ثبات و قرار
خرد پرور قدردان سخن
ابو نصر اکبر خدیو زماں

برآرندۂ آسمان و زمین
ہوا بند محنت سے آزاد دل
ہوئی بہجت شادمانی نصیب
یہ نامہ رہے یادگار
شہا مہر بادشاہ زمن
جہانمیں رہی جب تلک ہے جہاں

تمام شد

قصہ طوطا مینا

یہ وہی مشہور اور پُرلطف قصہ ہے جو ملک میں بیحد مقبول ہو چکا ہے طوطا اور مینا کے سوال جواب قابل داد ہیں علاوہ تفریح طبع کے اس کتاب کے مطالعہ سے استعداد بڑھتی ہے۔ اصلی قیمت ۱۲ر رعایتی ۸ر

گلدستہ حکایات

اس کتاب میں حکما یونان مثلاً حکیم بقراط سقراط نیز خلیفہ ہارون رشید و دیگر خلفاء بغداد کے تاریخی حالات درج ہیں جنکے مطالعہ سے عقل تیز ہوتی ہے اور قوت استعداد بڑھتی ہے اصلی قیمت ۱۰ر رعایتی ۸ر

سوانح نورجہاں بیگم

نورجہاں کے نام سے کون واقف نہیں ہے یہ وہی بیگم ہے جسکو شہنشاہ جہانگیر کے دل پر قابو حاصل تھا اس سوانح عمری میں اسکی پوری لائف موجود ہے اس شاعری پر بھی ایک مبسوط ریویو کیا گیا ہے اسکی تصویر بھی دیکھنے سے اور اس کے علاوہ رحمت تا جگنج اعتماد الدولہ وغیرہ کے نقشے بھی دئے گئے ہیں دیکھنے کے قابل کتاب ہے۔

قیمت اصلی ۸ر رعایتی ۵ر

کتب سوانح شاہان و راجگان

کتاب	قیمت
تاریخ فرشتہ اُردو کامل	معہ
سیر المتاخرین	للعہ
آئینہ اکبری	مے
طبقات اکبری	عہ
شاہنامہ فردوسی	ہے/۸
تاریخ فرخ آباد	۱۲ر
جنگ طرابلس	۱۱ر
عجائب القصص اردو	سیے/۸
قصص الانبیا کلاں	۱۲
مجموعہ واقدی	صہ/
سوانح عمری حضرت علی علیہ السلام	ے/
معارج النبوت کامل	عہ/۸
مدارج النبوت	عہ/
فردوس آسیہ	عہ/
اخبار الاخیار	۱۲ر
سفرنامہ شبلی	عہ/
صحیفۂ زریں	۵عہ
عجائب المخلوقات	سیے/

سوانح زیب النسا بیگم

خاندان تیموریہ میں زیب النسا بیگم بھی ایک ایسی مقبول خاندان گذری ہے جسکے واقعات زندگی پر ہر دل بیچین ہو جاتا ہے اسکی مکمل لائف ہے اسمیں اسکی تصویر بھی موجود ہے اور اسکی شاعری کے نمونے بھی دئے گئے ہیں محنت تالیف قابل داد ہے۔ قیمت اصلی ۸ر رعایتی ۴ر

قصہ جات

کتاب	قیمت
مذہب عشق	۴ر
شاہنامہ	۱۲ر
کلیات نظیر	۱۲ر
تفسیر سورہ یوسف	۱۰ر
یوسف زلیخا	۴ر
قصہ گل صنوبر	
داستان امیر حمزہ	عہ/
الف لیلہ ہزار مسئلہ	۸
اندرسبھا	۱۰ر
روایت بسم اللہ	۱۰ر
جورو نامہ	۰ر
انوار سہیلی	۱۲ر
بہار دانش	۱۲ر
گلزار ابراہیم	۴ر
بہرام گور	۲ر
آرائش محفل	۸ر
باغ و بہار	۶ر
قصہ چھبیلی بھٹیاری	۱۰ر
〃 شاہ روم	۱ر
〃 علی بابا	۲ر
〃 سندباد جہازی	۳ر
〃 شہزادہ قمر الزمان	۲ر
〃 کل کا گھوڑا	۲ر
〃 چراغ الہ دین	۳ر
〃 سوتے جاگتے کا	۳ر
〃 ممتاز	عہ/۸
قصص الانبیا خورد	۱۲ر

ملنے کا پتہ، شیخ غفور بخش و خواجہ بخش تاجران کتب و مالک ابوالعلائی اسٹیم پریس آگرہ